# حیات و آثارِ حضرت میاں محمد عمر چمکنی رحمۃ اللہ علیہ

(مقالہ جو ڈاکٹریٹ کیلئے پشاور یونیورسٹی کو ۱۹۷۹ء میں پیش کیا گیا)

پیش کنندہ
**محمد حنیف**
اسسٹنٹ پروفیسر
شعبۂ دینیات
اسلامیہ کالج پشاور

نگران کار
ڈاکٹر سید سعید اللہ
ایسوسی ایٹ پروفیسر
شعبۂ اسلامیات
پشاور یونیورسٹی

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَكَانُوا۟ يَتَّقُونَ ۝ لَهُمُ ٱلْبُشْرَىٰ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا

وَفِى ٱلْءَاخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَٰتِ ٱللَّهِ ذَٰلِكَ

هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ

(سورۃ یونس ۱۰-۶۴)

یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر قطعاً نہ کوئی خوف ہے اور نہ غمگین ہوں گے ۔ یہ وہ ہیں جو ایمان لائے اور پرہیزگاری اختیار کئے رہے ۔ انہی کے واسطے بشارت ہے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی ۔ اللہ کی باتیں بدلا نہیں کرتے

یہی تو بڑی کامیابی ہے ۔

## حیات و آثار حضرت میان محمد عمر چمکنی رحمۃ اللہ علیہ

( خلاصہ )

آپ کا اسم گرامی محمد عمرؒ بن ابراھیمؒ ھے ـ اور موضع چمکنی مین سکونت کی نسبت سے " میان صاحب چمکنیؒ " کے نام سے مشہور ھین ـ فرید آباد ( لاھور ) مین آپ کی پیدائش حدود ۱۰۸۳ھ / ۱۶۷۲ء مین ھوئی ـ آپ کے دادا کلاخانؒ افغانون کے مشہور قبیلہ ترکانی کے نامور سردار اور روحانی پیشوا تھے ـ مغل فرمانروا شاھجہان ( المتوفی ۱۰۸۶ھ / ۱۶۷۵ء ) کے دور مین اپنے آبائی وطن باجوڑ سے لاھور تشریف لے گئے ـ بادشاہ کو آپ کی تشریف آوری کا علم ھوا تو انتہائی عزت و احترام سے پیش آیا اور دریائے راوی کے کنارے واقع فرید آباد نامی قصبہ ان کو بطور جاگیر پیش کیا ـ

فرید آباد مین سکونت کے دوران حضرت کلاخان سادات خاندان کی ایک پاک دامن خاتون سے رشتۂ ازدواج مین منسلک ھوئے ـ انھین کے بطن سے حضرت میان محمد عمرؒ کے والد ماجد ابراھیم خان پیدا ھوئے ـ جن کو بعد مین ولایت و عرفان کا بلند مقام حاصل ھوا ـ

اسی زمانے کا واقعہ ھے کہ پشاور مین سخت قحط پڑا ـ جس کے نتیجے مین بڑے بڑے صاحب حیثیت لوگ بھی ترک وطن کرنے پر مجبور ھوگئے ـ ان تارکین مین سے ایک شخص ملک سعید خان چغہ خیل بھی تھے ـ جو موضع چمکنی سے جاکر فرید آباد مین مقیم ھوئے ـ وھان پر ابراھیم خان کے ساتھ ان کے تعلقات اتنے استوار ھوئے کہ اپنی صاحبزادی سے ان کا نکاح کردیا ـ

ابراھیم خانؒ کے ھان تین فرزند پیدا ھوئے جن مین سے حضرت میان محمد عمرؒ کو لازوال شہرت حاصل ھوئی ـ حضرت میان صاحبؒ ابھی صغیرالسن ھی تھے کہ والد ماجد

کا سایۂ شفقت سر سے اٹھ گیا ۔ قحط سالی ختم ہونے کے بعد ملک سعیدخان اپنے گاؤں چمکنی واپس آگئے ۔ آپ چمکنی میں تھے کہ آپ کے داماد فوت ہوئے ۔ جب ان کو اپنے داماد ابراهیم خان کی وفات حسرت آیات کی اطلاع ہوئی تو فوراً فرید آباد روانہ ہوئے اور اپنی صاحبزادی اور ان کے دیگر اهل خانہ کو چمکنی لے آئے اس وقت حضرت میان محمد عمرؒ کی عمر صرف سات برس تھی ۔

ملک سعیدخان نے نہایت خلوص سے ان کی پرورش کی ۔ جب سن شعور کو پہنچے تو سلوک و طریقت کی راہ پر گامزن ہوئے ۔ اپنے دور کے بڑے بڑے علماء و مشائخ سے فیض حاصل کیا ۔ ابتداء میں حضرت شیخ سعدی لاہوریؒ کے زیر تربیت رہے ۔ حضرت سعدیؒ کی وفات کے بعد ان کے جلیل القدر خلیفہ حضرت شیخ محمد یحییٰؒ ( معروف بہ حضرت جی اٹک ) کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور دینِ حنیفی کے اصول و ضوابط کے تحت فرقۂ نقشبندیہ کی اشاعت و ترویج میں ہمہ تن مصروف ہو گئے ۔

حضرت میان صاحب چمکنیؒ نہ صرف ایک پیر کامل تھے بلکہ علم و فضل کے میدان میں بھی آپ کو قابل رشک شہرت حاصل تھی ۔ آپ جامع الصفات شخصیت کے مالک تھے ۔ ایک طرف اگر عبادت و ریاضت زُهد و تقوٰی ، جود و سخا اور عجز و انکساری کے لحاظ سے آپ کا مرتبہ نہایت بلند تھا تو دوسری طرف مذهبی ، علمی ، رفاهی اور ادبی خدمات کے لحاظ سے بھی خطۂ سرحد میں بے مثال تھے ۔

آپ نے احیاء دین کے سلسلے میں هر محاذ پر لادینی قوتوں کا مقابلہ مقابلہ کیا اور زبان ، قلم اور تلوار تینوں کے ذریعے باطل پرستوں کے خلاف جہاد میں حصہ لیا معاشرہ کی اصلاح و فلاح کے لئے منظم تحریک چلائی اور اس میں اس حد تک کامیابی حاصل کی کہ دو سو برس گذر جانے کے باوجود آج بھی اس علاقے میں آپ کی تعلیمات کے اثرات

موجود ھین -

آپ مادرزاد ولی اللّٰہ تھے اور استفادہ کے لحاظ سے ایسی تھے - جلال و جمال کی صفات سے آراستہ و پیراستہ تھے - آپ کے فیوض و برکات کا دائرہ بہت وسیع تھا - آپ کے مریدین و خلفاء کی تعداد بے شمار تھی یہان تک کہ بادشاہ وقت احمدشاہ درانیؒ ، ان کے صاحبزادے اور تقریباً تمام امراء و وزراء آپ کے حلقہ بگوش خدام مین شامل تھے -

خداوند تعالیٰ نے نہایت بابرکت زندگی عطا فرمائی تھی - ارشاد و ھدایت اور درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کے کام مین بھی مصروف رہتے اور " المعالی" اور " شمس الھدیٰ " جیسی معرکۃ الآراء کتابون کے علاوہ ظواھر السرائر" توضیح المعانی ، اللآلی ، شمائل نبوی اور د پشتو نسب نامہ ( پٹھانون کا نسب نامہ ) لکھ کر علمی میدان مین بھی گرانقدر خدمات انجام دین -

آپ کی اولاد انتہائی نیک تھی - آپ کے دونون صاحبزادے ---- محمدیؒ اور احمدیؒ ---- علم و عرفان مین درجۂ کمال پر فائز تھے اور اپنے دور کے مشہور و معروف اور باأثر روحانی رہنما تھے -

حضرت میان صاحب چمکنیؒ نے تقریباً سو برس تک یہان کی فضاء کو اپنے انوار سے منور رکھا مگر بمقتضائے " کُلّ نفسٍ ذائقۃُ الموت " بالآخر ۱۱۹۰ھ - ۱۷۷۶ء مین جام وصال نوش فرمایا - انا للّٰہ وانّا الیہ راجعون -

آپ کا مزار موضع چمکنی ( پشاور ) مین واقع ھے اور مرجع خاص و عام ھے -

*******

مُحکم په شریعت وهٔ — د نبي په طریقت وهٔ

حق گوي وهٔ وهر چاته — هم بادشاه ته هم گدا ته

مدار په دهٔ وهٔ عام — وهٔ ژوندي په دهٔ اِسلام

داعي دَيْ د هر چاوهٔ — دین په دهٔ باندرنړا وهٔ

عالِم عامِل عادِل وهٔ — هم کامِل هم مکمِّل وهٔ

مئین وهٔ په نیکانو — بیخ وښکونکی د بدانو

رنړا په خپل زمان وهٔ — غز ئې تللئ په جهان وهٔ

دَيْ ښبتن د نیک اِرشاد وهٔ

رب پرِ کړیٔ عظیم داد وهٔ

قیل و قال ئې باصواب وهٔ

د دهٔ مثل بل نایاب وهٔ

( نورالبیان از شیخ نورمحمّد قریشی ( قلمی ) ورق ۷۲ )

فہرست

******

| مضامین | | صفحات |
|---|---|---|

********

## تمہید

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرّحیم
رَبّ یسّر ولا تعسّر وَ تمّم بالخیر

تاریخ اقوام کی ورق گردانی سے پتہ چلتا ھے کہ ھر قوم اپنے اسلاف کے کردار کو اپنے لئے سرمایہ ٔ فخر سمجھتی ھے اور ھر زندہ قوم کے افراد اور ھر مذھب کے پیروکاروں کی یہ تمنا ھوتی ھے کہ وہ اپنے اسلاف کے کارھائے نمایاں کو منظر عام پر لائیں تاکہ قوم ان کے نقشِ قدم پر چل کر شاھراہِ زندگی پر کامیابی کے ساتھ گامزن ھوسکے -

حق کے علمبردار کون تھے اور باطل کا ساتھ کس نے دیا - یہ بات ان حضرات کی تعلیمات کے آئینہ میں صاف دکھائی دیتی ھے اور اھل تمیز ان کی شخصیت کی اصل ~~حقیقت~~ قدر و قیمت کا اندازہ اسی آئینے میں دیکھ کر لگا لیتے ھیں -

علماء کرام کا کہنا ھے کہ سُنّتِ رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی عظمت و تاثیر کی ایک بڑی علامت یہ ھے کہ جو شخص اس کے جتنا قریب ھوا اتنا ھی زندہ جاوید ھوجاتا ھے - اس قول کی حقانیت کا بین ثبوت یہ ھے کہ آج ھم دیکھتے ھیں کہ لوگوں کے اذھان و قلوب سے بڑے بڑے صاحبان تاج و تخت سلاطین اور جاہ و جلال والے عظیم فاتحین کے نام محو ھوچکے ھیں مگر ان کے مقابلے میں کتنے ھی بوریانشین ، گدڑی پوش روحانیت کے علمبردار عاشقانِ رسول ایسے ھیں جن کا نام و کام صدیاں گزر جانے کے بعد آج بھی زندہ و تابندہ ھے اور تا ابد زندہ و تابندہ رھے گا -

ھر گز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت ست بر جریدہ ٔ عالم دوام ما (1)

---

(1) دیوان خواجہ شمس الدین محمد ( حافظ شیرازی ) مرتبہ ٔ پژمان بختیاری بسرمایہ ٔ کتب خانہ ٔ ابن سینا مطبوعہ چاپخانہ ٔ شرق تہران آذرماہ ۱۳۴۲ غزل ۱۲ ص ۱۲ -

ھمارے اس علاقہ سرحد مین بھی ایسے بے شمار محبانِ خدا اور عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم گزرے ھین - جن کی زندگی تادم آخر عبادت خالق تعالیٰ اور خدمتِ خلق کی خاطر وقف رھی ھے اور ان کو عمر بھر اگر غم رھا تو صرف یہ کہ بھٹکی ھوئی انسانیت کو کس طرح راہ راست پر لایا جائے - ان بندگان خدا مین سے ایک قطب الاقطاب حضرت میان محمد عمر چمکنی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی ھے جواپنے دور مین اس قافلہ راہ حق کے سالار تھے - اور تقریباً دو سو برس گزر جانے کے باوجود بھی آپ کا نام نامی یہان کی فضاؤن مین بلا برابر گونج رھا ھے - مگر افسوس کہ یہان کے تمام دیگر علماءو مشائخ کی طرح اس عظیم مردِ کامل کے احوال و آثار کو بھی کما حقہٗ جمع و مرتب کرنے کی کوئی کوشش نہین کی گئی -

میرے دل مین کافی عرصہ سے حضرت میان صاحب چمکنی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار جمع کرنے کی آرزو موجزن تھی اور اس موضوع سے میری دلچسپی کا باعث عامۃ المسلمین کو عموماً اور اھل سرحد کو خصوصاً بارھوین صدی ھجری کے ایک مایہ ناز افغان عالم و صوفی سے روشناس کرانا اور ان کی مذھبی، علمی، اور سیاسی خدمات کے بارے مین سرمایہ معلومات فراھم کر دینا ھے - اور دوسرا وہ فطری جذبہ ھے جو ھرانسان اپنے ھمذھب اور ھم وطنون کے لئیے اپنے دل مین محفوظ رکھتا ھے -

میری خوش قسمتی ھی سمجھ لیجئیے کہ ۱۹۷۳ء مین پشاور یونیورسٹی نے پی ایچ ڈی مین داخلہ دینے کا اھتمام کیا چنانچہ اس سکیم کے تحت مین نے باقاعدہ داخلہ لیا اور اپنے عالم و فاضل اور مشفق استاد جناب حافظ عبدالقدوس صاحب سابق چیرمین شعبہ اسلامیات پشاور یونیورسٹی کے مشورہ سے "حیات و آثارِ میان محمد عمر چمکنیؒ" کو اپنے مقالے کا موضوع منتخب کیا -

حضرت میان صاحب چمکنیؒ نہایت اھم اور ممتاز شخصیت کے مالک تھے کیونکہ آپ نہ صرف اپنے دور کے ایک خدارسیدہ بزرگو صوفی تھے بلکہ زیورِ علم سے آراستہ و پیراستہ ایک محقق و مدقق عالم بھی تھے اور یہی بات آپ کو اپنے زمانہ کے دیگر مشائخ سے ممتاز کرتی ھے - علاوہ ازین

حضرت میان صاحب موصوف کو اس علاقہ کی سیاست اور خصوصاً مسلمانوں کی گرتی ہوئی حالت کو بحال کرنے میں بڑا عمل دخل تھا اور حقیقت یہ ہے کہ آپ کی "خانقاہ" کو ایک "دارالخلافہ" کی طرح مرکزی حیثیت حاصل تھی اور آپ نے اپنے اثر و رسوخ اور شہرت و مقبولیت کی بناء پر تمام مذہبی اور سیاسی معاملات میں نہایت اہم اور تاریخی کردار ادا کیا ہے -

اس سلسلے میں ان دشواریوں کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے جو اس مقالہ کے لئے مواد فراہم کرنے کی راہ میں پیش آئیں -

سب سے پہلی مشکل یہ ہے کہ حضرت میان صاحب جمکنیؒ اور آپ کے اہل خاندان کی تصنیفات یا تو ناپید ہو چکی ہیں اور یا ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہیں جو از راہ عقیدت اس بارے میں اس قدر بخل سے کام لیتے ہیں کہ کسی کو دکھانا بھی گوارا نہیں کرتے - یہی وجہ ہے کہ مطلوبہ مواد کے سراغ لگانے اور اس تک رسائی حاصل کرنے کے لئے بارہا لاہور - اٹک - مردان - پشاور کوہاٹ - دیر - باجوڑ اور ملحقہ قبائلی علاقہ جات کا سفر کرنا پڑا اور بڑی کدوکاوش کے بعد حضرت میان صاحب جمکنیؒ، آپ کے مریدین و متوسلین اور بعض معاصر علماء کرام کی کتابیں فراہم کیں جنہیں بنیاد بنا کر کام کا آغاز کیا -

دوسری مشکل یہ کہ اکثر مقامات میں واقعات اس قدر مختلف اور متضاد تھے کہ ان کے درمیان صحیح و سقیم میں امتیاز کرنا قدم قدم پر سنگ گران ثابت ہوتا تھا - جس کو حل کرنے کے لئے مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے دن رات سعی بلیغ کرنے کے علاوہ ان متضاد روایات کی تحقیق وتنقیح کے لئے بار بار ماہرین فن کی طرف رجوع کرنا پڑتا تھا -

بہرحال چھوٹے چھوٹے پرزوں کو جوڑتا ہوا آگے بڑھا خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے رفتہ رفتہ مشکلات رفع ہوتی رہیں یہاں تک کہ آج میں حضرت میان صاحب جمکنیؒ کے حیات و آثار پر مشتمل یہ ضخیم مقالہ ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں —

ذٰلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء[1] — تاہم بمقتضائے "فوق کلّ ذی علم علیم"[2] اس کے حرف آخر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا لہٰذا اصحاب علم و دانش سے استدعا ہے کہ جہاں کہیں وہ ضروری سمجھیں اپنی قیمتی آراء سے آگاہ فرمائیں -

اس باب میں میں یہ اپنا خوشگوار فریضہ سمجھتا ہوں کہ اس مقالہ کی ترتیب و تدوین میں جن حضرات نے میری مدد و رہنمائی فرمائی اظہار تشکر کے طور پر ان کا مختصر تذکرہ کروں -

جناب مولانا عبدالقدوس صاحب سابق صدر شعبہ اسلامیات اور جناب ڈاکٹر مجیب الرحمٰن صاحب صدر شعبہ اسلامیات پشاور یونیورسٹی کا میں تہہ دل سے ممنون ہوں جو اپنی گوناگون مصروفیات کے باوجود میری ہر ممکن رہنمائی فرماتے رہے -

جناب ڈاکٹر سعید اللّٰہ قاضی ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اسلامیات کا بالخصوص میں بے حد شکرگذار ہوں جنہوں نے تحقیق کی فنی مشکلات حل کرنے اور مضامین کو ترتیب دینے میں میری مدد فرمائی -

احسان مندی کے اس باب میں مجھے جناب ڈاکٹر سیّد سعید اللّٰہ صاحب اور جناب مولانا سید عبدالشکور صاحب ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اسلامیات کی خدمت میں بھی ہدیۂ تشکر پیش کرنا ہے - جنہوں نے وقتاً فوقتاً میری حوصلہ افزائی کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی -

شکریے کا یہ باب نامکمل رہے گا اگر میں مولانا حبیب الرحمٰن صاحب ساکن گوجر گڑھی، مولانا سیّد محمد ایوب جان بنوری صاحب اور مولانا فضل صمدانی مرحوم کے خلف الرشید جناب سیّد

---

(۱) سورۂ الجمعہ ۶۲ : ۴

(۲) سورۂ یوسف ۱۲ : ۷۶

محمد فاروق صاحب ساکن بھانہ ماڑی پشاور شہر کا شکریہ ادا نہ کرون جنہون نے ضروری مواد بہم بھ پہنچانے مین میرے ساتھ حتی المقدور تعاون کیا - مین پشتواکیڈیمی کے پشتواردو ٹائپسٹ محمد انورخان صاحب کا شکریہ ادا کئے بغیر نہین رہ سکتا جنہون نے مسودہ نہایت ھی جانفشانی کے ساتھ بہت کم وقت مین ٹائپ کیا - بعض اور ارباب دانش نے بھی کسی نہ کسی شکل مین میری مدد کی جن کا ذکر طول کلام کا باعث ہوگا - بہرحال مین ان سب حضرات کا احسان مند ہون جو اس یگانہ ٔروزگار مرد کامل کی سوانح حیات جمع کرنے کے دوران میرا ھاتھ بٹھاتے رھے -

یہان اس بات کی وضاحت بھی ضروری سمجھتا ہون کہ حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے شیوخ، ھم عصر علماء اور آپ کے خلفاء و مریدین کے حالات کو حروف تہجی کی ترتیب پر مرتب کیا گیا ھے - اور چونکہ حضرت میان صاحبؒ، حضرت شیخ سعدی لاھوریؒ اور حضرت شیخ محمد یحییٰؒ کے مرید تھے لہٰذا ان دونون کے حالات کو نسبتاً تفصیل سے بیان کیا ھے -

علاوہ ازین مقالہ مین "ظواھر السرائر" کے دو قلمی نسخون سے استفادہ کیا گیا ھے - پہلی بار مین نے پنجاب یونیورسٹی لاھور کے کتب خانہ مین موجود "ظواھر" کا نسخہ مطالعہ کیا - اس کے بعد کوھاٹ مین اس کتاب کا دوسرا نسخہ دستیاب ہوا اور اس سے استفادہ کیا - اس لئے حوالہ جات مین اوّل الذکر کو ظواھر ۱ اور مؤخرالذکر کو ظواھر السرائر ۲ سے ظاھر کیا گیا ھے -

محمّد حنیف
اسسٹنٹ پروفیسر ( اسلامیات )
شعبہ دینیات
اسلامیہ کالج پشاور

اسلامیہ کالج پشاور
مورخہ جمادی الاول ۱۳۹۸ ھ
مطابق اپریل ۱۹۷۸ء

## باب اول

### مقدمہ

#### سیاسی حالت

حضرت میاں محمّد عمر چمکنی رحمۃ اللّٰہ علیہ کا دور سیاسی اور مذہبی اعتبار سے انحطاط کا دور تھا ۔کیونکہ اس وقت ہند اور ایران کی دونوں عظیم سلطنتوں کا سیاسی نظام نہایت سرعت کے ساتھ منہدم ہو رہا تھا ۔جس کی وجہ سے گردو پیش کی سیاسی فضا انتہائی مکدّر تھی ۔

دہلی سے لے کر حدودِ پشاور تک کا علاقہ سلطنت دہلی کے زیرِ تصرف تھا مگر بادشاہتوں میں آئے دن انقلابات، تورانی اور ایرانی امراء کی مخاصمت، شیعیت و سنیت کی کشمکش، اور مرہٹہ جاٹ اور سکھ تحریکوں کی وجہ سے سلطنت مغلیہ کا آفتاب لبِ بام آچکا تھا ۔مرکز کے کمزور ہوجانے کے باعث سارے ملک میں سیاسی نمود آزمائی، بدنظمی، اور طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا اور جس طرف بھی نگاہ اُٹھتی تھی زوال ہی زوال نظر آنے لگتا تھا ۔ (۱)

ملک کا اقتصادی ڈھانچہ اس حد تک تباہ و برباد ہوچکا تھا کہ احمد شاہ (المتوفیٰ ۱۱۶۸ھ / ۱۷۵۴ء) کے زمانہ میں تین سال تک فوجیوں کی تنخواہیں ادا نہیں کی گئیں مجبوراً سپاہیو

---

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوں ۔

شاہ ولی اللّٰہ کے سیاسی مکتوبات مرتّبہ خلیق احمد نظامی اشاعت اول ۱۹۵۰ء ص ۲۵-۴۸ ص ۱۹۱ ۔ ۱۹۲، تاریخ مسلمانان پاکستان و بھارت از سیّد ہاشمی فرید آبادی اشاعت اول ج دوم مطبوعہ انجمن ترقی اردو بورڈ کراچی ۱۹۵۳ء ص ۱ ۔ ۳۹، مقدمہ "اصول فقہ اور شاہ ولی اللّٰہ از ڈاکٹر مظہر بقا مطبوعہ ادارہ" تحقیقات اسلامی ۱۹۷۳ء ص ۱ ۔ ۱۰، ایضاً مقدمہ "سیاسی مکتوبات ص ۱ ۔ ۳۷ ۔

نے ہنگامہ برپا کیا اور اُمراء کے محلات کے دروازے روک کر کھڑے ہوگئے ۔ایک امیر کا جنازہ چار دن تک پڑا رہا اور سپاہیون نے اس وجہ سے دفن نہ ہونے دیا کہ اس نے تنخواہیں ادا نہین کی تھین ایک موقعہ پر شاہی محلات کے سازو سامان کی فہرست بنا کر دوکانداروں کو دی گئی تھی تاکہ اس کو فروخت کرکے فوجیوں کی تنخواہین ادا کر دی جائین (۱) ۔ اس تباہ حالی مین روز بروز اضافہ ہوتا رہا ۔ یہان تک کہ عالمگیر ثانی (المتوفی ۱۱۷۳ھ / ۱۷۶۰ء) کے زمانے مین ایک دفعہ حرم کی بیگمات نے بھوک کی شدت سے بے تاب ہوکر محل سے باہر نکل کر شہر مین جانے کا ارادہ کر لیا تھا اور شدتِ گرسنگی کے مارے ان کو اپنی بے پردگی کا بھی خیال نہ رہا تھا (۲) ۔

فوجی نظام بھی ناگفتہ بہ حد تک خراب تھا جس کی وجہ سے باغی اور سرکش عناصر سرگرم عمل تھے اور ہر جگہ ظلم و تشدد لوٹ مار اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کر رکھا تھا (۳) ۔

حضرت میان صاحب جمکنی رحمۃ اللہ علیہ حدود ۱۰۸۲ھ / ۱۶۷۱ء مین جب لاہور مین پیدا ہوئے تو اس وقت سرزمینِ ہند مین سلطان محمد اورنگ زیب عالمگیر (المتوفی ۱۱۱۹ھ / ۱۷۰۷ء) بر سر اقتدار تھے عالمگیر کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے حصولِ اقتدار کی خاطر آپس مین دست و گریبان ہوگئے ۔اس کشمکش مین ان کے بڑے بیٹے شاہ عالم بہادر اول (المتوفی ۱۱۲۳ھ / ۱۷۱۱ء) کو کامیابی ہوئی ۔اور سلطنت ہند کا فرمانروا بن بیٹھا ۔اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹون مین تخت نشینی کے لئے خانہ جنگی کا آغاز ہوا جس کے نتیجے مین معزّالدین جہاندارشاہ تخت نشین ہوا مگر صرف ایک سال برسر اقتدار رہنے کے بعد وہ بھی اپنے بھتیجے فرخ سیر (المتوفی ۱۱۳۱ھ / ۱۷۱۹ء) کے ہاتھون مارا گیا ۔

---

(۱) سیاسی مکتوبات ص ۱۶۲ بحوالہ "تذکرہ" شاکرخان (قلمی)

(۲) تاریخ مسلمانان پاکستان و بھارت ص ۳

(۳) مقدمہ" سیاسی مکتوبات ص ۱ ـ ۲
مقدمہ" شاہ ولی اللہ اور اصول فقہ ص ۱ ـ ۹

فرخ سیر بھی برائے نام بادشاہ تھا اصل اقتدار سادات بارھہ[1] کے ہاتھوں مین تھا جن کو ہر وقت صرف اپنا اقتدار بچانے کی فکر دامنگیر رہتی تھی - فرخ سیر کے بعد رفیع الدّرجات (المتوفی ۱۱۳۲ھ/۱۷۱۹ء) شاہ جہان ثانی (۱۱۳۲ھ/۱۷۱۹ء) محمد شاہ (المتوفی ۱۱۶۲ھ/۱۷۴۸ء) احمد شاہ (المتوفی ۱۱۶۸ھ/۱۷۵۴ء) عالمگیر ثانی (المتوفی ۱۱۷۴ھ/۱۷۶۰ء) اور شاہ عالم ثانی (المتوفی ۱۲۱۸ھ/۱۸۰۳ء) یکے بعد دیگرے تختِ اقتدار پر متمکن ہوئے مگر ان مین پورے اختیار و اطمینان کے ساتھ حکومت کرنے کا موقعہ کسی کو بھی میسّر نہ ہوا اور بیشتر یا تو قید ہوئے یا قتل کر دئے گئے -[2]

دوسری طرف سرزمین ایران مین بھی شاہ عباس اعظم (المتوفی ۱۰۳۸ھ/۱۶۲۸ء) کی وفات کے بعد صفوی حکومت زوال پذیر تھی - اندرونی اور بیرونی حالت بد سے بدتر ہورھی تھی - مخالف خارجی عناصر مثلاً ازبک، ترک، اور روسی ایرانی حکومت کے خلاف تخریبی اور جارحانہ سرگرمیون مین مصروف تھے گردون نے اصفہان کے قرب و جوار مین فساد برپا کیا تھا - اِس داخلی اور خارجی انتشار و بے چینی سے فائدہ اٹھا کر بالآخر محمود بن میرویس خان غلزئی (المتوفی ۱۱۳۷ھ/۱۷۲۵ء) ایران پر حملہ آور ہوا جس کے حملے کی تاب نہ لاکر سلطان حسین نے ۱۱۳۵ھ/۱۷۲۲ء مین بصد حسرت و یاس صفوی حکومت محمود کے سپرد کردی -[3]

---

(۱) سادات بارھہ کی وجہ تسمیہ کے بارے مین مؤرخین کہتے ہین کہ سلطنت دھلی کے ابتدائی دور مین زیدی سادات کا ایک گروہ گنگا اور جمنا کے دوآبہ مین آکر آباد ہوا اور کثرت اولاد کی برکت سے کئی ضلعون مین پھیل گیا تھا - ابتداء مین چونکہ بارہ خاندان بارہ مواضعات مین آباد ہوئے تھے اور اسی نسبت سے ان کی آئندہ نسل "سادات بارھہ" کے نام سے موسوم ہوئی (تاریخ مسلمانان پاکستان و بھارت ج ۲ ص ۱۳)

(۲) مقدمہ اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ ص ۱ - ۳

(۳) تاریخ ایران از پروفیسر مقبول بیگ بدخشانی ج ۲ ص ۳۲۹ - ۳۵۷ اشاعت اول مطبوعہ شفیق پریس ۲۵ کبیر سٹریٹ پیسہ اخبار لاہور ۱۹۷۱ء -

۱۱۳۹ھ/۱۷۲۷ء مین نادرشاہ افشار سیاستِ ایران کے افق پر نمودار ہونے لگا - ایک ڈاکو کی حیثیت سے اپنی زندگی کا آغاز کیا مگر بہت جلد ترقی کے بامِ عروج پر پہنچ کر فرمانروا بن گیا - اور ۱۱۴۷ھ/۱۷۳۵ء مین ایران کے بادشاہ کی حیثیت سے باقاعدہ اس کی تاجپوشی کی رسم ادا ہوئی - (۱)

نادرشاہ کو بعض مؤرخین نے شیعہ بتایا ہے اور بعض اس کو سنی مذہب کی طرف مائل بتاتے ہین - مگر حقیقت یہ ہے کہ بنیادی طور پر نہ تو وہ مذہب تسنّن کا پیروکار تھا اور نہ مذہب تشیّع پر کاربند بلکہ دین و مذہب کے قیود سے بالکل آزاد ایک دنیا دار اور دنیا پرست حکمران تھا - (۲) تاہم یہ بات مسلّم ہے کہ سیاسی اعتبار سے وہ غیر معمولی شخصیت کا مالک تھا - اس کا عروج ملک کے ایک نہایت پرآشوب دور مین ہوا لیکن اس کی ہمت و حوصلہ اور جنگی اوصاف نے اسے بہت جلد قوم کے ایک محبّ وطن ناجی کے مرتبے پر پہنچا دیا اور حیرت انگیز سرعت کے ساتھ وہ فوجی اور سیاسی کارنامے انجام دئے کہ ایسے شاذ و نادر دیکھنے مین آتے ہین - اس نے شکست خوردہ اور شکستہ دل اہل وطن کی ہمتون کو بلند کیا سرزمین ایران کو روسیون، ترکون اور افغانون سے خالی کرا لیا داخلی استحکام پیدا کیا اور بیرونی قوتون سے اپنے ملک کی سرحدات کو محفوظ کر لیا مگر یہ بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ بہت جلد اس کی زندگی مین ایک زبردست انقلاب رونما ہوا اور مخلوق خدا پر ایسے وحشیانہ اور قابل نفرین مظالم ڈھانا شروع کئے جن پر یقین آنا مشکل ہے اور جس ملک کو غیرون سے بچایا اور دوبارہ عظمت و فلاح سے بہرہ مند کیا تھا اسے پھر سے بے پناہ مصائب و آلام مین مبتلا

---

(۱) نادرشاہ افشار کی تاج پوشی کی تاریخ کا مادہ :
(۱) الخیر فیما وقع (۱۱۴۷ھ) اور (۲) ذوالقرنین (۱۱۴۷ھ) ہے (درہ نادرہ از مرزا مہدی خان استر آبادی ص ۲۴۱ مطبوعہ چاپخانہ دانشگاہ تہران ۱۳۴۱ھ)

(۲) بیان واقع از خواجہ عبدالکریم کشمیری (تحقیق ڈاکٹر کے - بی نسیم) اشاعت اول مطبوعہ حبیب پریس ۳۴ مزنگ روڈ لاہور ۱۹۷۰ء ص ۱۸۳ - ۱۸۴

کردیا اس کے ظلم و ستم اور سنگدلی کی اس سے بدترین مثال کیا ہوسکتی ہے کہ اپنے لخت جگر اور ولیعہد سلطنت رضا قلی مرزا کی آنکھیں نکلوا کر بصارت کی نعمت عظمیٰ سے ~~ہمیشہ ہمیشہ کے لئے~~ محروم کردیا ۔اس کے ان مظالم کا اثر یہ ہوا کہ لوگ سخت خوف و خطر کی زندگی گزارتے تھے یہاں تک کہ رعایا اس سے بہت بیزار و متنفر ہوئی اور اہل ایران جو اس کو آیت رحمت سمجھتے تھے موجب زحمت سمجھنے لگے ۔ (1)

نادرشاہ کا درباری منشی مرزا مہدی خان اس حالت کی تصویر کشی کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

ایرانیان کہ او را آیت رحمت انگاشته و بر صفحهٔ دل نقش محبتش را نگاشته و نہال ولایتش را در زمین جان به تمنائی اجتنائی میوهٔ مراد بدو دست دعا پیوسته از چشمهٔ سار چشم آبیاری ریاض دولتش کرده به انتظار بہاران گلزار نزهت آثار شگوفه وار دیده سفید نموده بودند آخر از احراز مدعا حرمان گزیده به خار مغیلان برخوردند و زهر گیاه وحنظل بجائی برخوردند

ایرانی جو اس کو خداوند عالم کی رحمت کی نشانی تصور کرتے تھے اور اپنے دلوں کے صفحات پر اس کی محبت کے نقوش ثبت کرتے تھے اور اس کی محبت کے شجر کو اپنی روح کی زمین میں میوۂ مراد حاصل کرنے کی تمنا میں مسلسل دونوں دعا گو ہاتھوں سے بوتے تھے اور اپنی سارس کی طرح خوبصورت آنکھوں کے چشموں سے اس کی آبیاری کرتے تھے خوشیوں سے بھرپور بہار کے انتظار میں شگوفوں کی طرح اپنی آنکھیں کھولے ہوئے تھے آخرکار

"وقعوا فی عہوثران شر" "وطعموا ان ینالوه فاصابوا سلماً وقارا" زمان خلافتش آفت شد و ایام پادشاہیش اپنے مصیبت آشنا مدعا کو بجانے کے لئے ببول کے

(1) درهٔ نادره ص ۷۵۹ ـ ۷۶۰

ایضاً ملاحظه ہو تاریخ ایران ج ۲ ص ۳۸۱ و

ہندوستان کی حالت ( برطانوی تسلط کے قریب ) از اوون سڈنی ترجمه از سید ہاشمی فریدآبادی مطبوعه دارالطبع جامعهٔ عثمانیه حیدرآباد دکن ص ۱۴۹ ـ ۱۵۱ ـ

مخ آفت و مخافت - محد مناعش محمد متاعب
(۱)
آمد و محدرا حتش محاد مصائب و مصاعب ۰

کانٹون سے دوچار ہوئے اور میوے کے بجائے زھر
اور حنظل کی گھاس ان کو نصیب ہوئی - "ایسی
مصیبت مین گرفتار ہوئے جس سے چھٹکارا حاصل
کرنا ناممکن تھا اور جس چیز کی خواهش کی تھی
اس سے محروم رھے " -

اس کی خلافت کا دور آفات سے روبرو ہوا اور اس
کی بادشاھی کا زمانہ آفت اور مصیبت سے دوچار
ہوا اور اس کا دور حکومت تکالیف کے لئے وقف ہو
گیا اور اس کے آرام و راحت کا گہوارہ دشواریون
کا بچھونا بن گیا -

(۲)
نادرشاہ نے $\frac{\text{۱۱۵۰ھ}}{\text{۱۷۳۷ء}}$ مین قندھار پر لشکرکشی کی $\frac{\text{۱۱۵۱ھ}}{\text{۱۷۳۸ء}}$ مین پشاور کے راستے ہندوستان

(۱) درہ نادرہ ص ۶۲۸ - ۶۲۹

(۲) قندھار عرصہ دراز سے حکومت ہند اور سلطنت ایران کے درمیان متنازعہ فیہ تھا - $\frac{\text{۱۰۲۸ھ}}{\text{۱۶۳۸ء}}$ مین مغل فرمانروا شاھجہان نے اس پر قبضہ کرلیا شاہ عباس دوم (المتوفی ۱۰۷۷ھ) نے $\frac{\text{۱۰۵۹ھ}}{\text{۱۶۴۹ء}}$ مین اس پر دوبارہ اپنا قبضہ جما کر اپنی سلطنت کا حصہ بنالیا اس کے بعد مغل سلاطین ہر دور مین اس کو واپس لینے کی جدوجہد کرتے رھے مگر کامیابی نہ ہوسکی اور صفوی دور کے اختتام ($\frac{\text{۱۱۳۵ھ}}{\text{۱۷۲۲ء}}$) تک یہ علاقہ ایرانی مملکت مین شامل رہا - (تاریخ ایران ج ۲ ص ۳۵۰ - ۳۵۱) اس کے بعد کچھ مدت تک اس پر افغانون کا پھریرا لہراتا رھا لیکن نادرشاہ نے آکر اس کو پھر اپنا زیر نگین کیا بعد مین جب احمد شاہ درانی بادشاہ بنے اور افغانستان کی آزاد مملکت کی بنیاد رکھی تو اس وقت سے قندھار مستقل طور پر افغان سلطنت مین شامل ہوگیا - (تاریخ ایران ج ۲ ص ۳۵۰ - ۳۵۱)

کا رخ کیا اور اپنی روایتی تاخت و تاراج کے ذریعے دھلی تک کے اس پورے علاقے کو ایسا تہہ و بالا کرلیا کہ سلطنت مغلیہ کی رہی سہی ساکھ بھی ملیا میٹ ہوگئی اور ہند کے مسلمانوں پر عرصہ حیات ایسا تنگ کردیا کہ انہوں نے مجبور ہوکر "جوھر" ۔ آگ میں جل کر مرنا ۔ کے ذریعہ خود کوختم کرنے کا ارادہ کرلیا تھا ۔ (۱)

اس دور کے مشہور مدبّر حضرت شاہ ولی اللہ دھلوی رحمۃ اللہ علیہ نادرشاہی یلغار کی تباہ کاری کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

| | |
|---|---|
| بخدا می پناھم از آنکہ بدستور نادرشاہ بعمل آید کہ مسلمانان را زیر و زبر ساختہ وموھٹہ و جٹ را سالم و غانم گذاشتہ رفت ۔ازان باز دولت کفار قوت یافت و جنود اسلام از ہم پاشید وسلطنت دھلی بمنزلہ لعب صبیان گشت معاذاللہ ! اگر آن قوم کفار مسلّم ماند و مسلمانان ضعیف نام اسلام هم جائی نخواهد ماند ۔ (۲) | خدا سے پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ نادر شاہ کی طرح عمل ہو کہ وہ مسلمانوں کو زیر و زبر کر گیا اور مرھٹے اور جاٹوں کو سالم و غانم چھوڑ کر چلاگیا ۔نادرشاہ کے بعد سے کفار قوت پکڑ گئے اور افواج اسلام کا شیرازہ بکھر گیا اور سلطنت دھلی بچوں کا کھیل بن گئی خدا کی پناہ ! اگر کفار اسی حال پر رہے اور مسلمان کمزور ہو جائیں تو اسلام کا نام و نشان بھی کہیں باقی نہ رہے گا ۔ |

مندرجہ بالا بیانات سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اس وقت اصفہان سے لے کر دھلی

---

(۱) سیاسی مکتوبات ص ۱۸ بحوالہ ملفوظات شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ۔
ایضاً ملاحظہ ہو اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ ص ۸ ۔
(۲) سیاسی مکتوبات ۔ مکتوب ۲ ص ۵۲ ۔ ۵۳

تک اس پورے علاقے میں امن و سکون کے آثار ناپید تھے اور ہرجگہ ظلم و جبر کے مہیب سائے مسلمانون کے سروں پر منڈلا رہے تھے - (۱)

---

(۱) پشتو زبان کے ایک معاصر شاعر حافظ موغزیؒ نادرشاہ افشار کے ظلم و جور اور اس تمام خطۂ ارض کی بری حالت کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

| | |
|---|---|
| عجب باغ وہ اصفهان | تمام وران شہ پر خزان |
| پہ شیرازي وکہ زور | د غضب بلند شہ اور |
| زلزلہ شوہ پر جہان | چہ مسمار شہ خراسان |
| پہ کرکوت موصل پہ ري | جور نامہ ئي کاؤس کي |
| پہ ارکنج پہ بلخ حصار | څہ ناتار وہ د افشار |
| هلاکو صفت عیان شہ | نمودار پہ دا جهان شہ |
| پہ مشکت بلند شہ اور | خلاص ترنہ شہ د چاکور |
| سند هي درست زیروزبر کہ | بې بالینہ بې بستر کہ |
| پہ هر لور شہ ملك مسمار | د غواحونو پہ رفتار |
| کہ بغداد کہ داغستان وو | پہ بلا کښې د طوفان وو |
| پہ هر ملك پہ هر دیار | د دہ ظلم وو بسیار |
| تمام ملك شہ بې چراغ | بهار لاړ شہ د دې باغ |
| د هر ملك د هر وطن | اسیر کړي مرد و زن |
| کویا کان وہ د فجور | لہ عصیان سرہ پور |
| اما وخت د نادرشاہ وہ | د هرچا ترحلق ساہ وہ |
| پہ دنیا د ظلم اور وہ | لکیدلی پہ هر کور وہ |
| درست عالم وہ پر کداز | چہ د جور ئي وہ اغاز |

ترجمہ: اصفہان ایک عجیب (خوبصورت) باغ تھا - شیراز پر زور و ظلم کی آگ بلند ہوئی خراسان کے مسمار ہونے کی وجہ سے دنیا ہل گئی - کرکوت موصل - رے ارگنج اور بلخ و حصار پر افشار نے کیا ظلم و تشدد کیا ایک ہلاکو صفت وہ دنیا پر نمودار ہوا مشکت میں کوئی گھر اس کے ظلم و ستم

(۱)
۱۱۶۰ھ / ۱۷۴۷ء میں نادرشاہ فتح آباد (ایران) میں قتل کیا گیا ۔اس کے قتل کے بعد احمد شاہ درانیؒ جو اس وقت نادرشاہ کے ہمرکاب تھے اپنا افغانی لشکر لے کر اپنے وطن قندھار چلے آئے ۔ یہاں پہنچ کر افغان سرداروں کے ایک جرگہ میں ان کو پوری قوم کا متفقہ بادشاہ منتخب کیا گیا ۔

احمد شاہ درانیؒ کو خداوند تعالیٰ نے دین و دنیا دونوں نعمتوں سے سرفراز فرمایا تھا ۔ ذاتی کردار اور دینداری میں ان کا مقام بہت بلند ہے وہ مذھباً سنی اور شریعت کے پابند ایک صوفی منش مسلمان تھے وہ نہ صرف خداجوئی کا سچا ذوق رکھتے تھے بلکہ اصول جہانبانی سے واقف نہایت بیدار مغز سیاستدان اور تجربہ کار مرد میدان بھی تھے ۔یہی وجہ ہے کہ اپنی مومنانہ فراست اور مجاھدانہ شجاعت و مہارت کے بل بوتے پر بہت جلد تاریخ میں ایک نمایاں مقام حاصل کرلیا اور بقول سید ھاشمی فریدآبادی ~~احمد شاہ~~ :

" احمد شاہ وہ افغان سردار ہے جس کے اقبال کا ستارہ فراست نے چمکایا اور اس کی سپہ سالاری کو فن حرب کی مہارت نے چارچاند لگا دئیے " ۔ (۲)

---

= کی آگ سے نہ بچ سکا اس نے سندھ کو زیر و زبر کیا ۔فوجوں کی یلغار سے ہر طرف تباہی مچا دی بغداد اور داغستان سب مصیبت کے طوفان کی لپیٹ میں تھے ہر ملک اور ہر دیار میں اس کے جبر و تشدد سے ایک اندھیرا چھا گیا اور دنیا کے باغ سے بہار رخصت ہوا ۔ ہر ملک و وطن کے مرد اور عورتوں کو قیدی بنایا تھا وہ گویا فسق و فجور کی کان اور سراپا عصیان تھا ۔نادرشاہ کے دور میں ہر شخص انتہائی تنگ و پریشان تھا اور ہر جگہ ظلم و جور جاری تھا ۔

(شاھنامۂ احمد شاہ ابدالی از حافظ ص ۲۰ ۔ ۲۵ اشاعت اول طبع پشاور ۱۹۶۵ء)

---

(۱) درۂ نادرہ ص ۶۸۱ و بیان واقع ص ۱۷۳ ۔

(۲) تاریخ مسلمانان پاکستان و بھارت ص ۴۵ ۔

بحیثیت بادشاہ اور کشور کشا اس کا قابل افتخار کارنامہ یہ ہے کہ اپنے مدبرانہ قوانین و ضوابط اور سیاسی حکمت عملی کے ذریعے یہاں کے مختلف النسل اور مختلف الخیال قبائل میں وحدت پیدا کی - ان کی باہمی خانہ جنگیوں کو فرو کیا اور ان کے جنگجوئی کے جوش کو مخالفین اسلام کے خلاف جدوجہد میں لگا دیا - اس طرح انہوں نے دنیا کے نقشے پر نہ صرف "افغانستان" کے نام سے افغانوں کی ایک آزاد حکومت کا نام ثبت کرا دیا بلکہ کفار ہند کے فسادات کو مٹانے کی غرض سے پے در پے نو بار ہندوستان پر حملہ آور ہوئے تا آنکہ وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوگئے اور ۱۱۷۴ھ / ۱۷۶۱ء میں مرہٹوں اور جاٹوں کی مشترکہ قوت کو پانی پت کے میدان میں نیست و نابود کرکے رکھ دیا فتح کے بعد سلطنت مغلیہ کو اس کے اصل ورثاء کے حوالے کردیا اور خود اپنے دارالسلطنت لوٹ آئے -

مغلیہ سلطنت ہر لحاظ سے کمزور تھی اور زوال اس کا مقدر بن چکا تھا - یہی وجہ ہے کہ احمد شاہ درانیؒ کی ان کوششوں کے باوجود بھی مغل فرمانروا اپنی حکومت کو سنبھالا نہ دے سکے جس کے نتیجے میں بالآخر ان کو اپنی سلطنت سے دستبردار ہونا پڑا -

۱۱۸۶ھ / ۱۷۷۲ء میں احمد شاہ درانیؒ اس دار فنا سے کوچ کرگئے اور ان کی جگہ ان کے فرزند تیمور شاہ درانی (المتوفی ۱۲۰۷ھ / ۱۷۹۳ء) تخت افغانستان پر جلوہ افروز ہوئے - جس کے دور حکومت کے پورے چار سال کے نشیب و فراز بھی حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کی آنکھوں کے سامنے رہے تھے -

**مذہبی حالت** | سیاسی حالات کی طرح اس دور کے مذہبی حالات بھی نہایت حوصلہ شکن تھے - تاریخ شاہد ہے کہ اس زمانے میں ہندوپاک افغانستان اور ایران کے مسلمان نہایت مظلومیت اور بے بسی کی زندگی گزار رہے تھے - سرزمین ہند و ایران مذہبی اختلافات و تناقشات کی لپیٹ میں تھی اور موجودہ افغانستان اور سرحد کے باشندے ان کی کشمکش سے بری طرح متأثر تھے -

ہند و ایران کے مذہبی حالات کی تفصیل ہمارے موضوع سے خارج ہے البتہ صوبہ سرحد

کے حالات قدرے تفصیل سے بیان کرنا ضروری سمجھتا ہون اس لئیے کہ حضرت میان صاحب جمکنی کی شخصیت اورآپکی مذھبی علمی اور سیاسی خدمات کی اھمیت اور قدر و قیمت کا صحیح اندازہ لگانیے کے لئیے ضروری ھیے کہ آپ جس دور جس خطہ ٔ ارض اور جس قوم مین بسر اوقات کرتیے تھیے اس دور اس قوم اور اس خطہ ٔ ارض کیے مذھبی حالات کا اجمالی خاکہ قارئین کیے پیش نظر ھو -

یہ ایک تاریخی حقیقت ھیے کہ صوبہ سرحد کو ایک اھم گزرگاہ کی حیثیت حاصل ھیے لہٰذا برصغیر پاک و ھند مین مغربی جانب سیے اسلام کیے اکثر داعی و مبلّغ اسی راستیے سیے ھوکر آئیے ھین بعد مین مسلمانون مین جو دوسریے فرقیے یعنی باطنیہ ، رافضیہ ، جبریہ ، قدریہ ، معتزلہ ، حلولیہ اور تناسخیہ وغیرھم پیدا ھوئیے تو ان عقائد کیے علمبردار بھی اسی علاقیے سیے ھوکر سرزمین ھند مین وارد ھوئیے تھیے - (1)

چونکہ افغان لوگ ابتداء ھی سیے اھل سنت والجماعت کیے عقائد کیے پیروکار تھیے یہی وجہ ھیے کہ دیگر عقائد کیے مبلّغین نیے پہلیے پہل ان علاقون کو تبلیغ و تلقین کا مرکز بنایا جہان افغان آباد تھیے - چنانچہ ان عقائد کیے داعی پیری و مریدی کا لبادہ اوڑھ کر یہان کیے گوشہ گوشہ مین پھیل گئیے اور اپنیے عقائد کی اشاعت و پرچار کا آغاز کیا - چونکہ افغان اسلام پسند اور مرد میدان تو تھیے مگر ان کیے ھان اصحابِ علم و قلم کا فقدان تھا اس لئیے دین کیے شوق مین ھر کس و ناکس کا اتباع کرکیے گمراھی کی راہ پر گامزن ھوجاتیے اور اس طرح لوگون کیے عقائد و اعمال مین عظیم فساد عد رونما ھوکر الحاد و بیے دینی کا ایک سیلاب امنڈ آتا تھا - (2)

حضرت میان محمد عمر جمکنی رحمۃ اللہ علیہ گیارھوین صدی ھجری کیے وسط مین پیدا ھوئیے

---

(1) روحانی تڑون از عبدالحلیم اثر اشاعت اول مطبوعہ منظور عام پریس پشاور ۱۹۶۵ء ص ۵۲۰ - ۵۳۴

(2) تفصیل کیے لئیے ملاحظہ ھون روحانی تڑون ص ۵۳۴ - ۵۴۰

تذکرۃ الابرار والاشرار از اخوند درویزہ ص ۸۵ - ۱۹۰ - ۲۰۷ مطبوعہ نیوایگل سٹار پریس پشاور

تھے اور بارھوین صدی ھجری کے اواخر تک زندہ رھے - گیارھوین صدی ھجری کے مذھبی حالات اس دور کے مشہور عالم و روحانی پیشوا حضرت اخوند درویزہ رح نے نہایت بسط کے ساتھ قلمبند کئے ھین - اور افغانستان و سرحد کے حدود مین آباد افغان قوم کے تمام اھم قبائل کے عقائد و اعمال پر مفصل گفتگو فرمائی ھے -

افغانون مین یوسفزئی قبیلہ کو تاریخی اھمیت حاصل ھے - ابتداء سے یہ لوگ راسخ العقیدہ تھے اور الحاد و بدعات سے اجتناب کرتے تھے - مگر ایسا معلوم ہوتا ھے کہ گیارھوین صدی ھجری مین وہ بھی بدعات و رسومات کی زد مین آکر ان کے اندر بڑی تبدیلی رونما ہونے لگی تھی - حضرت اخوند درویزہ رح اس حقیقت کی نشاندھی کرتے ہوئے لکھتے ھین کہ :

| | |
|---|---|
| "در زمانِ اوّل یوسفزئی اکثر مردم اھل صلاح بودند و درین ایام اکثر اھل ھوا گشتہ اند "(۱) | پہلے زمانے مین اکثر یوسفزئی افغان اچھے اور نیک لوگ تھے اور اسوقت اکثر بے راہ ہو گئے ھین - |

کوہ سفید (کوہ اسپین غر) کے حدود مین آباد جمکنی افغانون کے عقائد کا حال بیان کرتے ہوئے اخوند درویزہ فرماتے ھین کہ :

| | |
|---|---|
| اکثر این مردم جمکنی در سفید کوہ بل ھمہ ایشان بلکہ اکثر افغانان سفیدکوہ کافر مطلق شدہ اند درین ایام چہ ایشان متابعت پیر تاریک اختیار کردہ اند نماز و روزہ و زکوۃ از میان برداشتہ اند و علم علماء را دشمن گرفتہ اند امر و نہی را حجاب | سفید کوہ مین آباد اکثر جمکنی لوگ بلکہ سفید کوہ کے اکثر افغان کافر مطلق ہو چکے ھین کیونکہ ان دنون پیر تاریک متابعت اختیار کی ھے - نماز و روزہ و زکوۃ کو درمیان مین سے ھٹایا ھے اور علم و علماء کے ساتھ |

---

(۱) ارشاد المریدین از اخوند درویزہ ؒ طبع پشاور ۱۳۰۳ھ ص ۲ - ۳

دانسته اند قرآن ربانی و حدیث نبوی صلعم را بسوزانند و ته با اندازند و علماء و مؤمنان دیگر را بامید ثواب می کشند نعوذ باللہ من کفرهم"(۱)

دشمن کرتے ہین امر و نہی کو حجاب سمجھتے ہین - قرآن کریم اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو جلا ڈالتے ہین اور علماء اور دوسرے مؤمنین کو ثواب کی امید پر قتل کر دیتے ہین - نعوذ باللہ من کفرهم -

علاقہ باجوڑ مین آباد ترکانی قبیلہ کی مذہبی حالت کے بارے مین لکھتے ہین کہ :

این مردم ترکلانی درین ایام نیز اکثر متابعت پیر تاریک می ورزند وبالکلیه حرام خوراند که مردم حلال خور و بادیانه درمیان ایشان کم یافته می شوند -(۲)

ان دنون ترکلانی لوگ بھی پیر تاریک کی متابعت اختیار کئے ہوئے ہین اور بالکل حرام خور ہین کیونکہ حلال خور اور بادیانہ لوگ ان مین کم پائے جاتے ہین

مہمند افغانون کے مذہبی حالات قلمبند کرتے ہوئے اخوند درویزہ لکھتے ہین کہ :

"اکثر مردم مہمندزئی تبعیت کہ ملا دولت خان نموده مرید آن لعین گشتند زیرا که این مردم در سفاهت و حماقت از سائر افغانان مشهور تراند"-(۳)

مہمند افغانون کے اکثر لوگ ملا دولت خان کا اتباع کرتے ہوئے اس لعین کے مرید ہوگئے ہین اس لئے کہ یہ لوگ سفاہت و حماقت مین تمام افغانون سے زیادہ مشہور ہین -

دیگر افغان قبائل کی طرح دلہ زاک اور خٹک قبیلے(۴) بھی الحاد و بدعات مین مبتلا تھے - اور پیران باطل کی پیروی کو اپنا دین و آئین بنایا ہوا تھا -

---

(۱) تذکرة الابرار والاشرار ص ۸۷

(۲) تذکرة الابرار والاشرار ص ۸۸

(۳) تذکرة الابرار والاشرار ص ۱۵۳ ایضاً ملاحظہ ہو ص ۷۸ - ۲۲۸

(۴) تذکرة الابرار ص ۱۳۲ - ۱۳۳

مختصر یہ کہ اس دور میں حدود قندھار سے لے کر حدود ہند تک بحیثیت مجموعی تمام افغان قوم کی مذہبی حالت بیحد خراب تھی - حضرت اخوند درویزہ[7] اس مذہبی زبون حالی پر اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

الیوم اکثر مردم افغانان بل جملہ ایشان در دین مشکک آمدہ اند چہ از کثرت اشرار و قلت ابرار مذبذب اند تا بہ تیمیت کدامی راہ اختیار کنند چہ از غایت جہل حق را از باطل نہ دریابند معلوم نیست کہ مسلمانان زیند و مسلمانان میرند چہ جہل در اسلام عذر و حجت نیست - (۵)

آج کل اکثر افغان بلکہ تمام دین کے بارے میں شک و شبہہ میں پڑے ہوئے ہیں کیونکہ شریر لوگوں کی کثرت اور نیک لوگوں کی قلت کی وجہ سے مذبذب ہیں تاکہ کس کے اتباع میں کونسا راستہ اختیار کریں کیونکہ انتہائی جہل کی وجہ سے حق و باطل میں امتیاز نہیں کرسکتے معلوم نہیں کہ مسلمان زندہ رہیں گے اور مسلمان مریں گے (یا نہیں) کیونکہ جہل اسلام میں عذر و حجت نہیں ہے -

ان حالات کو سدھارنے کی خاطر حضرت پیر بابا[7] (المتوفی ۹۹۱ھ / ۱۵۸۳ء) حضرت اخوند پنجو بابا[7] (المتوفی ۱۰۴۰ھ / ۱۶۳۰ء) اور حضرت اخوند درویزہ[7] (المتوفی ۱۰۴۸ھ / ۱۶۳۸ء) جیسے نامور شخصیات مذاہب باطلہ کی تردید اور عقائد صحیحہ کی پرچار کے لئے دن رات کام کرتے رہے اور جہاں کہیں بھی کسی باطل پرست کی اطلاع ملتی دشت و بیابان اور کوہ و صحرا میں جا جا کر اس کے خلاف آواز بلند کرتے اور اس کے عقائد کے برے اثرات سے لوگوں کو محفوظ رکھنے کی سعی فرماتے - (۲)

---

(۱) تذکرۃ الابرار ص ۱۵۱ مکمل تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہوں : حالنامہ (قلمی) از علی محمد مخلص کتب خانہ پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی اور صوات نامہ (قلمی) از خوشحال خان خٹک (المتوفی ۱۱۰۱ھ / ۱۶۸۹ء) کتب خانہ پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی

اس مین شک نہین کہ اگر اس وقت حضرت پیر بابا[رح] اور آپ کے ھمکار و پیروکار و دیگر اھل حق علماء اس ملک مین موجود نہ ھوتے تو بقول حضرت اخوند درویزہ[رح] " شاید فردے از افراد این مردم مسلمان ماندے " یعنی شاید ان لوگون مین سے ایک فرد بھی مسلمان رھتا - (۱)

چونکہ اس زمانے مین یہان آباد افغان لوگون مین باد شاہ اسلام موجود نہ تھا اور نہ سلطنت ھند نے ان کو پوری طرح ماتحت بنایا تھا قانون کی بند شون سے آزاد تھے " جس کی لاٹھی اس کی بھینس " کا قانون جاری تھا - نیک لوگ کم تھے برے لوگ زیادہ تھے لہٰذا بے پناہ تکالیف جھیلنے اور دن رات تگ و دو کرنے کے باوجود بھی ان حضرات کو خاطرخواہ کامیابی حاصل نہین ھوئی - ایک موقعہ پر حضرت اخوند درویزہ[رح] باد شاہ اسلام کے نہ ھونے اور قلت ِ ابرار اور کثرتِ اشرار کے باعث اپنی مجبوری کا اظہار کرتے ھوئے لکھتے ھین کہ :

| | |
|---|---|
| چون درمیان افغانان باد شاہ اسلام نمی باشد و ھیچ کسی در پئے انصاف نیک و بد نمی رود و حق را از باطل جدا کردن بہ خود لازم نمی دانند من نیز چون قوت و شوکت نداشتم عمل بہ این حدیث کردم " من رأ ی منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف | چونکہ افغانون مین باد شاہ اسلام نہین اور کوئی بھی انصاف سے کام نہین لیتا اور حق و باطل مین امتیاز کرنا اپنے آپ پر لازم نہین کرتے مین بھی چونکہ قوت و شوکت نہین رکھتا اس حدیث پر عمل کیا - " جو کوئی تم مین سے برائی کو دیکھے تو اسے اپنے ھاتھ سے روکے اگر ایسا نہین کرسکتا تو زبان سے روکے اگر ایسا |

(۱) تذکرۃ الابرار ص ۱۶۴ -

*******

(۲) تذکرۃ الابرار ص ۱۵۱ -

الایمان " یعنی از ضرب و زجر و قتل او عاجز شدم اما از امور زبانی خدا شاهد حال است که در هیچ اوان و مکان تعطیل نه ورزیدم -(۱)(۲)

لا نہیں کر سکتا تو دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور مرتبہ ہے " یعنی ان لوگوں کے مارنے اور ان کے زجر و قتل سے عاجز ہوا لیکن خدا شاهد حال ہے کہ زبانی امور سے کسی وقت اور کسی جگہ بھی اجتناب نہیں کیا ہے -

حضرت پیر بابا[؟] حضرت اخوند پنجو بابا[؟] اور حضرت اخوند درویزہ[؟] کے بعد ان کی اولاد اور اس علاقے کے بعض دیگر نامور مشائخ کرام مثلاً حضرت شیخ رحمکار[؟] (المتوفی ۱۰۶۳ھ / ۱۶۵۲ء) حضرت حاجی بہادر[؟] کوهاٹی (المتوفی ۱۰۹۰ھ / ۱۶۷۹ء) اور حضرت شیخ حبیب پشاوری[؟] (المتوفی ۱۰۹۳ھ / ۱۶۸۲ء) وغیرهم تادم آخر اس تحریک میں سرگرم عمل رہے اور ہر سطح پر بدعات و کفریات کا مقابلہ فرماتے رہے -

اس دور کے حالات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان علماء حقانی کی مخلصانہ مساعی سے کچھ حد تک حالت سنبھل گئی تھی مگر مکمل اصلاح کے لئے اب بھی بہت کوشش اور انتھک محنت درکار تھی کیونکہ لوگوں کے عقائد و اعمال میں اب بھی بڑا فساد و فتور موجود تھا - اور وقتاً فوقتاً کسی نہ کسی شکل میں فساد و انقلاب کا ظہور ہوتا رہتا چنانچہ حضرت میاں صاحب چمکنی[؟] آنے دن کے مذہبی انقلابات و فتن کے بارے میں لکھتے ہیں کہ :(۳)

در سنہ یک هزار و یک صد و پنجاہ و هشت (۱۱۵۸ھ) آفات گوناگون و روز بوقلمون بظهور آمد کہ آنا

۱۱۵۸ھ میں گوناگون آفات و بلیات کا ظہور ہوا

(۱) ابو داود ج ۲ کتاب الملاحم باب الامر و النہی حدیث ۵ -

(۲) تذکرة الابرار ص ۱۶۴-

(۳) ملاحظہ هون نورالبیان از نورمحمد قریشی (قلمی) ۱۱۹۸ھ ورق ۹ - ۱۶ - ۱۷ - ۱۸ - ایضاً شاهنامہ احمد شاہ ابدالی از حافظ اشاعت اول مطبوعہ پبلک آرٹ ۱۳ - ۲۱

فاناً نوعِ نوع چیزها سرزدند و انقلاب در عقائد صریح گشت خصوصاً فتنهاء ابحاث علمی پر وسواس تردید انداختند و تقلیب در قواعد مذاهب کثیر الوقوع پیدا شد و کتابهائی معتبرہ مخلوط و مملو شدند از مخترعات ناشائستہ و افتراء بداندیشان نو خواستہ و دلائل زنادقہ و ملاحدہ بمثل نوبادہ از خود تراشی بر فساد عقائد شائع شدند ۔[1]

یہان تک کہ قسماقسم چیزین سرزد ہوئین اور عقائد مین ایک انقلاب نمودار ہوا خصوصاً شکوک و شبہات پر مشتمل علمی بحثین شروع ہوئین اور قواعد مذھبی مین بڑا رد و بدل واقع ہوا اور معتبر و مستند کتابین زبون ناشائستہ مخترعات اور جدت پسندون کی افتراپردا اور زنادقہ اور ملحدین کے خود ساختہ اور نئی نئی دلیلون سے پر ہوگئین اور اس طرح عقائد مین فساد برپا ہوا ۔

اس طرح اس علاقے کے ایک اور معاصر عالم اور حضرت شاہ ولی اللہ دھلوی[2] کے شاگرد مولانا شیرمحمد گگیانی ۔ پشاوری اپنی مایۂ ناز تصنیف "الفیح العمیق" کے مقدمہ مین لکھتے ھین کہ :

بہ سبب بدو جہل و ضلال و ھوا و فشو توقض وتشیع و غوا این نسخہ غریبہ بطریق ایجاز تالیف نمودم امتثالاً لامرہ علیہ السّلام " اذا ظہرت الفتن اوقال البدع وسبّ اصحابی فلیظھر العالم علمہ فمن لم یفعل ذلک فعلیہ لعنۃ اللّٰہ والملائکۃ والنّاس اجمعین "[2]

جہل و ضلالت و ھوائے نفسانی اور توقض و تشیع کے عام ہونے کے سبب مختصر طور پر یہ نسخہ غریبہ تالیف کیا ۔حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کہ "جب فتنے پیدا ہون یا کہا کہ بدعات پیدا ہون اور میرے اصحاب کو لوگ گالیان دینے لگے تو عالم کو چاھئے کہ وہ اپنا علم ظاھر کرے اور اگر ایسا نہ کیا تو اس پر خدا فرشتون اور تمام لوگون کی جانب سے لعنت ھے ۔

---

= پریس پشاور ص ۱۹۷ ـ ۲۰۲

********

(۱) نوٹ) حضرت میان محمد عمر چمکنی نے ۱۱۸۳ھ مین یعنی اپنی وفات سے صرف سات =

عقائد و اعمال مین یہ فساد و انقلاب صرف صوبہ سرحد تک محدود نہ تھا بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ہمہ گیر تحریک تھی جس نے دھلی تک پورے ملک کو اپنے پنجہ گرفت مین لے لیا تھا ۔ چنانچہ اس دور کے عظیم مجاھد حافظ رحمت خان ساکن رامپور (المتوفی ۱۱۸۸ھ / ۱۷۷۴ء) ھند کے اس مذھبی انتشار کی نشاندھی کرتے ہوئے لکھتے ھین کہ :

اهل بدعت از جنس رفضه و شیعه و خوارج وغیرهم بسیار منتشر شده و چنانچه بعضے از قسم روافض که سبّ شیخین می کنند و بعضی از قبیل خوارج که سبّ حضرت علی می کنند پس بر اهل سنت و جماعت ایها لازم است که آنچه از آیات و احادیث درین باب وارد شده است ظاهر کنند و در رد بدعات باطله ایشان سعی بلیغ نمایند تا درتحت

اھل بدعت مثلاً رفضہ شیعہ اور خوارج وغیرھم بہت پھیل چکے ھین روافض مین سے بعض شیخین (حضرت ابوبکر اور حضرت عمر) کوگالیان دیتے ھین اور بعض خوارج حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو گالی دیتے ھین پس اھل سنت والجماعت کا فرض ھے کہ اس بارے مین جو آیات و احادیث وارد ھین ظاھر کرین اور ان کی باطل بدعات

---

= یوں پہلے اپنی تصنیف " شمس الھدٰی " کے مقدمہ مین بھی لوگون کے عقاید و اعمال مین فساد و انقلاب کا تذکرہ کیا ھے اور علماء سوء کو اس فساد کا ذمہ دار ٹھہرایا ھے ۔ فرماتے ھین کہ پیورثہ الانبیاء ہونے کے دعویدار ہوتے ہوئے بھی حق و باطل مین امتیاز نہین کرتے جس کی وجہ سے عوام و خواص سب اس وقت فساد عقاید کی مصیبت مین مبتلا ھین ۔ (شمس الھدٰی (قلمی) از میان محمد عمر چمکنیؒ ورق ۱۶ کتب خانہ اسلامیہ کالج پشاور) ۔

(۲) الفج العمیق از مولانا شیرمحمد (قلمی) ۱۱۸۱ھ ص : ۳ کتب خانہ ریکارڈ آفس شمال مغربی سرحدی صوبہ پشاور ۔

*********

این وعید "اذاظهرت البدع وسبّ اصحابی فلیظهر العالم علمه فمن لم یفعل ذلک فعلیه لعنة الله والملائکة والنّاس اجمعین"(۱) ته پایند -

کی‌ود کے لئے بھرپور کوشش کرین تاکہ اس وعید کے تحت نہ آئین کہ "جب بدعات ظاہر ہون اور میرے اصحاب کو لوگ گالیان دین تو عالم پر لازم ہے کہ وہ اپنے علم کو ظاہر کرے اگر ایسا نہ کیا تو اس پر خدا فرشتون اور تمام لوگون کی جانب سے لعنت ہے" -

بارھوین صدی ھجری کے انھی پرفساد اور ہوشربا حالات مین حضرت میان صاحب چمکنی رحمة الله علیه نے آنکھین کھولین، پھلے پھولے، اصلاح احوال کا بیڑا اٹھایا، اور اپنے پیشرو علماء کی طرح اھل سنت والجماعت کی اشاعت اور اھل باطل کے عقاید کے اثرات کو مٹانے کی غرض سے ایک باقاعدہ تحریک چلائی(۲) اپنی قوم کو راہ راست پر لانے کے لئے بڑی کامیاب جدوجہد کی اسلام دشمن قوتون کو کمزور کرکے فساد عقاید کا سدّباب کیا - حکومت وقت کو امن و امان کے قیام مین مدد دی اور اس طرح مدت دراز کے بعد یہان کے مسلمانون کو اطمینان و سکون کی فضا مین زندگی بسر کرنا نصیب ہوا(۳) -

آپ ہر وقت مسلمانون کو بادشاہ وقت کی اطاعت و اعانت کی تلقین کرتے ان کو ایک مرکز پر جمع کرکے جہاد فی سبیل الله کے لئے منظم کیا - احمد شاہ درانیؒ اور دیگر امراء و وزراء کو زبرائو

---

(۱) خاتمہ "خلاصة الانساب از حافظ رحمت خان (فوٹو سٹیٹ کاپی) کتب خانہ پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی -

(۲) نورالبیان ورق ۱۰ - ۱۷ - ۱۸

(۳) نورالبیان ورق ۱۷ - ۱۸ مناقب از مولانا دادین (قلمی) ۱۲۱۹ھ ورق ۱۱۶ -

لاکر اسلام کی اشاعت و حفاظت کے لئے آمادہ کیا - اسلامی لشکر میں اپنے مریدین و معتقدین کو شامل کیا غازیان اسلام کے حالات سے ہر وقت اپنے آپ کو باخبر رکھا ان کی فتح و نصرت کے لئے دعائیں دیں ان کی مالی مدد فرماتے رہے اور اس طرح آپ کی ظاہری اور باطنی مدد و توجہ کی وجہ سے احمد شاہ درانیؒ کی حکومت کو استحکام حاصل ہوا جس کے نتیجے میں بڑی حد تک شرپسند عناصر کی حوصلہ شکنی ہوئی اور مسلمان ایک بار پھر خدمت اسلام کا ایک نیا عزم لے کر میدان جہاد میں کود پڑے اور درحقیقت یہی حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کا ایک زبردست سیاسی کارنامہ اور ایک عظیم مذہبی خدمت ہے -
آئندہ ابواب میں آپ کی زندگی کے تفصیلی حالات سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ احمد شاہ درانیؒ کے دور حکومت کے استحکام، جنگی فتوحات اور اس خطہ ارض میں امن و سکون کے قیام کا سہرا دراصل شاہ موصوف کے پیر و مرشد حضرت میاں صاحب چمکنیؒ ہی کے سر ہے -(1)

---

(1) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوں : مناقب از مولانا نورمحمّد ( قلمی ) ورق ۹ - ۱۰، مناقب از مولانا دادین ورق ۲۲ - ۱۱۶، مناقب از مولانا مسعود گل مطبوعہ فیض عام پریس دھلی ۱۲۹۹ ھ ص ۹۱ - ؛

احمد شاہ درانی از گنڈا سنگھ (انگریزی) طبع بمبئی ۱۹۵۹ ء ص ۲۸ - ۳۲۹-

## باب دوم

## حالات زندگی

حضرت میاں محمد عمر چمکنی رحمة اللہ علیہ نسباً اسرائیلی النسل افغان تھے۔(۱) اور

---

(۱) افغان قوم کی اصلیت کے بارے میں اگر چہ دور جدید کے مورخین مختلف الرائے ہیں مگر جہاں تک دور قدیم کے افغان علماء کرام، اولیاء عظام اور تاریخ دانوں کا تعلق ہے نسلاً بعد نسلٍ تقریباً تمام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ افغان قوم حضرت سلیمان علیہ السّلام کے سپہ سالار افغان بن ارمیا کی اولاد ہے اور چونکہ افغان مذکور حضرت یعقوب ( الملقب بہ اسرائیل ) کی اولاد میں سے تھے اس لحاظ سے افغانی النسل لوگ نسباً اسرائیلی ہیں۔ (ملاحظہ ہوں تذکرة الابرار والاشرار از اخوند درویزہ مطبوعہ مطبع محمدی پشاور ۱۲۸۷ ھ ص ۱۰۷ - ۱۳۷، تواریخ حافظ رحمت خانی (اردو ترجمہ از خان روشن خان) اشاعت اول ۱۹۷۶ء ص ۳۲۵ - ۳۳۵، یوسف زے پٹھان از اللہ بخش یوسفی اشاعت چہارم مطبوعہ شریف آرٹ پریس کراچی ۱۹۷۳ء ص ۶۷ - ۸۰، ضمیمہ نمبر ۱ کتاب یوسف زے پٹھان از عبدالحلیم اثر، خورشید جہان از شیر محمد خان گنڈہ پور طبع لاہور ۱۸۹۴ء ص ۳۶ - ۶۹) ۔

حضرت میاں محمّد عمر چمکنیؒ نے بھی دیگر افغان علماء و مشائخ کی طرح اسی قول کو اختیار فرمایا ہے۔ اپنا شجرہ نسب بیان کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ :

| | |
|---|---|
| "این فقیر محمد عمر بن ابراهیم محمدی مشرب است من جهت النسب مشهور به افغان است ۰۰۰۰۰ افغان مذکور بن ملک طالوت و ملک طالوت مذکور از بنی اسرائیل است و اسرائیل عبارت از مهتر یعقوب است" (مقدمہ "المعالی (قلمی) از میاں محمد عمر ۱۱۵۸ ھ کتب خانہ بخانہ مانڑی پشاور شہر) | یہ فقیر محمد عمر بن ابراہیم محمّدی مشرب ہے نسب کے اعتبار سے افغان مشہور ہے ۰۰۰۰ افغان مذکور ملک طالوت کا بیٹا (ہے) اور ملک طالوت بنی اسرائیل سے ہے اور اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السّلام سے عبارت ہے۔ |

اسی طرح اپنی تصنیف "شمس الہدیٰ" کے مقدمہ میں اپنے نسب نامہ کے ذیل میں لکھتے ہیں ۔

= که :

"نحن بحسب الوقت نسمّی من قوم شیخی (عبدالله) ۰۰۰ ومن جهة العرف نسمّی سوہنی ومن جهة التعریف نسمّی افغاناً ومن جهة النسل قد کان افغان اسرائیلیا" -

ہم موجودہ وقت میں شیخی (عبداللہ) کی قوم سے ہونے کی وجہ سے شیخی خیل موسوم ہیں - عرف کے اعتبار سے سڑبنی اور (جامع مانع) تعریف کے لحاظ سے افغانی موسوم ہیں - اور نسل کے اعتبار سے افغان اسرائیلی تھا -

(مقدمہ "شمس الہدیٰ (قلمی) ۱۱۸۳ھ کتب خانہ اسلامیہ کالج پشاور' ایضاً ملاحظہ ہو توضیح المعانی (قلمی) از میاں محمد عمر چمکنی ص ۱۱ - ۱۹ کتب خانہ پٹھانہ مانڑی پشاور شہر) -

سرزمین افغانستان اور صوبہ "سرحد میں ان اسرائیلی النسل افغانوں کی آباد کاری کے بارے میں مورخین لکھتے ہیں کہ جب بابل کے فرمانروا بخت نصر نے ۵۸۶ ق م میں بیت المقدس پر یلغار کرکے اس کو مکمل طور پر تاخت و تاراج کردیا تو بنی اسرائیل نے ملک بدر ہوکر ترک وطن اختیار کیا - اس وقت ان کی ایک جماعت سلسلہ ہائے کوہ سلیمان میں آکر آباد ہوگئی جو بعد میں کوہ سلیمان کی نسبت سے "سلیمانی" مشہور ہوئے (خورشید جہان ص ۵۲ - ۵۳) -

ہجرت مدینہ کے بعد جب اسلام کو غلبہ حاصل ہوا اور عرب و عجم جوق درجوق دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہونے لگے تو اس وقت کوہ سلیمان میں آباد افغانوں کا ایک وفد بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر مشرف بہ اسلام ہوگیا - آپ صلعم یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اپنا عصا مبارک ان کو عنایت کرکے رخصت فرمایا - اس وفد نے واپس آکر کوہ سلیمان میں آباد اپنی قوم کے افراد کو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا سب نے بالاتفاق مذہب اسلام کو قبول کرلیا (تذکرۃ الابرار والاشرار ص ۱۱۳' الاصابہ فی تمیز الصحابہ لابن حجر العسقلانی (المتوفی ۶۰۶ھ / ۱۲۰۹ء) مطبوعہ مصر ج ۵ ص ۲۹۵' اسد الغابہ فی معرفة الصحابہ لابن اثیر الجزری ج ۳ ص ۲۲۹) -

مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ ان کی آبادی میں اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ حدود

(۱)

صوبہ سرحد کے شمال مین واقع قبائلی علاقہ باجوڑ مین آباد سڑبنی افغانون کی شھخی خیل شاخ کے

---

= ۲۱۲ھ / ۸۲۷ء مین یہ لوگ رفتہ رفتہ ادھر ادھر منتشر ہوکر ھرات قندھار اور غزنی مین آباد ہونے لگے ۔فاتح سومنات سلطان محمود غزنوی نے ۴۱۳ھ / ۱۰۲۲ء مین جب ھند پر لشکر کشی کی تو اس موقعہ پر افغان لوگ کثیر تعداد مین سلطان موصوف کے ھمرکاب تھے اور انہون نے اس کی تمام مہمات مین بڑی شجاعت اوربہادری کا مظاھرہ کیا تھا اور یہی وجہ ھے کہ جب یہ ملک فتح ہوا تو افغان متوحہ علاقون مین جابجا آباد ہوکر متوطن ہوئے مگرسڑبنی افغانون کی دو بڑی شاخون یعنی شھخی خیل اور غوری خیل قبائل کے لوگ حدود قندھار ھی مین سکونت پذیر رھے تاآنکہ مرزا الغ بیگ ( المتوفی ۹۰۷ھ / ۱۲۰۱ء ) کا زمانہ آیا جس کے ظلم و ستم سے تنگ آکر پندرھوین صدی عیسوی مین افغانان قندھار نے ترک وطن کرکے وادیٔ پشاور کی جانب کوچ کیا ۔یہان دلہ زاک افغانون کے ساتھ سکونت اختیار کی رفتہ رفتہ یہ لوگ تمام صوبہ سرحد پر قابض ہوئے اورآج تک یہین آباد ھین ۔

( تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہون : تواریخ حافظ رحمت خانی از پیرمعظم شاہ اشاعت اول مطبوعہ شاھین پریس پشاور ۱۹۷۱ء ص ۵ ـ ۵۳، تذکرۃ الابرار والاشرار از اخوند درویزہ مطبوعہ نیو اپگل سٹاو پریس پشاور ص۷۹ ـ ۱۲۷، پٹھان از اولف کیرو (اردو ترجمہ از سید محبوب علی ) اشاعت اول مطبوعہ خیبرمیل ھہ پریس پشاور ۱۹۶۷ء ص ۲۱ ـ ۵، خورشید جہان ص ۴۶ ـ ۶۹، یوسف زئی پٹھان ص ۲۷۰ ـ ۳۲۸ ) ـ

********

(۱) علاقہ باجوڑ اندازاً ۴۵ میل لمبا اور ۲۰ میل چوڑا ھے اور اس کا رقبہ تقریباً ۳۲۰ مربع میل ھے ـ ۱۹۷۲ء کی مردم شماری کے مطابق اس کی آبادی تین لاکھ چونسٹھ ھزار ریکارڈ کی گئی ھے ـ

باجوڑ کے شمال مین چترال مشرق مین ضلع دیر اور مالاکنڈ ایجنسی جنوب مین مہمند ایجنسی اوراس کے مغرب مین افغانستان واقع ھے افغانستان جانے کے لئے یہان کی پہاڑیون مین دو ایک راستے ایسے ھین جن کے ذریعے آمدورفت ہوتی ھے ان راستون کی اھمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ھے کہ سکندراعظم، محمود غزنویؒ اور بابر نے انھی

راستون سے ہوکر ہندوستان کی طرف اقدام کیا تھا ۔

یہ علاقہ مختلف وادیون مین منقسم ہے اور تمام علاقے پر ترکانی اور اتمان خیل قبائل حسب ذیل ترتیب سے آباد ہین : ۔

وادئ میدان اسماعیل زئی افغانون کے تصرف مین ہیںؔ جبکہ برول پانڈہ اور وادئ جندول عیسوزئی قبیلہ کے قبضہ مین ہین ۔ باجوڑہ اوروادئ جارمنگ مین سلارزئی شاخ آباد ہے ۔ وادئ وتَلَئی مین ماموند قبیلہ سکونت رکھتا ہے اور جنوب کی جانب "کوہ مور" کے دامن کے ساتھ ساتھ شرقاً غرباً ایک لمبی پٹی پر اتمان خیل قبائل قابض ہین ۔

عمراخان جندولی کے خلاف انگریزون کے اقدام کے بعد بوبَرَول ، میدان اور وادئ جندول کا زیرین حصہ نواب دیر کے ماتحت ہوا جبکہ باقی ماندہ حصہ پر خان آف ناوگئی کا کنٹرول قائم رہا ۔ بعد مین موجودہ خان آف خار عبدالسبحان خان کے والد جناب محمدجان خان مرحوم اور موجودہ خان آف ناوگئی معصوم جان خان کے والد احمد جان خان مرحوم کے درمیان کشمکش کا سلسلہ شروع ہوا جس کے نتیجے مین یہ حصہ انتظامی لحاظ سے دو حصون مین بٹ گیا اور اس طرح شِنگس کے حدود سے لے کر زور بندر تک کا علاقہ نواب خار مرحوم کے قبضہ مین آگیا جبکہ مغرب کی جانب باقی ماندہ علاقہ خان آف ناوگئی کے زیر تصرف رہا ۔ یہان تک کہ ۱۹۶۰ء مین حکومت پاکستان نے نواب دیر کو معزول کردیا اور اس علاقے کا کنٹرول اپنے ہاتھ مین لے کر صدرمقام "خار" تک پیش قدمی کی ۔ یہان سرحدی حفاظتی چھاونیون کی بنیاد رکھی اور اس علاقے کی سیاسی نزاکت کے پیش نظر اس کو خاصی اہمیت دی ۔ سڑکون کو پختہ کیا گیا ۔ سکول اور شفاخانے تعمیر کئے گئے ۔ بجلی پہنچائی گئی اور پینے کے پانی کا بندوبست کیاگیا ۔ ۱۹۷۲ء مین اس کو ایجنسی کی حیثیت حاصل ہوگئی اور جناب عبدالسبحان خان کے اختیارات کو ختم کرکے پولیٹکل نظام قائم کر دیا گیا ۔

آج کل یہ علاقہ تعلیم ۔ آمدو رفت ۔ رسل و رسائل ۔ زراعت اور اقتصادی لحاظ سے خوب رو بہ ترقی ہے اور اگر موجودہ رفتار جاری رہی تو انشاءاللہ مستقبل قریب مین یہ دوسرے ترقی یافتہ علاقون کی طرح زندگی کی تمام سہولیات سے بہرہ ور ہو جائے گا ۔

( یہ تفصیلات راقم الحروف کی ذاتی معلومات کے علاوہ اطلاعات و نشریات ڈویژن بارڈر پبلسٹی آرگنائزیشن کے شائع کردہ چارٹ ۷۵ ۔ ۱۹۷۴ء اور یوسف زئی پٹھان اشاعت سوم مطبوعہ کراچی کے ص ۴۶۸ سے ماخوذ ہین ) ۔

مشہور و معروف ترکانی قبیلہ کی ایسوزئی شاخ کی ایک ذیلی شاخ موسیٰ خیل سے تعلق رکھتے ہیں (۱) تھے۔ (۲)

---

(۱) شیخی خیل افغانون کے جد امجد شیخی کی دو بیویان تھین ایک کا نام "موجانہ" اور دوسری کا نام "بسو" تھا ۔بسو کے ھان جو اولاد پیدا ھوئی وہ اس کے فرزند اکبر "ترک" کی نسبت سے "ترکانی" موسوم ھے ۔(تذکرۃ الابرار والاشرار از اخوند درویزہ مطبوعہ محمدی پریس پشاور ۱۲۸۷ھ ص ۱۱۹ ۔ توضیح المعانی از میان محمد عمر چمکنی (قلمی) ص ۱۶۔۱۹ تاریخ پشاور از گوپال داس ص ۳۳۶ ) چونکہ تاریخ کی کتابون مین ترکلانی ترکلانڑی اور ترکانڑی نامون سے بھی یاد کیا گیا ھے ۔

یہ قبیلہ موسیٰ کے تین بیٹون محمود (ماموند) عیسیٰ اور موسیٰ کی نسبت سے تین شاخون ماموند، ایسوزئی، اور اسماعیل زئی پر منقسم ھے ۔پہلی دونون شاخین زمانہ قدیم سے علاقہ میدان، دیر، اور وادی جندول (دیر) مین آباد ھین ۔محمود بابا (ماموند بابا) کی تین بیویان تھین ۔زوجہ اول کے ھان جو اولاد پیدا ھوئی وہ اس کے بیٹون سالار اور ککے کی نسبت سے سالارزی اور ککازی (یا کازی) کے نام سے موسوم ھین ۔ککازئی شاخ کو "لوئی ماموند" (بڑے ماموند) کے نام سے یاد کیا جاتا ھے ۔زوجہ دوم کی اولاد بڑوزی اور وریازی نامون سے مشہور ھے ۔اور ان دونون شاخون کے لوگ "واڑہ ماموند" (چھوٹے ماموند) کے نام سے یاد کئے جاتے ھین زوجہ سوم کی اولاد خلوزی بوم کازی اور بدل زی مشہور ھین ۔ چونکہ ماموند بابا نے باجوڑ کی زمین اپنی اولاد پر تقسیم کرنے کے بعد تیسری شادی کی تھی اس لئے ان کو جائیداد مین بہت کم حصہ ملا ھے ۔خلوزی شاخ کو ککازئی نے پانچوان حصہ دیا ھے ۔بوم کازی شاخ کو بڑوزی اور وریازی نے جائیداد مین سے پانچوان حصہ دیا ھے اور بدل زئی شاخ کو سالارزئی نے اپنے ساتھ زمین کے پانچوین حصے پر آباد کیا ھے ۔

۹۵۷ھ تک یہ قبیلہ علاقہ لغمان (افغانستان) مین متوطن تھا اس کے بعد کابل (۱۵۵۰ء) کے مغل حکمرانون کے ساتھ اختلافات کی بنیاد پر سولھوین صدی عیسوی کے اواخر مین علاقہ باجوڑ کا رخ کیا اور وھان آباد گگیانیون کو بزور شمشیر نکال کر سارا علاقہ اپنے تصرف مین لایا اور مستقل طور پر یہان آباد ھوگئے (تذکرۃ الابرار ص ۱۵۲ دی پٹھان از اولف کیرو لندن ۱۹۶۲ء ص ۱۸۸ ) ۔

. . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

علاقہ باجوڑ مین آباد ہوتے وقت ترکانیون کے چند گھرانے جو کوڑ کہلاتے تھے بدخشان اور چترال جاکر مقیم ہوئے ۔ لوئی ماموند کی ککاژئی شاخ جالندھر ۔ لاہور ۔ گوجرانوالہ اور لہور سیالکوٹ مین جاکر آباد ہوئی جبکہ ترک کے دوسرے بیٹے شعیب کی اولاد افغانستان کے علاقہ لغمان اور ننگرھار مین قیام پذیر رہی ( تواریخ حافظ رحمت خانی اردو ترجمہ از روشن خان اشاعت اول ص ۵۹۹ ) یہ ایک بہادر اور طاقتور قبیلہ ہے اور ابتداء سے لے کر آج تک علاقہ باجوڑ کی تمام سیاسی اور قبائلی معاملات مین اس کو بڑی اہمیت حاصل رہی ہے ۔ ( شجرۂ نسب کے لئے ملاحظہ ہو باب ہشتم ص ) ۔

(۳) تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہون :۔

( شمس الہدیٰ از میان محمد عمر چمکنیؒ (قلمی ) ۱۱۸۳ھ / ۱۷۶۹ء ورق ۱۷ کتب خانہ اسلامیہ کالج پشاور ،

المعالی شرح امالی ازمیان محمد عمر چمکنیؒ ( قلمی ۱۱۵۸ھ / ۱۷۴۵ء ووقعمطہ ص ۲۳ کتب خانہ بحانہ ماتڑی پشاور شہر ۔ ،

مقدمہ ظواہر السرائر از میان محمد عمر چمکنیؒ ( قلمی ) ۱۱۱۲ھ / ۱۷۰۰ء ورق ۱ کتب خانہ پنجاب یونیورسٹی لاہور ۔ ،

توضیح المعانی از میان محمد عمر چمکنیؒ ( قلمی ) ص ۹ ۔ ۱۵ کتب خانہ بحانہ ماتڑی پشاور شہر ،

مقاصد الفقہ از صاحبزادہ محمدیؒ ( قلمی ) ص ۲ ۔ ۵ کتب خانہ پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی ،

رسالہ شجرۂ نسب از صاحبزادہ احمدیؒ ( قلمی ) ۱۲۲۳ھ / ۱۸۰۸ء ۔ ،

نورالبیان از نورمحمد قریشی ( قلمی ) ۱۱۹۸ھ / ۱۷۸۳ء ورق ۴۵ ۔ ،

ریکارڈ اوقاف میان صاحب چمکنیؒ مملوکہ دفتر اوقاف شمال مغربی سرحدی صوبہ پشاور ۔ ،

روحانی تڑون از عبدالحلیم اثر اشاعت اول ۱۹۶۵ء ص ۷۵۶ ۔ ۷۵۷ ۔

عبرت نامہ از صاحبزادہ احمدیؒ ( قلمی ) ص ۶۳ کتب خانہ ریکارڈ آفس شمال مغربی سرحدی صوبہ پشاور ) ۔

(۴) صاحبزادہ احمدیؒ اپنی کتاب عبرت نامہ کے ورق ۶۳ پر لکھتے ہین کہ :

آپ مَولِداً فریدآبادی مسکناً پشاوری ملکاً احمدی مذھباً حنفی طریقۃً نقشبندی استمٗادۃً
(١) (٢) (٣)
اویسی اور مشرباً محمّدی تھے -

---

| | |
|---|---|
| سره بن پوښتون سرګند یم | ظاھر (ھے) مین سڑبن پٹھان ھون - |
| هسی نه چه پټ په ګند یم | ایسا نھین که مین گدڑی مین چھپا ھوا ھون - |
| بیا خښي یم سره بن کښي | پھر سڑبن (افغانون) مین خشی (خیل) ھون اور یه |
| دا خبره کړم په خوند کښي | مین ~~ٹھیک بات کہتا ھون~~ مزہ کر رہا ہوں |

**********

(١) مقاصد الفقه ورق ١ - ٢ - طریقه اویسیه خیرالتابعین سیدنا حضرت اویس قرنی کی جانب منسوب ھے - حضرت اویس کا پورا نام ابو عمرو اویس بن عامر القرنی تھا (قطب الارشاد از فقیرالله شکارپوری ص ٩٣٩ ص ٣٩٥) اور ان کا نسب نامه قرنی بن رومان بن ناجیه بن مراد سے جا ملتا ھے (مکتوبات مجدد حصه دوم دفتر اول حاشیه مکتوب ٩٩) آپ اهل یمن مین سے تھے اور قرن (واقع نجد) مین سکونت رکھتے تھے - آپ رسول الله صلی الله علیه وسلم کے عاشقِ صادق اور زُھد و ریاضت کے پیکر تھے - عشقِ رسول کا یه حال تھا که جنگ احد مین حضور صلی الله علیه وسلم کے دندان مبارک کے شھید ھونے کی خبر سن کر تمام دانت توڑ ڈالے تھے (روزنامه مشرق ٣/اکتوبر ١٩٧٦ء مضمون حضرت اویس قرنی از جودھری محمد اشرف صاحب) -

حضرت اویس اھل تصوف کے مشائخ کبار مین سے تھے حضور صلی الله علیه وسلم کے زمانه مین زندہ تھے مگر دو وجوہ کی بناء پر آپ کی زیارت سے روکے گئے تھے اول یه که کھین حضور صلی الله علیه وسلم کے دیدار کے غلبه شوق سے ھلاک نه ھوجائین دوم یه که کھین والدہ کے حق خدمت کی بجاآوری مین کوتاھی نه ھونے پائے -

نبی کریم صلی الله علیه وسلم نے صحابه کو حضرت اویس قرنی کے حالات سے مطلع فرمایا تھا اور حضرت عمر رضی الله عنه اور حضرت علی کرم الله وجھه دونون کو ان کے ساتھ ملاقات کرنے کی ھدایت فرمائی تھی - جب حضور صلی الله علیه وسلم کا وصال ھوگیا تو حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ مکه تشریف لائے - حضرت عمر رضی الله عنه نے ایک خطبه مین ارشاد فرمایا که یا اھل نجد قوموا (اے اھل نجد کھڑے ھوجاو) اس کے بعد پوچھا که کوئی شخص قرن =

......................................................

= سے ہے - انہوں نے کہا کہ ہاں - حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے حضرت اویس کے بارے میں دریافت فرمایا تو جواب دیا کہ اویس نامی ایک دیوانہ ہے جو آبادیوں میں نہیں آتا - اس گفتگو کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ دونوں حضرت اویس کے پاس گئے اس وقت وہ نماز میں مصروف تھے - فراغت کے بعد تو دونوں نے سلام کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچا کر اُمتِ محمدیہ کے حق میں ان سے دعا کرنے کی درخواست کی - اس واقعہ کے بعد اہل قرن میں حضرت اویس کی شہرت ہوگئی - لہٰذا وہ قرن سے کوفہ تشریف لے گئے -

حضرت اویس کی وفات کے بارے میں اقوال مختلف ہیں - حضرت داتاگنج بخشؒ نے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت اویس نے ۳۷ھ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حمایت میں لڑتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا ہے "- عاش حمیداً ومات شہیداً " -

(کشف المحجوب از ابوالحسن علی ہجویری (المتوفی ۴۶۵ھ) اردو ترجمہ از مولوی محمد حسین طبع لاہور ص ۱۰۳ - ۱۰۴) -

اویسی کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جیسا کہ سیدنا حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے فیض حاصل کیا تھا اس طرح اویسی طریقہ والے بزرگان دین بعض انبیاء کرام اور شیوخ طریقت کی روحانیت سے روحانی فیض کا استفادہ کرتے ہیں (ہمعات از شاہ ولی اللہ دہلوی اشاعت اول ۱۹۶۴ء حیدرآباد ہمعہ ۱۱ ص ۵۶ - ۶۴ اور المنہل الروی الرائق فی اسانید العلوم و اصول الطرائق از سید محمد بن علی السنوی ص ۶۴ -)

طریقہ اویسیہ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ فرماتے ہیں کہ :

"قومے از اولیاء اللہ باشند کہ ایشان را مشائخ طریقت و کبرائے حقیقت اویسیان نامند و ایشان را در ظاہر احتیاج بہ پیرے نہ بود زیرا کہ ایشان را حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ

اولیاء اللہ میں سے ایک گروہ ہوتا ہے کہ مشائخ طریقت اور کبرائے حقیقت ان کو اویسی نام سے یاد کرتے ہیں اور بظاہر میں ان کو کسی پیر کی ضرورت نہیں ہوا کرتی اس لئے کہ ان =

علیه وسلم با روح ولی از اولیاء حق در حجر عنایت خود پرورش میدهد بے واسطه غیرے چنانکه اویس قرنی را داد رسالت پناه صلی اللّٰه علیه وسلم" (فتح عمیق (قلمی) ص ۲۹۸ و نفحات الانس از مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ ص ۱۴) -

کو حضرت رسالتمآب صلی اللّٰه علیه وسلم یا اولیاء حق میں سے کسی دوسرے ولی کی روح اپنے آغوشِ عنایت میں پرورش دیتی ہے بغیر کسی دوسرے واسطه کے - جیسا که اویس قرنی کو رسالت پناه صلی اللّٰه علیه وسلم (کی روح) نے پرورش دی -

سلوک و طریقت میں ارواح مقدسه سے براه راست فیوضات حاصل کرنا خداوند تعالیٰ کی ایک بہت بڑی بخشش ہے - طریقه نقشبندیه کے اکثر مشائخ مثلاً ابوالقاسم گرگانیؒ شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ شیخ ابوالحسن خرقانیؒ وغیره کو اللّٰه تعالیٰ نے اسی مرتبه عالیه سے سرفراز فرمایا تھا بارھویں صدی ھجری کے مشائخ میں سے منعمِ حقیقی نے جن حضرات کو اس نعمت جلیله سے نوازا تھا ان میں سے شیخ الہند حضرت شاه ولی اللّٰهؒ دھلوی حضرت میاں محمد عمر چمکنیؒ سڑہنی الاسرائیلی اور ان کے پیر و مرشد حضرت شیخ سعدی لاھوریؒ کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں - (فتح عمیق (قلمی) ص ۴۱ توضیح المعانی (قلمی) ص ۲۲ ظواھر السرائر (قلمی) ص ۲۴۲) -

(۲) المعالی ورق ۱۲ - اقسامِ ولایت میں سے ایک قسم ولایت محمّدی ہے جو فناءِ لطیفه اخفیٰ سے عبارت ہے جو سالک لطیفه اخفیٰ کی ولایت کی راه سے واصل ہوتا ہے - اسے "محمدی المشرب" کہتے ہیں - فناءِ لطیفه اخفیٰ سارے مراتب کا جامع اور بہت بلند مقام ہے - اس مقام پر فائز سالک متخلّق باخلاق اللّٰه ہوتا ہے - اور یه فناءِ لطیفه اخفیٰ شان الٰہی کے مرتبه میں ہے - (هدایت الطالبین از شیخ ابو سعید مجددی خلیفه مجدد الف ثانی طبع لاھور ۱۹۱۲ء) - (۳) صاحبزاده محمّدیؒ لکھتے ہیں :- فانّ العبد المحتاج الیٰ جناب الحضرت الاحدی فقیر محمّدی ابن فقیر محمّدعمر الجمکنیؒ الاحمدی ملةً والحنفی مذہباً والنقشبندی طریقةً والاویسی استفادةً تغمّده اللّٰه بغفرانه - (مقاصد الفقه (قلمی) ص ۳ -)

* * * * * *

آپ کا نام محمّد عمر رح تھا ۔والد بزرگوار کا نام ابراھیم خان اور دادا کا نام حضرت کلا خان تھا اور موضع چمکنی میں سکونت کی مناسبت سے "میاں صاحب چمکنی رح" کے نام سے مشہور تھے ۔ (۱)

---

(۱) موضع چمکنی پشاور شہر سے مشرق کی جانب سات میل کے فاصلے پر واقع ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ پرانے زمانے میں یہاں چمکنی افغان آباد تھے بعد میں ابراھیم مہمند اس پر قابض ہوگیا اور اس طرح رفتہ رفتہ مہمند قبیلہ کے لوگ یہاں آباد ہونے لگے (نورالبیان از نورمحمد (قلمی) ورق ۴۶ و تاریخ پشاور مرتبہ گوپال داس ص ۱۲۸) اور یہی وجہ ہے کہ آج کل یہاں کی آبادی کی اکثریت مہمند افغانوں پر مشتمل ہے ۔حضرت میاں صاحب چمکنی رح کے زمانے میں اس گاؤں میں کم و بیش ساٹھ گھر آباد تھے اور تقریباً دو تین دوکانیں موجود تھیں ۔ (مناقب میاں صاحب چمکنی از مولانا دادین (قلمی) ورق ۱۲۶) ۔

زمانہ قدیم میں پشاور لاھور روڈ موضع چمکنی سے ھوکر گزرتا تھا یہی سبب ہے کہ جب ۱۸۲۴ء میں سکھوں نے دریائے سندھ کو عبور کرکے پشاور کی جانب پیش قدمی کی تو چمکنی کے مقام پر اپنی پوزیشن سنبھالی تھی ۔۱۸۴۸ء میں جب انگریز یہاں قابض ہوئے تو اس سڑک کو تبدیل کرکے موجودہ بڑی شاھراہ کی تعمیر کی جو سیدھا چھاونی تک جاتی ہے (ملاحظہ ہو تاریخ پشاور از ڈاکٹر دانی اول ایڈیشن ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۱۰))

حضرت میاں صاحب چمکنی رح سے پہلے اس پورے علاقے میں ظلم و فساد کا دور دورہ تھا لوگوں کا جان و مال محفوظ نہ تھا اور آئے دن فسادات اور کشمکش سے ان کی عزت و آبرو کو ہر وقت خطرہ لاحق رہتا تھا ۔خداوند رحمٰن و رحیم اپنی مخلوق پر بےحد مہربان ہے اس کی رحمت جوش میں آئی اور اس علاقے کے امن و امان کا اس طرح اہتمام فرمایا کہ ایک طرف احمد شاہ درانی رح جیسے مرد مومن کو تخت قندھار پر متمکن کیا تو دوسری طرف حضرت میاں محمد عمر چمکنی رح جیسے پیر کامل کو ان کے ارشاد و ھدایت پر مامور فرمایا ۔اھل پشاور کو آپ کی بدولت امن و امان نصیب ہوا ۔اور بالخصوص موضع چمکنی کو دارالامان اور دارالشفا کی حیثیت حاصل ہوگئی مولانا نور محمد اس حقیقت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

چمکني پــه بادشاهئ کښې
وه باکرام په نــواحئ کښې

(موضع) چمکنی (درانیوں) کی بادشاہت میں
گرد و نواح میں باکرام و معزز تھا

آپ حدود ۱۰۸۴ھ / ۱۶۷۳ء (۱) کو صفرالمظفر کے مہینے میں جمعۃ المبارک کی صبح کو دریائے راوی

| | |
|---|---|
| حق تعالی خیرالقریٰ کړ | (اس کو) حق تعالیٰ نے خیرالقریٰ ہونے کا مقام دیا ۔ |
| چه مخدوم ي مقتدئ کړ | (۲) بہ سبب اس کے کہ مخدوم (میاں صاحب جمکنی) کو یہاں کا مقتدا و پیشوا بنایا ۔ |
| پائ ناب د کل مهمند | تمام مہمند (افغانوں) کا مرجع اور سڑبن |
| سرورخ شهٔ د سربند | (افغانون) کا منبع ہے |
| راجعون ورته عالم دي | تمام لوگ اس کی طرف رجوع کرتے ہیں ۔ |
| د خدائ فضل هم کرم دي | اور (یہ) خدا کا فضل و کرم ہے کہ یہاں |
| په قربت د ده خلاصیږ ي | آپ (میاں صاحب جمکنیؒ) کی قربت سے لوگوں کو نجات ملتی ہے ۔ |
| مظلومان پـه امان کیږي | اور مظلوموں کو امن ملتا ہے ۔ |
| دا یو دیهه بیت الامان دي | یہ گاؤں ایک بیت الامان اور ایک عجیب مکان ہے |
| په هر وقت پـه هر زمان دي | کہ غوث زمان (میاں صاحبؒ) اس کے مکین ہوئے |
| دي خاصه عجب مکان شهٔ | اور یہ آپکی نسبت سے سرفراز ہوا ۔ |
| چه مکین ئي غوث زمان شهٔ | یہاں کے جمکنی لوگ (آپکی نسبت سے) ممتاز ہیں ۔ |
| په نسبت ي سرفراز دي | سن لو خیبر سے اوپر (علاقے میں) بھی |
| جمکني عالم ممتاز دي | جمکنی لوگ آباد ہیں ۔ |
| د خیبر پـه هورته جانـه | مگر ان سے یہ (موضع جمکنی میں رہنے والے |
| جمکني شته واوړ ه مانـه | جمکنی خیل افغان) زیادہ معزز ہیں اور |
| تر هغو نـه دا عزیـز دي | اہل تمیز اس حقیقت سے باخبر ہیں ۔ |
| په دا پوهه اهل تمیز دي | |

(ملاحظہ ہو نورالعیان از نورمحمد (قلمی) ورق ۴۶، ایضاً مناقب میاں صاحب جمکنی از مولانا مسعود گل ص ۳ و ص ۶، ایضاً مناقب میاں صاحب جمکنی از مولانا دادین (قلمی) ورق ۲۰-۱۱۷)

*********

(۱) حضرت میاں صاحب جمکنی کی جائے پیدائش، مہینہ، دن اور وقت پیدائش مستند مصادر

(٢) (١)
کے کنارے لاہور کے ایک قصبہ فریدآباد مین تولد ہوئے -

سے ثابت ہے - مگر جہان تک سن پیدائش کا تعلق ہے تو وہ اندازہ اور تخمینہ پر مبنی ہے -
اس تخمینہ کی پہلی بنیاد یہ ہے کہ آپ نے ۱۱۰۴ھ مین پہلی بار لاہور جاکر حضرت شیخ سعدی لاہوری کی خدمت مین حاضری دی اور ۱۱۱۲ھ مین اپنی مشہور کتاب "ظواہرالسرائر" لکھی لہٰذا اگر ۱۱۰۴ھ مین ہم آپ کی عمر کم از کم ۲۰ برس فرض کر لیتے ہین تو اس حساب سے آپ کا سن پیدائش (۱۱۰۴-۲۰) حدود ۱۰۸۴ھ برآمد ہوتا ہے - دوسری بنیاد یہ کہ آپ نے ۱۱۵۸ھ مین "المعالی" لکھی اس کتاب کے ورق ۲۳ پر اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے آپ فرماتے ہین کہ :

"ای درویش نا امید مباد از رحمت خداوند که او کریم و رحیم است یک سجده که قلم آورد به او بخشید ای بنده مؤمن محمدی که هفتاد یا هشتاد سال در شبانه روزی چندین بار سر بسجده نهاده ای حضرت او را بپاکی یاد کرده ای عذر گناهان خود را خواسته ای امرزش خواهد کرد خداوند تعالیٰ قلم عفو بر کردار او کشد و در آن روز قیامت او را شرمسار نگرداند چه عجب باشد" -

مندرجہ بالا بیان سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت آپ ستر اسی برس کے تھے اگر ہم اس وقت آپ کی عمر ۷۵ برس فرض کر لیتے ہین تو اس حساب سے بھی آپ کا سن پیدائش (۱۱۵۸-۷۵) ← حدود ۱۰۸۴ھ ہی برآمد ہوگا واللہ اعلم -

*********

(١) آقائے شاہ علوی اپنی کتاب تاریخ پنجاب (قلمی) مین لکھتے ہین کہ فریدآباد دریائے راوی کے کنارے آباد ہے نہایت قدیم شہر ہے اور سیدووال سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر واقع ہے - زمانہ قدیم سے راجپوتون کا موروثی شہر ہے اور یہان راجپوت قوم کا بھٹی قبیلہ آباد ہے - اس شہر کا بانی محرم خان بھٹی ہے - محرم خان کے زمانہ مین اس کی آبادی ایک ہزار گھرون اور ڈیڑھ سو دوکانون پر مشتمل تھی - اس کی آبادی پختہ تھی بعد کے زمانہ مین یہ شہر سیلاب کی زد مین آکر ویران ہوگیا - اس کو دوبارہ آباد کیا گیا اب اس کی آبادی اکثر کچی ہے - لاہور سے فرید آباد تک دریا کا مشرقی کنارہ اونچا ہے - اس کے دونون کنارے پست ہین

آبا واجداد | آپ کے دادا حضرت کلا خان[1] اپنے وقت کے مشہور بزرگ تھے - اور اپنے آبائی وطن باجوڑ[2] مین سکونت رکھتے تھے - اس وقت اس علاقے مین کوئی منظم حکومت قائم نہ تھی آئے دن انقلابات اور قبائلی کشمکش کی وجہ سے ہوجگہ افراتفری اور بدامنی کا دور دورہ تھا - سیاسی فضا مکدر تھی اور کسی کو سکون میسر نہ تھا - حضرت کلان خان چونکہ ایک عابد و متقی آدمی تھے اور انتشار و فساد کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے - چنانچہ انہون نے یہان کے حالات سے بددل اور مایوس ہوکر گوشہ عافیت کی تلاش مین ہندوستان کا رخ کیا - حضرت صاحبزادہ احمدؒ یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے

---

== اس لئے اکثر سیلاب کا خطرہ ہوتا ہے - فریدآباد کے نزدیک ایک گزرگاہ ہے جو گزرگاہ فریدآباد کے نام سے مشہور ہے (تاریخ پنجاب از آغائے شاہ طوی قادری (قلمی) ص ۵۰ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور) اس شہر کو محرم خان مذکور نے اپنے بیٹے فرید خان کے نام پر موسوم کیا تھا (روحانی تڑون ص ۵۸ بحوالہ مخزن پنجاب ج ۲ ص ۲۴۶)

آج کل فریدآباد نام کا کوئی شہر یہان موجود نہین ممکن ہے دوسرے اکثر قصبون اور شہرون کی طرح اس کا نام بھی کسی وجہ سے تبدیل ہوگیا ہو - کسی زمانہ مین حضرت میان صاحب چمکنیؒ اور آپ کے آبا و اجداد کی وجہ سے اس شہر کو بہت شہرت حاصل تھی صاحب نورالبیان اس کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہین :-

| | |
|---|---|
| اصلی ځاي د سکونت وه | مخدوم صاحبِ عظمتؒ کی یہ سکونت کی اصلی جگہ تھی |
| د مخدوم صاحب عظمت وه | |
| پــه لاهور کښې وه معلوم | لاهور مین نمایان تھی اور بزرگی کی وجہ سے |
| په بزرګئ مشهور مفهوم | اس کو شہرت حاصل تھی - |

(نورالبیان ورق ۴۵)

(۲) روحانی تڑون ص ۵۵ نورالبیان (قلمی) ورق ۱۲ اور توضیح المعانی (قلمی) ص ۱۱ -

**********

(۱) شجرہ نسب از صاحبزادہ احمدی (قلمی) ص ۹ -

(۲) شیخ نورمحمد اپنی کتاب نورالبیان (قلمی) کے ورق ۴۵ پر لکھتے ہین کہ : ==

فرماتے ہیں :

| | |
|---|---|
| لاړ له باجوړ ه کلاخان نیکهٔ لاهور ته | دادا کلاخان باجوڑ سے لاہور چلے گئے (اور) |
| دې بیا له لاهوره شو روان د هندولورته | وہ پھر لاہور سے ہندوستان کی جانب روانہ ہوئے |
| خوښ نه وو دلې د پښتنو وشر و شور ته | پٹھانوں کے شر و شور (جنگ و جدل) سے |
| نه راته په بیرته له د غمه وخپل کور ته (۱) | ناخوش تھے اس لئے وہ اپنے گھر واپس نہیں آنا چاہتے تھے - |

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ سرزمین ہند پر صوم و صلوٰۃ کے پابند اور علماء و فقراء کے قدردان شہنشاہ شاہجہان (المتوفی ۱۰۷۶ھ / ۱۶۶۵ء) کی حکومت کا آفتاب بڑی آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا - (۲)

حضرت کلاخان جب لاہور پہنچے تو بادشاہ کو ان کی آمد کی اطلاع ہوئی چنانچہ بڑی عقیدت و احترام سے ان کا خیرمقدم کیا اور بیحد لطف و مہربانی کرکے ان کی بڑی خاطر مدارت کی - شاہانہ عنایات سے نوازا اور ایک شاہی فرمان کے ذریعے فریدآباد بطور جاگیر عنایت فرمایا - حضرت کلاخان نے وہیں پر سکونت اختیار کرلی اور نہایت سکون و اطمینان اور عزت و وقار کے ساتھ ایام زندگی بسر کرنے لگے -

اپنے دادا حضرت کلاخان کے ترکِ وطن اور فریدآباد میں ان کی سکونت کا حال بیان کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں :-

---

| | |
|---|---|
| = ترکلانړیٔ ي اصلي قام وهٔ | ترکلانڑی آپ کا اصلی قبیلہ |
| باجوړ د دوئ مقام وهٔ | اور باجوڑ آپ کی سکونت کا مقام تھا - |
| په بزرګئ مشهور په قام عظ کښ | بزرگی کی برکت سے اپنی قوم میں مشہور تھے |
| وو ستانه په خاص و عام کښ | اور خاص و عام کا آستانہ و مرجع تھے - |

******

(۱) شجرۂ نسب از صاحبزادہ احمدی ص ۵ -

(۲) رود کوثر از شیخ محمد اکرام اشاعت دوم طبع کراچی ص ۲۴۷ -

نیت م نیکه وکړ چه اوس ځم هندوستان له
نه چه درته وایم دې روان شه نور سیستان له
دې له کور روان شه اخر ورغې لاهور لـــه
هسې شان خوشحال شه کویا ورغې خپل کورله
لاس پلاس خبر شه هغه وقت کښې شاهجهان
ده ئې عزت وکړ ورله راسته وه فــرمان
کړ ورله جاگیر پـــه هغه ځاې کښې مقرر
دا کلام مشهور دې په جهان کښې لکه نمـــر
ده چه سکونت په کښې اختیار کړ زړه ئې ښادمانه
نوم د هغه ځاې فرید آباد وو واوره مانـــه
ده په هغه ځاې مده څو تیره پـــه هوس کړه
رب ې خوشحالي په هغه ځاې کښې ورته لس کړه
ده باند چه فضل او کرم د پاک سبحان وو
زیات له حده کوره مهربان پرِ شاهجهان وو (۱)

میرے دادا نے هندوستان جانیکا ارادہ کرلیا
نہ یہ کہ وہ سیستان کی جانب روانہ ہوئے
وہ اپنے گھر (واقع باجوڑ) سے روانہ ہوکر لاہور پہنچے -
وہاں پہنچ کر اس قدر خوش ہوئے گویا اپنے گھر پہنچے -
شاهجہان کو فوراً (ان کی آمد کی) اطلاع ہوئی -
اس نے ان کی بہت عزت کی اور ایک شاہی
فرمان کے ذریعے وہاں ان کے لئے جاگیر مقرر کی -
یہ بات دنیا میں اظہر من الشمس ہے -
انہوں نے جہاں خوشی سے سکونت اختیار کی -
سنو ! اس مقام کا نام فرید آباد تھا -
انہوں نے کچھ مدت وہاں خوشی کے ساتھ گزاری -
اللہ نے وہاں ان کو دس گنا خوشی عطا فرمائی
ان پر اللہ کا فضل و کرم یہ تھا کہ
(بادشاہ وقت) شاهجہان ان پر بے حد مہربان تھا -

(۱) توضیح المعانی (قلمی) تالیف میاں صاحب چمکنی ص ۹ / ایضاً ملاحظہ ہو شجرہ نسب از صاحبزادہ احمدی (قلمی) ص ۹ $\frac{۱۲۲۳ ھ}{۱۸۰۸ ء}$

مذکورہ بالا واقعہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ حضرت کلاخان کو اپنے وقت میں ایک عالم دین روحانی پیشوا اور قبائلی سردار کی حیثیت سے نہایت نمایاں مقام حاصل تھا -
یہی وجہ ہے کہ لاہور پہنچتے ہی شاهجہان جیسے عظیم فرمانروا کے دربار میں فوراً

فرید آباد میں حضرت کلا خان کی بزرگی کا بہت چرچا تھا - عوام و خواص ان کی درگاہ پر عقیدت مندانہ حاضری دیتے تھے یہاں تک کہ ہندوستان کے تاج و تخت کے مالک فرمانروا شہنشاہ شاہجہان اور ان کے فرزند دارا شکوہ بھی ان کے حلقۂ مریدین میں شامل تھے - اور ان کی خدمت گذاری میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے تھے - (۱)

یہاں سکونت کے دوران جناب کلا خان سادات خاندان کی ایک پاکدامن اور عفت مآب خاتون کے ساتھ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوگئے جن کے ہاں حضرت میاں صاحب چمکنی رح کے والد بزرگوار ابراهیم خان پیدا ہوئے - (۲)

---

== اس کی آمد کی اطلاع پہنچتی ہے اور بادشاہ ان کے لئے جاگیر مقرر کرکے ان کی عزت افزائی فرماتے ہیں -

جس وقت کلا خان لاہور آئے اس وقت شاہجہان لاہور میں موجود تھے اور شاہجہان اپنی بادشاہت کے دوران پہلی بار ۱۰۴۱ ھ میں لاہور آئے تھے - ( منتخب اللباب از خافی خان اردو ترجمہ از محمود احمد فاروقی طبع کراچی ۱۹۶۳ء ص ۹۲ - ۱۰۱ ) حضرت کلا خان کی شادی لاہور میں ہوئی تھی اور ابراهیم خان لاہور ہی میں پیدا ہوئے تھے - چونکہ ابراهیم خان حدود ۱۰۶۴ ھ میں پیدا ہوئے تھے لہٰذا یقینی بات ہے کہ حضرت کلا خان ۱۰۴۱ ھ اور ۱۰۶۴ ھ کی درمیانی مدت میں لاہور تشریف لے گئے تھے - واللہ اعلم -

********

(۱) مناقب میاں صاحب چمکنی از شیخ نور محمد (قلمی) ۱۱۹۸ ھ ورق ۴۵ -

(۲) حضرت صاحبزادہ احمدی اپنے شجرۂ نسب میں حضرت کلا خان کی شادی اور اپنے دادا ابراهیم خان کی ولادت کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

| | |
|---|---|
| دې فرید آباد کښ شو مشغول په عبادت | وہ فرید آباد میں عبادت میں مشغول ہو گئے - |
| هورې یو ښه کور وه ښه مشهور په سیادت | وہاں ایک اچھا گھرانہ تھا سیادت کی وجہ سے مشہور تھا - |

.........................................................................

ـــ دې مشر نيکهٔ ورسره وکهٔ قرابت
پيدا شو ابراهيم تر نه د خداې په ارادت
( شجرهٔ نسب از صاحبزاده احمدي ( قلمی )

اس بڑے دادا نے ان کے ساتھ رشتہ کیا
اس ( خاتون کے ھاں ) خدا کے حکم سے
ابراھیم ( خان ) پیدا ھوئے ۔

حضرت ابراھیم خان کی والدہ ماجدہ اور حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کی دادی اماںؒ سید محمّد گیسودرازؒ کی اولاد میں سے تھیں ۔آپ فرماتے ھیں کہ :

" والدہ ٔ ابراھیم .... من جہت النسب مسلسل بہ سید محمّد گیسودرازؒ است و سید محمّد گیسودراز حسینی سیّد صحیح النسب است از اولاد حضرت بی بی فاطمة الزھرٰی خاتون جنت و فاطمة الزھرٰی رضی اللّٰہ عنہا سیّدہ از اولاد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم "

ابراھیم کی والدہ ... سید محمّد گیسو درازؒ کی نسل سے ھے اور سید محمّد گیسودرازؒ صحیح النسب حسینی سید ھیں ۔ خاتون جنت حضرت فاطمة الزھرٰی کی اولاد سے اور حضرت فاطمة الزھرٰی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ( ھیں )

( مقدمہ ٔ المعالی از میاں صاحب چمکنیؒ ۱۱۵۸ھ ( قلمی ) ص ۲۴ کتب خانہ پھانہ مانڑی پشاور شہر ) ایضاً ملاحظہ ھو شمس الھدٰی از میاں صاحب چمکنیؒ ۱۱۸۲ھ ورق ۱۷ ۔

موصوفہ نہایت زاھدہ عابدہ اور صاحبہ ٔکمال خاتون تھیں ۔صاحبزادہ احمدی فرماتے ھیں کہ : ۔

مور د ابراهيم چه سيده صاحبه د راز وه
دا هم له اولاده د محمّد گيسودراز وه
دا په عبادت کښې دخپل خداې په عجزونياز وه
دا صحيح نسب له حسيني سره ہم ساز وه

ابراھیم کی والدہ ( نسباً ) سیّدہ ( اور حسباً ) ایک صاحبہ ٔراز خاتون تھیں ۔ یہ بھی سید محمّد گیسودرازؒ کی اولاد میں سے تھیں ۔
وہ اپنے خدا کی عبادت اور عجز و نیاز میں ( مصروف ) رھتیں اور صحیح النسب حسینی سادات سے وابستہ تھیں ۔

**سفر باجوڑ اور حضرت کلاخانؒ کی شہادت**

فرید آباد میں کچھ مدت گزارنے کے بعد ان کے دل میں اپنے آبائی وطن( باجوڑ ) جانے کی آرزو پیدا ہوئی -لہٰذا رخت سفر باندھ کر باجوڑ کی جانب روانہ ہوئے -جب علاقہ یوسفزئی میں پہنچ گئے تو راستہ ہی میں مندنڑ قبیلہ خدوخیل کے کلان نامی گاوٓں کے قریب شہید کر دئے گئے -آپ خود اپنے دادا کلاخانؒ کی شہادت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

پس له څو مدې نه اراده چه د ځښتن شوه
زړه کښې ناګاه پیدا ارزو دخپل وطن شوه
نوم چه ېې کلان دې یوسفزو کښې دې یو کلې
دې په خدوخیلو کښې مشهور خلقو لیدلې
څوک به مبدل که مبرم حکم د وحید
راغې کلاخان نور په کلان[1] کښې شه شهید[2]

کچھ مدت کے بعد مشیت الٰہی سے اس کے دل میں اچانک اپنے وطن جانے کی آرزو پیدا ہوگئی -علاقہ یوسف زئی کے قبیلہ خدوخیل میں کلان نامی ایک مشہور گاوٓں ہے اللہ تعالیٰ کے مبرم حکم کو کون تبدیل کر سکتا ہے -کلاخان موضع "کلان" میں آکر شہید ہوگئے -

= ( شجرہ ٔ نسب از صاحبزادہ احمدی ( قلمی ) ۱۲۲۳ھ ص۷ - ۱۱ ایضاً ملاحظہ ہو نورالبیان از نورمحمد ( قلمی ) ۱۱۹۸ھ ورق ۴۹ ) -

فرید آباد ( لاہور ) میں ان کا وصال ہو چکا تھا اور وہیں پر مدفون تھیں -پھر بعد میں جب حضرت میاں صاحب چمکنیؒ اپنے والد بزرگوار کے جسد مبارک کو پشاور لے آنے کے لئے لاہور تشریف لے گئے تو جدہ ماجدہ کے جسد کو بھی وہاں سے منتقل کرکے موضع چمکنی میں سپرد خاک کردیا گیا ( نورالبیان ورق ۴۹ ) ۔

یہ دونوں قبریں ایک گنبد نما عمارت کے اندر موجود ہیں -اور لوگ اس مقام کو نہایت عقیدت سے "نیا نیکہ" ( دادا دادی ) کے مزارات سے یاد کرتے ہیں - واللہ اعلم بالصواب

*********

(۱) علاقہ بونیر کے انتہائی جنوب میں خدوخیل کا علاقہ واقع ہے جو ایک طرف سے تحصیل

دادا دادی کے مزارات

صوابی کے ساتھ ملا ھوا ھے - اس علاقے کی آبادی تقریباً ٣٥ ہزار نفوس پر مشتمل ھے اور
خوبصورت سلسلہ ھائے کوہ اور قدرتی مناظر کی وجہ سے نہایت دلکش اور جاذب نظر علاقہ ھے -
اسی علاقے مین ایک مقام "کلان" کے نام سے موسوم ھے اور حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے دادا
کلاخان یہین پر شہید کر دئیے گئے تھے - توضیح المعانی کے واحد دستیاب قلمی نسخے مین
کاتب کی لغزش قلم سے "کلان" کی جگہ "کلاخان" لکھا گیا ھے - مگر ذرا غور سے دیکھا جائے
تو صاف نظر آتا ھے کہ کاتب نے دوبارہ اپنے ھی قلم سے اس کی تصحیح کرکے "کلاخان" کے
حرف "خا" کو کاٹ کر "کلان" رہنے دیا ھے - بعض متأخرین تذکرہ نگارون کو اس سے غلط فہمی
ہوئی ھے اور اس لفظ کو "کلاخان" سمجھ کر غیر ضروری تاویلات کرنے لگے ھین - مثال کے طور
پر عبدالحلیم اثر صاحب نے اپنی کتاب روحانی تڑون کے صفحہ ٧٥٩ پر کلاخان لکھ کر قوسین کے
اندر "کالوخان" لکھا ھے اور بڑی سوچ و بچار کے بعد یہ غالباً اس لئیے کیا گیا ھے کہ چونکہ
کلاخان نام کا کوئی مقام علاقہ یوسفزئی مین کہین موجود نہین ھے اس لئیے اس کو کالوخان مین
تبدیل کرنے کی زحمت گوارا کی ھے - جو ضلع مردان کے ایک مشہور گاؤن کا نام ھے - حالانکہ اس
تاویل و تبدیل کے ساتھ میرا اتفاق نہین ھے - بلکہ یہ لفظ دراصل "کلان" ھے اور کلان مذکور
خدوخیل کے ایک گنجان آباد مقام کا نام ھے جہان آج کل "کلان بابا" کے نام سے مشہور بزرگ
سکونت رکھتے ھین -

اس کے علاوہ دوسری دلیل یہ ھے کہ کلان مین ایک زیارت آج بھی موجود ھے - جو
"پیرے باباجی" کے نام سے مشہور ھے اور زبانی سینہ بہ سینہ روایات کے مطابق یہی وہ مقام
ھے جہان حضرت کلاخانؒ کو شہید کردیا گیا تھا -

تیسری دلیل یہ ھے کہ حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے پشتو اشعار مین بہت روانگی موجود
ھے - لیکن "کلان" کی جگہ اگر ھم مذکورہ شعر مین "کلاخان" لگا دیتے ھین تو شعر کی
ساری خوبی اور روانگی ختم ہوجاتی ھے - اور شعر یون رہ جاتا ھے

څوک پہ مدّل کا موم حکم د وحید
راغے کلاخان نور پہ کلا ( خا ) ن کښې شہ شہید

(توضیح المعانی ص ١٠)

حالانکہ ایک کم درجہ کا شاعر بھی فوراً یہ محسوس کرتا ھے کہ یہان ـــــ شعر کے

حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے والد ماجد حضرت ابراهیم خانؒ بھی اس سفر میں اپنے والد بزرگوار حضرت کلا خانؒ کے همراه تھے - دوران سفر والد کی اچانک شہادت کا یه واقعه بے حد اذیت ناک اور پریشان کن تھا - بے سروسامانی کے عالم میں جناب کلا خان کو وهین دفن کیا اور خود باجوڑ کی راه لی - کچھ مدت وهان قیام کیا اس کے بعد اپنے منصب و جاگیر کے بندوبست کے لئے اپنے اعزه و اقارب کے پاس واپس فریدآباد تشریف لے گئے اور به طریق احسن اپنے کاروبار کو سنبھالا - آپ اپنے والد کی یتیمی کا حال بیان کرتے هوئے فرماتے هین : -

| | |
|---|---|
| پاتې تر یتیم زما والد شهٔ ابراهیم | میرے والد ابراهیم خان یتیم ره گئے |
| نه وي د حکمت خالي کارونه د رحیم | حکیم و دانا خدا کے کام حکمت سے خالی نهین هوتے - |
| پس له څو مدې فریداباد له ابراهیم خان | ابراهیم خان (باجوڑ مین) کچھ مدت (گزارنے) |
| راغې د جاګیر او د منصب شه خبل جویان | کے بعد واپس فریدآباد آئے اور اپنے منصب وجاگیر |

== دوسرے مصرعے مین دوسری بار "کلا خان" کے استعمال کرنے سے نظم نهین نثر ره جاتا هے اور اگر "کلان" استعمال کیا جائے تو پھر شعر کی چستی اور روانگی برقرار رهتی هے - والله اعلم -

(۲) توضیح المعانی (قلمی) ص ۱۰، روحانی تڑون از عبدالحلیم اثر اشاعت اول ۱۹۶۹ء ص ۷۵۹ مؤلف مذکور نے اپنی کتاب کے صفحه ۷۵۹ پر حضرت کلا خان کی شہادت کا سن ۱۰۶۶ھ / ۱۶۵۵ء بتایا هے -

باجوڑ کے سفر مین حضرت کلا خان کی شہادت کے موقعه پر حضرت ابراهیم خان اپنے والد بزرگوار کے همراه تھے - ان کی شہادت کے بعد ابراهیم خان باجوڑ چلے گئے باجوڑ مین کچھ مدت گزارنے کے بعد دوباره لاهور گئے اور اپنے منصب و جاگیر کو بخوبی سنبھالا - ان واقعات کے پیش نظر اگر هم اس وقت ان کی عمر کم از کم سوله سال فرض کر لیتے هین تو اس حساب سے حضرت کلا خان کی شہادت کا سن (ابراهیم خان کا سن پیدائش + ۱۶ یعنی ۱۰۴۴ + ۱۶)

| (کے بندوبست) کی طلب کی ۔ (اور) اپنے باپ کے متروکہ منصب و جاگیر کو اللہ کے فضل و کرم سے خوب سنبھالا ۔ | خیل منصب جاگیر چه ورته پاتې وه د پلار (۱) واړه يې سنبال کړ په کرم د کردګار |
|---|---|

کارخانۂ قدرت کی کرشمہ سازی دیکھئے : ان دنون پشاور مین ایسا زبردست قحط پڑگیا جس نے بڑے بڑے متمول اور صاحب جائیداد لوگون کوبھی ترک وطن کرنے پر مجبور کردیا ۔ ان تارکین وطن مین سے ایک صاحب سعید خان جفہ خیل ساکن جمکنی بھی تھے (۲) جو قحط کے مارے یہان سے فریدآباد جاکر مقیم ہوئے ۔ جہان قیام کے دوران ابراھیم خانؒ کے ساتھ ان کے تعلقات استوار ہوئے یہان تک کہ آخر کار سعید خان نے اپنی صاحبزادی ابراھیم خان کے نکاح مین دے دی ۔

آپ اس واقعہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہین :

| (ابراھیم خان) فریدآباد مین مقیم تھے اور خوشی کی زندگی گزار رہے تھے ۔ کارخانۂ قدرت دیکھئے ! پشاور مین قحط پڑ گیا ۔ | نا ست فرید اباد کښې وه مشغول په عیش عشرت راشه ته وګوره کارخانو ته د قدرت قحط شه (۲) پېښور کښې هلته وراغې سعید خان |
|---|---|

=۱۰۷۰ھ برآمد ہوتا ہے ۔ واللہ اعلم ۔

*******

(۱) توضیح المعانی ص ۱۰ ۔

(۲) سعید خان موضع جمکنی کے محلہ جفہ خیل کے رہنے والے تھے ۔ گاؤن کے معزز سفید ریشون مین ان کا شمار ہوتا تھا ۔ قبیلۂ جمکنی کی جفہ خیل شاخ سے تعلق رکھتے تھے ۔ یہ قبیلہ آج بھی موضع جمکنی مین آباد ہے ۔ اور اسی جفہ خیل نام کی نسبت سے ابراھیم خانؒ کی بیوی "جفی بی بی" کے نام سے مشہور تھین ۔

(یہ حالات موضع جمکنی کے بعض معتبر سفید ریش بزرگون کے بیانات کی روشنی مین مرتب کئے گئے ہین)

(۳) یہ غالباً ۱۰۷۷ھ / ۱۶۶۰ء کے قحط کی طرف اشارہ ہے چونکہ ممالک محروسہ کے اکثر شہر =

(۱)

وہ چہ کرہ ابراھیم سرہ دوستی نوریہنبہ شان | (جس سے مجبور ھوکر ) سعید خان (جمکنی سے روانہ ھوکر ) (فریدآباد ) چلے گئے اور ابراھیم خان کے ساتھ دوستی کی ۔ ( یعنی اپنی صاحبزادی ان کے ساتھ بیاہ دی ) ۔

سعید خان اور ابراھیم خان کے درمیان اس رشتہ کو خداوندتعالیٰ نے سرزمین سرحد کے لئے بے حسد مبارک بنایا اور اس خاتون کے بطن سے میان محمد عمر جمکنی جیسے نامور فرزند پیدا ھوئے ۔

زمانۂ طفولیت | آپ کے والد بزرگوار کا سایہ ٔ شفقت زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا ۔ چنانچہ ابھی محمد عمر[۱] اور آپ کے دوسرے دو بھائی صغر السن ھی تھے کہ ابراھیم خان[۲] نے بمقام فریدآباد اس جہان فانی سے جہان جاودانی کی جانب انتقال فرمایا ۔ اور وھین پر ان کو سپرد خاک کردیا گیا ۔

---

= اس کے لپیٹ مین آگئے تھے ۔ اورنگ زیب عالمگیر ( متوفی ۱۱۱۸ھ / ۱۷۰۷ء ) کا زمانہ تھا ۔ پایہ تخت کے علاوہ شہر لاھور مین جدید لنگرخانے قائم کئے گئے اور جب تک قحط کا زمانہ ختم نہین ھوا یہ کار خیر برابر جاری رھا ۔ یہی وجہ ھے کہ اکثر لوگون نے ترک وطن کرکے ھند کی جانب کوچ کیا تھا ۔ (مقدمہ مآثر عالمگیری ترجمہ از محمد فداعلی طبع کراچی ۱۹۶۲ء ص ۴۰ )

********

(۱) ۲۴ توضیح المعانی (قلمی ) ص ۱۱ ۔

(۲) آپ کے والد بزرگوار ابراھیم خان نجیب الطرفین بزرگ تھے ۔ اور والد ماجد اور والدہ دونون واسطون سے ان کا شجرۂ نسب حضرت ابراھیم علیہ الصلوۃ والسّلام تک پہنچتا ھے ۔ (المسالی ( قلمی ) ورق ۱۲ ۔ ۱۳ )

ابراھیم خان اھل السنت والجماعت کے پیروکار عالم اور مادرزادی ولی اللہ تھے ۔ ( شمس الھدیٰ ( قلمی ) ورق ۱۷ نورالبیان ( قلمی ) ورق ۲۱ ۔ ۲۲ ۔ ۲۸ )

حضرت صاحبزادہ احمدی ابراھیم خان کا حال بیان کرتے ھوئے لکھتے ھین :- =

زویٔ د کلاخان په ابراهیم چه مسمیٰ وه
دې سیّد زاده وه پیدا شوی اولیا وه
پیرئې په ظاهر کښ لویٔ ولی چه مقتدا وه
دا نیکهٔ م بزرګ په ابتدا په انتها وه

کلاخان کے فرزند جو ابراهیم کے نام سے موسوم تھے ۔ سیّد زادہ تھے اور مادرزاد ولی اللہ ۔ ظاهر میں ایک بڑے ولی و مقتدا ان کے پیر تھے اور میرے یہ دادا از ابتدا تا انتہا ولی تھے ۔

(ملاحظہ ہو شجرۂ نسب از صاحبزادہ احمدی (قلمی)) ۔

ابراهیم خان اپنے دور کے مشہور باکمال بزرگ تھے اور اپنے دور میں مغلوں اور پٹھانوں کا مرجع و ماویٰ رہے ہیں ۔

شیخ نور محمد لکھتے ہیں کہ :

د مخدوم چه قبله ګاه وه
باکمال بې اشتباه وه
که مغل که پښتانهٔ وو
قبله ګاه ته دو زانو وو

د بزرګیٔ اوازئې لویٔ وه
په هر ملك ې ګفتګوي وه

مخدوم (میان صاحب چمکنی رح) کے والد بزرگوار بلا شبہ باکمال (بزرگ) تھے ۔
خواہ مغل تھے خواہ پٹھان ۔
(سب) آپ کے قبلہ گاہ کے سامنے (تعظیماً)
دو زانو ہوکر بیٹھتے ۔
ان کی بزرگی کی بہت شہرت تھی اور ہر ملک میں
ان کا چرچا تھا

(نورالبیان (قلمی) ورق ۲۰ ـ ۲۱ ـ ۴۹)

وہ ایک صاحب لفظ بزرگ تھے اور لاہور میں ان کے کشوف و کرامات کا بہت چرچا تھا ۔

(نورالبیان ورق ۲۱ ـ ۴۸) ۔

ابراهیم خان لاہور میں فریدآباد کے مقام پر پیدا ہوئے اور وہیں پر وفات پائی ۔ (شاہنامہ احمدی از حافظ ص ۲۳ ـ ۲۴ ایضاً نورالبیان ورق ۴۶) ۔

ابراهیم خان کی وفات کے تقریباً چالیس برس بعد حضرت میان صاحب چمکنی رح نے ان کے جسد مبارک کو فریدآباد سے منتقل کرکے چمکنی میں سپرد خاک کردیا ۔ اس واقعہ کی تفصیل یوں بیان کی جاتی ہے ۔ کہ ایک مرتبہ حضرت میان صاحب رح کو والد بزرگوار کی ایک روحانی اشارہ

والد ماجد کی وفات کے وقت حضرت میاں صاحب جمکنیؒ کی عمر سات برس تھی ۔ صاحبزادہ

احمدی فرماتے ہیں :

مشر باباجی م وو په عمر هفت ساله
ترونه م واړهٔ نه وو د ځان په سنباله
نوش کړه ابراهیم نیکهٔ د مرګ ټوکه پیاله (۱)
راغله اوس په دوئ د یتیمئ دا کشاله
(شجرهٔ نسب از صاحبزاده احمدي ص ۷)

میرے باباجی کی عمر سات سال کی تھی اور میرے دونوں چچا صاحبان چھوٹے تھے اپنے آپ کو نہیں سنبھال سکتے تھے ۔ میرے دادا ابراھیم خان نے موت کا پیالہ نوش کیا اور اب ان پر یتیمی کی مصیبت آ پڑی ۔

(۱) نے خبردار کیا کہ دریائے (راوی) کا پانی قریب آرھا ھے اس لئے ان کی لاش کو یہاں سے منتقل کیا جائے ۔ جب حضرت میاں صاحبؒ کو یہ راز معلوم ہوا تو آپ اپنے پیر و مرشد حضرت ~~غوث الاعظم~~ شیخ محمد سعدی لاھوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اجازت لے کر لاھور کی جانب روانہ ہوئے ۔

پشاور سے روانگی کے وقت چالیس مریدین و خدام کی جماعت همراہ تھی ۔ آھستہ آھستہ اس میں اضافہ ھوتا گیا یہاں تک کہ اٹک سے رخصت ہونے کے وقت یہ تعداد چار سو تک پہنچ گئی ۔ لاھور میں جب ان کا ورود ھوا تو فریدآباد جاکر قبروں کی کھدائی کا کام شروع کیا ۔

~~شیخ نور محمد کا بیان ھے کہ والد کا جسد اور کپڑے ... لاشوں کو صحیح سالم ... میاں ... برآمد کیا گیا~~ والد ماجد اور جدہ ماجدہ کی اور تقریباً سات ماہ قیام کے بعد ~~دونوں~~ لاشوں کو پشاور منتقل کرکے موضع جمکنی میں باغیچہ کی مشہور قبرستان میں دفن کر دیا گیا ۔ (نورالبیان ورق ۴۵ ۔ ۴۶ ایضاً شاھنامہ احمدی (قلمی) ورق ۴۴ ۔ ۴۹)

**تاریخ وفات** | ابراھیم خان کی وفات کے وقت حضرت میاں صاحب جمکنیؒ کی عمر ~~آٹھ~~ سات برس تھی ۔ (نورالبیان ورق ۴۷) اور میاں صاحب جمکنیؒ کی تاریخ پیدائش حدود ۱۰۸۴ھ / ۱۶۷۳ء ھے ۔ لہٰذا اس حساب حضرت ابراھیم خانؒ کی وفات کا سن ۱۰۹۲ھ / ۱۶۸۱ء (۱۰۸۴ + ۷ ـ ۱۰۹۱) برآمد ھوتا ھے ۔ اور چونکہ وفات کے چالیس برس بعد لاش کو پشاور منتقل کیا گیا تھا ۔ ~~لہٰذا لاش کو پشاور منتقل کیا گیا تھا~~ لہٰذا لاش کے یہاں منتقل کرنے کا سن ۱۱۳۲ھ (۱۰۹۲ + ۴۰ ـ ۱۱۳۲) متعین ھوگا ۔ شادی کے وقت اگر ابراھیم خان کی عمر ۲۰ سال تصور کیا جائے ۱۷۱۹ء تو پھر سن پیدائش حدود ۱۰۶۴ھ (۱۰۸۴ ـ ۲۰) برآمد ھوتا ھے ۔

*****

(۱) حضرت میان صاحب چمکنیؒ خود اپنے والد بزرگوار کی وفات اور اپنے اور اپنے بھائیون کی یتیمی کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہین :

| | |
|---|---|
| مونږ درې تر پیدا شو قبله گاه مو شو وفات | ہم تین (بھائی) پیدا ہوئے (اس کے بعد) |
| انا لِلّٰہ لوله راجعون پورې آیات | ہمارے قبلہ گاہ وفات پاگئے۔آپ انا لِلّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھ لو ۔ |
| نوم م د یو وړور کوره چه د ی محمّد موسٰی | میرے ایک بھائی کا نام محمّد موسٰی اور دوسرے |
| بل ورېسې کوره په نامه باند عیسٰی | کا نام عیسٰی ہے ۔ |

(توضیح المعانی ص ۱۱ ۔ ۱۲) راقم الحروف کے نزدیک یہان ضروری ہے کہ حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے برادران اور ان کی اولاد کا مختصر تذکرہ کیا جائے جیسا کہ اوپر ذکر ہوچکا ۔آپ کے دو بھائی تھے ایک کا نام محمّد موسٰی تھا اور دوسرے کا نام محمّد عیسٰی ۔ دونون میان صاحب چمکنیؒ سے طریقہ ٔ نقشبندیہ مین بیعت تھے اور آپ کے روحانی چشمہ ٔ فیض سے فیضیاب ہوکر ولایت و روحانیت کا بلند مقام حاصل کیا تھا ۔صاحبزادہ احمدی لکھتے ہین کہ :

| | |
|---|---|
| تره ٔ ځما صاحب د کمالات چه میان موسٰی وو | میرے چچا میان (محمّد) موسٰی صاحب کمال بزرگ تھے ۔ |
| کشر تر هغهٔ ولی اللّٰه چه میان عیسٰی وو | ان سے چھوٹے ولی اللہ جو میان (محمّد) عیسٰی تھے ۔ |
| هر یو په خدمت د باباجی صبا بیګاه وو | ہر ایک صبح و شام باباجی کی خدمت مین (مصروف) رہتے |
| هر یو ته کمال د باباجی وایم عطا وهٔ | اور ہر ایک کو باباجی سے کمال حاصل تھا |

(شجرہ ٔ نسب از صاحبزادہ احمدی (قلمی) ۱۲۲۳ھ ایضاً ملاحظہ ہو مناقب میان صاحب چمکنی از مسعود گل ص۹۷) ۔

اس طرح مولانا دادین میان موسٰی اور میان عیسٰی کے بارے مین لکھتے ہین :

| | |
|---|---|
| څوک کهٔ د مشر کشر میان کاندځما پوښتنه | جو بڑے اور چھوٹے میان (میان محمّد موسٰی اور |
| پهٔ په د الان کښر د فلک شمس وقمر پراتهٔ دي | میان محمّد عیسٰی) کے بارے مین مجھ سے پوچھتا ہے (تو مجھ مین کہونگا) کہ |

..................

آسمان کے دالان میں گویا شمس و قمر پڑے ہوئے ہیں -

دوسری جگہ لکھتے ہیں :

کشر وروړ د صاحب هم یو عیاني وو — صاحب (یعنی حضرت میاں صاحبؒ) کا ایک چھوٹے سگے بھائی بھی تھے -

میان عیسٰی نوماند نیك خویه لاثانی وو — ان کا نام میاں محمد عیسٰی تھا اور نیک خصلت اور بے نظیر تھے -

(مناقب میاں صاحب چمکنی از مولانا دادین ورق ۴۴ و ورق ۱۲۵)

دونوں بھائی میاں صاحب چمکنیؒ کی وفات کے وقت (۱۱۹۰ھ / ۱۷۷۶ء) تک زندہ تھے اور ان کو غسل دینے کی خدمت میں شرکت کا شرف حاصل کیا تھا (مناقب میاں صاحب چمکنی از مولانا دادین ص ۳۲۹)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محمد موسٰی (۱۱۸۳ھ / ۱۷۶۹ء) سے بہت پہلے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوگئے ہیں - کیونکہ میاں صاحب چمکنیؒ نے ۱۱۸۳ھ میں جو وصیت قلمبند کی ہے اس میں میاں محمد موسٰی کے ساتھ ان کی اولاد کو بھی مخاطب کیا ہے (شمس الہدٰی (قلمی) ورق ۱۷) -

جہاں تک میاں موسٰی کی اولاد کی تعداد کا تعلق ہے - یہ بات یقینی ہے کہ (۱۱۹۸ھ / ۱۷۸۴ء) میں ان کے چار فرزند موجود تھے - اور چاروں اوصاف حمیدہ اور اخلاق جمیلہ سے آراستہ و پیراستہ تھے - شیخ نورمحمد حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کے بیان کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ :

قائم مقام ي فرزندان دي
د دې دهر کاملان دي
بیا په دا شان ي وریرونــه
د خپل پلار په شان وو نه

(آپ کے فرزند آپ کے قائم مقام اور اس زمانے کے کامل (ولی) ہیں - پھر اس طرح آپ کے بھتیجے (ہیں) جو (خود خصلت میں) اپنے والد ماجد کی طرح تھے -

همه څلور دي لا د زیات شي
درخت د پرله ثمرات شي
(نورالبیان ورق ۷۰)

کل چار ہیں (خدا کرے) ان میں اور اضافہ ہو اور خدا ان کے درخت (حیات) کو ثمرات سے بھر دیں (یعنی اولاد عطا فرمائیے)

مندرجہ بالا بیان سے اس بات کا تو قطعی ثبوت ملتا ہے کہ ۱۱۹۸ھ / ۱۷۸۴ء تک حضرت میان موسٰی کی نرینہ اولاد صرف چار افراد پر مشتمل تھی - اس کے ہان لڑکیاں موجود تھیں یا نہیں اس کے بارے میں کوئی قطعی بات نہیں کہی جاسکتی اور نہ یہ معلوم ہو سکا ہے کہ بعد میں لڑکوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے یا نہیں کیونکہ میان موسٰی ۱۱۹۸ھ کے بعد بھی کم از کم دو سال یعنی ۱۲۰۰ھ تک یقیناً بقید حیات رہے ہیں - بہرحال زبانی سینہ بہ سینہ روایات کی روشنی میں اغلب گمان یہ ہے کہ ان کے ہاں صرف یہی چار فرزند تھے جن کے نام حسب ذیل بیان کئے جاتے ہیں -

۱- صاحبزادہ بازگل
۲- صاحبزادہ فقیرگل
۳- صاحبزادہ عبداللّطیف
۴- صاحبزادہ حاجی عبدالرّحیم

ان میں سے حاجی عبدالرّحیم بہت بعد میں وفات پا گئے ہیں یہاں تک کہ موضع جمکنی کے کئی سفید ریش حضرات آج بھی زندہ ہیں جو اپنے آبا و اجداد کی زبانی حاجی عبدالرحیم کے حالات زندگی کے بارے میں بعض حقائق بیان کرتے ہیں -

حضرت میان موسٰی کی اولاد میں سے صرف ان کے بڑے صاحبزادے بازگل کی تاریخ وفات معلوم ہے - جو ۱۶ شعبان اتوار کے دن ۱۲۰۰ھ / ۱۷۸۵ء کو اس دار فانی سے دار بقا کی جانب انتقال کر گئے ہیں - (دیوان بیاض ص ۱۶۹ مرتبہ مولوی محمد ایوب صاحب گنڈیرو شریف (مالاکنڈ ایجنسی) پشاور ۱۹۵۸ء)

پشتو کے مشہور شاعر بیاض صاحبزادہ بازگل کے بارے میں لکھتے ہیں کہ :

مخامخ کہ پس شا مدار د گل وہ
مخ ئې گل وہ نوم ئې گل بھار د گل وہ

حاضر اور غیرحاضر دونوں صورتوں میں "گل" (یعنی میان گل) کے مدار تھے - چہرہ پھول (کی طرح خوبصورت) نام گل (بازگل) تھا - اور گل (کی زندگی) کے بہار علی الاعلان کہنا

قحط کا زمانہ ختم ہو جانے کے بعد چونکہ سعید خان واپس پشاور آچکے تھے لہٰذا جب اپنے داماد ابراہیم خان کی وفات کی اطلاع ملی تو غمزدہ حالت میں فوراً فرید آباد گئے اور اپنی صاحبزادی نواسوں اور دیگر لواحقین کو وہاں سے موضع چمکنی (پشاور) لے آئے - چمکنی میں سکونت اختیار کرنے کا سبب بیان کرتے ہوئے میاں صاحب چمکنیؒ فرماتے ہیں :

---

| | |
|---|---|
| پته نه وايمه دې سنګار د ګل وه<br>خطا کړې بيلتانهٔ ئن وار د ګل وه | ہوں کہ "گل" کے لئے زیب و زینت کا ذریعہ تھے اور ان کی جدائی نے آج "گل" کو بھی بد حواس کردیا تھا - |

(دیوان بیاض مرتبہ مولوی محمد ایوب صاحب پشاور ۱۹۵۸ء ص ۱۷۰) -

مذکورہ بالا بیان میں ایک طرف اگر صاحبزادہ بازگل کی شخصیت پر روشنی ڈالی گئی ہے تو دوسری طرف اس بات کی طرف اشارات موجود ہیں - کہ صاحبزادہ بازگل حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کے فرزند حضرت عبداللہ (میاں گلؒ) کے دست راست تھے اور ان کو اپنے علم و فضل کی وجہ سے اتنی شہرت حاصل تھی کہ شاعر موصوف نے ان کو صاحبزادہ میاں گل کی محفل کے "سنگار" کے نام سے یاد کیا ہے -

یہ بات یقینی ہے کہ صاحبزادہ بازگل کی وفات کے وقت (یعنی ۱۲۰۰ھ / ۱۷۸۵ء) کو کم از کم ان کے دو بھائی زندہ تھے - (دیوان بیاض ص ۱۹۹) -

صاحبزادہ موصوف بہت شہرت اور نہایت ہردلعزیز شخصیت کے مالک تھے - یہی وجہ ہے کہ جب ان کا وصال ہوگیا تو ہر جگہ ان کے غم میں نہ صرف ماتم بچھ گئی تھی - بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کی وفات سے روزمرہ زندگی کی رونق بھی بہت متأثر ہوکر رہ گئی تھی - بیاض لکھتے ہیں :

| | |
|---|---|
| ستا په تلو روغ ليوني ليوني الړه<br>کور محلت کوڅه بازار ورانې حجرې کړې<br>(دیوان بیاض ص ۱۹۹) | تمہارے یہاں سے جانے کی وجہ سے ٹھیک ٹھاک لوگ دیوانہ وار چلے گئے اور گھر و محلہ اور کوچہ و بازار ویران ہوگئے - |

جہاں تک میاں عیسٰی کا تعلق ہے ان کے بارے میں مشہور ہے کہ غیر شادی شدہ حالت میں وفات پا چکے ہیں - واللہ اعلم -

*********

شه چه له وفاته خبردار نورسعیدخان
راغې په تلوار فریدآباد له زړه پریشان
ټول ټبر یې مونږ کړو راروان له هغه ځایه
نور مو سکونت په هغه ځائي نه وو له خدایه
کړو په چمکنو کښې سعیدخان نیکه معطل

دا وو په نصیب کښې زمونږ بنګلې لم یزل
دا د چمکنو د سکونت سبب مو دادې
دلته چه اول آخرم بنکلې هویدادې (۱)

سعید خان کو (ابراهیم خان کی) وفات کی
اطلاع هوئی تو پریشانی کی حالت مین جلدی
فریدآباد آئے سب خاندان والون کو وهان سے
لے آیا - وهان هماری اور سکونت خدا کو منظور
نه تهی - دادا سعید خان نے همین چمکنی مین
(اپنے پاس) ٹھہرایا

یه همارے انمٹ نوشته تقدیر مین لکھا هواتھا
همارے چمکنی مین سکونت کا یهی سبب هے جو
اول تا آخر مین نے وضاحت کے ساتھ قلمبند کیا هے

(۱) (توضیح المعانی (قلمی) ص ۱۱ ایضاً ملاحظه هو شجرهٔ نسب از صاحبزاده احمدی ص ۸)

خدائے حکیم ودانا کا کوئی کام حکمت سے خالی نهین هوا کرتا قحط پشاور - فریدآباد مین سعید خان کی آمد اور ابراهیم خان کی اچانک موت وغیره واقعات کا ایک ایسا سلسله هے جس مین خدا کی بے شمار حکمتین پوشیده تهین کیونکه اس کے نتیجه مین آخرکار حضرت میان صاحب چمکنیؒ کا موضع چمکنی مین ورود هوا - جنهون نے ایک ابر رحمت کے مانند اپنی باران رحمت سے اس سرزمین خارزار کو باغ و بهار بنا دیا - یهان کے اطراف واکناف انکے فیوضات و برکات کے نور سے منوّر هوگئے اور آپ کے وجود مسعود سے اس مقام کو ایسی لازوال شهرت حاصل هوئی که آج دو صدیان گذر جانے کے بعد بهی یه مقام خاص و عام کا مرجع هے اور ایک روحانی مرکز کی حیثیت سے اس کو کافی اهمیّت حاصل هے -

* * * * *

**اکتساب علم اور سلوک و طریقت**

حضرت میان صاحب چمکنیؒ اپنی پیدائش (حدود ۱۰۸۳ھ/۱۶۷۳ء) کے تقریباً آٹھ سال بعد (یعنی حدود ۱۰۹۲ھ/۱۶۸۱ء میں) فرید آباد سے موضع چمکنی میں تشریف لاکر سکونت پذیر ہوئے - (۱) ۱۰۹۹ھ/۱۶۸۷ء کو پشاور میں حضرت شیخ سعدی لاہوریؒ کے ساتھ پہلی بار ملاقات کی - (۲) ۱۰۹۲ھ/۱۶۸۱ء سے لے کر ۱۰۹۹ھ/۱۶۸۷ء تک کے درمیانی وقفے یعنی کم و بیش سات سال کی مدت کے حالات پردہ خفا میں ہیں -

جہاں تک علوم ظاہری کی تحصیل کا تعلق ہے اس بارے میں یہ بات یقینی ہے کہ موضع چمکنی میں قیام کے دوران کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرکے اکتساب علم نہیں فرمایا ہے - (۳) البتہ آپ چونکہ استفادہ کے لحاظ سے اویسی تھے - (۴) لہٰذا آپ پر ابتداء ہی سے سلوک و طریقت کا شوق غالب تھا - (۵) علماء و صلحاء کی مجالس میں شرکت کرتے اور ان سے فیض حاصل کرنے کی سعی فرماتے تھے (۶)

**شیخ سعدیؒ سے ملاقات اور ان سے روحانی فیض حاصل کرنا -**

آپ کے بیان سے ظاہر ہے کہ ازل ہی سے حضرت سعدی لاہوریؒ کے ساتھ روحانی ربط و تعلق قائم تھا - فرماتے ہیں کہ ایک دن کتاب "رشحات عین الحیاۃ" میرے ہاتھ میں تھی اور میں خواجہ عبیداللہ احرارؒ کے احوال و خوارق کے مطالعہ میں مشغول تھا کہ اچانک غیبت کی حالت طاری ہوگئی - (۷) اس حالتِ غیبت میں میں نے دیکھا کہ ایک جگہ پر حضرت عبیداللہ احرارؒ دو اور آدمیوں کے ساتھ تشریف فرما ہیں وہ مجھے دیکھ کر

---

(۱) رسالہ شجرہ نسب از صاحبزادہ احمدیؒ (قلمی) ص ۷ -

(۲) ظواہر ا از میان محمّد عمر چمکنیؒ (قلمی) ص ۶۰۶ -

(۳) مقدمہ المعالی (قلمی) از میان محمد عمر چمکنیؒ ۱۱۵۸ھ ورق ۱۲ -

(۴) توضیح المعانی از میان محمد عمر چمکنیؒ (قلمی) ص ۲۲ -

(۵) مقدمہ المعالی ورق ۱۲ -

(۶) نورالبیان از شیخ نورمحمدؒ (قلمی) ۱۱۹۸ھ ورق ۲۴ - ۲۹ -

(۷) کسی واردِ غیبی کے غلبہ و ہجوم سے حواس بشریہ کا معطل ہونا اصطلاح تصوف میں

اُٹھے اور اپنے بغل مین پکڑ کر التفات بے غایات سے سرفراز فرمایا - ابھی مین ان کے بغل مین تھا کہ ان دو آدمیون مین سے ایک نے حضرت خواجہ سے کہا کہ :

"این جوانرا مرید خود کنید " (اس جوان کو اپنا مرید بناو٭)

حضرت خواجہ نے جواب مین فرمایا کہ :

"این مرید شیخ سعدی است اینجا دست تصرف ما کوتاہ است " (یعنی یہ شیخ سعدی کا مرید ھے اور یہان ہم دخل دینے سے قاصر ھین ) -

اس سوال و جواب کے بعد خواجہ احرارؒ نے میرے کندھون کے برابر میری گردن پر دائین اور بائین جانب خط نسخ مین اپنی انگشت شہادت سے لکھا کہ " سعدی سعدی " آپ فرماتے ھین (۱) کہ حضرت خواجہ موصوف کے اس خط کی شکل و صورت اور طرز نوشت اب بھی مجھے یاد ھے -

حضرت سعدی لاھوریؒ (۲) ۱۰۹۹ھ / ۱۶۸۷ء مین پہلی بار پشاور تشریف لائے اور مولانا رسول خان (۳) کے ھان چھ ماہ تک قیام فرما رھے - اس موقعہ پر حضرت میان صاحب جمکنیؒ کابل مین تھے وھان سے واپس آئے تو حضرت سعدیؒ کی خدمت مین حاضری دی - اس وقت تک آپ ان کے حلقہ٭ مریدین مین شامل نہین ہوئے تھے - فرماتے ھین کہ :

(۴)
"فقیر راقم این حروف بحسب صورت هنوز در سلک بندگان آنحضرت منسلک نہ شدہ بودم "

(یعنی فقیر راقم الحروف ظاھری طور پر ابھی آنحضرت کے بندگان حلقہ٭ بگوش کے سلک مین منسلک نہین ہوا تھا - )

---

٭ غیبت و محو کہلاتا ھے اور انسان پر ایسی حالت کا طاری ہوجانا حدیث سے ثابت ھے (التکشف از مولانا تھانویؒ ص۳۹۸ طبع لاھور ۱۹۳۰ء) -

********

(۱) ظواھر ۱ ص ۵۳۸ - ۵۴۱ -

(۲) حضرت سعدی لاھوریؒ کی پشاور مین پہلی بار آمد کا سنہ سید یوسف اکبر پوری کے

جب تک شیخ سعدیؒ لاہوری یہاں مقیم رہے آپ روزانہ پا پیادہ چل کر ان کی صحبت سے فیض حاصل کرتے تھے - فرماتے ہیں کہ :

"در ہمان اوقات فرخندہ سمات کرت اولیٰ که حضرت ایشان در پشاور تشریف آوردہ بودند و از خانہ من تا منزل رسول خان کہ آنحضرت آنجا نزول فرمودہ بودند از یک میل شرعی بیش بود پا پیادہ ہر روز در آستانِ فیض رسان می رسیدم" - (۱)

اس بابرکت موقعہ پر جبکہ حضرت (سعدیؒ) پشاور تشریف لائے تھے اور آپ مولانا رسول خان کے مکان میں قیام فرما تھے - جو میرے مکان سے ایک میل کے فاصلے پر تھا میں روزانہ آپ کی خدمت میں حاضری دیا کرتا تھا -

مندرجہ بالا بیان سے ایسا مترشح ہوتا ہے کہ آپ اسی ملاقات میں ان کے سلکہ مریدین میں منسلک ہو گئے ہیں -

$\frac{۱۱۰۳ھ}{۱۶۹۲ء}$ میں آپ نے لاہور جاکر حضرت سعدیؒ کی بارگاہ میں حاضری دی - مگر ان کی صحبت میں زیادہ دیر تک قیام نصیب نہیں ہوا اس لئے کہ بعض ناگزیر حالات کی بناء پر آپ کو وہاں سے جلدی واپس لوٹنا پڑا تھا - (۲)

ماہِ شعبان $\frac{۱۱۰۵ھ}{۱۶۹۳ء}$ میں حضرت سعدیؒ ارشاد و ہدایہ کی غرض سے دریائے اٹک کو عبور کرکے علاقہ یوسفزئی میں تشریف لائے - وہاں سے فارغ ہوکر اسی سال شوال یا ذی قعدہ کے (۳)

---

= فکرکردہ اس جملے سے نکلتا ہے - شیخ سعدی آمد (ظواہر السرائر ۲ ص ۲۴۱) ۱۰۹۹

(۳) مولانا رسول خان کے حالات معلوم نہیں صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ پشاور کے رہنے والے اور بہادرخان کی اولاد میں سے تھے اور اپنے وقت میں بڑی شہرت و اثر و رسوخ کے مالک تھے -

(۴) ظواہر السرائر ۲ ص ۲۴۳ (فقر راقم الحروف تا ہنوز بظاہر آنحضرت (شیخ سعدیؒ) کے مریدین میں شامل نہیں ہوا تھا -) ******

(۱) ظواہر ۱ ص ۶۰۶ - (۲) ظواہر ۱ ص ۶۹۲ ایضاً ملاحظہ ہو ص ۵۰۲ =

مہمنے مین علاقہ "دوابہ (پشاور) کے مشہور گاوٗن مٹہ مغل خیل مین آکر مولانا محمد فاضل پاپینی کے ہان قیام فرمایا (۱) - حضرت میان صاحب چمکنی نے اپنے چند دیگر رفقائیے کے ہمراہ جاکر ان کی صحبت مین شمولیت کی - آپ فرماتے ہین کہ ہمین رخصت کرنے کے بعد شیخ سعدی لاہوری درہ خیبر چلے گئے اور واپس پر پشاور شہر کے نواحی گاوٗن اجینی مین ابراہیم چشتی کے مکان پر قیام فرمایا (۲) - حضرت میان صاحب نے وہان جاکر ان کی خدمت مین حاضری دی - اس کے بعد حضرت سعدی پشاور آئے اور یہان سے کوہاٹ کی جانب کوچ کیا - ۱۵ صفر بدھ کے دن ۱۱۰۶ھ / ۱۶۹۴ء کو پشاور واپس لوٹے - اس موقعہ پر شیخ سعدی کے دیگر اصحاب و احباب کے ہمراہ حضرت میان صاحب چمکنی نے بھی نہایت عقیدت مندی سے ان کا استقبال کیا - اس استقبال کے بعض حالات بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہین کہ :

حضرت سعدی پالکی مین سوار تھے اور ان کے چھوٹے فرزند خواجہ محمد عارف ان کے آگے بیٹھے تھے - خواجہ محمد عارف کے سامنے چند نارنگیان پڑی ہوئی تھین - مین اس وقت پالکی کا فتراک پکڑے ہوئے تھا - اتفاقاً حضرت سعدی نے ایک نارنگی اٹھا کر سونگھ لی میرے دل مین خیال آیا کہ اگر آنحضرت یہ نارنگی مجھے دے دے تو یہ میری بڑی سعادت مندی ہوگی - حضرت سعدی کو کشف کے ذریعے معلوم ہوا چنانچہ فوراً خواجہ عارف سے کہا - کہ ہم یہ نارنگی محمد عمر کو دے دین گے — خواجہ عارف نے لا و نعم کہے بغیر اس نارنگی کو ہاتھ مین لے کر دوبارہ دوسری نارنگیون مین رکھدیا - مین یہ دیکھ کر پریشان ہوا اور اپنے دل مین سوچا کہ سعادت نے میرا ساتھ نہین دیا یہ خیال دل مین مستحکم ہوتا گیا کہ اگر آپ یہ نارنگی نہین دیتے تو کیا فائدہ ہوا انہون نے فی الفور اس نارنگی کو دوبارہ اٹھا کر سونگھا اور خواجہ عارف سے کہا کہ ہم یہ نارنگی محمد عمر کو

---

(۲) علاقہ یوسف زئی مین حضرت سعدی کی آمد کا سنہ حافظ عبدالرحیم کے ذکر کردہ اس جملے سے نکلتا ہے "محمدی مشرب است" (ظواہر) ۱۱۰۵

*******

(۱) ظواہر محمد فاضل کے حالات ملاحظہ ہون — باب ۱۲ ص ——

دے دیئے گئے ۔ خواجہ عارف نے حسب سابق اس کو ان کے ہاتھ سے لے لیا اور اپنے زانو کے نیچے رکھ لیا ۔ اس سے میری مایوسی میں اور بھی اضافہ ہوا اور خیال آیا کہ شاید سعادت میری مقدر نہیں ہے اس لئے اس دولت عظمیٰ سے مشرف نہیں ہوا ۔ حضرت سعدیؒ کو کشف کے ذریعے میری اس ناامیدی کا علم ہوا چنانچہ خواجہ محمد عارف کے زانو کے نیچے سے اس نارنگی کو اٹھا کر سونگھا اور بعد ازان اس سے اجازت لے کر مجھے عنایت فرمائی ۔ جس سے میری خوشی کی انتہا نہ رہی ۔ اس خوشی کا حال بیان کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ :

"از فرطِ مسرت و انبساط در جامہ نمی گنجیدم" (۱) ۔

آپ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ سے حضرت سعدیؒ کے ساتھ میری محبت و عقیدت میں کئی گنا اضافہ ہوا ۔

اس دورے کے اختتام پر جب حضرت سعدیؒ مولانا سید عبدالشکورؒ کے مکان سے واپسی پر لاہور کی جانب روانہ ہوئے تو حضرت میاں صاحب چشتیؒ (۲) بھی ان کی ہمرکابی میں ساتھ ہو لئے ۔ اس سفر کے حالات بیان کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ :

| | |
|---|---|
| فقیرؒ راقم این حروفم در فتراک حضرت ایشان در صحرائی تنہا میراندم و ہر چند در راہ خس و خاشاک و نشیب و فراز پیش می آمد از وی می جستم و از خدمت آنحضرت نمی ماندم (۲) ۔ | فقیر راقم الحروف آنحضرت کی ہمرکابی میں ( اس وقت ) تنہا جارہا تھا اور جب بھی راستے میں خس و خاشاک اور نشیب و فراز آتے اس کو پھلانگتا اور آپ کی ہمرکابی سے اپنے کو پیچھے نہ رکھتا ۔ |

---

(۲) ابراھیم چشتیؒ کے بارے میں تحریری حالات موجود نہیں ہیں ۔ میں نے موضع اجھنی جا کر موصوف کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی بہت جدوجہد کی مگر ان کے حالات زندگی کے بارے میں زبانی کوئی روایت بھی دستیاب نہ ہوسکی ۔

(۱) ظواھر ا ص ۵۰۳ ۔ (۲) ایضاً ص ۵۰۵ ۔ ۵۰۶ ۔

"و دران وقت بر روئ مبارک آنحضرت را سایه هم کرده بودم و در هنگام راه رفتن زانوئ مبارک آنحضرت را معمری و خادمی می کردم و دامن جامه من از کثرت آویزش خار و خاشاک بسیار مثل ماهیچه پاره پاره آویزان شده بود "۔ (۱)

اور اس وقت مین آنحضرت کے روئے مبارک پر سایہ بھی کئے ہوئے تھلے اور دوران سفر آنحضرت کے پیر دباتا اور میرا دامن خس و خاشاک اور (جھاڑیون) سے الجھتے الجھتے جھتھڑون کی طرح پارہ پارہ لٹک رہا تھا ۔

حضرت میان صاحب چمکنیؒ فرماتے ہین کہ میری خواہش تھی کہ دوران سفر کوئی تنہائی میسر آجائے تو مین ان کی خدمت مین اپنی چند مشکلات پیش کرون ۔ الحمد للہ تنہائی میسر آئی ۔ دوسرے ساتھی صحرا مین ادھر ادھر منتشر ہوگئے مین اکیلے ان کے پاس رہ گیا اس وقت حضرت سعدؒ مراقبہ مین تھے ۔ مراقبہ سے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا مگر مین ان کے جاہ و جلال سے اتنا مرعوب ہوا کہ اپنا مطلوب بیان کرنے کی جرات نہ کرسکا ۔ تین بار ایسا ہی ہوا آخر میرے دل مین آیا کہ کتنا اچھا ہوگا کہ اگر آنحضرت خود مجھ سے میرا حال دریافت کرین ۔ یہ خیال آتے ہی آنحضرت نے دوبارہ استغراق سے سر اٹھایا اور نہایت تلطف اور خوش اخلاقی سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ :

" ہر مشکلے کہ پیش آید حالِ آنرا از پیرِ طریقت خود باید جُست و حجاب نہ باید کرد از مرشد و مربیِ خود " ۔ (۲)

جو بھی مشکل پیش آئے اپنے پیر طریقت سے اس کا حل تلاش کرنا چاہئے (اور اس سلسلے مین) اپنے پیر و مرشد سے حجاب نہین کرنا چاہئے ۔

فرماتے ہین کہ مین نے تعظیماً دونون ہاتھ اپنے سر پر رکھ لئے اور اپنے مشکلات کو آنحضرت کی روحانیت کے طفیل حل کیا ۔

---

(۱) ظواہر السرائر ۲ ص ۱۹۱ ۔

(۲) ظواہر ۱ ص ۵۰۷ ۔

اس سفر مین حضرت سعدیؒ نے آپ کو بے پایان عنایات و نوازشات سے سرفراز فرماکر اسرار غیبی سے بہرہ مند فرمایا ۔ لکھتے ہین کہ : "این محل تحمل آن نه دارد و بعضے ازان قبیل است که تحریر را نه شاید" ۔ یعنی یه موقع اس کے بیان کا متحمل نہین ہوسکتا اور بعض باتین تو ایسی ہین جن کو تحریر مین لانا مناسب نہین ۔ (۱)

**حضرت سعدی لاہوریؒ کے ساتھ عقیدت و محبت ۔**

حضرت میان صاحب جھنگیؒ فرماتے ہین کہ جس دن سے مجھے حضرت سعدیؒ کی صحبت کا شرف حاصل ہوا اسی دن سے ہر وقت اِیسی جدوجہد مین لگارہا کہ اپنی باقیماندہ عمر ان کی خدمت مین رہ کر گزارون مگر جب کبھی بھی ان کی خدمت مین حاضر ہوتا سوءاتفاق سے کوئی ایسا واقعہ رونما ہوجاتا جس کے سبب ان کی صحبت کو خیرباد کہنا پڑتا اور دوبارہ جب ان کی خدمت مین حاضر ہونے کا ارادہ کرتا تو بعض حوادث و نوائب کی بناءپر ارادہ ملتوی کرنا پڑتا یہان تک که اپنے اختیار و ارادہ کو اللّٰہ تعالی کی مرضی پر چھوڑ کر وقت معین کا انتظار کرتا رہا که اچانک حضرت سعدی لاہوریؒ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور مین حیران و پریشان رہ گیا ۔آپ اپنے پیر و مرشد کے ساتھ عقیدت و محبت اور ان کی وفات کے بعد اپنی حالت زار کی تصویر کشی کرتے ہوئے لکھتے ہین کہ :

| | |
|---|---|
| فقیر بیمقدار و حقیر بے اعتبار ۔۔۔۔۔۔ صحبت آن ذات قدسی صفات را چون صحبت خیرالبشر علیه و آله الصلوة والسّلام دانسته سر عبودیت و دیدهٔ عقیدت برآستان فیض رسان خدام ذوی الاحترام آنحضرت نہادہ و سعادت دو جہانی را در مجلس آن ذات قدسیه سمات شمردہ همگی همت وتمامی نہضت برآن | فقیر بے مقدار و حقیر بے اعتبار ۔۔۔ اس ذات قدسی صفات کی صحبت خیرالبشر صلی اللّٰہ علیه وسلم (کی مثل ) سمجھ کر سر عبودیت اور دیدهٔ عقیدت اس کے آستان فیض رسان پر رکھ کر (اور ) ان کی مجلس مین دونون جہانون کی سعادت خیال کرتے |

(۱) ظواہر ۱ ص ۶۹۲ ۔

گماشت که بقیة العمر در خدمتگاری آن عتبهٔ علیهّ
سپرد لکن ازحوادث گردون و نوائب گوناگون در
زمان اندک از محافل افادت انتساب و مجالس
افاضت مآب آنحضرت ۰۰۰۰ دقت صوری روی نمود
و ازان قبله و آبائی مهاجرت واقع شد و هرگاه
قصد ملازمت آن حریم فیض شمیم می کرد بناءبر بعضے
تعلقات و امورات در تعلیق و تعویق می افتاد و
رشتهٔ اختیار به مشیّت حضرت صمدیت سپرده منتظر
وقت می‌بود که تاکے این متمناءعظماء و مقصد علیا
روی نماید که ناگاه به مقتضائے "فاذا جاء اجلهم
لا یستأخرون ساعة ولا یستقدمون" (۱) وبه اقتضائے "کل
نفس ذائقة الموت" (۲) آنحضرت کوس رحیل شتافتند و
روی در تواری آوردند ازین خبر جان گداز عالمے اشک
حسرت از دیدهٔ غمدیده باریدن گرفت و این فقیر در
وادیٔ حیرانی و در تیه پریشانی حیران ماند و چاره
جز بے چارگی نمی اندیشید ۔

ہوئے اپنی پوری ہمت و محنت اس بات پر صرف کی
کہ اپنی باقیماندہ عمر اس کی دہلیز مبارک کی
خدمت گذاری کرےگا ۔لیکن تھوڑے وقت مین آپ
کے افادت انتساب محافل اور افاضت مآب مجالس
(مین رہنے) مین ایسی مشکل نمودار ہوئی کہ
اس قبلہ و کعبہ سے جدائی واقع ہوئی اور جب
کبھی اس حریم فیض شمیم کی خدمت مین حاضری
کا قصد کرتا بعض امور و تعلقات کی وجہ سے
(یہ ارادہ) معرض التوا مین پڑتا ۔اپنا رشتۂ
اختیار خداوند تعالیٰ کے مشیت کے سپرد کرکے
وقت (مقررہ) کا منتظر رہتا کہ کب یہ بڑی تمنا تک
اور بڑا مقصد نمودار ہوتا ہے یہان تک کہ اجا
بہ اقتضائے "اذا جاء اجلهم لا یستأخرون ساعة
ولا یستقدمون" اور بہ اقتضائے "کل نفس ذائقة
الموت" آپ یہان سے کوچ کر گئے اور روپوش ہو
گئے ۔اس خبر جان گداز سے تمام لوگون کی
آنکھین آشکبار ہوگئین یہ فقیر حیرانی و پریشانی
کی وادی مین حیران رہ گیا اور بجز بے چارگی

(۱) سورهٔ اعراف ۷ : ۳۴

(۲) سورهٔ آل عمران ۳ : ۱۸۵

کے کوئی علاج ذہن میں نہیں آتا تھا -

باغبان گل را بسوئے خویش خواند
(۱)
بلبل بے چارہ سوگردان بماند

حضرت سعدیؒ کے ساتھ محبت و عقیدت کا یہ حال تھا کہ ان کی کفش بر داری کو باعث سعادت سمجھ کر بڑا فخر محسوس کرتے تھے - ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

" دروقت عبور آنحضرت ازان رود فقیر راقم چوب یک طرفِ پالکی آنحضرت را بردوش خود گرفته بودم وکفش مبارک آنحضرت دران محل در بغل داشتم انشاءاللّه تعالیٰ اُمید می داوم که در روز قیامت نیز در زمرہ کفش برداران آنحضرت محشور شوم " - (۲)

اس نہر کو عبور کرتے ہوئے وقت فقیر راقم الحروف آپ کی پالکی کی ایک طرف کی لکڑی اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھا اور اس دوران میں آپ کے جوتے مبارک بغل میں موجود تھے انشاءاللّه تعالیٰ امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن بھی آپ کے کفش برداروں کے زمرہ میں اٹھایا جاؤنگا -

حضرت شیخ محمّد یحییٰؒ کے ہاتھ پر بیعت ہونا -

حضرت سعدی لاہوریؒ کی وفات کے بعد حضرت میاں صاحب جمکنیؒ رحمت اللّه علیہ حضرت سرالاعظمؒ شیخ محمّد یحییٰ (المعروف بہ حضرت جی ایک) کے ہاتھ پر بیعت ہوکر آپ کے آستانہ کے ساتھ مستقل طور پر منسلک ہوگئے -

---

(۱) مقدمہ ظواہر السرائر (قلمی) از میاں محمد عمر جمکنی -

(۲) ظواہر ا ص ۵۰۸ - کتب خانہ پنجاب یونیورسٹی لاہور -

حضرت سرالاعظمؒ شیخ محمّد یحییٰؒ حضرت سعدیؒ کے نہایت جلیل القدر خلیفہ تھے اور حضرت سعدیؒ اکثر اوقات اپنے احباب و اصحاب کو حضرت سر الاعظمؒ شیخ محمّد یحییٰؒ کی صحبت سے استفادہ اور استفاضہ کرنے کی تلقین کرتے اور ان کو تاکیداً یہ فرمایا کرتے تھے کہ :

| | |
|---|---|
| " ایشان را ببینید و شرف ملازمت ایشان را دریابید کہ بسیار عزیز اند و از جملہ مقبولان الٰہی اند " (۱) | ان کو ضرور دیکھئے اور خدمت کا شرف حاصل کیجئے کہ بہت عزیز ہیں اور خداوند تعالیٰ کے مقبول بندوں میں سے ہیں |

حضرت میاں صاحب چھکنیؒ آغاز جوانی ہی سے حضرت سرالاعظمؒ سے متعارف اور ان کے روحانی تصرفات سے متأثر تھے - اس کے علاوہ حضرت سعدیؒ کی اشارات و ہدایات سے آپ کی نظروں میں حضرت سرالاعظمؒ کی وقعت و اہمیت میں کئی گنا اضافہ ہوا (۲) - چنانچہ ۱۱۰۸ھ میں جب حضرت شیخ سعدیؒ کا انتقال ہوگیا تو آپ اپنی حیرانی اور پریشانی کا مداوا کرنے کے لئے حضرت سرالاعظمؒ کی جانب متوجہ ہوئے اور ان کی بارگاہ سے وابستہ ہوکر ان کی صحبتوں سے استفادہ کرنے کے لئے تگ و دو کرنے لگے -

حضرت سعدیؒ کی وفات کے تقریباً ایک سال بعد شعبان ۱۱۰۸ھ / ۱۶۹۷ء میں آپ ایک واقعہ کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ

| | |
|---|---|
| " دران فرصت فقیر در پیش سرالاعظم بسیار آمد و شد می کردم " (۳) - | اس فرصت میں فقیر حضرت سر الاعظم کے پاس بہت آیا جایا کرتا تھا - |

آپ کی خوش قسمتی تھی کہ حضرت سر الاعظمؒ جیسا رہبر کامل مل گیا - جن کی مربیانہ توجہ اور نظر کیمیا اثر کے طفیل آپ راہ طریقت کے تمام منازل کامیابی سے طے کرکے روحانیت کے بلند

---

(۱) ظواہر ۱ ص ۶۳۹ -
(۲) نورالبیان ( قلمی ) تالیف شیخ نورمحمد ورق ۲۴ - ۲۵
(۳) ظواہر ۱ ص ۷۱۸ -

مقام پر فائز ہوئے -

آپ فرماتے ہیں کہ تاجدار کونین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات خداوند تعالیٰ نے ایک راز بطور امانت سپرد فرمایا تھا وہ راز سینہ بہ سینہ منتقل ہوتے ہوئے حضرت سعدیؒ کی وساطت سے حضرت سرالاعظمؒ کے حوالے ہوا -

اگر چہ میرا روحانی طریقہ استفادہؒ اویسی ہے مگر چونکہ اس راز کی حفاظت پر مامور تھا لہٰذا حضرت سر الاعظمؒ (کے ہاتھ پر بیعت ہوکر) راز معراج کے رازدار ہونے کا شرف عظیم نصیب ہوا۔ (۱)

حضرت سرالاعظمؒ آپ کی روحانی عظمت سے واقف تھے -یہی وجہ ہے کہ آپ کے متعلق یہ پیشن گوئی فرمائی تھی کہ میرے بعد تم میرے خلیفہ ہو گے -خلق خدا کے رشد و ھدایت کا منصب تمہارے سپرد ہوگا اور (اپنے دور میں) تمہارا کوئی ھمسر نہیں ہوگا اور تمام لوگ آپ کے غلام اور خادم ہوں گے - (۲)

---

(۱) توضیح المعانی (قلمی) تالیف میاں صاحب چمکنی ص۲۰ -۲۲ -

علماء و مشائخ سرحد از امیرشاہ قادری ص۹۶ اشاعت اول طبع پشاور ۱۹۶۴ء

(۲) نورالبیان (قلمی) ورق ۲۵ - ۲۶ -

چنانچہ خدا کے ایک محبوب مرد کامل کے منہ سے نکلے ہوئے یہ بول صحیح ثابت ہوئے اور واقعی آپ نے اپنے زمانے میں آسمان رشد و ھدایت کے مہر تابان بن کر بے شمار لوگوں کے تاریک سینوں کو اپنی روحانیت کے نور سے منوّر کردیا -

حضرت سرالاعظمؒ کی وفات کے بعد آپ چمکنی میں مسند ارشاد پر متمکن ہوئے اور تادم آخر مخلوق کو اپنے خالق کے ساتھ ملانے کا فریضہ انجام دیتے رہے -

حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کے اساتذہ (ایک تحقیق)

جناب عبدالحلیم اثر نے " ظواھر السرائر "کے حوالے سے مولانا محمد یونسؒ مولانا محمد فاضل پاپینیؒ، مولانا سید محمد قطب بنوریؒ مولانا محمد امین بدخشیؒ، مولانا عبدالغفور پشاوریؒ

اور مولانا حاجی دریا خانؒ کو حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کے اساتذہ میں شمار کیا ہے ۔ مذکورہ حضرات میں سے جہاں تک مولانا محمد فاضل پابینیؒ، مولانا سید محمد قطبؒ اور مولانا عبدالغفورؒ کا تعلق ہے یہ بات صحیح ہے کہ میاں صاحب چمکنیؒ ان کی صحبتوں میں رہ چکے ہیں ۔ اور ان سے روحانی استفادہ اور فیض حاصل کیا ہے ۔ مگر جہاں تک مولانا حاجی دریاخانؒ اور مولانا محمد یونسؒ کا تعلق ہے میاں صاحب چمکنیؒ کی کتاب "ظواہر السرائر" میں نہ ان کا کہیں ذکر ہے اور نہ میاں صاحبؒ کے کسی مرید یا کسی اور معاصر کے بیان سے مؤلف موصوف کے بیان کی تصدیق ہوتی ہے ۔

اس سلسلے کی ایک دلچسپ کڑی یہ ہے کہ جناب عبدالحلیم صاحب نے مولانا محمد امین بدخشیؒ کو نہ صرف میاں صاحب چمکنیؒ کا استاد بتایا ہے بلکہ لکھتا ہے کہ "مولانا محمد امین بدخشی پشاور میں سکونت رکھتے تھے اور ان کا مزار پشاور چھاؤنی میں واقع ہے" ۔

(روحانی تڑون ص ۲۹۱)

مؤلف موصوف کا یہ بیان حقیقت سے کوسوں دور ہے اس لئے کہ انہوں نے جس کتاب کے حوالے سے مولانا محمد امین بدخشیؒ کو میاں صاحبؒ کے اساتذہ میں شامل کیا ہے اسی کتاب میں لکھا ہے کہ :

"مولانا محمد امین بدخشیؒ قدس سرہ از اعاظم اصحاب و اماجد خلفاء حضرت بزرگ خود اند و در سفر حرم محترم با ایشان همراه بودند و بعد از رحلت ایشان در همان ارض مقدسه اقامت کردند و در مصر یوسف دم رحلت کردہ آسودہ اند" ۔

(ظواہر السرائر ۲ ص ۱۵۱)

مولانا محمد امین بدخشی قدس سرہٗ حضرت بزرگ خود (سید آدم بنوری) کے بڑے اصحاب و خلفاء میں سے تھے اور حرم شریف کے سفر میں ان کے ہمراہ تھے اور ان کی رحلت کے بعد اسی ارض مقدسہ میں قیام کیا اور (سرزمین) مصر میں رحلت کرکے وہیں پر آرام فرما ہوئے ۔

مذکورہ بالا بیان سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضرت مولانا محمد امین بدخشیؒ حضرت سید آدم بنوریؒ کی وفات یعنی $\frac{\text{۱۰۵۳ھ}}{\text{۱۶۴۳ء}}$ کے بعد حرمین شریفین میں سکونت اختیار

..........................................

کر چکے ھین اور برصغیر پاک و ھند مین دوبارہ تشریف نہین لائے ھین لہٰذا حضرت میان صاحب جمکنیؒ کا، جو ۱۰۸۴ھ / ۱۶۷۳ء کے حدود مین پیدا ھوچکے ھین، مولانا موصوف سے استفادہ کرنے کا سوال ھی پیدا نہین ھوسکتا ۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی درست نہین ھے کہ مولانا محمد امین بدخشیؒ پشاور مین وفات پاکر پشاور چھاونی مدفون ھین کیونکہ حضرت میان صاحب جمکنیؒ کے بیان مین اس بات کی بھی وضاحت موجود ھے کہ مولانا محمد امین بدخشیؒ مصر مین وفات پا چکے ھین اور وھین پر مدفون ھین ۔واللہ اعلم ۔راقم الحروف کے نزدیک یہ بتا دینا ضروری ھے کہ حاجی دریاخانؒ کون تھے اور میان صاحب جمکنیؒ کے ساتھ ان کا تعلق کیا تھا ۔ حاجی موصوف موضع جمکنی کے قابض و متصرف مشہور سردار ابراھیم مہمند کی اولاد مین سے تھے (تاریخ پشاور از گوپال داس ص ۱۷۸) آپکا شمار حضرت شیخ رحمکارؒ (المتوفی ۱۰۶۳ھ / ۱۶۵۲ء) کے خلفاء کبار مین سے ھوتا ھے ابتدائے سلوک کے احوال بیان کرتے ھوئے آپ فرماتے ھین کہ ابتداء مین مجھ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ھوا اور آپ کے روحانی تصرف سے ایسا متأثر ھوا کہ ذکر و فکر اور تلاوت مین ھمہ تن مصروف ھوا ۔کچھ مدت کے بعد سیدالسادات حضرت سید آدم بنوریؒ کی خدمت اقدس مین حاضری دی ۔انہون نے ارشاد و تلقین کی نعمت سے سرفراز فرمایا ۔فرماتے ھین کہ میری خواھش تھی کہ دنیاکی محبت میرے دل سے بالکل مٹ جائے مگر یہ حال ان کی مجلس مین میسر نہ ھوا کشف کے ذریعے میرا حال ان پر منکشف ھوا لہٰذا ایک روز مجھے مخاطب ھوکر خود فرمایا کہ اے شیخ دریا ! شیخ رحمکار کو کبھی دیکھا ھے مین نے جواب مین کہا کہ ھان سنا ھے کہ اس ملک (سرحد) مین ایک شخص ھے جوکہ پہاڑون مین رھتا ھے ۔یہی گفتگو ھوئی اور بس ۔۔۔۔۔۔

کچھ عرصہ کے بعد مین وھان سے رخصت ھوکر اپنے وطن واپس آیا اور شیخ رحمکارؒ کے ساتھ منسلک ھوگیا ۔ شیخ رحمکارؒ کے ساتھ ملاقات و تعلق کا حال بیان کرتے ھوئے فرماتے ھین کہ :

یک وقت از اوقات شریفہ حضرت شیخ المشائخ شیخ رحمکارؒ در کار باطن بظہور آمد ۔۔۔۔ کفش و نعلین او را بطریق خدمت

اوقات شریفہ مین سے ایک وقت شیخ المشائخ حضرت شیخ رحمکارؒ باطن مین ظاھر ھوئے ۔۔۔ ان کے جوتے خدمت کے طریقہ پر ان کے سامنے

= دریپش او نهادم و مثل مرتبه شان مثل بلندی آسمان بود و مرتبه من مثل پستی زمین - | رکھ دئیے (مین نے دیکھا کہ ) آپ کا مرتبہ آسمان کی بلندی کے مانند تھا اور میرا مرتبہ زمین کی پستی کے برابر -

( مقامات قطبیہ از شیخ عبدالحلیم بن شیخ رحمکار مطبوعہ دھلی ۱۳۱۸ھ ص ۱۳۹ - ۱۴۰ )

فرماتے ھین کہ اس واقعہ کے ظہور کے بعد مجھے حضرت شیخ رحمکارؒ کے دیدار کا شوق دامنگیر ہوا لہٰذا ان کی خدمت مین حاضر ہوا اور پہلی ملاقات مین ان کے چہرہ ٔ مبارک کا عاشق ہوکر آپ کے پاس آمدورفت کرنے لگا اور اس طرح آپ کی صحبت کی تاثیر سے میری دیرینہ خواہش پوری ہوئی - دنیا کی محبت میرے قلب و ذھن سے یکسر زایل ہوگئی - سیم و زر کو خاکستر سمجھنے لگا اور امارت و سرداری کو چھوڑ کر فقر کی دولت سرمدی سے ھمکنار ہوا ( مقامات قطبیہ ص ۱۴۰ ) -

حاجی دریاخانؒ فرماتے ھین کہ ایک بار حضرت شیخ رحمکارؒ نے مجھے قبا پہننے کی ہدایت فرمائی جس کے بعد مین نے قباپوشی کو اختیار کیا اور یہی وجہ ھے کہ آپ حاجی دریا خان قباپوش کے نام سے مشہور ہوئے ( مقامات قطبیہ ص ۱۴۰ تاریخ مرصع از افضل خان تصحیح و تعلیق از دوست محمد خان کامل مطبوعہ یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور ۱۹۷۴ء ص ۱۳۴۵ ) -

آپ سید آدم بنوریؒ اور شیخ رحمکارؒ کے علاوہ اس دور کے ایک اور مشہور ولی اللہ حضرت عبدالوھاب المعروف بہ اخوند پنجو باباؒ ( المتوفی ۱۰۴۰ھ ) کے چشمہ ٔ فیض سے بھی فیضیاب ہوئے تھے ( تحفۃ الاولیاء از میراحمد پشاوری مطبوعہ لاھور ۱۳۲۱ھ ص ۲۴ )

آپ اپنے دور کے بڑے پابندِ شریعت عالم اور صاحبِ کرامت پیر و مرشد تھے ( دیوان عبدالعظیم بابا مطبوعہ ادارہ اشاعت سرحد پشاور ۱۹۵۹ء ص ۴۷ ایضاً ملاحظہ ہو مناقب شیخ رحمکار از شمس الدین ( قلمی ) ۱۲۶۸ کتب خانہ پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی ) -

۱۰۶۳ھ / ۱۶۵۲ء مین آپ حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے حج سے واپسی پر آپ قندھار پہنچے تو اطلاع موصول ہوئی کہ حضرت شیخ رحمکارؒ کا وصال ہوگیا ھے - ( مقامات قطبیہ ص ۱۵۲ ) -

=

آپ کی تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات راقم الحروف کو معلوم نہ ہوسکی البتہ مذکورہ بالا بیان شاھد ھے کہ آپ ۱۰۶۳ھ / ۱۶۵۲ء مین یقیناً بقید حیات تھے -

آپ کا مزار موضع جمکنی مین واقع ھے - اس کی عمارت پختہ ھے - تاریخ پشاور کا بیان ھے کہ اس عمارت کو یوسف خان اور حاجی دریاخان کے بھائی نامدار خان نے تعمیر کروایا ھے - (تاریخ پشاور از گوپال داس ص ۳۷۲)

( مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہون -

(۱) تاریخ مرصع ص ۱۳۴۴ - ۱۳۴۶ -

(۲) تذکرہ شیخ رحمکار از سید سباح الدین مطبوعہ لائل پور ۱۹۶۴ء ص ۲۰۵ -

(۳) روحانی تڑون از عبدالحلیم اثر ص ۵۸۹ -

(۴) بحرالانوار از عبدالروفؒ نوشہروی مطبوعہ پشاور ۱۳۸۴ھ ص ۲۱۲ - )

عبدالحلیم اثر نے حاجی دریاخان جمکنی کو حضرت میان صاحب جمکنیؒ کے اساتذہ مین شمار کیا ھے - مگر یہ بات محل نظر ھے اس لئے کہ آپ نے علوم ظاھری مین کسی سے باقاعدہ اکتساب نہین فرمایا ھے - خود فرماتے ھین کہ آٹھ نو برس کی عمر مین مین نے صرف اکیسوین پارے تک قرآن پڑھا اور چونکہ آٹھ نو برس کی عمر مین آپ لاھور مین تھے - لہٰذا ظاھر ھے اس وقت آپ حاجی دریاخان کے شاگرد نہین رھے - اور جہان تک حاجی دریاخانؒ سے روحانی استفادہ کرنے کا تعلق ھے یہ بھی یقینی اس لئے نہین ھے کہ حضرت میان صاحب جمکنیؒ نے اپنی کتاب " ظواھر السرائر " مین ان حضرات کا تفصیلی ذکر کیا ھے جن سے آپ نے روحانی فیض حاصل کیا ھے اور جن سے آپ کی ملاقات ہوئی ھے مگر اس مین حاجی دریاخانؒ جیسے نامور بزرگ کا کہین بھی ذکر نہین اس کے علاوہ آپ کے چار بڑے خلفاء مولانا دادینؒ مولانا محمد شفیق خٹکؒ شیخ نور محمدؒ اور مولانا مسعود گلؒ - نے آپ کے مناقب پر کتابین لکھی ھین اور ان مین بیشمار ایسے لوگون کا حال بیان کیا ھے جن کے ساتھ حضرت میان صاحبؒ کا تعلق رھا ھے یہ کتابین بھی حاجی دریاخانؒ کے ذکر سے یکسر خالی ھین اور یہ اس بات کی دلیل ھے کہ حاجی دریاخانؒ حضرت میان صاحب جمکنیؒ کے استاد نہین رھے ورنہ

ذریعہ معاش | والد بزرگوار حضرت ابراھیم خانؒ کی وفات کے بعد حضرت میان صاحب چمکنیؒ[1] کا پدری جاگیر (واقع فرید آباد) ان کے قبضہ سے نکل گیا تھا کیونکہ حضرت صاحبزادہ احمدیؒ اپنے دادا (ابراھیم خانؒ) کی وفات کے بعد حالات کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ھین کہ :

| | |
|---|---|
| لاړ هغه منصب هغه جاګیر هغه روزګار | ھمارا وہ منصب و جاگیر اور وہ روزگار ختم ہوا ۔ |
| خدائ د نه که څوك په یتیمئ کښې ګرفتار[1] | خدا کسی کو یتیمی (کی مصیبت) مین مبتلا نہ کرے۔ |

جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ سعید خان اپنے داماد (ابراھیم خان) کی وفات کے بعد سب اہل خانہ کو فرید آباد سے موضع چمکنی لے آئے تھے اور یہین پر ان کو اپنے ساتھ بسایا تھا ۔وہ اگر چہ ایک صاحبِ استطاعت اور باا ثر آدمی تھے اور سب کی پرورش و نگہداشت کا ذمہ اٹھا لیا تھا مگر ایسا معلوم ہوتا ھے کہ جب حضرت میان صاحب چمکنیؒ سنِ شعور کو پہنچ گئے تو دوسرون پر بوجھ بننے کی بجائے خود اپنے پاؤن پر کھڑے ہونے کو ترجیح دی ۔

آپ ابتداء ھی سے نہایت ذہین اور صاحب استعداد آدمی تھے ۔لہٰذا اپنی خداداد قابلیت و اہلیت کے ذریعے کتابت اور درس و تدریس مین اچھی خاصی شہرت حاصل کرلی اور کافی عرصہ تک اسی کو ذریعہ معاش بنا کر اپنا گزر اوقات کرتے رھے[2] ۔

---

= مذکورہ بالا کتابون مین کسی نہ کسی صورت مین ان کا ذکر ضرور آتا ۔ واللہ اعلم بالصواب و الیہ المرجع والمآب ۔

(المعالی شرح امالی ورق ١٢ نورالبیان (قلمی) ورق ٢٦)

*******

(١) رسالہ شجرہ نسب از صاحبزادہ احمدی (قلمی) ١٢٢٣ھ ۔

ترجمہ :

(٢) ظواھر ١ ص: ٥٠٢ ۔ ٥٠٥ ۔ ٥٠٨

ایضاً ملاحظہ ہو "شرح صلوۃ ملہمۃ" (قلمی) از مولانا عبدالاحدین بایزید صفحہ آخر ==

آپ اپنے پیر و مرشد حضرت سر الاعظمؒ کے انتقال کے بعد مسندِ ارشاد و ہدایت پر جلوہ افروز ہوئے ۔بے شمار لوگ آپ کی خانقاہ میں جمع رہتے تھے ۔یہ دیکھ کر اہلِ استطاعت و ثروت معتقدین و مریدین خانقاہ کے مہمانوں کے قیام و طعام کے لئے آپ کے نام زمین وقف کرنے لگے ۔جس کی آمدنی سے لنگرخانے کے بندوبست کے ساتھ ساتھ بقدرِ ضرورت آپ کے اہل و عیال پر بھی صرف ہوتا رہا ۔

**وفات** | محبوبِ حقیقی سے وصال آپ کی زندگی کا نصب العین تھا ۔ہمیشہ دل میں یہی تمنا موجزن رہتی اور ہر آن اپنے وطن اصلی (۱) کی جانب کوچ کرنے (۲) کے لئے بے قرار رہتے ۔آخرکار آپ کی یہ

---

= کتب خانہ اسلامیہ کالج پشاور ۔

اسلامیہ کالج پشاور کے کتب‌خانہ میں " شرح صلوۃ ملہمہ " کا جو قلمی نسخہ موجود ہے یہ اس نسخے کی نقل ہے جو احمد شاہ درانیؒ کے پیر شیخ محمد عمر چمکنیؒ (پشاوری) نے اپنے قلم سے لکھا تھا ۔(ملاحظہ ہو لباب المعارف العلمیہ فی مکتبہ دارالعلوم اسلامیہ مرتبہ مولانا عبدالرحیم مطبوعہ مطبع آگرہ ۱۹۱۸ھ ص ۱۹۲) ۔

******

(۱) حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ اِنسان دس لطیفوں سے مرکب ہے ۔ان میں پانچ یعنی قلب ۔روح ۔سر ۔خفی اور اخفیٰ عالمِ امر سے تعلق رکھتے ہیں اور پانچ یعنی نفس خاک باد ۔آب اور آگ عالمِ خلق سے تعلق رکھتے ہیں ۔عالمِ امر عرش کے اوپر اور عالم خلق عرش کے نیچے ہے ۔ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہیکل جسمانی پیدا کی تو اپنی قدرت کاملہ سے لطائف عالم امر کو (جو جواہر مجرد ہ ہیں) جسمِ انسانی کے چند مواضع سے تعلق و تعشق پیدا کردیا ۔چنانچہ لطیفہ قلب زیرِ پستانِ چپ بقدرِ فاصلہ دو انگشت اور لطیفہ روح زیر پستان راست بقدر فاصلہ دو انگشت کے اور لطیفہ سر بالائے پستان چپ بقدر دو انگشت اور لطیفہ خفی بقدر دو انگشت بالائے پستان راست اور اخفیٰ کو وسط سینہ میں تعلق بخشا ۔ ان لطائف کو اس پیکرِ جسمانی سے ایسا تعلق بڑھ گیا کہ ان کو اپنی اصلیت بالکل نسیاً منسیاً ہوگئی ۔جب

خواهش پوری هوئی اورماه رجب مین جمعرات کے دن ۱۱۹۰ھ / ۱۷۷۶ء کو تقریباً ۱۰۶ سال کی عمر مین سماء روحانیت کا یه آفتاب عالمتاب بے شمار بندگان خدا کے قلوب کو منوّر کرتا هوا همیشه همیشه کے لئے ظاهری آنکھون سے روپوش هوگیا - (۱)

شیخ آفاق محمد عمر آن عارف حق
بود چون مردمک دیدهٔ عزیز مردم
او به فردوس روان شد ز سرائی فانی
گشت از چشم جهان بین به آسانی گم (۲)

شیخ آفاق محمد عمر وه عارف حق تھے جو
لوگون کے آنکھون کا تارا تھے -
اس جهان فانی سے جانب فردوس روانه هوئے
اور ظاهر بین آنکھون سے بآسانی گم هوگئے -

---

(۱) الله تعالیٰ کا فضل کسی کے شامل حال هوتا هے تو وه کسی کامل شیخ کی خدمت مین جاکو عبادات و ریاضات مین مشغول هوجاتا هے - اور اس طرح ذکر و فکر اور توجه شیخ سے اس کا دل روشن هونا شروع هوتا هے اور جس وقت که تمام قلب منوّر هوجاتا هے اس کو اپنی اصلیت یا وطن اصلی جس کو وه پیکر جسمانی مین آکر فراموش کر گیا تھا - یاد آتا هے اور متوجه فوق هوکر اپنی اصل کی جانب که فوق العرش هے، پرواز کرتا هے -
حالات مشائخ نقشبندیه از محمد حسن نقشبندی طبع مرادآباد ۱۳۲۲ھ ص ۵۲۹ - ۵۳۰ -

(۲) مناقب میان صاحب جمکنیؒ از مولانا دادین (قلمی ورق ۱۵۹-حضرت اخوند درویزه لکھتے هین که

لهه چون حجاب بین العبد والرّب حیات بنده است پس سالکان را هردم تمنائی مرگ می باشد زیرا که بر رفع این حجاب ایشان را مطلوب حاصل می شود -

جب بنده اور رب کے درمیان پرده بنده کی زندگی هے پس (یهی وجه هے که) سالکون کو هر وقت موت کی تمنا رهتی هے - کیونکه اس حجاب کے هٹ جانے سے ان کو اپنا مطلوب یعنی وصال محبوب جل شانه حاصل هوتا هے -

(ارشاد الطالبین مطبوعه مفید عام پریس لاهور ۱۹۰۷ء ص ۲۲۵)

آپ کو غسل دینے کاکام آپ کے پانچ قریبی متعلقین میاں محمد موسٰیؒ، میاں محمد عیسٰیؒ، قاضیٔ پشاور جناب عبدالرحمٰن پشاوری (۱)، پیر رضوان کوهاٹی اور اخوند سرور نے انجام دیا تھا - چونکہ آپ کا وجود خداوند تعالیٰ کا ایک بہت بڑا احسان تھا اس لئے آپ کی جدائی یہاں کے مسلمانوں کے لئے ایک عظیم سانحہ سے کم نہ تھی - یہی وجہ ہے کہ جب آپ کی وفات کی خبر پھیل گئی تو اس حادثہ جانکارہ کی وجہ سے سارا پختونخوا ایک ماتم کدہ میں تبدیل ہوگیا تھا - ایک معاصر شاعر لوگوں کے غم و اندوہ کی تصویر کشی کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

| | |
|---|---|
| په سپارل د امانت چه ئې غم زور شهٔ<br>په آهونو د اسمان چت سره تور شهٔ (۲) | آپ کی لاش کو زمین کے سپرد کرنے پر غم و اندوہ کا اتنا غلبہ ہوا کہ (لوگوں کے) آہ و فریاد کے سبب آسمان کا چھت سیاہ ہوگیا - |

---

(۱) یہ قطعہ تیمورشاہ تیمورانی کے درباری منشی نے اپنی کتاب تاریخ میں تحریر کیا ہے - ملاحظہ ہو تیمورشاہ درانی از عزیز الدین وکیلی ج ۲ اشاعت دوم کابل ص ۲۱۱ -

(۲) مناقب از مولانا دادین ورق ۱۹۶ نورالبیان از نورمحمد قریشی (قلمی) ورق ۱۲ - دیوان کاظم خان شیدا (المتوفی ۱۱۹۴ھ) (قلمی) حاشیہ ورق ۱۸۰ - کتب خانہ اسلامیہ کالج پشاور -

*******

(۱) مناقب از دادین ورق ۱۹۰ -

حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی اس کے بارے میں اگر چہ کوئی صراحت موجود نہیں مگر چونکہ یہ بات یقینی ہے کہ پشاور شہر کے قاضی عبدالرحمٰن اس موقعہ پر موجود تھے اور یہ اعتبار عہدہ و خصوصیت وہ اس کے زیادہ مستحق تھے لہٰذا اغلب گمان یہ ہے کہ وہی نماز جنازہ پڑھا چکے ہونگے - واللہ اعلم بالصواب -

(۲) مناقب از مولانا دادین ورق ۱۵۹ ایضاً ملاحظہ ہو دیوان کاظم خان شیدا (قلمی) ورق ۱۸۰

*****

آپ کی وفات کی وجہ سے نہ صرف سرزمین سرحد مین صفِ ماتم بچھ گئی تھی بلکہ سرزمین رامپور (هند) بھی اس کی صدائے باز گشت سے گونج اٹھی تھی -(۱)

---

(۱) دیوان کاظم خان (قلمی) ورق ۱۸۰ -

قطعات تاریخ وفات حضرت میان صاحب چمکنیؒ رحمة الله علیه

تیمورشاه درانی کا ایک درباری منشی حضرت میان صاحب چمکنیؒ کی وفات کا بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ : -

سال تاریخ وفات سر اقطاب زمان

رهنمون شد خرداز لطف به من گفتاشم

عدد "بیست نهم شهر جمادی دویم" ۱۱۹۰ هـ

(تیمورشاه درانی از عزیزالدین وکیلی طبع دوم ج ۱ ۱۳۴۶ هـ ص ۲۱۱) -

حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے مرید خاص مولانا دادینؒ لکھتے ہین : -

سن غصق پنجشنبې په ورځ اې جانه ۱۱۹۰

د رجب په غرې لاړ شه له جهانه

(مناقب میان صاحب از دادین ورق ۱۶۶)

"بلبل هند" اور مشهور عالم و فاضل شاعر کاظم‌خان شیدا (متوفی ۱۱۹۴ هـ) نے آپ کی وفات پر حسب ذیل دو قطعات قلمبند کئے ہین : -

(الف) میان عمر په خپل دوران کښې

چه کشاده ې د فیض باب وه

شاه گداې په در حاضر وو

مرجع د خلقو عام ماب وه

تاریخ ې دادې د رحلت واوره

"شیخ اجل وه قطب اقطاب وه" ۱۱۹۰

(ب) د میان پـه درد وغم کښې
نالہ پیـره شوه هم ا ه
وایـه دا عمر ولی
ورسـره رحمـة الله
علیـه ورسـره ضم کړه
پـه تاریخ به شي اګا ه

پورا جملہ یہ ہے - ۱۱۹۰ ھ
" دا عمر ولی رحمة الله علیه "

(دیوان کاظم خان شیدا (قلمی) ۱۱۸۱ ھ حاشیہ ورق ۱۸۰ کتب خانہ اسلامیہ کالج پشاور)

**تاریخ وفات کی تحقیق**

یہ بات بایہ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ حضرت میاں صاحب چمکنیؒ رجب کے مہینے میں جمعرات کے دن $\frac{1190}{1776}$ ھ کو وفات پا چکے ہیں - مولانا دادینؒ جو آپ کے جنازہ میں شریک تھے لکھتے ہیں کہ :-

سن غصق د پنجشنبې په ورځ اې جانه
د رجب په غرې لاړ شه لـه جهانـه

(مناقب از دادین (قلمی) ورق ۱۶۱) -

کاظم خان شیدا (متوفی $\frac{1194}{1780}$ ھ) نے آپ کی وفات کے بعد دو قطعات میں مادہ تاریخ وفات کے طور پر جو دو جملے قلمبند کئے ہیں ان سے بھی آپ کی وفات کا سن ۱۱۹۰ ھ برآمد ہوتا ہے - وہ دو جملے یہ ہیں -

(۱) " دا عمر ولی رحمة الله علیه " ۱۱۹۰

(۲) " شیخ اجل وه قطب اقطاب وه "

(دیوان کاظم خان (قلمی) ورق ۱۸۰) -

میاں صاحب چمکنیؒ کا برادرزادہ صاحبزادہ بازگل (متوفی $\frac{1200}{1786}$ ھ)ؒ بھی آپ کا سن وفات ۱۱۹۰ ھ بتاتا ہے - (روحانی تڑون از عبدالحلیم اثر ص ۳۷۷) -

عزیزالدین وکیلی اپنی کتاب تیمور شاہ درانی ص ۲۱۱ پر لکھتے ہیں کہ میاں صاحب چمکنیؒ

= ۱۱۸۰ھ/۱۷۶۶ء میں وفات پا چکے ہیں - مؤلف مذکور کے اس قول کی تردید کے لئے مذکورہ بالا دلائل کے علاوہ ایک اور ناقابل تردید ثبوت یہ ہے کہ حضرت میاں صاحب جھکنؒ نے ۱۱۸۰ ھ کے تین سال بعد اپنی مشہور کتاب "شمس الہدیٰ" تصنیف کی ہے - اور اس کا سن تالیف غفغج (۱۱۸۳ھ/۱۷۶۹ء) بتایا ہے - (شمس الہدیٰ (قلمی) ورق ۱۶) -

عزیزالدین وکیلی صاحب نے اپنے قول کی تائید کے طور پر تیمور شاہ درانی کے درباری منشی کا ایک قطعہ پیش کیا ہے جو اس نے میاں صاحبؒ کی وفات پر لکھا ہے - وہ قطعہ یہ ہے

شیخ آفاق محمد عمر آن عارف حق
بود چون مردمک دیدہ عزیز معمو مردم
بیست و نہ روز کہ از ماہ جمادی دویم
منقضی گشت ز نوروز بہ ماہ پنجم
او بہ فردوس روان شد ز سرایٔ فانی
گشت از چشم جہان بین بہ آسانی گم
سال تاریخ وفات سر اقطاب زمان
رھنمون شد خرد از لطف یمن گفتاتم
آر بیرون بحساب جملش تا دانی
عدد "بیست نہم شہر جمادی دویم"

(تیمور شاہ درانی از عزیزالدین ج ۱ اشاعت دوم ۱۳۴۶ ھ ص ۲۱۱)

راقم الحروف کے نزدیک یہ ایک غلط فہمی ہے جو کاتب کے سہو قلم کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہے - کاتب نے جملہ تاریخ وفات میں لفظ "دویم" کو "دوم" لکھا ہے بغیر یائے تحتانی کے اور یہی درست بھی ہے مگر نظم میں یائے تحتانی کی زیادت کے ساتھ بھی مستعمل ہے - لہٰذا اگر اس کو "بیست و نہم شہر جمادی دوئم" سمجھا جائے تو پھر اس سے بھی سن وفات ۱۱۹۰ ھ ہی برآمد ہوتا ہے - واللہ اعلم -

************

## باب سوم

### علماء ومشائخ جن کی صحبت سے آپ فیضیاب ہوئے -

حضرت میان صاحب چمکنی رحمة اللہ علیہ کی تمام عمر گرانمایہ سلوک و طریقت مین گزر چکی ہے - آپ نے اس سلسلے مین بے شمار علماء و مشائخ کی خدمت مین حاضری دی اور ان سے روحانی استفادہ کیا - ایسے چیدہ چیدہ بزرگان فیض بخش کے حالات حسب ذیل ہین : -

ابراہیمؒ مولانا :

مولانا ابراہیمؒ حضرت سعدیؒ کے محبوب و منظور خلیفہ اور نہایت عابد و زاہد بزرگ گزرے ہین - حضرت سر الاعظمؒ فرماتے ہین کہ مولانا ابراہیم ابتداء مین حضرت سید آدم بنوریؒ کی صحبت سے مشرف ہوئے بعد ازان حضرت سعدیؒ کے آستانِ فیض رسان پر حاضری دے کر ان کے حلقہ مریدین مین شامل ہوگئے -

مولانا موصوف نہایت فقر و تجرد کی زندگی گزارتے تھے اور دنیا سے اپنا تعلق بالکل منقطع کردیا تھا - حضرت میان صاحب چمکنیؒ ان کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہین کہ ایک روز کوئی شخص حضرت سعدیؒ کے پاس کچھ نقدی بطور تحفہ لیے آیا - حضرت سعدیؒ نے وہ رقم مولانا ابراہیم کو امانتاً سپرد کردی - اس نے وہ رقم تھوڑی دیر اپنے پاس رکھی اس کے بعد حضرت سعدیؒ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ :

| | |
|---|---|
| "ازین نقدی کہ بہ من سپردہ اید خیلے دربار ام و تشویش عظیم در من یافتہ است" | یہ نقدی جو آپ نے میرے سپرد کردی ہے اس کے سبب سے بہت بوجھ محسوس کرتا ہون اور میرے اندر بہت تشویش پیدا ہوگئی ہے - |

یہ سن کر حضرت سعدیؒ نے وہ نقدی ان سے لے کر دوسرے شخص کے حوالہ فرمائی -

(۱)

مولانا ابراهیمؒ بڑے جان نثار اور وفادار آدمی تھے - حضرت سر الاعظمؒ ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ھین کہ ایک دن حضرت سعدیؒ نے مولانا موصوف کو ایک بیش قیمت چادر عنایت کی مولانا نے تعظیم بجا لا کر کہا کہ :

"پوشیدن چنین رِداء قیمتی را من لائق نہ یم" یعنی ایسی قیمتی چادر پہننے کا مین لائق نہین -

یہ کہہ کر فوراً اس کو اٹھا کر میرے سر پر رکھا - مین نے کہا کہ :

"ما نیز چنین رداء قیمتی نہ پوشیم" (ھمبھی ایسی قیمتی چادر نہین پہنین گے

اور واپس وہ چادر مولانا ابراھیمؒ کے سپرد کردی - اس کے بعد مولانا ابراھیمؒ نے مجبوراً وہ چادر اوڑھ کو سنبھال لی -

یہ دیکھ کر حضرت سعدیؒ بہت خوش ہوئے - اور مولانا ابراھیمؒ کی تحسین کرتے ہوئے فرمایا کہ :

"بایاران چنان معیشت باید کرد کہ هر چہ باشد
نثار یکدیگر کنند و فرمودند کہ مولانا ابراهیم
چرا چنین نہ کند کہ صحبت حضرت
بزرگ خود را دیدہ و یافتہ است" - (١)

یعنی دوستون کو ایسی زندگی گزارنی چاھئے کہ جو کچھ بھی موجود ھو ایک دوسرے سے نثار کرتے رھین - اور فرمایا کہ مولانا ابراهیمؒ کیون ایسا نہین کرے گا کہ وہ حضرت سید آدم بنوریؒ کے شرفِ دیدار اور شرفِ صحبت سے مشرف ھوچکے ھین -

---

= (١) ظواهر ١ ص ٥٨٠ -

*******

(١) ظواهر ١ ص ٥٨٢ - ٥٨٣ -

## تاج محمودؒ مولانا

مولانا تاج محمودؒ حضرت سعدیؒ کے منظورِ نظر اور مقبول و محبوب خلیفۂ اکبر تھے۔ اور مسلسل چالیس برس تک ان کی صحبت میں رہ کر ان کے فیضانِ روحانیت سے فیضیاب ہوتے رہے۔ حضرت میاں صاحب چمکنیؒ نے مولانا تاج محمودؒ کی صحبتوں میں رہ کر ان سے روحانی استفادہ کیا۔ میاں صاحب موصوف ان کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"مولانا تاج محمود از اقدم و اسبق و کبار اصحاب حضرت ایشان اند و از جملہ مقبولان آنحضرت —— و آنحضرت تعظیم و توقیر مولانا بسیار میکردند و درمحافل و مجالس مولانا را بہ پہلوئی خود جائی می دارند —— و با جمیع امور و مصالح مشورت و مصلحت با مولانا میکردند و جمیع اصحاب و فرزندان آنحضرت تعظیم مولانا میکردند (۱)"۔

مولانا تاج محمودؒ حضرت سعدی لاہوریؒ کے اقدم و اسبق اور کبار اصحاب میں سے تھے اور آپ کے مقبول نظر تھے ـــ آپ ان کی بہت تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ اور مجالس و محافل میں مولانا کو اپنے پہلو میں جگہ دیتے تھے۔ —— اور تمام امور میں مولانا کے ساتھ صلاح و مشورہ کرتے تھے اور آپ کے تمام فرزند اور اصحاب مولانا کی بہت تعظیم کرتے تھے۔

ولایت و عرفان میں مولانا تاج محمودؒ کو بہت بلند مقام حاصل تھا۔ آپ بڑی فیض رساں شخصیت کے مالک تھے اور بے شمار لوگ آپ کے ارشاد و ہدایت کے طفیل راہ راست پر آئے۔ حضرت شیخ سعدیؒ ان کی فیض رسانی کا ذکر کرتے ہوئے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:

"از مولانا تاج محمود عالمی فیض یابد و روشن و منوّر گردد (۲)"۔

یعنی مولانا تاج محمود (کی برکت) سے پورا عالم فیضیاب اور منوّر ہو جائے گا۔

---

(۱) ظواہر ۱ ص ۵۷۶۔

(۲) ظواہر ۱ ص ۵۷۶۔

جیونؒ مولانا

حضرت میاں صاحب جمگیؒ مولانا جیونؒ سے بے حد متأثر تھے اور ان کا بہت عزت و احترام کرتے تھے - آپ کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں -

کہ مولانا موصوف حضرت شیخ سعدیؒ کے منظور نظر احباب میں سے تھے اور ایک پیر سے معذور تھے - صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے - ان کی جملہ کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ جب ان کی موت قریب آگئی تو گھر گھر پھر کر لوگوں سے کہا کہ آج میرے جنازہ میں شریک ہوجاؤ - اس کے بعد ایک جولاہے کے گھر جاکر غسل کیا اور چادر اوڑھ کر سو گئے اور اسی حالت میں جان جان آفرین کے سپرد کردی - (۱)

دلدار بیگؒ مولانا

مولانا دلدار بیگؒ حضرت سرالاعظمؒ کے قریبی اصحاب و احباب میں سے تھے - بہت بڑے زاہد و عابد، مرتاض اور صاحب استعداد بزرگ تھے - اور رشد و ہدایت کے آثار ان کی جبین مبین پر نمودار تھے - حبس نفس کے طریقے پر ایک سانس میں دو ہزار پانچ سو بار ذکر نفی و اثبات کرتے تھے اور باوجود اہلیت و استعداد کے دنیاوی تلذذات سے قطع تعلق کیا ہوا تھا - (۲)

حضرت سعدیؒ ان پر بے حد مہربان تھے - میاں صاحب جمگیؒ لکھتے ہیں کہ ایک بار انہوں نے مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ :

" محمدؐ عمر باری از دلدار بیگ بپرس کہ وی از ما چرا گلہ مند است و حالانکہ تمام عالم در آرزوی آنست کہ یک بار حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم را بہ خواب بینند و وی بہ کرات و مرات لایعد

محمد عمر ! ایک بار دلدار بیگ سے پوچھو کہ وہ ہم سے کیوں گلہ کرتا ہے حالانکہ تمام دنیا کو یہ آرزو ہے کہ کاش ایک بار خواب میں حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار

---

(۱) ظواہر ا ص ۷۴۳ -
(۲) ظواہر ا ص ۶۸۳ - ۶۹۰ -

| | |
|---|---|
| و یحصٰی در خواب و بیداری حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دیدہ است و بشارتہا و اشارتہا عظیم یافتہ است ۔ " (۱) | نصیب ہو ۔اور وہ کئی بار بے شمار مرتبہ خواب و بیداری دونون حالتون مین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہو چکے ہین اور آپ سے بہت سی اشارات و بشارات پا چکے ہین ۔ |

مولانا دلدار بیگؒ حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے ساتھ نہایت اخلاص و محبت سے پیش آتے تھے ۔اور اکثر اوقات حضرت سر الاعظمؒ کے سامنے تعریف و توصیف فرماتے تھے ۔میان صاحب چمکنیؒ فرماتے ہین کہ ایک مجلس مین حضرت سرالاعظمؒ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ :

| | |
|---|---|
| "اکثر مردم کہ با شما اخلاص دارند بہ نسبت اخلاص آنہا اخلاص و اعتقاد محمّد عمر زیادہ است " ۔ | اکثر لوگ جو آپ کے ساتھ عقیدت رکھتے ہین ان کے اخلاص کی بہ نسبت محمّد عمر کا اخلاص و اعتقاد کہین زیادہ ہے ۔ |

یہ سن کر حضرت سر الاعظمؒ بہت خوش ہوئے اور اپنے دستار مبارک سے تسبیح نکال کر مجھے عنایت فرمائی(۲) ۔

مولانا دلدار بیگ ۳/ربیع الثانی کو اتوار کے دن ۱۱۱۱ھ/۱۶۹۹ء کو رحلت کر گئے ہین ۔(۳)

ذکریاؒ شیخ المعروف شہید میان صاحبؒ دیہہ میان گوجو

حضرت شیخ ذکریاؒ کے اسلاف اباً عن جدٍ سلوک و طریقت سے منسلک تھے ۔آپ کے دادا شیخ اورنگ موضع خڑکی علاقہ "داوُدزئی (واقع پشاور) مین سکونت رکھتے تھے ۔اور حضرت شیخ

---

(۱) ظواہر السرائر ۲ ص ۶۹۴ ۔

(۲) ظواہر السرائر ۲ ص ۶۹۴ ۔

(۳) ظواہر ۱ ص ۷۶۴ ۔

اخوند پنجو بابا اکبرپوری کے خلیفہ شیخ عبدالغفور عباسی ساکن مٹئی (واقع ننگرھار) کے مرید تھے۔
حضرت شیخ زکریا کے والد ماجد اپنے والد ماجد شیخ اورنگ سے طریقہ چشتیہ مین بیعت ہوئے تھے
آپ بھی حسب روایت اپنے والد بزرگوار سے طریقہ چشتیہ مین بیعت ہوئے اوراکثر اوقات حضرت اخوند
پنجو بابا (المتوفی $\frac{۱۰۴۰ھ}{۱۶۳۰ء}$) کے مزار پرانوار پر آکر ذکر و مراقبہ مین مشغول رھتے تھے - چونکہ
اس زمانہ مین سرالاعظم حضرت محمّد یحییٰ (حضرت جی اٹک) کی بہت شہرت تھی لہٰذا ان کی خدمت
مین حاضر ہوکر طریقہ نقشبندیہ مین ان کی مریدی کا شرف حاصل کیا -اور بعد مین اپنے پیر طریقت
حضرت سرالاعظم کے حسب الارشاد موضع صاحبئی علاقہ داوڈزئی مین آکر آباد ہوئے -آج کل یہ گاوں
میان صاحب شہید کی نسبت سے دیہہ میان گوجو کے نام سے مشہور ھے -

حضرت شیخ ذکریا اگر چہ سلسلہ نقشبندیہ مین بھی بیعت ہوئے تھے مگر طریقہ
چشتیہ کی طرف زیادہ مائل تھے اس لئے سماع و وجد اور ذکر جہر کیا کرتے تھے -حضرت میان صاحب
چمکنی اس بناء پر کہ وہ طریقہ نقشبندیہ مین بیعت ھین اور سماع و ذکر جہر کرتے ھین حضرت میان
صاحب شہید سے قدرے آزردہ خاطر رھتے تھے -چنانچہ ایک بار دونون برائے فیصلہ حضرت جی
اٹک کے پاس گئے اس وقت آپ قلعہ اٹک کے اندر مسجد غربی مین تشریف فرما تھے - چنانچہ حضرت جی
اٹک نے اپنے دونون نامور مریدون کے درمیان صلح کرادی -

احمد شاہ درانی حضرت میان صاحب شہید کے عقیدت مند تھے -ان کے اخراجات
کی کفالت کے لئے مشئی ، جالہ ، گل بیلہ ، منڈوونہ ، خزکے ، اور شکرپورہ وغیرہ مواضعات بطور جاگیر عطا
فرمائے تھے - (۱)

چونکہ ان دیہات مین سے اکثر اس سے پہلے اربابان گل بیلہ کے تصرف مین تھے -

---

(۱) تحفۃ الاولیاء ص۴۲ و ایضاً ۔

(۲) حضرت اخوند پنجو صاحب از نصراللّٰہ خان نصر مرحوم پشاور ۱۹۵۱ء ص ۱۱ - ۱۲

لہٰذا ایک روز جبکہ آپ نماز عصر کے بعد مراقبہ میں تھے اربابان گل بیلہ میں سے چند اشخاص نے حملہ کرکے ان کو شہید کردیا - حضرت میاں صاحب شہیدؒ کے فرزند شیخ محمّد صلاحؒ نے آکر احمد شاہ درانیؒ سے فریادرسی کی درخواست کی - بادشاہ اسوقت ہندوستان سے خراسان جارہے تھے - اٹک کے قریب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو بڑے رنجیدہ خاطر ہوئے - فوراً مجرموں کی گرفتاری کا حکم صادر کیا اور قلعہ بالاحصار میں قصاص کرکے کیفر کردار تک پہنچا دیا -

حضرت میاں صاحب شہیدؒ صاحبِ کرامات ولی اور بڑی بابرکت اور پرتاثیر شخصیت کے مالک تھے - ان کا مزار موضع صاحبزئی (واقع پشاور) میں مرجع خاص و عام ہے - (۱)

## سعدی لاہوریؒ شیخؒ : ۱۰۳۳ھ / ۱۶۲۳ء تا ۱۱۰۸ھ / ۱۶۹۶ء

آپ کا نام سعدی والد بزرگوار کا نام ابدال اور کنیت ابوعیسٰی ہے - ۱۰۳۳ھ / ۱۶۲۳ء میں ایمن آباد کے نزدیک "اُوی" (۲) نامی گاؤں میں پیدا ہوئے (۳) - آپ کے آباءو اجداد سرزمین پنجاب کے رہنے والے تھے اورکاشتکاری کو ذریعہ معاش کے طور پر اختیار کیا ہوا تھا - (۴)

حضرت سعدیؒ کی زندگی خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی اور عجیب و غریب خوارق عادت امور کی ایک دلچسپ کہانی ہے - (۵) آپ کے والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ ایک زمانے میں میں بہت ثروت مند تھا مگر چونکہ گھر میں نرینہ اولاد نہ تھی اس لئے ہر وقت دل میں بیٹے کی تمنا موجزن ~~ععععع~~ رہتی تھی اور ہمیشہ علماء و فقراء سے بیٹے کے لئے دعا کی درخواست کیا کرتا تھا -

---

(۱) تحفة الاولیاء از مولوی میراحمد شاہ پشاوری ص ۴۱ - ۴۲

(۲) ایمن آباد گوجرانوالہ کے شمال میں آٹھ میل کے فاصلے پرواقع ہے - ~~تحصیل ملتی ہے~~ قومی شاہراہ کے ساتھ ایک پختہ سڑک کے ذریعے ملایا گیا ہے اور ایمن آباد ریلوے سٹیشن سے صرف دو میل دور ہے - اس کو سیالکوٹ کے ایک مشہور راجپوت راجہ نے آباد کیا تھا - اصل قصبہ سید پور کے نام سے مشہور تھا جو سولھویں صدی عیسوی میں شیرشاہ افغان کے ہاتھوں ویران ہوکر

اس کی جگہ شیرگڑھ کے نام سے ایکچھا شہر آباد کیا گیا - بعد مین ھمایون کے ایک جرنیل ایمن بیگ نے شیرگڑھ کو منہدم کرکے موجودہ ایمن آباد تعمیر کروایا -

اس شہر کی منھھم ایک مشہور تاریخی یادگار روڑی صاحب کا گوردوارہ ھے - جس کے بارے مین خیال ھے کہ یہان سکھون کے روحانی رھنما گورونانک نے پتھرون کی روڑی کے ایک چبوترے پر اپنا بچھونا بچھایا تھا - یہان ھر سال اپریل کے مہینے مین بیساکی کا مشہور میلہ لگتا ھے - اور اس موقعہ پر سکھ زائرین کثیر تعداد مین ھندوستان سے پاکستان آتے ھین -

(ملاحظہ ھو :- مردم شماری ضلع گوجرانوالہ ۱۹۶۱ء باب سوم (انگریزی) ) -

(۳) کرنل سلطان علی شاہ (ریٹائرڈ) کوھاٹ چھاونی کے پاس ظواھر السرائر کا جو نسخہ موجود ھے اس کے صفحہ ۲۱۸ پر شیخ سعدیؒ کی جائے ولادت کا نام "اوی" لکھا ھے - جبکہ پنجاب یونیورسٹی لاھور کے کتب خانے مین موجود نسخہ کے ص ۱۹۲ پراس کا نام "ادّی" تحریر کیا گیا ھے - چونکہ پنجاب گزیٹیر اور ضلع گوجرانوالہ کی مردم شماری رپورٹ مین اس نام کا کوئی گاؤن موجود نہین اور نہ کوئی دوسرے وسیلہ سے اس کی تائید ھوسکی ھے - لہٰذا یہ بتانا مشکل ھے کہ اس گاؤن کے نام کا اصل تلفظ کیا ھے - ممکن ھے مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ دیگر کئی بیشمار شہرون اور مقامات کی طرح اس گاؤن کا نام بھی بدل کر کوئی دوسرا نام رکھا گیا ھو یا تغیرات و انقلابات زمانہ کا شکار ھوکر اس کا نام و نشان ھی مٹ چکا ھو -

اس سلسلے مین یہ وضاحت بھی ضروری سمجھتا ھون کہ عبدالحلیم اثرؔ نے اپنی کتاب روحانی تڑون (اشاعت اول ۱۹۶۵ء) کے صفحہ ۶۳۰ پر شیخ سعدی لاھوریؒ کے حالات مین ان کا مقام پیدائش سرھند اور سن پیدائش $\frac{\text{۱۰۰۳ھ}}{\text{۱۵۹۴ء}}$ بتایا ھے - مگر حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے بیان سے ان دونون باتون کی تردید ھوتی ھے - کیونکہ آپ نے اپنی کتاب ظواھر السرائر مین ان کا مقام پیدائش ایمن آباد اور سن پیدائش $\frac{\text{۱۰۳۳ھ}}{\text{۱۶۲۳ء}}$ قلمبند فرمایا ھے -

(ملاحظہ ھو ظواھر السرائر ۲ ص ۲۱۸ )

جنانچه ایک دن ایک صاحبِ کشف و کرامت درویش آیا مین اس کو پوری عزت و احترام سے اپنے گھر لے
گیا - حتیّ المقدور اس کی خدمت اور مهمانداری کے حقوق ادا کئے اور جب وه جانے لگا تو ان سے بیٹے
کے لئیے دعا کی درخواست کی - یه سن کر اس کے چهره پر بشاشت و مسرت کے آثار نمودار هوئے اور
اور ایک باکمال و سعادت مند فرزند کی بشارت دیتے هوئے فرمایا که :

بتوفیقِ ربانی و تائیدِ هدایتِ یزدانی
ترا فرزندی در وجود آید که آئینهٔ سر خود را از
خباثتِ اخلاق ذمیمه پاک گرداند و حُلیهٔ روح را به
حلل صفاتِ حمیده مُحلّی سازد تا به حدِّ استقامت
نزدیک شود و به قدرِ تحصیل این کمال جوازِ صراط بر
خود آسان کند و اُمّهاتِ اوصافِ کمال که اصولِ مکارمِ
اخلاق انسانی است ده است و مجموع صفات حمیده (۱۰)
ازین ده متنوع میگردد وآن علم است و حلم وحیا
و سخاوت و تقوی و شجاعت و عدل و صبر و صدق و یقین
و کمالِ این صفات جز ذات مطهر محمّدی صلّی
الله علیه وسلم را نبود و هر کس را از انبیاء و اولیاء
و صلحاء و علماء دین به قدرِ حصول این حقائق باروحانیت
احمدی صلی الله علیه وسلم رابطهٔ معنوی ثابت میگردد و
آن رابطه وسیلت قرب به حضرت صمدیّت می شود و
فرزند تو از آنجمله بود که به حقائق این صفات متصف
گردد و ذات شریف او منظور نظر الٰهی و برگزیدهٔ عنایت

ترجمه : اللّه کی توفیق و تائید سے تیرے
(هان) ایک بیٹا پیدا هوگا جو اپنے آئینه
سرکو اخلاق ذمیمه کی برائیون سے پاک کریگا
اور اپنے چهرهٔ روح کو اچهی صفات کے زیور
سے آراسته کریگا تا آنکه حد استقامت کے
قریب هو جائیگا اور اس کمال کے حصول سے
صراط پر گزر اپنے لئیے آسان کرے گا - اوصاف
کمال اخلاقِ انسانی کے اصول دس هین
اور تمام صفات حمیده کی شاخین انهین سے
نکلتی هین وه دس اصول یه هین - علم، حلم
حیا، سخاوت، تقویٰ، شجاعت، عدل، صبر اور
صدق و یقین ان صفات کا کمال ذات محمد
محمدی کے سوا کسی اور مین نهین پایا جاتا
انبیاء، اولیاء، صلحاء اور علماءِ دین مین سے
هر ایک کو ان حقائق کے مقدارِ حصول روحا
احمدی کے ساتھ قائم هوجاتا هے اور یه

متعالیہ ذاتِ نامتناهی شود و مَلکی بود در صورتِ بشر یگانهٔ روزگار و مقتدایِ اهلِ دهور و اعصار باشد - صفتِ طهارت و نزاهت و محبت و شوق و رضا و توحید بروَی غالب بود و آثارِ کمال این صفاتِ کامله زیبِ حال و نورجمالِ وی گردد - معرفت و شهودِ وی از قیدِ ماضی و مستقبل رَسته بود و در فضایِ احدیّت به معائنهٔ سرمدی پیوسته و ویرا در استکشافِ اسرار احتیاج به قیام قیامت نه - لَوْ کُشِفَ الغطاءُ ما ازددتُ یقیناً (۱) - ووی بود که کمالِ این صفات حاصل کند و مجموع آسمانیان و زمینان محکومِ احکامِ سلطنت و مقهور تصاریفِ جلالت وی گردند .... و از مشرق تا مغرب از نورِ ارشاد اوروشن و منور گردد و وجود شریفِ او غنیمتِ روزگار بود نام ویرا "محمّد صادق" و یا "سعدی" گذاری و ویرا عزیز داری که مقبلِ کارگاه ولایت و مقبولِ بارگاه عنایت بود - (۲)

رابطہ و تعلق اللہ کے قرب کا ذریعہ ہو جاتا ہے - اور تیرا بیٹا ان میں سے ایک ہوگا جو ان صفات کے کمال سے متّصف ہوگا - اس کی ذات اللہ کی منظورِ نظر اور ذات نامتناهی کی عنایت عالیہ کی برگزیدہ ہو جائیگی وہ انسان کی شکل مین ایک فرشتہ ہوگا وہ اپنے دور مین بےمثل اور دنیا والوں کا رہبر ہوگا - طہارت و نزاہت اور محبت وشوق اور رضاءو توحید کی صفات اس پر غالب ہونگی اوران صفاتکاملہ کے آثار ان کے زیبِ حال اور نورِ جمال (کا باعث) ہونگے ان کی معرفت و شہود حال و استقبال کی قید سے آزاد ہونگی ان کو فضایِ احدیت مین مسلسل اللہ کی ذات کا جلوہ حاصل رہے گا - اور اسرار و حقائق کے معلوم کرنے کیلئے ان کو قیامِ قیامت کی ضرورت نہ ہوگی .... وہ ان صفات کو بدرجہ کمال حاصل کرے گا زمین و آسمان والے اس کے احکام سلطنت کے محکوم اور اس کے تصرّف جلالت کے آگے مغلوب ہون گے - مشرق و مغرب اس کے نورِ ارشاد سے منوّر ہوجائین گے اور اس کی ذات

(۱) یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مقولہ ہے ملاحظہ ہو "رشحات" کے عین الحیاۃ قلمی ورق ۲۳۵ کتب خانہ اسلامیہ کالج پشاور - (۲) ظواهر السرائر ۲ ص ۱۹۵ -

دنیا والون کے لئے غنیمت ہوگی ۔اس کا نام "محمّد صادق" یا "سعدی" رکھنا اور ان سے محبت رکھنا کیونکہ وہ کارگاہِ ولایت کا مقبل اور بارگاہِ الٰہی کا مقبول ہوگا ۔

آپکے والد بزرگوار فرماتے ہین کہ: جب آپ حکمِ ایزدی سے مان کے پیٹ مین قرار پائے اور ابھی چند ماہ کے تھے کہ ایک اور صاحب حال فقیر آیا اس کو بھی اپنے ہان ٹھہرایا اور اس کی خدمت کرنے مین کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ۔مین نے اس سے بھی بیٹے کیلئے دعا کی درخواست کی ۔وہ یہ سن کر بہت خوش ہوا اور مبارک باد دیتے ہوئے فرمایا کہ :

سعدی مبارکباد و این فرزندیست که در خانهٔ تو به وجود آید و سائرِ منهجِ هدایت و ساکنِ خطهٔ عنایت ملازمِ بساطِ رضا و شکر و قامعِ آثارِ کفر و شرک بود اگر چه در نظرِ جاهلان لئیم حقیر و بیمقدار بود امّا در دربارِ حضرت جبّار بس خطیر و بزرگوار بود اگر در نزدِ بوم صفتان تیره روزگار کم از زید و آن باشد امّا در مسندِ تصرف و فیوض ربانی و وهِ افاضهٔ آثارِ انفاسِ رحمانی به حقیقت همه جهان باشد هر چند معاندان و مخالفان به دیده کوری و نظر کوری در صورت بشری برگزیده او نگرند و ویرا یکے از ساکنانِ عالمِ صورت و محبوسان حبس طبیعت شمرند لیکن

سعدی مبارک ہو اور یہ ایک بیٹا ہے جو آپ کے ہان پیدا ہوگا اور وہ منہجِ ہدایت کا سائرِ خطۂ عنایت کا ساکن بساطِ رضا و شکر مین ملازم اور کفر و شرک کے آثار کو مٹانے والا ہوگا ۔اگر چہ وہ جہلاء کی نظر مین حقیر و بے مقدار ہوگا مگر درگاہ الٰہی مین بہت بڑا اور بزرگوار ہوگا ۔اگر چہ الّو صفت اور کم بخت لوگون کے نزدیک زید و بکر سے کم ہوگا مگر وہ مسند تصرف اور نیک انفاس کی برکتون کے ~~آثار کے سلسلے مین تمام جہان پر حاوی~~ [بھیلنے کے لحاظ ایک پورا جہان ہوگا] ہوگا ۔اگر چہ دشمن اور مخالفین اپنی کم نظری اور کوتاہ بینی سے اس برگزیدہ شخصیت کی صورت بشری کو دیکھین گے اور اس کو عالمِ صورت کا ایک فرد اور قید خانۂ فطرت کا ایک قیدی شمار کرین گے لیکن اس کی ذات لطیف زمین و آسمان کے صدف کا ایک موتی ہوگی اس کے انفاس

ذاتِ لطیف او گوهر صدف زمین و آسمان باشد
و برکاتِ انفاسِ شریفِ او مدار نظام جهان و
جهانیان بود و متابعتِ افعال و اخلاقِ مرضیهٔ
او سبب نیل ثواب اَبناء روزگار و آثار سنن مرضیه
او دلیل رُشد و صواب اهل دهور و امصار گردد
و اگر به صورت بشری یکی از نوع انسان باشد اما
رفعت و جلالت سرّ و معنیٰ او حقیقت همه جهان
باشد و آن فرزندِ تو از جمله سلاطین عالم حقیقت
و از اساطینِ اربابِ طریقت بود پیوسته منازل صَفارا
به اَقدامِ وفا سَر کند و به مِعْوَلِ نصائح خار شقاوت
از اراضیٔ نفوسِ اَهل جَفا بر کَند یُمنِ اقبالِ این مقبلِ
جهانیان عاصی را از قعرِ درکاتِ شقاوت رَهاند و
فیضِ اسرار این مُکَمِّلِ مهجوران قاصرا بکمالِ درجاتِ
سعادت رَساند سر تجدد اَوان و زمان و خلاصه وزبدهٔ
کون و مکان شود .... نامِ او را سعدی گذاری و
(۱)
آفتاب سعادت مندی او در عالم خواهد تافت ۔

مُورث پر دنیا ۔۔۔ اور دنیا والون کے نظام
کا مدار هوگا ۔اس کے اچھے اخلاق و افعال
کی متابعت اهل زمانه کیلئے حصول ثواب کا
سبب اور اس کی سننِ مرضیه کے آثار اهلِ
زمانه کیلئے رُشد وَ هدایت کی دلیل هونگے
اگر چه بظاهر وه ایک انسان هوگا لیکن سر
و معانی کی رفعت و جلالت مین اهلِ دنیا کے
لئے ایک حقیقت هوگی ۔اور وه تیرا بیٹا عالمِ
حقیقت کے جُمله سلاطین اور اربابِ طریقت
کے اساطین مین سے ایک هوگا ۔وه همیشه
منازلِ صفا کو وفا کے قَدمون سے سر کریگا ۔
اور نصائح کے تیشه سے اهلِ جفا کے نفوس
کی اراضی سے شقاوت کا کانٹا نکال دے گا ۔
اور اس دنیاوالون کے رهبر کے نصیبے کی برکت
عاصیانِ دنیا کو شقاوت و بدبختی کے گهرے
گڑهون سے نکال دے گا اور اس مُکَمِّل کا
فیض ( راه سلوک کے ) مهجوبانِ قاصر کو
سعادت کے درجهٔ کمال پر پهنچائے گا ۔
وه اپنے دور مین مجدّدِ دین کا سربراه اور
کون و مکان کا زبده و خلاصه هوگا ....

(۱)

اس کا نام "سعدی" رکھنا اور اس کی سعادت مندی کا
آفتاب سارے عالم میں چمکے گا ۔

خداوند کریم نے آپ کو نہایت تیز حافظہ عنایت فرمایا تھا ۔یہی وجہ ہے کہ ولادت سے لے کر آخر دم تک تمام حالات آپ کو حفظ رہے ۔آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ :

"از روز تولد تا حال هر چه درپیش من گذشته است همه یاداست و به خاطر دارم" ۔ (۱)

ولادت سے لے کر آج تک جو کچھ میرے سامنے گزر چکا ہے سب یاد ہے اور ذہن میں محفوظ ہے ۔

فرماتے ہیں کہ سفر کشمیر کے دوران جب سلطان جہانگیر ( المتوفی ۱۰۳۷ھ / ۱۶۲۷ء ) کا انتقال ہوگیا اور اس کی لاش کو لاہور لے جارہے تھے ۔ ہمارے گاؤں سے بہت سے لوگ اس کی لاش اور لشکر کو دیکھنے کے لئے چل پڑے ۔ چنانچہ میرے والد ماجد بھی مجھے گدھے پر بٹھا کر راستے کی طرف تک آئے اور اس وقت میری عمر صرف تین برس کی تھی ۔ (۲)

(۳)
آپ فرماتے ہیں کہ میرے نانا رُھتاس میں رہتے تھے ۔میں پانچ برس کا تھا کہ میری نانی

---

= (۱) ظواهر السرائر ۲ ص ۱۹۶ ۔ ۱۹۷ ۔

اللہ کی شان دیکھئے! ان دو صاحبانِ کشف و کرامت فقراء کی پیش گوئی حرف بہ حرف سچ ثابت ہوئی اور دنیا نے دیکھا کہ خدائے ذوالجلال نے واقعی آپ کو جلال و جمال کی تمام اوصاف حمیدہ سے متصف فرماکر اپنا اتمام نعمت فرمایا تھا ۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نه بخشد خدائے بخشندہ

********

(۱) ظواهر السرائر ۱ ص ۱۶۸ ۔ ۲۶۳

(۲) ظواهر ۱ ص ۲۲۳ ۔

مجھے رھتاس قلعے آئین وہ ایک پارسا اور پرھیزگار عورت تھین اور قیامِ لیل اور صومِ نہار کا بے حد اھتمام
فرماتی تھین - فرماتے ھین کہ جب مین اپنے ھم سن بچون کے ساتھ قلعۂ رُھتاس سے باھر آتا تھا
تو میری نانی فرماتین کہ قلعہ کے دروازے کی جانب ایک لال برج ھے وھان ایک جنّ ولی رھتا ھے -
اس کی طرف ھرگز نہ جانا ایسا نہ ھو وہ تجھ پر ظاھر ھوجائے اور تجھے اس کے دیکھنے کی طاقت
نہ ھونے کی وجہ سے نقصان پہنچ جائے - شیخ سعدی فرماتے ھین کہ اِس وجہ سے مین اس طرف
جانے سے احتراز کرتا تھا - اتفاقاً ایک رات لڑکون کے ساتھ مین قلعہ سے باھر آیا - جب رات کا کچھ
حصہ گزر چکا تو تمام لڑکے اپنے گھرون کو چلے گئے اور مین تنہا ایک پتھر پر بیٹھا رہ گیا - دریں اثنا
میرے دل مین یہ خیال آیا کہ اگر وہ جنّ ولی جو اس برج مین رھتا ھے - اور میری نانی مجھے اکثر
اوقات اس کے متعلق بتاتی ھین اور اس طرف جانے سے روکتی ھین ظاھر ھوجائے تو کتنا اچھا ھوگا -
یہ خیال آتے ھی اس برج سے روشنی نمودار ھوئی اور ساتھ نقارہ کے بجنے کی طرح آواز آنا شروع
ھوگئی - تھوڑی دیر کے بعد ھاتھ مین عصا لئے ھوئے ' دستار باندھے ھوئے ' سفید لباس مین ملبوس
ایک معمر با شکوہ بزرگ ظاھر ھوا - اور نہایت باوقار اور باتمکین انداز مین آگے بڑھتا ھوا میرے بہت
قریب آپہنچا - مین نے اس کی جانب کوئی توجہ نہ دی اور جس کام مین مشغول تھا اسی مین لگا
رھا - وہ میرے پاس بہت دیر تک کھڑا رھا - مین سمجھ گیا کہ وہ میرے حال کی طرف اپنی توجہ مرکوز

---

(۳) رُھتاس (یا روتاس) مشہور و معروف قلعہ ھے - جس کا بانی شیرشاہ سوری ھے - یہ
قلعہ جہلم سے مغرب کی جانب دس میل کے فاصلے پر واقعہ ھے - تاریخ کی کتابون مین
تفصیلات موجود ھین (ملاحظہ ھو تقدمہ علی مقدمۃ فتوحات الغیبیہ (مقالہ برائے پی ایچ ڈی)
از ڈاکٹر سید سعیداللہ ص ۱۱ بحوالہ " تاریخ ھندوپاکستان ص ۲۲۲ ' اردو دائرہ معارف
اسلامیہ ص ۵۵۷ ' تاریخ سلطانی ص ۴۶ )

******

گر رہا تھا ہے -اس کے بعد وہ اس لال برج کی جانب روانہ ہوا اور روشنی غائب ہوگئی -اس کے چلے جانے کے بعد مجھ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ اپنی خبر نہ رہی -

فرماتے ہیں کہ جب میری نانی نماز تہجد کے لئے اٹھیں اور مجھے اپنے بستر میں نہ پایا تونہایت اضطراب و اضطراب کی حالت میں تمام گھر والوں کو بیدار کرکے میری تلاش شروع کی -بہت جستجو کے بعد ایک پتھر پر مجھے مراقبہ اور استغراق کی حالت میں پایا -وہاں سے اٹھا کر گھر لے گئے -

اس واقعہ کے بعد آپ پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ ہر وقت ایسے مستغرق رہتے تھے کہ اپنی اور دوسروں کی قطعاً خبر نہ رہتی تھی اور جب دو تین دن کے بعد ہوش میں آتے تھے تو فوراً صحرا اور جنگل کی طرف چل کر وہاں کسی گوشۂ تنہائی میں مراقبہ میں مشغول ہوجاتے تھے -کھانے پینے سے قطعاً لا تعلق رہتے اور شدید گرمی کے موسم میں مراقبہ میں ایسے غرقاب ہوتے تھے کہ سورج نصف النہار پر ہوتا تھا اورآپ شدت گرمی سے بے خبر ہوتے تھے - اس استغراق کی حالت میں سانپ اور بچھو آپ کے بازوؤں کے ساتھ لٹکے ہوئے ہوتے تھے اور آپ کو کوئی گزند نہیں پہنچاتے تھے -جب آپ استغراق سے سر اٹھاتے تو سانپ اور بچھو جدا ہوکر چلے جاتے تھے - (۱)

آپ کی نانی اماں حتی المقدور آپ کو گھر سے باہر نہیں جانے دیتی تھیں مگر آپ موقع پاکر صحرا کی جانب نکلتے اور مراقبہ میں مشغول ہوجاتے تھے -اکثر اوقات راتیں وہیں گزارتے تھے اور جو لوگ آپ کی تلاش میں وہاں جاتے تو آپ کو نہیں پاتے تھے -یہ حالت دیکھ کر آپ کی نانی متردد اور پریشان ہوئیں لہذا آپ کو لاکر والدین کے سپرد کردیا - (۲) وہاں بھی یہی دستور رہا -لوگوں سے کنارہ کشی کر صحرا میں چلے جاتے اوراکثر رات بھی وہاں بسر کرتے تھے -ایک بار آپ حسب معمول

---

(۱) ظواہر السرائر ۲ ص ۱۶۸ - ۱۷۰

(۲) ظواہر السرائر ۲ ص ۱۷۱

صحرا میں تشریف لے گئے - آپ کے والد ماجد تحقیق احوال کی خاطر آپ کے پیچھے چلے گئے اور آپ سے کچھ فاصلہ پر دور بیٹھ کر تماشا کرنے لگے - اتفاق سے ایک بڑا سانپ آیا اور آپ کے والد کی پشت پر چڑھ گیا اور اپنا سر ان کی گردن کے برابر سے نکالا - یہ دیکھ کر اس پر ہیبت طاری ہوگئی اور بے اختیار ہوکر زور زور سے چلائے - آنحضرت نے مراقبہ سے سر اٹھا کر پیچھے دیکھا اور جونہی آپ نے نگاہ ڈالی وہ سانپ اس کی گردن سے اتر کر صحرا کی جانب چل دیا - یہ نظارہ دیکھ کر آپ کے والد بزرگوار نے معذرت چاہی اور کہا کہ میرے دل میں جو خدشہ پیدا ہوگیا تھا اب وہ جاتا رہا اور سمجھ گیا کہ تجھ پر جذبۂ شوقِ الٰہی کا غلبہ ہوگیا ہے - سو جہاں چاہو رہو اور تیرے ذمے جو میرے حقوق تھے وہ میں نے معاف کردئیے - (۱)

ایمن آباد سے تقریباً آٹھ میل کے فاصلے پر ایک گنجان جنگل واقع تھا جہاں جنگلی جانور اور درندے بکثرت رہتے تھے - جب آپ کی عمر سات برس کی ہوئی تو اسی جنگل میں جاکر مسلسل کئی دن رات گزارتے تھے - سانپ آتے تھے اور آپ کے سر و بازو پر لپٹ جاتے تھے اور جنگلی جانور آپ کے گرد حلقہ باندھ کر جمع رہتے تھے - آپ کے والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ جب چند دن گزر جاتے اور آپ گھر نہیں آتے تھے تو کثرت شوقِ دیدار سے مجبور ہوکر میں اس پرخطر جنگل میں چلا جاتا تھا - وہاں جاکر دیکھتا کہ وحوش و سباع گرد حلقہ باندھے ہوئے ہیں اور آپ ان کے درمیان یادِ الٰہی میں مصروف اپنے خالق و مالک کے ساتھ لولگائے ہوئے بیٹھے ہیں جب آپ مراقبہ سے سر اٹھاتے اور مجھ پر آپ کی نظر پڑتی تو تعظیم فرزانہ بجا لاکر بہت زیادہ منع کرتے اور فرماتے کہ :

"درچنین محل مہیب و ہولناک نمی آمدہ باشد مبادا ازین سباع و وحوش شما را آسیبی و گزندی رسد" - (۲)

---

(۱) ظواہر السرائر ۲ ص ۱۷۳ - ۱۷۴

(۲) " " ص ۱۷۴ - ۱۷۵

یعنی ایسے خوفناک و ہولناک مقام پر نہیں آنا چاہئیے تھا ایسا نہ ہو کہ درندوں اور جنگلی جانوروں سے تمہیں کوئی تکلیف پہنچ جائے -

آٹھ نو برس کی عمر میں پہلی بار حضرت سیّد آدم بنوریؒ کی صحبت سے فیضیاب ہونے کا شرف حاصل ہوا - فرماتے ہیں کہ میری عمر آٹھ یا نو برس کی تھی کہ ایک روز میں جنگل سے باہر آیا اور گاؤں کے قریب ایک کنوئیں کے کنارے وضو کرنے لگا کہ مولانا سعداللہ وزیرآبادیؒ سید آدم بنوریؒ کی ملاقات کے ارادہ سے فقراء کی ایک جماعت کے ہمراہ اس راستے سے گزرے جب مجھ کو اس احتیاط سے وضو کرتے دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور اپنے احباب سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اس کم عمری میں یہ بچہ کتنی احتیاط کے ساتھ وضو کر رہا ہے - اس کے بعد مجھ سے پوچھا کہ یہیں رہتے ہو میں نے کہا جی ہاں - اور چل پڑے - میں نے سید موصوف کے بعض دوستوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں - انہوں نے کہا کہ اس نام کے بزرگ ہیں اور اپنے پیر کے حضور میں بنور جاتے ہیں - بنور کا نام پہلے سے ذہن میں موجود تھا - چنانچہ چند دن گزرنے کے بعد جذبہ شوق الٰہی اور محبت باطنی نے مجھ پر غلبہ پالیا - لہٰذا میں بھی حضرت بنور کی جانب روانہ ہوا - دریائے لدھیانہ(1) کے قریب حاجی سعداللہؒ کی جماعت سے جاملا - بنور پہنچ کر حضرت سید آدم بنوریؒ کے ساتھ ملاقات ہوئی ملاقات کے دوران سید آدم بنوریؒ نے سعداللہ وزیرآبادیؒ سے ہر فقیر کے متعلق علیحدہ علیحدہ دریافت کیا - آخر میں میری باری آئی - تو پوچھا یہ لڑکا کون ہے - مولانا سعداللہؒ نے فرمایا کہ یہ بچہ بھی ہمارے ہمراہ آیا ہے اور عجیب و غریب احوال و معاش کا مالک ہے - راستے میں نہ تو کھانے پینے کی طرف رغبت ظاہر کی نہ فقراء کے ساتھ میل جول رکھا اور ہمہ وقت (ذکر و فکر میں) مشغول رہا ہے -(2) یہ سن کر سید آدم بنوریؒ نے ان سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ :

---

(1) اصل میں لدانہ لکھا ہے -

(2) ظواہر السرائر ص ۲۳۹ - ۲۴۰

"مگوئید که این پسر همراہِ من آمدہ است بلکہ گوئید که ما همراہ این پسر آمدہ ایم و این پسر سعادت مند از لیسہ و مقبول لم یزلی اگر بروز حشر و نشر حق سبحانہ شمارا بخشد بہ طفیل این خواهد بود ۔کہ چنین مردی بہ رفاقت شما در اینجا رسیدہ است"۔ (۱)

مت کہو کہ یہ لڑکا میرے همراہ آیا ہے بلکہ یہ کہو کہ ہم اس لڑکے کے همراہ آئے ہیں ۔ یہ لڑکا ازل سے سعادت مند اور خداوند لم یزل کی درگاہ میں مقبول ہے ۔اگر قیامت کے دن خدا تم کو بخش دے تو اس بچے کے طفیل سے بخشے گا ۔ کہ ایسا آدمی تمہاری رفاقت میں یہاں پہنچا ہے ۔

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت سید آدم بنوریؒ نے مجھے بلا کر پوچھا : تیرا نام کیا ہے ۔ میں نے کہا "سعدی" (۲) ۔مبارکباد دیتے ہوئے فرمایا ۔ جہاں کہیں بھی رہو تم سعدی ہو اور جہاں کہیں بھی جاؤ تم سعدی ہو ۔اور پھر مکرر فرمایا کہ :

---

(۱) ظواہر ا ص ۲۴۰ ۔

(۲) جناب عبدالحلیم اثر اپنی کتاب روحانی ٹیڑون میں شیخ سعدیؒ کے حالات کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ اصل نام سعداللّٰہ تھا اور ان کا پیر از راہ پیار و محبت ان کو "سعدی" کہہ کر مخاطب کرتے تھے ۔موصوف کا یہ بیان محل نظر ہے ۔اس لئے کہ اپنے پیر سید آدم بنوری کے ساتھ جب آپ کی پہلی بار ملاقات ہوتی ہے جبکہ آپ ابھی حلقہ مریدین میں شامل نہیں تھے ۔اور سید آدم بنوریؒ شیخ سعدیؒ سے نام کے بارے میں پوچھتے ہیں تو آپ جواب دیتے ہیں کہ میرا نام "سعدی" ہے ۔دوسری دلیل یہ ہے کہ گذشتہ اوراق میں بیان ہوچکا ہے کہ جب شیخ سعدیؒ کے والد نے دو صاحبانِ احوال فقراء سے بیٹے کے لئے دعا مانگنے کی درخواست کی تو انہوں نے دعا کے بعد نہ صرف بیٹے کی بشارت دی بلکہ خود اس موقعہ پر اس کے لئے نام بھی تجویز فرمایا تھا اور کہا کہ "نام وے را سعدی گذاری" یعنی اس کا نام "سعدی" رکھنا ۔ ظاہر ہے کہ شیخ سعدی کے والد ماجد اپنے بیٹے کو جن فقراء کی دعا کا نتیجہ سمجھتے ہیں ضرور انہوں کا تجویز ـــ

سعدی، سعدی، سعدی - جس کسی کو ازل نے سعادت مند بنا دیا ہے ہر وقت اور ہر گھڑی وہ سعادت مند ہے - (۱)

جوخ تا سال عُمر او بشمود
اختر سعد ازو سعادت بود (۲)

اس گفتگو کے بعد حضرت سید آدم بنوری رح نے آپ کے ساتھ نہایت پیار و محبت کا اظہار کیا ذکر باطنی کی نعمت عظمیٰ سے بہرہ مند کیا اور بعد ازان اپنے حرم محترم مین لے جاکو نوازشات بے غایات سے سرفراز فرمایا - فرماتے ہین کہ :

" پس عنایت ہائی بے شمار و تلطفات بسیار کرد و ہمراہِ خود بہ حرمِ محترم برد و بہ اہلِ حرم ہم مخاطب شدہ فرمود کہ امروز کودکِ خورد سال صالح سعادت مندِ ازلی رسیدہ است کہ بہ غایت نیکو می نماید و درین اوانِ طفولیت وخورد سالی بہ صحبتِ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مشرف و معزز ومکرم است و حضرت فاطمۃ الزہرا رض وی را بہ فرزندی قبول کردہ است و کارِ او بہ غایت عجیب و معاملہ غریب است " - (۳)

پس بہت زیادہ لطف و کرم فرمایا اور اپنے حرمِ محترم مین اپنے ساتھ لے گئے اور اہل خانہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ آج ایک صالح سعادت مند ازلی چھوٹا بچہ پہنچا ہے کہ بہت ہی اچھا معلوم ہوتا ہے اور اس بچپن کے زمانے مین حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف ہے - اور حضرت فاطمۃ الزہرا رض نے ان کو اپنی فرزندی مین قبول کر لیا ہے اور ان کا کام اور معاملہ بہت ہی عجیب و غریب ہے -

---

== کردہ نام رکھا ہوگا - راقم الحروف کے نزدیک یہان یہ ضروری ہے کہ لفظ "بلخاری" کی قدر وضاحت کی جائے - کیونکہ حضرت میان صاحب جمکی رح نے اپنی کتاب ظواہر السرائر مین شیخ سعدی لاہوری رح کے حالات کو نہایت تفصیل کے ساتھ قلمبند کیا ہے - ایک اور معاصر تذکرہ نگار محمد امین بدخشی رح نے بھی شیخ سعدی کے حالات لکھے ہین لیکن دونون کتابون مین شیخ سعدی رح کے ساتھ "بلخاری" کا کہین ذکر نہین ==

آیا ہے -

متأخرین تذکرہ نگارون مین سے سب سے پہلے مفتی غلام سرور لاہوری نے شیخ سعدیؒ کے ساتھ لفظ "بلخاری" کا اضافہ کیا ہے - اور اس کے ایک اور معاصر مولوی نوراحمد چشتی نے اپنی کتاب "تحقیقات چشتی" مین اس کا اتباع کیا ہے - مگر مفتی غلام سرور لاہوری اور نور احمد چشتی نے جن مأخذ سے استفادہ کیا ہے ان مین سے دونون قابل ذکر کتابون یعنی "ظواہر السرائر" اور "نتائج الحرمین" مین اس لفظ کا کہین ذکر نہیں ہے -

سی اے سٹوری اپنی کتاب پرشین لٹریچر مین لکھتا ہے کہ اصل مین یہ لفظ "بخاری" ہے مگر تاریخ وفات کا جملہ لکھتے وقت ضرورت کی بناء پر حرف "ل" کا اضافہ کرکے "بلخاری" مین تبدیل کیا گیا ہے - (Persian literature by C.A. Story vol. I. Part II 1953, London PP. 1014-15.)

مولف کے اس قول کی تردید کی پہلی دلیل یہ ہے کہ خزینۃ الاصفیاء کے مولف نے نہ صرف قطعہ تاریخ مین "بلخاری" کا لفظ استعمال کیا ہے بلکہ کتاب کے موضوعات کی فہرست مین بھی "شیخ سعدی بلخاری لاہوری" تحریر کیا ہے - اور ظاہر ہے کہ یہ عنوان تاریخ وفات کی نشاندہی کے لئے قائم نہین کیا گیا ہے اور نہ ہی اس سے تاریخ وفات نکلتی ہے -

دوم یہ کہ ایک حقیقت کو بگاڑ کر اس کو دوسرے بے معنٰی لفظ مین تبدیل کرنے کے بغیر بھی مولف موصوف قطعہ تاریخ وفات کے لکھنے پر قادر تھے - ان کی کتاب مین بے شمار قطعات تاریخ تحریر کرنے سے یہ بات اظہر من الشمس ہے - لہٰذا اس سلسلے مین مزید تحقیق کی ضرورت ہے -

******

ص ۹۸ کے حوالہ جات

(۱) ظواہر ۱ ص ۲۴۵ - ۲۷۱

(۲) ظواہر ۲ ص ۱۸۲

(۳) ظواہر ۱ ص ۲۴۱

*******

سنِ بلوغ کو پہنچنے کے بعد ملازمت اختیار فرمائی(۱) - ایک دن اپنے آقا کے ہمراہ شیخ اسد اللہ لاہوری(۲) رح کی خدمت میں حاضری دی - شیخ اسد اللہ رح فرماتے ہیں کہ پہلے اس کے آقا نے (طریقہ مروجہ کے مطابق ذکر و طریقت میں) تلقین حاصل کی اس کے بعد کہا کہ میرے نوکر کو بھی اس کی تلقین کیجئے میں نے ایسا ہی کیا - تلقین کے بعد بے شعور ہوکر چند روز تک استغراق میں مست پڑا رہا اور جب میں اس پر متصرف ہونے سے قاصر ہوا تو مجبوراً اسے سید آدم بنوری رح کی خدمت میں لے گیا اور اسی روز سے مستقلاً حضرت سید آدم بنوری رح کی صحبت و تربیت میں رہ کر ترقی کے منازل طے کرتے رہے - لکھتے ہیں کہ :

---

(۱) شیخ سعدی رح نے یہ نوکری کس کے ہاں اختیار کی تھی اس کے بارے میں مستند معلومات دستیاب نہ ہوسکیں - حضرت میاں صاحب جھکڑی رح کی تصنیف جواہر السرائر اس بارے میں خاموش ہے - مولانا محمد امین بدخشی رح نے بھی اپنی تصنیف نتائج الحرمین میں صرف آپ کی نوکری کا ذکر کیا ہے - آقا کا نام نہیں بتایا ہے - شیخ اسد اللہ رح نے بھی اپنے بیان میں صرف آقا کا لفظ استعمال کیا ہے - مفتی غلام سرور لاہوری نے اپنی کتاب خزینۃ الاصفیاء میں آپ کی نوکری کا ذکر نہیں کیا ہے البتہ مولوی نوراحمد چشتی اپنی کتاب "تحقیقات چشتی" میں شیخ سعدی کے حالات کے ضمن میں لکھتا ہے کہ آپ ابتداء میں شاہجہان کی فوج میں ملازم تھے - چونکہ کسی دوسرے مستند ذریعے سے اس کی تائید نہ ہوسکی لہٰذا اس سلسلے میں مزید تحقیق درکار ہے - واللہ اعلم -

(۲) حضرت شیخ اسد اللہ لاہوری رح حضرت سید آدم بنوری رح کے محبوب و مقبول اصحاب میں سے تھے اور اپنے دور کے مشہور بزرگ تھے - ان کے تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ ہو - نتائج الحرمین (قلمی) از مولانا محمد امین بدخشی ۱۱۲۱ھ ص ۱۹۹ - ۲۰۳

******

" چون حال او بہ کمال ترقی گرفتہ بود و در خود قوت آن نہ دیدم کہ بر او متصرف شوم ناچار پیش مرشدی خلیفۃ الزمان آوردم ایشان چون مریدان مرا دیدند ہر یکے را احوال پرسی کردند و شیخ سعدی را ہیچ نہ گفتند روزی فرمودند یا اسداللہ در یاران تو این پسر خوب صاحب استعداد است و تربیت او بر ماست ازان روز در تربیت آنحضرت بودہ و روز بروز ترقی میکرد "(۱)

جب اس کا حال ترقی کی منزل تک پہنچ گیا - مین نے اپنے مین وہ طاقت نہ پائی کہ ان پر متصرف ہوجاتا - مجبوراً اپنے پیر و مرشد خلیفۃ الزمان (حضرت سید آدم بنوری رح) کے پاس لے گیا آپنے جب میرے مریدون کو دیکھا تو مزاج پرسی کی اور شیخ سعدی رح کو کچھ نہ کہا - ایک دن مجھے فرمایا کہ اے اسداللہ تیرے دوستون مین یہ لڑکا بہت صاحبِ استعداد ہے اور اس کی تربیت ہمارے ذمے ہے - اسی روز سے وہ ان کی تربیت مین رہ کر روز بروز ترقی کرتے رہے -

## حضرت سعدی رح مادرزاد ولی اللہ تھے

آپ طریقۂ اویسیہ کے مادرزاد ولی اللہ تھے - مگر چونکہ راہ سلوک کی جادہ پیمائی مین کسی راہبر کامل کی ضرورت ہوتی ہے - اس لئے حضرت سید آدم بنوری رح کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے تھے - آپ خود فرماتے ہین کہ :

" فقیر ولی مادرزادم لیکن ہرچند چنین باشی اما درین راہ از پیر ناگزیر است لہٰذا بر دست پیر کامل بیعت کردم کہ جامع مقامات

فقیر مادرزاد ولی ہے - خواہ ایسا ہی ہو پھر بھی اس راہ مین پیر کا ہونا ضروری ہے پس پیر کامل کے ہاتھ پر بیعت کی کہ وہ پیر کامل

(۱) نتائج الحرمین از محمد امین بدخشی (قلمی) ۱۱۴۱ھ / ۱۷۲۸ء ورق ۲۱۹ - ۲۲۰ کتب خانہ بھانہ مانڑی پشاور شہر -

نوٹ) اس کتاب کا ایک نسخہ کرنل سلطان شاہ صاحب کوہاٹ چھاونی کے پاس محفوظ ہے -

بزرگ خود است" - (۱) (۲) | مجموعۂ کمالات حضرت سید آدم بنوری ہین -

خداوند کریم نے آپ کو بےحد عنایات و نوازشات سے سرفراز فرمایا تھا اور ایسی استعداد و اہلیت عطا فرمائی تھی کہ تربیت و تلقین کی بھی ضرورت نہ تھی - یہی وجہ ہے کہ آپ کے پیر و مرشد حضرت سید آدم بنوری آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہین کہ :

| | |
|---|---|
| بربّ المعبود جلّ سلطانہٗ قسم است کہ اللّٰہ تعالیٰ بہ ارادہ" ازلی استعداد ترا چنان آفریدہ است و فطرت تو چنان خلقت کردہ کہ خود بخود کار تو جاری است و ہیچ موقوف بہ تلقین و تربیت من نیست - (۳) ذٰلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء واللّٰہ ذوالفضل العظیم - | خدا کی قسم ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ" ازلی سے تیری استعداد کو ایسا پیدا کیا ہے اور تیری فطرت ایسی بنائی ہے کہ تیرا کام خود بخود روان دوان ہے اور میری تلقین و تربیت پر کچھ منحصر نہیں - |

بکشادیدہ" انصاف نگر از سرِ فکر
کہ جز او علم لدن کیست کہ دارد دربار (۴)

آپ سید آدم بنوری کے خلیفہ تھے

سعدی لاہوری کا شمار سید آدم بنوری کے جلیل القدر خلفاء مین ہوتا ہے - آپ کو ان

---

(۱) حضرت بزرگ خود سے مراد حضرت سید آدم بنوری ہے (ملاحظہ ہو مقدمہ ظواہرالسرائر
(۲) ظواہر ۱ ص ۲۴۲ ایضاً ملاحظہ ہو نتائج الحرمین (قلمی) تالیف محمد امین بدخشی ص ۲۱۹ - ۲۲۰
(۳) ظواہر السرائر ۲ ص ۱۸۵
(۴) ظواہر السرائر ۲ ص ۲۰۱

کے مریدین مین نہایت ممتاز اور نمایان مقام حاصل تھا - مولانا سید محمد قطب فرماتے ہین کہ میرے دل مین یہ تمنا تھی کہ سید آدم بنوری کے خلفاء و اصحاب کی نسبت مجھ پر عیان ہوجائے لہٰذا اپنے پیر و مرشد شیخ سعدی کی خدمت مین درخواست کی اورخدا و رسول کا واسطہ دے کر بہت منت سماجت کی جس کے بعد آپ نے رضامندی کا اظہار کرکے میری طرف متوجہ ہوئے - فرماتے ہین کہ :

"التفات خاطر شریف بہ من گماشتند و نسبت جمیع اصحاب و خلفاء حضرت بزرگ خود بہ من نمودند و ظاہر ساختند نسبت حضرت ایشان را چون ماہ شب چہاردہ دیدم کہ نور وی محیط تمام عالم بودہ و نسبت ہای دیگر اصحاب وخلفاء حضرت بزرگ خود در جنب نسبت آنحضرت چون ستارہ گان می درخشند و می تابیدند (1) "-

میری طرف متوجہ ہوئے اور حضرت آدم بنوری کے تمام اصحاب و خلفاء کی نسبت مجھ پر ظاہر کردی - مین نے دیکھا کہ حضرت سعدی کی نسبت چودھوین کے چاند کے مانند روشن ہے اور سید آدم کے دوسرے اصحاب کی نسبتین آپ کے گرد ستارون کی طرح روشن تھے اور چمکتے تھے -

اوست خورشید عزت و خوبی
برگزیدش خدا بمحبوبی (۲)

حضرت سید آدم بنوری آپ کے ساتھ بےحد پیار و محبت فرماتے تھے - اور ان کے ساتھ قربت و تعلق کا یہ حال تھا کہ اپنے اہل حرم کو آپ سے حجاب نہ کرنے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے - کہ

"سعدی فرزند معنوی من است چنانچہ از فرزندان صلبی من شما را حجاب نیست همچنین ازین فرزند هم نہ شاید (۳) "-

سعدی میرا معنوی فرزند ہے جیسا کہ تم کو اپنے صلبی بیٹون سے پردہ نہین ہے اسی طرح اس کے بیٹے سے بھی پردہ نہین چاہئے

(1) ظواہر ۱ ص ۵۳۹ - (۲) ظواہرالسرائر (قلمی) از میان محمدعمر چمکنی -

حضرت سعدیؒ کا سفر حجاز
اور حج بیت اللہ

آپ پہلی بار ۱۰۵۲ھ / ۱۶۴۲ء میں اور دوسری بار ۱۰۷۶ھ / ۱۶۶۵ء میں حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ (۱) ۱۰۵۲ھ / ۱۶۴۲ء کا واقعہ ہے کہ حضرت سید آدم بنوریؒ ہزاروں مریدین و مشائخ کی معیت میں لاہور تشریف لائے۔ آپ کے معاندین نے بادشاہ کو خبر پہنچائی کہ سید آدم بنوریؒ کے ساتھ اتنی جمعیت ہے کہ وہ کسی وقت بھی حکومت کے لئے خطرہ بن سکتے ہیں۔ یہ سن کو بادشاہ نے اپنے وزیر نواب سعد اللہ خان کو تحقیق حال کے لئے ان کے پاس بھیجا۔ سید آدم بنوریؒ اس کے ساتھ نہایت بے توجہی سے پیش آئے۔ کافی دیر تک تو ہمکلام نہ ہوئے اور جب کلام کیا تو بھی حب دنیا کے ترک کرنے کی نصیحت فرمائی۔ نواب سعد اللہ خان آپ کے اس طرز عمل سے رنجیدہ خاطر ہوئے لہٰذا بادشاہ کے پاس جاکر اس خبر کی تصدیق کردی اور مشورہ دیا کہ سید آدم بنوریؒ کو کسی بہانے یہاں سے دوسری جگہ بھیج دیا جائے۔ چنانچہ شاہ جہان نے سرزمین ہند سے آپ کے اخراج کا حکم صادر کیا۔

شہزادہ دارا شکوہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو بہت خفا ہوئے اور بادشاہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ:

| | |
|---|---|
| "با چنین بزرگان چنان سلوک بادشاهان را نقصان کلی دارد و سعادت ما و شما بود که در ملک هند همچو نادر الوجود آمد و شما به گفته" | ایسے بزرگوں کے ساتھ بادشاہوں کا اس قسم کا سلوک سراسر موجب نقصان ہے اور میری اور تمہاری نیک بختی تھی کہ سرزمین |

---

(۲) ظواہر ۱ ص ۲۴۱۔
*******
(۱) نتائج الحرمین (قلمی) ورق ۲۲۰۔
ظواہر السرائر ۲ (قلمی) ص ۲۳۲۔

حاسدان ایشان را از ملکِ خود اخراج فرمودید
نمی دانید که علماءِ ظواهر همیشه با بزرگانِ دین
معاند و حاسد بوده اند و حتّی المقدور در ازار
و تصدیعِ اهل اللہ کوشیدہ اند "(۱)

ہند میں ایسی نادرالوجود ہستی آئی ہے اور آپ نے حاسدوں کے کہنے پر ان کو اپنے ملک سے نکال دیا کیا تم نہیں جانتے کہ علماء ظواہر ہمیشہ سے بزرگان دین کے مخالف اور حتّی المقدور اہل اللہ کے درپئے آزار رہے ہیں -

اپنے فرزند دارا شکوہ کا بیان سن کر بادشاہ کا سر ندامت سے جھک گیا اور فوراً اپنے ایک بااثر امیر' میر منصور بدخشی کو خلعت شاہانہ دے کر سید آدم بنوری کی خدمت میں بھیجدیا - مگر اس کے پہنچنے سے پہلے آپ حج کی نیت سے بنور سے روانہ ہوچکے تھے -

شیخ سعدیؒ کو اس سفر میں سید آدم بنوریؒ کے ساتھ رفاقت نصیب نہیں ہوئی کیونکہ اس موقعہ پر آپ کا والد بزرگوار آپ کی ملاقات کے لئے لاہور آیا تھا - اور جب ان کو معلوم ہوا کہ سعدیؒ بھی سید آدم بنوریؒ کے ہمراہ سفرحج کا ارادہ رکھتے ہیں تو ان سے چند دنوں کی اجازت چاہی تاکہ اس فرصت میں وہ اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ ملاقات کر سکیں - حضرت سید آدم بنوریؒ نے یہ درخواست منظور فرمائی اور رخصت ہونے سے پہلے مجاز وماذون کرکے کلاہِ خلافت عنایت فرمائی -

حضرت سعدیؒ والدہ سے ملاقات کے لئے واپس لاہور آئے تو معلوم ہوا کہ شاہجہان کا ایک بااثر امیر' میر منصور بدخشی بادشاہ کے حکم سے بنورجارہا ہے - چنانکہ آپ بھی اس کے ہمراہ بنور کی جانب روانہ ہوئے مگر ان کے پہنچنے سے پہلے سید آدم بنوریؒ سفر حج پر روانہ ہوچکے تھے

---

(۱) ظواہر السرائر ۲ ص ۱۹۶ - ۱۹۷

تفصیل کے لئے ایضاً ملاحظہ ہو نتائج الحرمین (قلمی) ورق ۲۱۹ - ۲۲۰

حالاتِ مشائخ نقشبندیہ از محمد حسن نقشبندی ص ۳۰۲ طبع مراد آباد ۱۳۲۲ ھ'

تذکرہ صوفیائے پنجاب از اعجاز الحق قدوسی ص ۳۳۶ - ۳۳۷ طبع کراچی ۱۹۶۲ء

میر منصور بدخشی بھی بادشاہ کی اجازت کے بغیر ان کے تعاقب مین نکل پڑے - شیخ سعدیؒ بھی اس قافلہ کے ھمراہ مکہ پہنچ گئے مگر چونکہ ایام حج گذر چکے تھے اس لئے اس سال حج کی سعادت نصیب نہ ہوئی -

سید آدم بنوریؒ نے حج کے بعد مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا ارادہ فرمایا - مگر گرمی کا موسم تھا لہٰذا شدت گرمی کی بناء پر خود کچھ وقت تک اپنا ارادہ موقوف کردیا - اور احباب و رفقاء مین سے جو پہلے جانا چاھتے تھے ان کو جانے کی اجازت دے دی اور اس موقعہ پر شیخ سعدیؒ کو اپنا نائب مقرر فرمایا - (۱)

گرمی کا موسم ختم ہوا تو سید آدم بنوریؒ مدینہ منورہ تشریف لے گئے - وھان بیمار پڑ گئے - اور ۱۳/ شوال جمعہ کی صبح ۱۰۵۳ھ / ۱۶۴۳ء مدینہ منورہ مین اپنی جان جان آفرین کے سپرد کردی - (۲)

شیخ سعدیؒ فرماتے ھین کہ سید آدم بنوریؒ کی زندگی کے آخری لمحات تھے اس وقت مجھے اپنے پاس بلایا اور خلوت مین بیحد نوازشات کرکے اپنے سینہ بے کینہ کے کمالات سے مشرف فرمایا اور اسم اعظم بھی عطا فرمایا - (۳)

---

(۱) ظواھر السرائر ۲ ص ۲۰۲ - ۲۰۳

(۲) ظواھر ۱ ص ۱۷۹ - ۱۸۰

( نوٹ ) جناب اعجاز الحق قدوسی نے اپنی کتاب تذکرہ صوفیائے پنجاب مین شیخ سعدیؒ کے حالات کے ضمن مین سید آدم بنوریؒ کی تاریخ وفات ۱۳/ شوال کی جگہ ۷/ شوال لکھا ھے - جس کی کسی دوسرے ذریعہ سے تائید نہ ھوسکی -

حضرت میان صاحب چمکنیؒ نے تاریخ وفات ۱۳/ شوال بتائی ھے لہٰذا قریب واقعہ ہونے کی وجہ سے میان صاحب موصوف کے قول کو ترجیح حاصل ھے -

(۳) حالات نقشبندیہ از محمد حسن نقشبندی طبع مراد آباد ۱۳۲۲ھ ص ۳۰۵ -

تذکرہ صوفیائے پنجاب از اعجاز الحق قدوسی ص ۳۲۷ -

= خزینۃ الاصفیاء از مفتی غلام سرور ج ۱ ص ۶۳۰

قطعہ تاریخ وفات : ولی عارف و ہادئ دین شیخ بنی آدم * کہ در طریق طلب تارک دوعالم بود

دم مواصلتش در ہزار و پنجاہ و سہ

بہ اقتضا قضا یک دو ماہ ازان کم بود

(۳) ظواہر السرائر ج ۲ ص ۲۱۱ - ۲۱۲ ظواہر ۱ ص ۱۲۸

مولوی نوراحمد چشتی اپنی کتاب "تحقیقات چشتی" میں شیخ سعدیؒ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ جب شیخ آدمؒ لاہور سے بیت اللہ شریف کے سفر پر روانہ ہوئے تو اس وقت شیخ سعدیؒ کو خلقِ خدا کے ارشاد و ہدایت کی خاطر لاہور میں چھوڑ گئے تھے - محمد دین کلیم نے اسی قول کو ترجیح دی ہے - (ملاحظہ ہو لاہور میں اولیاء نقشبند کی سرگرمیاں از محمد دین کلیم ص ۱۳۲)

مگر اس کے ساتھ میرا اتفاق نہیں ہے - دراصل بات یہ ہے کہ حضرت آدم بنوریؒ نے اسی موقعہ پر اگرچہ آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا تھا اور شیخ سعدیؒ کے والد بزرگوار کی درخواست پر اپنی والدہ سے ملاقات کے لئے صرف چند دنوں کی اجازت دے دی تھی - لیکن ملاقات کے فوراً بعد وہ سید آدم بنوریؒ کے تعاقب میں مکہ روانہ ہوئے - مکہ میں ان سے ملے اور مدینہ منورہ میں ان کی وفات تک مدینہ ہی میں رہے -

شیخ سعدی خود فرماتے ہیں کہ

" در وقتِ احتضارِ حضرت بزرگ خود من حاضر بودم در وقت انقطاع نفس مبارک اشک از دیدہ حق بین جاری بود و چون نفس مبارک منقطع شد ہمچنان قطرات اشک از چشمان میرفت تا بوقتیکہ ایشان را غسل دادند قطرات اشک منقطع شد " - (ظواہر ۱ ص ۱۷۹ - ۱۸۰)
( " ۲ ص ۱۹۶ - ۱۹۷ )

آپ کی وفات کے بعد آپ لاہور میں تشریف لائے اور یہاں مسندِ ارشاد و ہدایت بچھا کر تادمِ مرگ لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح فرماتے رہے -

*********

سیّد آدم بنوریؒ کی وفات کے بعد حضرت شیخ سعدی لاہوریؒ واپس وطن روانہ ہوئے ۔ راستے میں شمس الدّین خان قصوری کے التماس پر قصور میں چند دن قیام فرمایا ۔ قصور سے رخصت ہو کر لاہور آئے اور چند دنوں کے بعد شمس الدّین خان، شیخ بایزید اور بعض دیگر مخلص رفقاء کی تحریک پر مولانا یار محمد لاہوریؒ کی صاحبزادی کے ساتھ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوگئے ۔ (۱) (۲)

لاہور میں پورے ۵۵ سال تک مخلوق خدا کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے رہے ۔ بے شمار طالبان حق آپ کے فیض سے فیضیاب ہوئے ۔ بالآخر ۱۱۰۸ھ / ۱۶۹۶ء میں بدھ کے دن ۳/ ربیع الثانی کو علوم دینی کا یہ آفتاب درخشندہ غروب ہوگیا ۔ (۳)

این باغ بے خزان نہ بود رخت بست و رفت

دیدی کہ طوہ در چمن عرشیان شکست

از بسکہ بود منتظر ش حق بمحض لطف

او ہم ز شوق پردہ حد از میان شکست (۴)

حضرت سعدیؒ اور عشق رسول صلعم

شاہ عشاق حضرت سعدی * نام او عشق را بود افسر

چون نویسند نامۂ عشاق * می نویسند نام او بوسر (۵)

---

(۱) مولانا یار محمد لاہوریؒ حضرت آدم بنوریؒ کے نہایت مقبول و محبوب اور منظور نظر اصحاب کبار میں سے تھے ۔ اور یہی وجہ ہے کہ سیّد موصوف نے اپنے اکثر مریدین کی تربیت ان ہی کے سپرد فرمائی تھی ۔ (ملاحظہ ہو ظواہر السرائر ۲ (قلمی) ص ۱۵۷) ۔

(۲) ظواہر السرائر ۲ ص ۲۱۲ ۔ ۲۱۳ ۔
ایضاً ملاحظہ ہو تحفۃ الابرار از مرزا آفتاب بیگؒ ج ۵ ص ۱۸ طبع دہلی ۱۳۲۳ھ ۔

(۳) ظواہر ۱ ص ۲۷۲ ۔ خزینۃ الاصفیا ج ۲ ص ۶۵۲ ۔

(۴) ظواہر السرائر ۲ ص ۲۲۸

(۵) ظواہر السرائر (قلمی) از میاں محمد عمر چمکنیؒ ۔

حضرت شیخ سعدیؒ سچے عاشقِ رسول تھے - اورآپ کے دل مین ہر وقت روضۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے جوار مین ایام زندگی گزارنے اور مقامات مقدّسہ مین موت نصیب ہوجانے کی آرزو کشکش رہتی تھی - (۲)

حضرت سعدیؒ کا فقر و تجرد

آپ ایک درویش منش آدمی تھے - اپنے فقر و تجرد کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہین کہ ابتدائے حال مین تقریباً ۲۵ برس تک نہایت فقر و فاقہ کی زندگی گزاری یہان تک کہ اکثر اوقات کھانے کے لئے کچھ میسر نہ آتا تھا - لہٰذا بھوک سے مغلوب ہوکر دریا کی جانب نکل پڑتا اور ریت کھا کر اپنا پیٹ بھر لیتا تھا - جس سے جسم مین کچھ قوت پیدا ہو جاتی تھی - (۲)

شادی ( یعنی ۱۰۵۳ھ / ۱۶۴۳ء ) کے بعد بھی کچھ مدت تک یہی حالت جاری رہی اور دس دس روز تک کھانے کے لئے کچھ نہین ملتا تھا - فرماتے ہین کہ شادی کے بعد میرے ہان ایک لڑکی پیدا ہوئی - مگر گھر مین ایک بھی پیسہ موجود نہ تھا جس سے بچی اور اس کی مان کے لئے اکل و شرب اور دوائی کا بندوبست ہوسکے - چنانچہ شدتِ بھوک کے سبب بچی کی مان کے پستانون مین دودھ خشک ہوگیا - بچی اکثر روتی رہتی جس کی وجہ سے اس کا جسم نہایت کمزور ہوگیا - یہ حالت دیکھ کر ایک دن اس کی جدّہ ماجدہ کو اس پر رحم آیا - گود مین اٹھا کر میرے پاس لے آئین اور کہا کہ اس بچی پر رحم کرو - فرماتے ہین کہ مین نے جواب مین کہا کہ حق تعالیٰ اس بچی پر ہم سے زیادہ رحم کرنے والا ہے -

خدا کا احسان تھا کہ رفیقۂ حیات بھی نہایت موافقِ حال عطا فرمائی تھی - فرماتے ہین کہ ایک دن مین نے بیوی سے کہا کہ اپنے والدین کے ہان چلی جاؤ وہان سامان زندگی موجود ہے چند دن آرام ملے گا - بیوی نے یہ سن کر کہا کہ :

---

(۱) ظواہر السرائر ۲ ص ۲۶۱ - (۲) ظواہر السرائر ۲ ص ۲۲۹ -

"مردن و زیستن به اختیار حضرت حیّ لا یموت است جل شانہ "۔

فرماتے ہین کہ اس کے چند دن بعد وہ بچی خدا کو پیاری ہوگئی ۔ (۱)

بعد مین اگر چہ آپ کو ہر قسم کا سامان عیش حاصل رہا مگر اس کے باوجود بھی آپ عیش و عشرت کی زندگی سے گریزان رہے یہان تک کہ سفر و حضر دونون مین نرم بستر کے استعمال کرنے سے بھی ہمیشہ اجتناب کرتے رہے ۔

حضرت میان صاحب چمکنیؒ فرماتے ہین کہ ۱۱۰۶ھ / ۱۶۹۴ء مین جب آپ دوسری بار پشاور تشریف لائے تو اس وقت بڑھاپے اور بیماری کی وجہ سے نہایت ضعیف و نحیف ہو چکے تھے ۔ مگر اسی حالت مین بھی صرف ایک کھودری اور موٹی اونی قباء رات کے وقت بطور بچھونا کے استعمال کرتے تھے ۔ (۲)

حضرت سعدیؒ فخر و مباہات اور نام و نمود کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے ۔ اپنے احباب و اصحاب کو نصیحت کرتے ہوئے یہ تاکید فرمایا کرتے تھے کہ :-

اگر ما را بعد از ما یاد کنید نہ گوئید
کہ قطب بود یا غوث بود یا امام و خلیفہ بودہ ۔
گوئید فقیر بودہ و بندہ بودہ از بندگان خدا
تعالیٰ کہ خدا را یاد میکرد و اگر چیزی برین زیادہ
کنید گوئید کہ بندہ بود از بندگان خدا تعالیٰ کہ
خدا را یاد میکرد و ہرکہ برائے طلب حق پیش وی
آمد او را بہ خدایتعالیٰ آشنا میکرد ۔ (۳)

اگر مجھ کو میرے مرنے کے بعد تم یاد کرو نہ
کہنا کہ وہ قطب تھا یا غوث تھا یا امام و خلیفہ
تھا ۔ یہ کہنا کہ خدا کے بندون مین ایک بندہ
تھا جو خدا کو یاد کیا کرتا تھا اور اگر آپ
اس پر کوئی اضافہ کرین تو کہنا کہ ایک بندہ تھا
خدا کے بندون مین جو خدا کو یاد کیا کرتا تھا
اور جو کوئی طلب حق کی خاطر اس کے پاس آتا
تھا اسے خدا سے آشنا کردیتا تھا ۔

---

(۱) تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو ظواہر السرائر ۲ ص ۲۲۶ ۔ ۲۳۳

(۲) ظواہر السرائر ۲ ص ۲۲۰ ۔

(۳) ظواہر السرائر ۲ ص ۲۶۲ ۔

حضرت میاں صاحب جمکنی رحؒ فرماتے ھین کہ اس شانِ فقیری کے باوجود نہایت بارعب اور پروقار شخصیت کے مالک تھے - اور ان کی مجالسِ ارشاد مین ھر وقت سنجیدگی اور وقار کا سمان رھتا تھا - پشاور مین قیام کے دوران ان کی ایک مجلس کا حال بیان کرتے ھوئے لکھتے ھین کہ :

" در صحبتِ با بہجت آنحضرت جمیع اکابر علماء و مشائخ و اعالی و ادانیِ شہر پشاور و سوادان حاضر بودند و خیلے صحبت گرم بود و باھیبت و ارادت آراستہ و بہ تمکین ووقار پیراستہ و کسے را دران محل مجال دم زدن و سخن گفتن نہ بود من نیز بہ ھمان شفتگی در مجلس شریف حاضر شدم دیدم کہ آنحضرت در بیان حقائق و معارف چون ابرِ گرانمایہ نیسانی می جوشند و نکات عجیبہ ولآلی رموزاتِ غریبہ در صدف گوشِ مستمعان می رسند " - (۱)

آپ کی مسرت بخش صحبت مین شہر پشاور کے تمام اکابر علماء و مشائخ اور اعلیٰ و ادنیٰ سب موجود تھے اور مجلس خوب گرم تھی آپ ھیبت و ارادت اور وقار و تمکنت سے آراستہ تھے اور کسی کو دم مارنے اور کلام کرنے کی جرأت نہ تھی - مین بھی اس شفتگی کے ساتھ مجلس مین آیا مین نے دیکھا کہ آپ ابر گرانمایہ ابر بہاری جوش مار رھے ھین اور آپ عجیب و غریب نکات اور اسرار و رموز کے موتی سامعین کے کانوں کے صدف تک پہنچا رہے ہیں -

به فقیری فقیر مطلق اوست
به حقیقت خلیفہ حق اوست (۲)

حضرت سعدی رحؒ کا استغناء اور خودداری

اس درویشانہ زندگی مین بھی خدائے ذوالجلال نے آپ کو شاھانہ جاہ و جلال عطا فرمایا بے انتہا مستغنی المزاج اور خود دار شخصیت کے مالک تھے - اور دنیادار قسم کے سلاطین

---

(۱) ظواھر ا ص ۶۰۶ - ۶۰۷ -

(۲) ظواھرالسرائر از میان محمد عمر جمکنی رحؒ -

و حکام کے میل جول اور اختلاط سے حتّی الوسع اجتناب فرماتے تھے - کہتے ہین کہ سلطان معظم جب اپنے باپ اورنگ زیب عالمگیر کے قید سے رہا ہوا تو دکن سے لاہور آیا اور حضرت سعدیؒ کی خدمت مین ایک آدمی بھیج کر ملاقات کی درخواست کی - حضرت سعدیؒ نے اس کے جواب مین کہلا بھیجا کہ:

دیدن فقراء محض برائ خدمت متضمن منافع دینی و دنیوی است اگر چنین به خاطر است باک نه دارد و اگر غرض آلود باشد و استدعاء سلطنت و دیگر مطالب دنیوی درمیان آرد آمدن ویرا نمی خواهیم - (۱)

کہ فقراء کے ساتھ ملاقات صرف خدمت و عقیدت کے خیال سے بہت سے دینی اور دنیوی منافع پر مشتمل ہوتی ہے - اگر یہی خیال ہے تو کوئی حرج نہین اور خودغرضی پر مبنی ہے اور سلطنت کی استدعا یا دوسرے دنیاوی مقاصد کی خواہش ہے تو اُس کی آمد کو نہین چاہتا -

اسی طرح ایکبار جب سلطان محمّد اورنگ زیب فتنہ خیز سے فارغ ہوکر لاہور واپس آیا تو ایک قاصد حضرت سعدیؒ کی خدمت مین بھیج کر ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا مگر ادھر سے ہمیشہ بے نیازی اور استغنا کا مظاہرہ ہوا اور یہ کہہ کر ٹال دیا کہ:

باعث دیدن یکدیگر خالی از وجوہ نیست غرض استدعا هست یا استفادہ حق یا افادہ اگر مراد شما استدعا هست پس ما به این امر ماموریم که پیوسته شما را دعا میکنیم احتیاج آمدن و دیدن و گفتن نیست - (۲)

ایک دوسرے کے ساتھ ملاقات چند وجوہ سے خالی نہین ہوتی یا تو مقصود استدعا ہوتا ہے یا استفادہ - اور یا افادہ - اگر تمہارا مطلب استدعا ہے تو ہم اس پر مامور ہین کہ ہمیشہ تمہین دعا دیتے رہین - لہٰذا یہان آنے ملاقات کرنے اور بات کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہے -

---

(۱) ظواهر السرائر ۲ ص ۲۶۹ -

(۲) " " " ص ۲۶۹ -

حضرت سعدیؒ کی فیوضات و برکات

حضرت سعدی لاہوریؒ کو سید آدم بنوریؒ سے نسبت و ارادت کا شرف حاصل ہے - وہ اپنے دور کے عظیم کامل و مکمّل اور نافع الخلق روحانی پیشوا گزرے ہین - (۱) آپ کی فیوضات و برکات کا دائرہ بہت وسیع ہے اور آپ کے خلفاء و مریدین کی تعداد کا کوئی شمار ہی نہین - خود فرمایا کرتے تھے کہ :

"مریدانِ ما مانند ستارہ ہائے آسمان از حیطہ شمار خارج اند و منجملہ آنہا بہ تکمیل کمال بہ رتبہ اجازت و ارشاد رسیدند " - (۲)

ہمارے مرید آسمان کے ستارون کے مانند بیشمار ہین اور ان مین سے ( بہت سے مرید ) مرتبہ کمال پر پہنچ کر اجازت و ارشاد کا درجہ حاصل کر چکے ہین -

آپ نے بذات خود بھی سرزمین پنجاب کے علاوہ شمال مغربی سرحدی صوبہ اور اس کے ملحقہ قبائلی علاقہ جات مین لوگون کی اصلاح کے لئے بہت کام کیا اورآپ کے بعد آپ کے بلا واسطہ اور بالواسطہ مریدین و خلفاء نے آپ کے نقش و قدم پر چل کر سنّتِ نبوی صلعم کی احیاء و اشاعت کے لئے یہان نمایان کام انجام دئے - ان کی وجہ سے اہل سنت والجماعت کے مسلک کو بہت تقویت ملی اور طریقہ نقشبندیہ کو اس علاقے مین زبردست فروغ حاصل ہوا -

چند کشوف و کرامات

آپ صاحبِ کشف و کرامت (۳) صاحبِ تصرف اور مستجاب الدعوات درویش تھے - آپ کا وجود ذاتِ قدسی کا مظہر اور آپ کی حیات قدرتِ خداوندی کا ایک کرشمہ تھی - خداوند تعالیٰ نے آپ کو

---

(۱) نتائج الحرمین ( قلمی ) از محمد امین بدخشی ص ۲۲۰ -

(۲) خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۶۵۲ -

(۳) نتائج الحرمین ( قلمی ) ۲۲۰ - خزینۃ الاصفیاء ج اول ص ۶۴۹ -

کرامت کے اعلیٰ مراتب پر سرفراز فرمایا تھا - مولانا محمد امین بدخشی اورحضرت میاں صاحب چمکنیؒ نے آپ کے خوارق و کرامات کے بیشمار واقعات قلمبند کئے ہیں (۱) - ان میں سے نمونہ کے طور پر چند واقعات یہاں درج کئے جاتے ہیں:-

کہتے ہیں کہ جب شاہ جہان نے ہندوستان سے سیّد آدم بنوریؒ کے اخراج کا حکم صادر کیا تو اس پر شیخ سعدی لاہوریؒ بہت غضبناک ہوگئے یہاں تک کہ ہاتھ میں غیبی تلوار لے کر اس کا سر قلم کرنے کا ارادہ کر لیا - دریں اثناء حضرت سید آدم بنوریؒ ظاہر ہوئے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر مخاطب فرمایا کہ :

| | |
|---|---|
| "از بادشاہ اسلام تحمّل لازم است و نیک خواہی کہ وجودش سببِ امن و امان است بدیِ او بدی بہ تمام عالم است" (۲) - | بادشاہ اسلام کے بارے میں تحمل ضروری ہے اور اس کی خیرخواہی واجب - خبردار اس کی برائی مت چاہو کیونکہ بادشاہ کا وجود امن و امان کا موجب ہے اور اس سے برائی کرنا تمام بنی نوع انسان سے برائی کرنے کے مترادف ہے - |

---

(۱) ظواہر السرائر ۲ اوراق ۲۸۹ - ۲۹۰ ،
نتائج الحرمین (قلمی) اوراق ۲۱۹ - ۲۲۱ ایضاً ملاحظہ ہو خزینۃ الاصفیاء ص ۶۴۷ - ۶۵۳

(۲) نتائج الحرمین (قلمی) ورق ۲۲۰
ظواہر السرائر ۲ ص ۱۹۵ - ۱۹۶ -
خزینۃ الاصفیاء ص ۶۵۰

نوٹ) مذکورہ بالا واقعہ سے ایک طرف اگر شیخ سعدی کے زورِ تصرف اور کمالِ کرامت کی پردہ کشائی ہوتی ہے تو دوسری طرف اس سے بادشاہ اسلام کے وجود کی اہمیت و ضرورت پر روشنی پڑتی ہے کیونکہ بادشاہ اسلام کا وجود امن و امان کا باعث ہوتا ہے اور اس کی غیر موجودگی یا کمزوری کے سبب معاشرہ انتشار و اضطرار کا شکار ہوکر سکون سے محروم ہوجاتا ہے - یہی وجہ ہے کہ حضرت سید آدم بنوریؒ نے بادشاہ اسلام سے برائی کو تمام بنی نوع انسان سے برائی کے مترادف

ایک بار علماءِ ظواھر مین سے کسی نے آزمائش کے طور پر آپ سے کسی چیز کے بارے مین سوال کیا جس پر آپ کو غصہ آیا اور طیش مین آکر فرمانے لگے کہ :

تمام کائنات مانند دست پیش ما نہادہ اند
که سر موئی از دیدہ غیب بین ما پوشیدہ و پنہان
نیست و زمین چیست کسی باشد که حقیقت عرش از ما
پرسد و عرش چیست کسی باشد که حقیقت ماوراءِ عرش
از ما پرسد که از آنجا جبرائیل علیه السلام ھم واقف
نیست و سر موئی از حقیقت آنجا خبر نه دارد ۔ (۱)

(خداوندِ کائنات نے) تمام کائنات کو میرے سامنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح رکھا ھے کہ بال برابر بھی کوئی چیز میری نظر سے پوشیدہ نہین ھے کوئی ھے کہ مجھ سے عرش کی حقیقت پوچھے اور عرش کیا کوئی ھے کہ مجھ سے ماوراءِ عرش کا حال دریافت کرے جس جگہ سے جبرائیل بھی واقف نہین اور وھان کی بال برابر بھی حقیقت نہین جانتا ۔

واقفِ رازِ عالمِ لاھوت
محرم سرِ واحدِ اکبر (۲)

شیخ سعدی لاھوری رح ۱۱۰۶ھ / ۱۶۹۴ء مین پشاور سے واپس لاھور تشریف لے جارھے تھے ۔ حضرت میان صاحب چمکنی رح اس سفر مین ان کے ھمرکاب تھے ۔ دورانِ سفر آپ کی کرامت کا ایک چشم دید واقعہ بیان کرتے ھوئے فرماتے ھین ۔ کہ جس وقت ھم ایک رود کے کنارے پہنچ گئے وھان بھینسین چر رھی تھین ۔ جب حضرت شیخ سعدی رح کی پالکی کو دیکھا تو چرنا بند کردیا اور ان کے راستے مین قطار باندھ کر کھڑی ھوگئین اور ان کے چہرے کی جانب برابر دیکھ رھی تھین ۔ جب شیخ سعدی رح گر

---

قرار دیا ھے ۔ واللہ اعلم ۔

******

(۱) ظواھر السرائر ۲ ص ۲۶۴ ۔

(۲) ظواھر السرائر (قلمی) از میان محمد عمر چمکنی رح ۔

گئے تو وہ دوبارہ منتشر ہوکر جوتے لگین -آپ فرماتے ہین کہ اس رود کو عبور کرنے کے وقت مین ان کے جوتے بغل مین پکڑے ہوئے اور پالکی کا ایک بازو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھا اور امید ہے کہ قیامت کے دن بھی ان کے کفش برادرون کی صف مین شمار کیا جاون -(۱)

حضرت میان صاحب چمکنیؒ فرماتے ہین کہ ۱۱۰۶ھ / ۱۶۹۴ء مین شیخ سعدیؒ پشاور تشریف لائے تھے -مین نے ان کو کھانے کی دعوت دی انہون نے فرمایا خوب ! مگر طعام کے تیار کرنے وقت مجھ سے پوچھوگے - جب مین نے کھانا تیار کرنے کی اجازت چاہی تو انہون نے کل پر ملتوی کردیا دوسرے دن بھی کھانے مین شرکت کو مشروط کر لیا -اس طرح کئی دن گزر گئے -ایک رات مجھ سے پوچھا کہ "ذریعہ معاش کیا ہے" -مین نے عرض کیاکہ "کتابت کرتا ہون اور کتابت کی جو اُجرت آتی ہے اس پر اپنا گزارہ کرتا ہون" -ایک آدمی پر میرا قرضہ تھا اتفاقاً ان دنون وہ وصول ہوا -رات کو مین نے ان سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو کل کھانا تیار کرون -آنحضرت نے فرمایا اچھا ہے -کل تمہارا کھانا کھا کر لاہور روانہ ہوجائین گے -لہٰذا صبح وہ کھانا نہایت شوق کے ساتھ تناول فرمایا -بعد مین مجھے معلوم ہوا کہ مین جس آدمی کی کتابت کرتا تھا وہ سود خور تھا -اور سودی کاروبار کے ذریعے پیسہ کماتا تھا -ان کو کشف کے ذریعے معلوم تھا اور یہی وجہ ہے کہ اس طعام مین شرکت سے اجتناب فرماتے رہے -(۲)

حضرت سعدی لاہوریؒ کی اصل کرامت یہ تھی کہ اپنی ساری زندگی معبودِ برحق کی اطاعت و عبادت مین گزاری - خالق و مخلوق کا تعلق استوار کرنے کے لئے کام کیا -آپ کے بعد یہ سلسلہ جاری رہا اورآپ کے مریدین اسی راہ پر گامزن ہوکر لوگون کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرتے رہے -

---

(۱) ظواہر ا (قلمی) ص ۵۰۸ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور -

(۲) ظواہر ا ص ۵۰۸ " " "

## حضرت شیخ سعدیؒ کی ایک وصیت

حضرت شیخ سعدیؒ لاہوری اپنے احباب و رفقاء کو اکثر فرمایا کرتے تھے کہ :

تین آدمیوں کے ساتھ میل جول اور دوستی نہ رکھو ۔لو

اول وہ شخص جو کیمیا کی صنعت جانتا ہو اور اس کی جستجو اور محبت میں گرفتار ہو ۔

دوم وہ جو کہ عالمِ غیب کی تسخیر رکھتا ہو ۔

سوم وہ جو کشف و کرامات کے اظہار پر اپنی ہمت صرف کرتا ہو اور اسی کو اپنا مطلوب بنایا ہو۔ (۱)

## مزار مبارک

حضرت شیخ سعدی لاہوریؒ کا مزار شہر لاہور کے جس حصّہ میں واقع ہے ابتداء میں یہ مقام محلّہ پیر عزیز مزنگ کے نام سے موسوم تھا مگر رفتہ رفتہ اس کا نام موضع مزنگ مشہور ہوا ۔جس احاطہ میں آپ آرام فرما ہیں وہ آپ کے نام کی مناسبت سے سعدی باغ کہلاتا ہے۔یہاں تقریباً دس فٹ اونچی چاردیواری کے اندر ایک اونچے چبوترے پر آپ کا مزار ہے ۔جس پر آپ کی وصیت کے مطابق گنبد تعمیر نہیں کیا گیا ہے ۔چار دیواری کے مشرقی کونے میں ایک قبر اور بھی موجود ہے مگر صاحب قبر کے بارے میں تا حال معلومات دستیاب نہیں ہیں ۔شمالی دیوار میں چراغ روشن کرنے کے لئے بیشمار سوراخ بنائے گئے ہیں ۔

کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں حضرت سعدی کا احاطۂ قبر ایک وسیع باغ سے گھرا ہوا تھا اور اس باغ کی آبپاشی کے لئے دو کنوئیں تعمیر کئے گئے تھے ۔سکھوں کے دور میں وہ باغ اور ایک کنواں سکھ گردی کی نذر ہوکر اجڑ گیا ۔ بعد کے زمانے میں ہدایت خان بلوچ ساکن مزنگ باغ کے قطعۂ زمین پر قابض ہوا اور اب تک یہ زمین ان کی اولاد کے قبضہ میں ہے ۔ (۲)

---

(۱) ظواہر ۱ ص ۶۹۶ ۔

(۲) خزینۃ الاصفیاء از مفتی غلام سرور لاہوری ج ۱ ص ۲۵۶ ۔

= لاہور میں اولیائے نقشبند کی سرگرمیاں از محمد دین کلیم ص ۱۳۱ ۔۱۳۲ ۔

شیخ سعدیؒ کی اولاد امجاد

حضرت شیخ سعدی لاہوریؒ کے چار صاحبزادے تھے اور ہر ایک زھد و تقویٰ اور علم و عمل میں اپنے والد بزرگوار کا سچا جانشین رہا ھے - مفتی غلام سرور لاہوری لکھتے ہیں کہ :

" ہر چہار ستون دین متین بودند و بدستگیری پدر عالیقدر آنچنان بہ کمالات ظاہری و باطنی رسیدند کہ از ہمہ مشائخ متأخرین گوئے سبقت بودند " - (۱)

چاروں دین متین کے ستون تھے اور اپنے پدر عالیقدر کے طفیل سے ایسے ظاہری و باطنی کمالات حاصل کئے کہ تمام متأخرین مشائخ پر سبقت لے گئے -

ہر ایک کا مختصر حال حسب ذیل ھے -

۱) خواجہ محمد سلیم -

خواجہ محمد سلیم شیخ سعدیؒ کے فرزند اکبر تھے اوریارمحمد لاہوریؒ کی صاحبزادی

---

= حضرت میاں صاحب جمکیؒ نے اپنی کتاب "ظواہر السرائر" میں شیخ سعدیؒ کو کئی القاب سے یاد کیا ھے -وہ دراصل آپ کے تمام کمالات و صفات کا ایک خلاصہ ھے اور اس میں آپ کے علمی اور مذہبی خدمات اور روحانی مقام کی خوب تصویر کشی کی گئی ھے -ان کا یہاں نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں -القاب حسب ذیل ہیں : -
مزین صدر مسند ارشاد و ھدایت - متحلّی و جامع نعوت و خصائص ولایت ، معدن اللطائف -منبع الحقائق -کنز المعارف -مرشد الخلائق -قطب زمان -غوث اہل حقیقت و عرفان -مظہر صفات سبحانی -مصدر کمالات ربانی -قدوۃ العالمین -زبدۃ العارفین - فرید ابرار الاکملین -وحید احرار المکملین -اعظم کبراء الاولیاء -اکرم عظماء الاصفیاء -انسان عیون المحققین -وارث زمرۃ الانبیاء المرسلین -محی السنہ -ممیت البدعۃ -رافع اعلام المصطفویہ جامع کمالات النبویۃ -امام الدوران -خلیفۂ رحمان -سعد الملۃ والدین -
(ملاحظہ ہو مقدمہ ظواہر السرائر)

*******

(۱) خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۴۵۲ -

کے بطن سے پیدا ہوئے تھے - (۱)

حضرت میاں صاحب جمکنی فرماتے ہیں کہ خواجہ محمد سلیم جملہ انسانی کمالات سے متصف اور تمام امور میں اپنے والد ماجد کے نقش قدم پر گامزن تھے - خدا نے ان کا سینہ حفظ قرآن کے شرف عظیم سے مشرف فرمایا تھا - تلاوت کلام پاک پر اتنی مداومت و مواظبت سے کام لیتے تھے کہ خواب و بیداری کی حالت میں بے اختیار کلام ربانی آپ کی زبان پر جاری ہوتا تھا - (۲)

۲) خواجہ محمد عیسیٰ - (۳)

خواجہ محمد عیسیٰ آپ کے نہایت مقبول نظر اور چہیتے بیٹے تھے - بہادر شاہ

---

(۱) ظواہر السرائر ۲ ص ۱۸۵ -

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت میاں صاحب جمکنی نے خواجہ موصوف کے حالات کے ضمن میں ان کی والدہ ماجدہ کا خاص طور پر ذکر کیا ہے - لکھتے ہیں کہ "خواجہ محمد سلیم فرزند کلان آنحضرت است و از صلبیہ شریفہ مولانا یارمحمد لاہوری است" - ان کے دوسرے صاحبزادوں کے حالات کے ساتھ اس امر کا اہتمام نہیں کیا گیا ہے - جس سے اس بات کا اشارہ ملتا ہے - کہ حضرت سعدی نے ایک سے زیادہ عورتوں کو اپنے عقد نکاح میں لایا تھا - واللہ اعلم بالصواب -

(۲) ظواہر ۱ ص ۵۱۲ -

(۳) مفتی غلام سرور لاہوری نے اپنی کتاب خزینۃ الاصفیاء میں شیخ سعدی کے حالات کے ذیل میں آپ کے فرزند دوم کا نام محمد غنی بتایا ہے - بعد کے تذکرہ نگار ان کی تقلید میں یہی نام نقل کرتے رہے ہیں -

میرے خیال میں یہ کاتب کے سہو قلم کا نتیجہ ہے - ورنہ مصنف موصوف نے جس ماخذ کے حوالہ سے یہ بیان دیا ہے اس کے دو دستیاب نسخوں میں فرزند دوم کا نام محمد عیسیٰ لکھا گیا ہے - نہ کہ محمد غنی - واللہ اعلم -

******

سلطان معظم کا زمانہ پایا - حضرت سعدیؒ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں ان کو قائم مقام بناکر طالبانِ حق کی تربیت و ارشاد کے لئے مجاز و مرخص فرمایا تھا - (۲)

حضرت سرالاعظمؒ اپنے پیر و مرشد کی جانب سے ان کی مدد و معاونت کرنے پر مامور تھے اور اکثر اوقات ان کی بہت تعریف و ستائش فرماتے تھے - حضرت میاں صاحبؒ لکھتے ہیں کہ ایک روز فرمایا کہ :

| | |
|---|---|
| خدمت خواجہ شیری است در پیشہ توکل و رضا ــــ و بادشاہ است و امروز بر جای حضرت ایشان است و در ہر لحظہ از آنحضرت بہ کمالے سرفراز و بہ صفتے ممتاز می شوند - (۲) | ایک روز فرمایا کہ جناب خواجہ (محمدؐ عیسیٰ) توکل و رضا کے جنگل کے شیر ہیں ــ اور (سلطنت طریقت) کے بادشاہ ہیں آج اپنے والد کے قائمقام ہیں اور ہر لحظہ آنحضرت (سعدیؒ) سے کسی نہ کسی کمال اور کسی نہ کسی صفت میں سرفراز ہوتے رہے ہیں - |

میاں صاحب چمکنیؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت مولانا سرالاعظمؒ کے سامنے کہا کہ حضرت سعدیؒ کے فرزند سوم خواجہ محمدؐ یوسف کا چہرہ اپنے والد بزرگوار سے ملتا جلتا ہے - مولانا موصوف نے استبعاد کرتے ہوئے فرمایا کہ :

| | |
|---|---|
| ہمچنان کہ تو گوئی نیست بلکہ چہرہ و روئی حضرت خواجہ محمدؐ عیسیٰ ادام اللہ تعالیٰ بہ آنحضرت می نماید و در حضرت خواجہ ظہور ایشان است و خواجہ قائمقام و برجائی | جیسا کہ تو کہتا ہے ایسا نہیں بلکہ حضرت خواجہ محمد عیسی کا چہرہ آنحضرت (سعدیؒ) جیسا ہے اور حضرت خواجہ میں اسی کا ظہور ہے اور علاوہ حضرت خواجہ آنحضرت کا قائمقام اور جانشین |

---

(۱) ظواہر السرائر ۲ ص ۴۲۳

(۲) ظواہر ۱ ص ۵۱۶ -

آنحضرت است و سر موی از پیروی و تبعیت آنحضرت دور نیست - (۱)

هے اور بال برابر آنحضرت کی پیروی اور اتباع سے باہر نہین ہے -

بہادر شاہ ظفر سلطان معظم نے ان کی عزت افزائی کی خاطر ان کو بڑا منصب عطا فرمایا تھا مگر جب حضرت سعدیؒ کا انتقال ہوگیا تو اپنے منصب کو چھوڑ کو لاہور آئے اور مخلوق خدا کے ارشاد و هدایت مین مصروف ہوگئے -

حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے ساتھ گہرے مراسم تھے اور آپ خواجہ موصوف کا بے حد عزت و احترام کرتے تھے - فرماتے ہین کہ ایکبار خواجہ محمدؐ عیسٰی اٹک تشریف لائے تھے - مین ان کی خدمت مین حاضر ہوا - بے حد التفات و مہربانی فرمائی اور مجھے مخاطب ہوکر کہا کہ "تمہاری کشش تھی کہ یہان چند دن قیام کیا ورنہ دو تین دن سےزیادہ ٹھہرنے کا ارادہ نہین تھا"- (۲)

میان صاحب چمکنیؒ فرماتے ہین کہ خواجہ محمدؐ عیسٰی کوعلوم باطنی مین بلند مرتبہ حاصل تھا اور اپنے دور مین فیوض ربانی کے مصدر اور کنوز سبحانی کے مخزن رہے ہین -

مولانا عبدالغفور پشاوریؒ کا بیان ہے کہ حضرت سعدیؒ فرمایا کرتے تھے کہ :

"اهل اللّٰه نزدِ حضرت پیغمبر صلی اللّٰه علیه وسلم از برای خواجه محمدؐ عیسٰی کمالات خلافت درخواست کرده اند و آن درخواست به درجهٔ اجابت رسیده است انشاءاللّٰه محمدؐ عیسٰی به درجهٔ کمال خواهد رسید "- (۳)

اهل اللّٰه نے حضرت محمد صلی اللّٰه علیه وسلم کی خدمت مین خواجہ محمد عیسی کے لئے کمال خلافت کی درخواست کی ہے اور وہ درخواست منظور ہوچکی ہے - انشاءاللّٰه محمدؐ عیسٰی درجہ کمال حاصل کرینگے -

---

(۱) ظواهر ۱ ص ۵۱۷

(۲) " " ص ۷۵۰

(۳) " " ص ۵۱۹

خواجہ محمّد عیسٰی کے دو صاحبزادے تھے ایک کا نام خواجہ غلام محمّد تھا اور دوسرے کا نام خواجہ محمد صادق ۔

۳ ۔ خواجہ محمد یوسف :۔

خواجہ محمّد یوسف حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے بیٹے تھے اور بڑے عالم و فاضل اور باکمال صوفی تھے ۔ اپنے والد بزرگوار کے علاوہ حضرت سر الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی فیض حاصل کیا خواجہ موصوف بڑے عابد و زاہد بزرگ تھے اور شب بیداری بھوک نماز تہجد ذکر وقوف قلبی اور وقوف عددی پر مداومت کا بے حد اہتمام کرتے تھے ۔ (۱)

۴ ۔ خواجہ محمد عارف :۔

خواجہ محمّد عارف حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اصغر تھے اور ان کے حق میں بشارات و اشارات دئیے تھے اور ان کے ساتھ بہت محبت و شفقت فرماتے تھے ۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خواجہ موصوف حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے نہایت مقبول و محبوب بیٹے تھے اور آپ کی نظر تربیت باطنی ہمیشہ ان کے شامل حال رہی ۔ حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے کہ :

| | |
|---|---|
| عارف اسم با مسمّٰی است و عارف سلطان العارفین خواهد شد ۰۰۰۰۰ | عارف اسم با مسمّٰی ہے اور عارف سلطان العارفین ہو جائے گا ۔ |
| عارف نتیجہ آخر وقت ماست و متضمن بسے کمالات است و صاحب مناصب علیا خواهد شد ۔ (۲) | عارف ہمارے آخری وقت کا نتیجہ ہے ۔ بہت سے کمالات رکھتا ہے اور بڑے مناصب پر فائز ہو جائیگا ۔ |

| | |
|---|---|
| عبدالشکور ، مولانا ، سید<br>المتوفی ۱۱۱۲ھ / ۱۷۰۰ء | مولانا سیّد عبدالشکور رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار کا نام سیّد اسحاق تھا ۔ اور اپنے دور کے کامل اولیاء اللہ میں سے تھے ۔ ابتدائی احوال میں سیّد آدم |

(۱) ظواہر ۱ ص ۵۲۷

(۲) " " ص ۵۲۵ ۔ ۵۲۷

بنوری رح کی صحبت کا شرف حاصل ہوا - بعد ازان ان کے اشارہ سے شیخ نظام الدین تھانیسری رح کی
خدمت مین حاضر ہوئے اور ان سے طریقہ نقشبندیہ مین بیعت ہوکر درجہ کمال حاصل کیا - تکمیلِ
سلوک کے بعد اپنے پیر و مرشد کی اجازت سے چھچھ جو مضافات اٹک مین سے ہے مین سکونت
اختیار کرکے مخلوق خدا کے ارشاد و ہدایت کے کام مین مشغول ہوگئے -

مولانا سید عبدالشکور رح فرماتے ہین کہ ابتداء مین مین علوم متداولہ کی تحصیل مین
مشغول تھا - ایک رات خواب مین دیکھا کہ دو نورانی بزرگ میرے سامنے آئے اور مجھے علوم ظاہری کی
تحصیل سے منع فرمایا - خواب سے بیدار ہونے کے بعد مین نے اس کو کچھ اہمیت نہین دی اور
اکتسابِ علم مین برابر لگا رہا - اس خواب کے چند دن گزر جانے کے بعد مجھے علوم باطنی کی تحصیل
کا شوق دامن گیر ہوا - چنانچہ اپنی جائے سکونت موضع اباپکو جو شہر اٹک سے ۱۲ میل کے فاصلے
پر واقع ہے ایک اور ساتھی کے ہمراہ پشاور کی جانب روانہ ہوا - راستے مین ہر شیخ و پیر کی خدمت
مین حاضر ہوئے مگر اطمینان نصیب نہین ہوا تا آنکہ پشاور شہر پہنچ گئے - یہان بھی چند بزرگون
سے ملاقات ہوئی مگر تشفی نہ ہوئی - شہر مین گھوم پھر کر بالآخر بازار خوردہ فروشان آگئے -
یہان دیکھا کہ ایک نورانی بزرگ نہایت شکوہ و وقار کے ساتھ خوردہ فروشی کی دکان پر تشریف فرما
لوگون کو سودا دینے مین مصروف ہین - مولانا موصوف فرماتے ہین کہ مین اس بزرگ کے قریب ہوکر کھڑا
ہوگیا - اس وقت کتاب الصرف میرے بغل مین تھی - انہون نے میری طرف دیکھ کر پوچھا -
کیا چاہتے ہو - مین نے جواب مین کہا کچھ بھی نہین - پس کہا کہ کیون دوکان پر کھڑے ہو -
مین نے کہا کہ " شما را می بینم " آپ کا دیدار کرتا ہون - کہا کہ میرے ساتھ کیا کام ہے جو
میری طرف دیکھتے ہو - مین نے کہا کہ " ہمچنان می بینم "ویسے ہی دیکھتا ہون - اس اثنا مین
ایک شخص نے آہستہ سے میرے کان مین کہا کہ "یہ مولانا محمد اسماعیل خوردہ فروش ہین -

ولی‌اللہ ہین اور یار محمد گل مہاری[1] کے خلیفہ ہین" - اور جب مین نے ان کے چہرے کو بغور دیکھا تو پہچان لیا کہ جن دو بزرگون کو مین نے خواب مین دیکھا تھا یہ انہین مین سے ایک ہے چنانچہ مین اس کا گرویدہ ہوگیا - اور تلقین طریقہ کی طلب کا اظہار کیا - یہ سن کر فرمایا کہ :

| | |
|---|---|
| "ما فقیریم و در بازار و دوکانی نشسته آنچه تو میگوئی ما نمی دانیم پیش بزرگان باید شد و طلب این معنیٰ باید کرد" | ہم فقیر ہین اور بازار مین دوکان پر بیٹھے ہین - جو کچھ تو کہتا ہے مین نہین جانتا بزرگون کے پاس جانا چاہئیے اور اس مطلب کی تلاش کرنی چاہئیے |

مین نے الحاح و زاری کرکے جب بے حد اصرار کیا تو فرمانے لگے کہ :

| | |
|---|---|
| "برادر اینجا فقیری و نامرادی ست اگر شیخ میخواھی پیش شیخ حبیب برو و اگر نان میخواھی پیش خواجه صدیق برو" - | ترجمہ : بھائی یہان فقر و نامرادی ہے اگر شیخ چاہتے ہو تو شیخ حبیب کے پاس جاؤ اور اگر روٹی درکار ہے تو خواجہ محمّد صدیق کی خدمت مین حاضر ہوجاؤ |

مین نے جواب مین کہا کہ مجھے بھی ناداری اور فقیری درکار ہے - دوسری جگہ نہین جاؤن گا - اور اپنا مقصد آپ ہی سے چاہتا ہون - فرمایا کہ علوم ظاہری کی تحصیل کو ابھی تک ترک نہین کیا ہے - اس کے بعد ایک شخص کو مخاطب ہوکر فرمایا کہ ان کو میرے گھر کی قریب والی مسجد مین لے جاؤ - اور کل انہین میرے حلقۂ اصحاب مین لے آؤ - صبح ہوئی تو ان کی خدمت مین حاضر ہوئے - ذکر وقوف قلبی کی تعلیم دی اور دو تین دن وہان گزارنے کے بعد ہمین رخصت کیا - کچھ مدت کے بعد دوبارہ ان کی خدمت مین حاضر ہوا تو وقوف عددی کی تلقین فرماکر رخصت کیا -

---

(۱) یار محمد گل مہاری رح حضرت سید آدم بنوری رح کے ممتاز خلیفہ تھے - ان کے حالات کیلئے ملاحظہ ہون : ظواھر السرائر (قلمی) ص ۱۵۹ - ۱۹۰ نتائج الحرمین (قلمی) باب مشاھیر خلفاء سید آدم بنوری -

اس کے بعد حاجی اسماعیل پنجاب تشریف لے گئے اور میں حیران و پریشان رہ گیا -

اتفاقاً ان دنون حضرت سعدی لاہوری پہلی بار (۱۰۹۹ھ/۱۶۸۱ء مین) پشاور تشریف لائے تھے واپسی پر راستے مین ان کے ساتھ ملاقات ہوئی ان کو دیکھ کر پہچان لیا کہ جن دو بزرگون کو مین نے خواب مین دیکھا تھا ان مین سے ایک یہی حضرت ہین - اس موقع پر لوگون کا زبردست ہجوم تھا آنحضرت نہایت تھکے ہوئے تھے - لوگ ان کے ہاتھ چومتے تھے مگر آپ کسی کے ساتھ کلام نہ فرماتے تھے - مولانا سید عبدالشکور فرماتے ہین کہ آپ پالکی مین سوار تھے جب مین مصافحہ کے لئے آگے بڑھا تو آپ نے میرے ساتھ مصافحہ کیا اور میری طرف التفات کرتے ہوئے دریافت فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے - مین نے کہا - عبدالشکور - حضرت سعدی نے دریائے سندھ کو عبور کرنے کے بعد میرے ہان قیام کرکے رات گزاری اور دوسرے دن لاہور کی جانب روانہ ہوئے تو مین بھی ان کے ہمراہ لاہور چلا گیا - آنحضرت نے مجھے طریقہ کی تلقین فرمائی - چھ ماہ ان کی صحبت مین گزارنے کے بعد واپس آیا - اس کے بعد کئی بار آپ کی صحبت مین حاضر ہوا یہان تک کہ بالآخر ارشاد و ہدایت کی اجازت سے سرفراز فرمایا - (۱)

حضرت مولانا عبدالشکور نہایت عابد و زاہد اور مرتاض بزرگ تھے - حضرت میان صاحب چمکنی فرماتے ہین کہ -

"سید مولانا عبدالشکور پیوستہ مراتب احوال خود می باشد وہمیشہ قائم است در مقام رضا و تسلیم و تفویض" - (۲)

سید مولانا عبدالشکور مسلسل اپنے احوال کے مراتب مین (مصروف) ہوتا ہے اور ہمیشہ سے مقام رضا و تسلیم و تفویض مین قائم و دائم ہے -

---

(۱) ظواہر ۱ ص ۵۵۹ - ۵۶۲

(۲) ظواہر ۱ ص ۵۵۵

آپ بطریق "عدنہ" تلاوت قرآن مجید سے بے حد شوق رکھتے تھے - اور ہر ہفتہ ایک بار ختم قرآن فرماتے تھے - (۱)

حضرت میاں صاحب رح فرماتے ہیں کہ حضرت سوالاعظم شیخ محمد یحیٰی " مولانا عبدالشکور کی بے حد تعریف فرمایا کرتے تھے - ایک بار فرمایا کہ :

| " سید سہ کرت خانہ خود را نثار حضرت ایشان کردہ است اینچنین کہ فلسے و دانہ نماندہ و این کمال ہمت است " - (۲) | سید (موصوف) نے تین بار اپنا گھر بار حضرت سعدی سے نثار کردیا ہے - اس طرح کہ ایک پیسہ اور ایک دانہ گھر میں نہیں رہا اور یہ کمال ہمت (کا مرتبہ) ہے - |
| --- | --- |

بعد میں مولانا سید عبدالشکور رح بعض حوادث کے سبب سے اپنا گاؤں چھوڑ کو پشاور آئے اور موضع تیراھیان میں چند سال سکونت فرمائی - حضرت میاں صاحب چمکنی رح فرماتے ہیں کہ یہاں سکونت کے دوران میں ان کی خدمت میں بہت آمدو رفت کرتا تھا اور ان سے دوران احوال عجیب و غریب لطائف و حقائق ان کی صحبت سے بہت استفادہ کرتا تھا - فرماتے ہیں کہ ۲۰ / رمضان المبارک ۱۱۰۹ھ / ۱۹۹۷ء کو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھے بے حد عنایات و نوازشات سے سرفراز فرمایا - (۳)

حضرت میاں صاحب چمکنی رح فرماتے ہیں کہ ایک بار سید عبدالشکور رح کھیتوں میں ہل چلا رہے تھے میں جاکر ان کی خدمت میں حاضر ہوا - دوران گفتگو مجھے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ملا احمد کثرت خلوت (۴)

---

(۱) ظواہر ۱ ص ۵۵۴ (بطریق "عدنے" سے قرآن پڑھنے سے مراد خوش الحانی کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرنا ہے) -

(۲) ظواہر ۱ ص ۵۶۱ - ۵۶۶ -

(۳) ظواہر ۱ ص ۵۷۱ - ۵۶۶ -

(۵) شیخ احمد ساکن لنڈی (پشاور)

حضرت میان صاحب جمکنی کے معاصرین مین سے ایک مشہور شخصیت شیخ احمد لنڈی کی ھے جس کا مختصر تذکرہ کرنا قارئین کے لئے باعث دلچسپی ہوگا -

شیخ احمد پشاور شہر کے ایک نواحی گاؤن لنڈی کے رھنے والے تھے -اور اس گاؤن کانام آج کل انہی کے اسمِ گرامی کی نسبت سے "اخوند احمد لنڈی" مشہور ھے -

شیخ موصوف نسبتاً فاروقی تھے -عربون کی ابتدائی فتوحات مین ان کے آبا و اجداد عربستان سے آکر بلخ (افغانستان) مین آباد ہوئے تھے -افغانستان اور ترکستان پر حکمرانی کرتے رھے یہان تک کہ ابراھیم ادھم جو اس خاندان کے چشم و چراغ تھے نے دنیاوی سلطنت اور جاہ و حشمت سے دستبرداری اختیار کی -ابراھیم ادھم کی وفات کے بعد ان کی اولاد پھر برسر اقتدار آئی جن مین خواجہ احمد المعروف بہ "فرخ شاہ" شاہ کابل کانام نامی خاص طور پر قابل ذکر ھے -اس خاندان کو عرصہ دراز تک بڑی شھھد شہرت حاصل رھی اور اس کے افراد مختلف حیثیتون سے افغانستان کی حکومت مین کام کرتے رھے یہان تک کہ اسماعیل خان ولد بائندہ خان حاکم ننگرھار کا زمانہ آیا -وہ حکومت وقت سے کسی بات پر ناراض ہوکر ملازمت سے سبکدوش ہوگئے -درانی سلطنت کا زمانہ تھا -ان کے آباءو اجداد کی خدمات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسماعیل خان کو درہ کوٹ تیرھی کا مختار و حاکم مقرر کیا گیا شیخ اخوند احمد اسی اسماعیل خان حاکم درہ کوٹ تیرھی کے فرزند ارجمند ھین -

شیخ احمد ابتداء ھی سے بہت ذھین و دانا تھے - آغاز جوانی ھی مین علماء و درویشون کی محبت دل مین جاگزین ہوئی چنانچہ وزیرآباد جاکر سعداللہ وزیرآبادی کے حلقہ مریدین مین شامل ہوگئے -ان کا بہت عظیم الشان کتب خانہ تھا -اس کتب خانہ اورجائداد کے بارے مین ان کا وصیت نامہ ان کی اولاد کے پاس محفوظ ھے -

شیخ احمد ۱۱۱۳ھ / ۱۷۰۱ء مین اس دار فانی سے رخصت ہوئے ھین -ان کی اولاد مین اچھے عالم فاضل پیدا ہوئے ان کے فرزند غلام محمد کی اولاد مین سے آج کل عبدالرازق عبدالودود - عبدالمجید -عبدالحمید -مکرم خان اور عبدالنعیم بقید حیات اور قابل ذکر

هین - (مندرجہ بالا معلومات شیخ احمد کے کتبہ مزار ان کی اولاد کے زبانی بیانات اور مناقب فقیر از شمس الدین (قلمی) ص۱۹۵ سے ماخوذ هین) -

شیخ اخوند احمدؒ اپنے دور کے مشہور و معروف زاهد و عابد عالم تھے - اور علوم ظاهر و باطن دونون مین درجۂ کمال حاصل تھا - حضرت شیخ سعدی لاهوریؒ سے استفادہ اور میان صاحب چمکنیؒ کے ساتھ ملاقات ثابت هے - آپ ان کے بارے مین فرماتے هین کہ -

" چون حضرت ایشان کرت اولیٰ به پشاور آمده بودند ملا احمد نام که یکے از علماء و زهاد و مشاهیر شهر پشاور است و نسبت ارادت به قدوة العارفین مولانا حاجی سعدالله وزیرآبادیؒ دارد سه ماه متواتر بخدمت آنحضرت بود و استفاضه و استفاده میکرد و بسی نیازمندی می نمود ۰۰۰۰۰۰۰ و اکثر از علماء و فضلاء پشاور تلامذه او بودند " - (ظواهر السرائر ۲ ص ۲۰۳ - ۲۰۶ مملوکہ کرنل سلطان علی شاه کوهاٹ چھاونی -

(ترجمه) ملا احمد جو کہ شہر پشاور کے علماء زهاد اور مشاهیر مین سے ایک هین اور قدوة العارفین مولانا حاجی سعدالله وزیرآبادی کے ساتھ نسبت ارادت رکھتا هے استفاضه و استفاده کی خاطر پورے تین ماه حضرت سعدی لاهوریؒ کی خدمت مین رهے - بہت نیازمندی اور خاکساری کا مظاهره کرتے تھے ۰۰۰۰۰۰۰ اور پشاور کے اکثر علماء و فضلاء ان کے شاگرد تھے -

مولانا محمد غوث قادریؒ (متوفی ۱۱۵۲ھ / ۱۷۳۹ء) ان کے زُهد و تقوی اور علمی مقام کے بارے مین لکھتے هین کہ :

" میان شیخ احمد لنڈیؒ قریب پشاور بودند مردے مرتاض و متقی عالم به علم حدیث از مدت سی و چهل سال به عزلت و متواتر به عبادت و شغل باطنی مشغول بودند و دولتمندان را دران راه نه بود و خادمان ایشان به ذکر کلمه طیبه لا اله الا الله رطب اللسان

میان شیخ احمد لنڈی پشاور کے قریب ایک مرتاض متقی اور علم حدیث کے عالم تھے - تیس چالیس سال کی مدت سے متواتر تنہائی مین عبادت و ریاضت مین مشغول رهتے تھے - مالدارون کے ساتھ ربط نہین رکھتے تھے اور آپ کے خادم هر وقت ذکر لا اله الا الله مین رطب اللسان

کی وجہ سے شہرہ آفاق ہو چکے ہین وہ لوگون کی صحبت سے اجتناب کرتے ہین - اگر ایکبار میرے پاس آجائے تو اس کو ایسا بدل دونگا کہ پھر میری طرح ہل جلائے گا - لوگون کی صحبت کو چاہے گا - اورخلوت کی آفات کو ملاحظہ کرکے ہو گر لوگون سے کنارہ کشی نہین کرے گا"۔ (۱)

---

== بودند و خود صوفی موحد بودند "- | رھتے تھے اور خود ایک موحد صوفی تھے -

(رسالہ غوثیہ (قلمی) از محمد غوث قادری ۱۱۲۶ ھ ورق ۵۶ - ریکارڈ آفس لائبریری پشاور)

نوٹ) اس رسالے کا دوسرا نسخہ جناب امیرشاہ قادری ساکن یکہ توت پشاور شہر کے کتب خانہ مین موجود ہے -)

آپ کے زہد و تقویٰ کا یہ حال تھا کہ خدا طلبی کی راہ مین دنیا کوترک کر دیا تھا - اور جو لوگ دین کا لبادہ اوڑھ کر دنیا کو اپنا مطلوب بنا لیتے تھے ان سے بے حد اجتناب کرتے تھے یہان تک کہ مرید سے بیعت لینے کے لئے آپ کی شرط اولین یہ تھی کہ دین کو دنیا کمانے کا ذریعہ نہین بنائے گا - شیخ فقیراللہ شکارپوری تحریر فرماتے ہین کہ :

" سمعتُ مِن اَثقٍ علیہ اَنّ الشیخ احمد البشاوری الکندیؒ قدس سرہ اذا جاءہ احد لیبایعہ فی طریق الفقر والفناء ما کان یبایعہ الا بشرط ان یذکر اللہ لِلّہ"۔

( مقدمہ فتوحات غیبیہ (قلمی) ص۳۳ مملوکہ ڈاکٹر سعیداللہ جان صاحب پروفیسر شعبہ اسلامیات پشاور یونیورسٹی ) -

یعنی مین نے ایک معتبر و معتمد آدمی سے سنا ہے کہ شیخ احمد ساکن لنڈی (پشاور) قدس سرہ کے پاس جب کوئی طریق فقر و فناء مین ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے آتا تھا تواس کو بیعت نہین ہونے دیتے تھے - مگر اس شرط پر کہ اللہ کو صرف اللہ ہی کی رضا کی خاطر یاد کرے گا -

*******

(۱) ظواہر ۱ ص ۵۹۵ -

حضرت مولانا سید عبدالشکور رح جمعرات کے دن ۲۳ / محرم الحرام ۱۱۱۲ھ مطابق ۱۷۰۰ء میں اپنے بستر پر لیٹے ہوئے ایک بدبخت چور کے ہاتھوں شہید ہوئے اور آپ کا مزار موضع اباپکر (مضافات اٹک) میں واقع ہے - (۱)

**عبدالغفور پشاوری ، حافظ، مولانا رح (المتوفی ۱۱۱۶ھ مطابق ۱۷۰۴ء)**

آپ کے والد بزرگوار کانام محمد صالح تھا - آپ کشمیر کے رہنے والے تھے اور ۱۰۵۴ھ / ۱۶۴۴ء میں بمقام کشمیر پیدا ہوئے - ابتداء ہی سے آپ پر سعادت و کرامات کے آثار نمودار تھے - خود فرماتے ہیں کہ ایام طفولیت ہی میں میں اپنے پدرِ عالیقدر کے ہمراہ بابا عبدالکریم رح کشمیری کے مزار (واقع محلہ فتحکدل کشمیر) پر حاضری دیتا تھا - وہاں نفل نماز پڑھتا اور ہر رکعت کے بعد ایک رائج الوقت سکہ خزانہ غیب سے اپنے سامنے موجود پاتا تھا - اور نماز کے بعد یہ تمام رقم لے کر میں اپنے ہم سن بچوں پر صرف کرتا تھا - (۲)

جوان ہوئے تو سلوک و طریقت کی راہ میں گھر سے نکلے اور بڑے بڑے علماء و مشائخ اور اہل اللہ سے ملاقاتیں کیں - پشاور پہنچ کر مولانا حاجی محمد اسماعیل رح خوردہ فروش کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے طریقہ نقشبندیہ علیہ میں بیعت ہوکر حلقہ مریدین میں شامل ہوگئے -

ایکبار مولانا محمد اسماعیل رح پشاوری کے ہمراہ شیخ سعدی رح لاہوری کی خدمت میں حاضری دی جنہوں نے بے حد مہربانی فرمائی اور اپنی نظر عنایت سے مخصوص و سرفراز فرمایا - (۳)

حضرت سر الاعظم مولانا عبدالغفور رح کے بڑالے مداح تھے - فرمایا کرتے تھے کہ :

---

(۱) ظواہر ۱ ص ۵۷۱ -

(۲) " ص ۵۸۴ -

خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۶۵۴ -

(۳) ظواہر ۱ ص ۵۸۸ - خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۶۵۴ -

"اگر کسی خواهد که دلے را ببیند که دران دل بغض و عداوت و کینہ و بدی مسلمانان جای نمی گیرد بہ پشاور رود کہ آن دل حافظ عبدالغفور است"۔ (۱)

اگر کوئی چاہتا ہے کہ ایسا دل دیکھے جس مین مسلمانون کے لئے برائی کینہ اور بغض و عداوت موجود نہ ہو وہ پشاور جاکر دیکھے کہ وہ حافظ عبدالغفور کا دل ہے ۔

حضرت میان صاحب چمکنی مولانا حافظ عبدالغفور کے بارے مین فرماتے ہین کہ :

"حافظ عبدالغفور از جملہ مقبولان حضرت ایشان اند و پیوستہ شکست نفس و فروتنی شعار ایشان است ـــــ و باکہ و مہ باوضیع و شریف باخورد و بزرگ و بافقیر و غنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر و اعلاء کلمۃ الحق از اوصاف مرضیہ ایشان است و از صغر سن آثار سعادت از جبین لایح است و از اوان صبی شرف قبول بزرگان را دریافتہ اند"۔ (۲)

حافظ عبدالغفور حضرت سعدی کے مقبول نظر اصحاب مین سے تھے اور ہمیشہ فروتنی اور تواضع آپ کا شعار رہا ہے ـــــ ہر چھوٹے بڑے وضیع و شریف اور فقیر و غنی کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا اور اعلائے کلمۃ الحق آپ کے پسندیدہ اوصاف مین سے ہے ۔بچپن سے آپ کی پیشانی پر سعادت کے آثار نمایان ہین اور لڑکپن سے بزرگون کا شرف قبولت حاصل کر چکے ہین ۔

اسی طرح آپ فرماتے ہین کہ ایک بار مین اٹک جاکر حضرت سرالاعظم کی خدمت مین حاضر ہوا ۔واپسی کے وقت انہون نے ایک عصا دے کر فرمایا کہ میرا سلام پہنچا کر یہ عصا حافظ عبدالغفور کو دے دینا ۔مین جب وہ عصا حافظ عبدالغفور کے پاس لے آیا تو تواضع و انکسار کا اظہار کرتے ہوئے اپنی آنکھون سے لگا لیا ۔اور اس کے بعد مجھے مخاطب ہوکر فرمایا کہ جانتے ہو کہ یہ کس لئے بھیجا ہے ۔مین نے نفی مین جواب دیا ۔یہ سن کر مولانا عبدالغفور نے کہا کہ حضرت سرالاعظم نے

---

(۱) ظواہر ا ص ۵۸۹ ۔
(۲) " " ص ۵۸۴ ۔

یہ عقد عصا بھیج کر استقامت اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی ہے - (۱)

مولانا حافظ عبدالغفور صاحب کشف و کرامت اور صاحب لفظ ولی اللہ تھے - حضرت میان صاحب جمکنی نے اپنی کتاب ظواھر السرائر مین اور مفتی غلام سرور لاھوری نے اپنی کتاب خزینۃ الاصفیا مین ان کی کرامت و تصرف کے بہت سے واقعات قلمبند کئے ھین - (۲)

میان صاحب جمکنی اپنا ایک چشم دید واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ھین کہ ایک دن مین حافظ عبدالغفور کی خدمت مین موجود تھا کہ آپ کچھ شیرینی تقسیم کر رھے تھے - ایک شخص ان کے پاس کھڑا تھا اس کو شیرینی مین سے اس کا حصہ دے دیا - اس کے بعد تھوڑی سی شیرینی اور دے کر فرمایا کہ یہ تیرے بیٹے کا حصہ ھے - یہ دیکھ کر وہ شخص آداب بجا لایا اور کہا کہ مین نے دل مین ارادہ کر لیا تھا کہ اگر حافظ موصوف نے میرے بیٹے کا حصہ نہ دیا تو ان سے لڑون گا - اور اس طرح میرے بیٹے کا حصہ دیکر تم میری لڑائی سے بچ گئے - (۳)

مخلوق خدا کی اصلاح کو زندگی کا نصب العین بنا یا ہوا تھا - ھر لمحہ اسی فکر مین گزارتے رھے یہان تک کہ بلاخر اورنگ زیب عالمگیر کے زمانے مین ۱۲ / شعبان ۱۱۱۶ھ / ۱۷۰۴ء کو رحلت کر گئے - آپ کا مزار پشاور شہر مین واقع ھے - (۴)

---

(۱) ظواھر ۱ ص ۵۹۰ -

(۲) ظواھر ۱ ص ۵۹۴ - ۶۰۰

خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۶۵۴ - ۶۵۷ -

(۳) ظواھر ۱ ص ۵۹۹ -

(۴) مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ھو خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۶۵۴ - ۶۵۷ -

تذکرہ شاہ محمد غوث از پیام شاھجہان پوری ص ۱۷۰ - ۱۷۲

اشاعت اول طبع لاھور ۱۹۶۵ء

*****

عنایت کفشگرؒ مولانا (المتوفی ۱۱۱۲ھ / ۱۷۰۰ء) -

مولانا عنایتؒ حضرت سر الاعظمؒ کے مشہور خلیفہ اور اپنے دور کے بڑے صاحبِ کشف و کرامت بزرگ گزرے ھین - سوائے پیر جلال کے باھو بیٹھ کر کفشگری کا کاروبار کرتے تھے - اور اسی پیشے ھی کو اخفاءِ احوال کا ذریعہ بنایا تھا - جو کچھ کماتے تھے وہ اللّٰہ کی رضا جوئی کی خاطر فقراء و مساکین پر صرف فرماتے تھے -

مولانا عنایتؒ اپنے ملک مین کشوف و کرامات کی وجہ سے بہت شہرت رکھتے تھے - اور ۳/ ربیع الثانی کو جمعہ کے دن ۱۱۱۲ھ / ۱۷۰۰ء مین اس سرائے فانی کو الوداع کہہ چکے - (۱)

گل محمد، شیخؒ المشہور بہ تورڈ ھیری بابا

آپ کا اصلی نام گل محمّد ھے اور میان گلو باباؒ کے نام سے مشہور تھے - افغانستان کے علاقہ ننگرھار کے رھنے والے تھے - اور اپنے ایک قریبی رشتہ دار حضرت پوردل صاحب کے ھاتھ پر بیعت تھے - آپ ننگرھار سے اپنے اھل و عیال سمیت آکر علاقہ یوسفزئی مین تورڈ ھیر کے مقام پر آباد ھوئے -

آپ کے بارے مین مشہور ھے کہ حضرت شیخ رحمکارؒ (کاکا صاحب) سے بھی روحانی استفادہ فرمایا تھا - حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے ساتھ گہرے روابط قائم تھے - اور آپ ان سے بہت متأثر تھے - یہی وجہ ھے کہ جب احمد شاہ درانیؒ پانی پت کی تیسری جنگ کے ارادہ سے پشاور پہنچے تو حضرت میان صاحب چمکنیؒ کی خدمت مین حاضری دی - آپ نے ان کی کامیابی کی دعا فرمائی اور حضرت گل محمدؒ کی خدمت مین حاضر ھونے کی ھدایت کی - چنانچہ حسبِ ھدایت

---

(۱) ظواھر ۱ ص ۷۲۶ - ص ۸۰۰ -
ایضاً ظواھر ۲ ص ۶۹۵ - ۶۹۶ -

احمد شاہ باباؒ گل محمد باباؒ کی دعائیں لینے کی خاطر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت میاں گلو باباؒ ایک باثر بزرگ تھے اور ان کا دائرہ مریدین بہت وسیع تھا۔ ان کے معتقدین و مریدین نے ان کے نام بہت سی جائیداد بطور "سیری" دے دی تھی جو ضلع مردان کے مختلف مقامات یعنی طورو۔ معیار۔ گمبٹ۔ بخشالی۔ گجرات۔ ساول ڈھیر۔ سپین کانڑی۔ لاہور (واقع مردان) اور تورڈھیر میں موجود ہے۔ جس پر ان کی اولاد آباد ہے۔ ایک بار پنجاب کے امیر لشکر خان و شکرخان وغیرھم نے حضرت گل محمدؒ کی جائیداد پر قبضہ کیا۔ آپ نے ان کے خلاف دعویٰ دائر کیا۔ شیخ الاسلام الکوزئی نے حضرت گل محمدؒ کے حق میں فیصلہ دیا۔ اس فیصلے کے دستاویز پر شیخ الاسلام محمد صالح۔ قاضی عبدالرسول بن ابراھیم۔ قاضی ادریس اور قاضی درانی کی مہریں لگی ہیں۔ نیز اس دستاویز پر حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کی شہادت اور دستخط بھی ثبت ہے۔ اس فیصلے کی تاریخ ۵/ رجب المرجب ۱۱۷۷ھ / ۱۷۶۳ء ہے۔ آپ ۱۰ رمضان المبارک ۱۱۸۰ھ / ۱۷۶۶ء میں رحلت کر گئے ہیں (۱)۔ آپ کا مزار موضع تورڈھیر میں (۲) مرجع خاص و عام ہے۔ مزار کی عمارت کو میاں صاحب موصوف کے بیٹے خان محمدؒ نے تعمیر کروایا ہے۔

## محسن الزمان، سیدؒ

آپ حضرت سید آدم بنوریؒ کے فرزند اصغر تھے اور حضرت سید آدم بنوریؒ کے دیگر خلفاء کے علاوہ حضرت شیخ سعدیؒ سے روحانی استفادہ کیا تھا۔ نہایت زاھد و عابد اور متقی بزرگ تھے۔ حضرت میاں صاحب چمکنیؒ فرماتے ہیں کہ:

---

(۱) ملاحظہ ہو سلسلہ اولیائے سرحد ۳۱ تورڈھیری بابا از نصراللہ خان نصر پشاور ۱۹۵۲ء
ایضاً تاریخ پشاور از گوپال داس ص ۳۷۴۔
تاریخ پشاور کے بیان کے مطابق میاں گلو باباؒ کی تاریخ وفات ۲۳/ ماہ رجب ۱۰۹۳ھ ہے اور مؤلف موصوف نے مادہ تاریخ وفات "باانتر رفت" (۱۰۹۳ھ) بیان کیا ہے۔ (تاریخ پشاور از گوپال داس ص ۳۳۵)۔

(۲) تاریخ پشاور مرتبہ گوپال داس ص ۳۷۴۔

"محسن الزمان باوجود حلیه صلاح و تقویٰ و علم باطنی بکمالاتِ حسن خلق که منشاء جمیع مکارم است آراستگی تمام دارند و بادوست و دشمن بنهجی زندگانی می کنند که چهرهٔ دل کسی غبار آلود کدورت نشود"۔ (۱)

محسن الزمان باوجودیکه علم و تقویٰ اور باطنی کمالات سے آراستہ تھے حسن خلق، جوکہ تمام مکارم کا منشاء ھے، کے زیور سے پیراستہ تھے اور دوست و دشمن کے ساتھ ایسی زندگی گزارتے تھے کہ کسی کا آئینہ قلب غبار آلود نہ ہوجائے ۔

نہایت خوش خلق اور باثر و ممتاز شخصیت کے مالک تھے ۔ حضرت میان صاحبؒ لکھتے ھین کہ :۔

"صفتِ بسط بر ایشان غالب است و پیوسته متبسّم می باشند فقیر که راقم این حروفم یک مدتے در خدمت ایشان در سفر بودم هیچ گاهی کسی را از ایشان آزرده و ملال ندیدم و باهمه کس بحسنِ خلق و مروت روزگار بسر می بردند و به بادشاهانِ زمان بسیار اختلاط دارند و از انفاسِ مبارک ایشان بسیار مهمات مسلمین کفایت میشوند"۔ (۲)

بسط کی صفت آپ پر غالب ھے ھمیشه متبسم ہوتے ھین ۔ فقیر راقم الحروف (محمّد عمر) ایک مدت تک آپ کا ہم سفر تھا کسی کو کبھی بھی آپ سے آزردہ خاطر نہین دیکھا اور ہر ایک کے ساتھ حسن خلق اور مروت کے ساتھ روزگار کرتے تھے ۔ اپنے دور کے بادشاہون کے ساتھ بہت مراسم رکھتے تھے اور آپ کے طفیل مسلمانون کے بہت اہم کام سرانجام پاتے تھے ۔

حضرت میان صاحب چھکنّیؒ کے ساتھ گہرے تعلقات تھے ۔ ۱۱۰۹ھ / ۱۶۹۷ء مین اٹک تشریف لائے

(۱) ظواہر ۱ ص ۱۹۸ ۔

(۲) " " ص ۱۹۹ ۔

تو حضرت میان صاحبؒ ان کے استقبال کے لئے ایک کے مقام پر موجود تھے -(۱)

فرماتے ہین کہ ایک بار سیّد محسن الزمان پشاور تشریف لائے - ایک شخص کے پاس گھوڑا تھا جو حضرت سیّد محسن الزمان کو پسند آیا مگر جو قیمت وہ دینا چاہتے تھے وہ شخص لینے پر راضی نہین ہوئے - ایک دن مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ فلان! جاؤ اور وہ شخص جو قیمت لینا چاہے وہ دے کر گھوڑا لے آؤ - مین اس شخص کے پاس گیا اس نے گھوڑا آراستہ کیا تھا اور مجھے کہا کہ رات کو کسی نے اسے اٹھاکر زمین پر دے مارا تھا مین سمجھ گیا کہ یہ سیّد محسن الزمان کا تصرّف ھے - یہ گھوڑا لے جاؤ اور جو کچھ دینا چاہو وہ مجھے منظور ھے - جب مین وہ گھوڑا سیّد موصوف کے پاس لے گیا تو گھوڑا لے کر مطلوبہ رقم ادا کردی -(۲)

محمد اکرم شہیدؒ، مولانا

مولانا محمد اکرمؒ، حضرت سر الاعظمؒ کے نہایت مقبول و محبوب رفیق تھے - اور آپ کے فرزند مولانا محمّد اسماعیلؒ کے ساتھ زمانہ طفولیہ ھی سے نہایت گہرے تعلقات قائم تھے - حضرت میان صاحب چمکنیؒ اس بارے مین لکھتے ہین کہ :

| | |
|---|---|
| با خدمت مولانا محمّد اسماعیل در ایام طفولیت و اوان صبی راہ مصارقت و محبت می نمود و در مکتب پیش استاد کتاب موانست و موافقت ھم کشودہ بودند -(۳) | یعنی مولانا محمّد اسماعیلؒ کے ساتھ بچپن ھی سے دوستی اور رفاقت رکھتے تھے اور دونون ایک ھی استاد سے موانست و موافقت کی کتاب پڑھ کر اُنس و محبت کی تعلیم حاصل کر چکے ہین - |

محمّد اسماعیلؒ خوردہ فروش پشاوری، مولانا حاجی (المتوفی ۱۱۱۱ھ / ۱۶۹۹ء)

حاجی محمّد اسماعیلؒ سید آدم بنوریؒ کے خلیفہ مولانا یارمحمد گل مہاریؒ(۴) کے مرید و

(۱) ظواہر ا ص ۱۸۷ - (۲) ظواہر ا ص ۲۰۲ - ۲۰۳

(۳) " " ص ۴۵۶ - (۴) عبدالحلیم اثر نے اپنی کتاب روحانی تڑون مین ===

خلیفہ اور اپنے دور کے مشہور ولی اللہ گزرے ہیں ۔مولانا محمّد اسماعیلؒ نے شیخ سعدی لاہوریؒ کی صحبت سے روحانی فیض حاصل کرکے درجہ کمال حاصل کیا تھا ۔ (۱)

مولانا اسماعیلؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک تجارت پیشہ مالدار آدمی تھا ۔اور ابتدائے جوانی میں بہت عیاش اور آزاد طبع واقع ہوا تھا ۔ایک دن اتفاقاً میں قصور کے مقام پر شیخ سعدیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے قعدہ اشراق کے بعد اپنی پگڑی کھول دی ۔میں اس کو زمین سے اٹھانے کے لئے فوراً آگے بڑھا یہ دیکھ کر حضرت سعدیؒ میری طرف نہایت تلطّف کے ساتھ متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ۔

"محمد اسماعیل ترا فقیر کنم" یعنی محمّد اسماعیل تجھے فقیر بنا دوں ۔یہ سن کر میں خاموش رہا ۔انہوں نے دوبارہ یہی جملہ دہرایا ۔میرے دل میں یہ خیال آیا کہ شاید آنحضرت مجھے ایسا فقیر کرین گے کہ بینوا و گدا ہوکر ایک لقمہ طعام کی خاطر در در پھرتا رہوں گا ۔آنحضرت کو کشف کے ذریعے میرے اس اندیشے کا علم ہوا اور فرمایا "

| | |
|---|---|
| "نے نے ترا ہمچو فقیر کنم کہ بہ طفیل تو مردمان بسیار نان خورند" ۔ | نہیں نہیں تجھے ایسا فقیر کردوں کہ پھر آپ کے طفیل بہت سے لوگ روٹی کھائیں گے ۔ |

= مولانا محمّد اسماعیلؒ کے حالات کے ذیل میں لکھا ہے کہ مولانا محمّد اسماعیلؒ نے مولانا یارمحمد کابلیؒ سے روحانی استفادہ کیا ہے ۔حالانکہ ایسا نہیں ۔دراصل بات یہ ہے کہ سیّد آدم بنوریؒ کے خلفاء و مریدین میں چار یارمحمد موجود تھے ۔یعنی یارمحمد پاپیتیؒ کابلی، یارمحمد گل مہاریؒ ۔یارمحمد سرہنديؒ اور یارمحمد لاہوریؒ جن کی وجہ سے اکثر غلط فہمی کا امکان ہوتا ہے ۔حضرت میاں صاحب چمکنیؒ فرماتے ہیں کہ مولانا محمد اسماعیل اولاً یارمحمد گل مہاریؒ کے مرید تھے ۔بعد میں حضرت سعدیؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف ارادت حاصل کیا ۔آپ نے اپنے بیان میں کہیں بھی یارمحمد کابلیؒ سے استفادہ کا ذکر نہیں کیا ہے ۔واللہ اعلم ۔(ملاحظہ ہو ظواہر ص۲۰۸ ۔۲۱۲ ۔۲۱۳ ۔۲۱۴ )

(۱) ظواہر ص ۵۵۹ ۔

****

اس گفتگو کے دوران مجھ پر ایسا تصرّف کیا کہ میرے دل سے غیراللّٰہ کی محبت بالکل خارج ہوگئی - (۱)

آنچه زر می شود از خاصیتش قلب سیاه
کیمیائیست که در حضرتِ درویشان است (۲)

شیخ سعدیؒ کے فرزند جناب خواجہ محمّد یوسفؒ مولانا محمد اسماعیلؒ کے کشف کے بارے مین ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہین کہ ایک دن مجھ سے ایک خلافِ طریقت کام سرزد ہوا - اور میرے سوا کسی کو اس کی خبر نہ تھی - اس دن مولانا محمد اسماعیلؒ نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ آج تجھ سے فلان وقت حضرت سعدیؒ کی مرضی کے خلاف فلان کام سرزد ہوچکا ہے - اس کے بعد ایسا نہین کرنا چاہئے - (۳)

۱۱۱۱ھ / ۱۶۹۹ء مین آپ کا انتقال ہوگیا اور مزار پرانوار پشاور شہر مین واقع ہے -

## محمد بیگؒ مولانا

مولانا محمد بیگؒ حضرت سعدیؒ کے قدیم محبین و مخلصین مین سے تھے - نہایت عابد و زاہد اور پرہیزگار بزرگ تھے -

حضرت میان صاحب چمکنیؒ ان کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہین کہ :

" مولانا محمد بیگؒ از دانشمندان متورع و متقیان راست گفتار و درست کردار است که هیچ گاه بر زبان او کذب نگذاشته و هیچ وقتے از دهان او غیبت کسے نه شنیده بالجمله سخن او صدق تمام دارد " - (۴)

---

(۱) ظواهر ۱ ص ۵۲۲ -
(۲) ماخوذ از تحفة الاولیاء از مولوی قاضی میراحمد پشاوری
(۳) ظواهر ۱ ص ۵۲۵
(۴) " " ص ۲۴۳

یعنی محمد بیگ متورع - متقی - راست گفتار اور درست کردار دانشمند تھے - ان کی زبان کبھی جھوٹ سے آلودہ نہین ہوئی اور نہ اس سے کبھی غیبت سنی گئی - اور آپ کے کلام مین مکمل صداقت موجود تھی -

محمّد فاضل پاپینی مولانا

حضرت مولانا محمد فاضل اپنے وقت کے ایک بہت بڑے عالم و فاضل اور صلاح آثار بزرگ تھے (۱) اگر چہ آپ کا آبائی وطن پاپین (واقع افغانستان) ہے مگر تحصیل چارسدہ مین علاقہ دوآبہ کے ایک گاوٗن متہ مغل خیل مین سکونت اختیار کی تھی - اور یہین پر فوت ہوکر موضع کنوزئی کی مغربی جانب مین سپرد خاک کئے گئے ہیں .

مولانا موصوف اولاً حضرت سید آدم بنوری کے خلیفہ عبدالخالق حضوری کے مرید تھے - بعد مین حضرت سعدی لاہوری کے ہاتھ پر تجدید بیعت فرمائی تھی - (۲) نہایت بااثر آدمی تھے - حضرت سعدی کے ساتھ قریبی مراسم تھے - یہی وجہ ہے کہ جب ۱۱۰۵ھ / ۱۶۹۳ء مین حضرت سعدی دوسری بار پشاور تشریف لائے تو متہ مغل خیل مین مولانا محمد فاضل پاپینی کے ہان قیام فرمایا تھا - حضرت میان صاحب چمکنی فرماتے ہین کہ مین نے اس موقعہ پر چند دوسرے ساتھیون کے ہمراہ جاکر متہ مغل خیل مین حضرت سعدی کی خدمت مین باریابی کا شرف حاصل کیا تھا - (۳) اسی طرح حضرت سید آدم بنوری کے پوتے اور حضرت سعدی کے خلیفہ مولانا سید محمّد قطب جب دوسری بار پشاور آئے اور سفر باجوڑ کے دوران بیمار ہوئے - تو واپس آکر مولانا محمد فاضل کے ہان قیام پذیر ہوئے - اور بالآخر یہین پر واصل الی اللّٰہ ہوئے - (۴)

---

(۱) دیوان مصری خان گگیانی مطبوعہ پشاور ۱۹۵۹ء ص ۱۹۰ - ۱۹۳

(۲) روحانی ترٔون ص ۶۴۲

(۳) ظواہر ۱ ص ۵۰۲

(۴) ظواہر ۱ ص ۵۵۰ - (نوٹ) مندرجہ بالا بیان اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ___

اپنے علاقے میں آپ کو نہایت اہم مقام حاصل تھا ـ $\frac{۱۱۱۳ھ}{۱۷۰۱ء}$ کا واقعہ ہے کہ جب جلال خان خشی خیل اپنا لشکر لے کر دریائے اباژئی کو عبور کرکے مٹہ مغل خیل کے قریب پہنچ گیا تو مغل خیل اس کے مقابلہ کے لئے صف آراء ہوئے اور قریب تھا کہ ایک خونریز جنگ چھڑ جائے ـ

اس نازک موقعہ پر علاقہ دوآبہ و علاقہ ھشتنگر کے سردار ایمل خان گگیانی نے قوم کے مشورہ سے مولانا محمد فاضلؒ ہی کو سفیر مقرر کرکے مصالحت کے لئے جلال خان کے پاس بھیج دیا ـ(۱)

اس واقعہ سے اگر ایک طرف آپ کی شہرت کا اندازہ ہوتا ہے ـ تو دوسری طرف یہ بات ثابت ہوجاتی ہے ـ کہ مولانا موصوف $\frac{۱۱۱۳ھ}{۱۷۰۱ء}$ میں یقیناً زندہ تھے ـ

پشتو کے مشہور عالم و فاضل شاعر مصری خان نے سردار ایمل خان کا جو قصیدہ لکھا ہے اس میں مولانا محمد فاضلؒ کی بہت تعریف کی ہے ـ اور ان کو " شیخ " کے لقب سے یاد کیا ہے ـ(۲)

## محمد قطبؒ سیّد مولانا

سیّد محمد قطبؒ حضرت سید آدم بنوریؒ کے بڑے صاحبزادے سید خواجہ محمدؒ کے فرزند بہرہ مند اور شیخ سعدی لاہوریؒ کے محبوب و مقبول مرید و رفیق تھے ـ(۳) $\frac{۱۰۵۲ھ}{۱۶۴۲ء}$ میں

---

= حضرت مولانا محمد فاضلؒ اپنے زمانے میں بہت شہرت رکھتے تھے ـ اور اس علاقہ میں روحانیت کے میدان میں ان کو ایک مرکزی حیثیت حاصل تھی ـ واللہ اعلم

******

(۱) دیوان مصری خان مطبوعہ پشاور ۱۹۵۹ء ص ۱۹۰ ـ ۱۹۳

(۲) تصوف و طریقت کی اصطلاح میں " شیخ " ایک بڑا لقب ہے ـ جو اس شخص کے لئے استعمال ہوتا ہے جس نے روحانیت کے تمام منازل طے کرکے ولایت و عرفان کا بلند مقام حاصل کیا ہو ـ

(۳) ظواہر ۱ ص ۵۲۹ ـ

*****

بنور کے مقامپر پیدا ہوئے[2] - اور ۱۱۰۸ھ / ۱۶۹۶ء[1] مین مٹہ مغل خیل (ضلع پشاور) مین وفات پائی -

سیّد محمّد قطبؒ فرماتے ھین کہ ابتدائے جوانی مین آزاد طبع ہونے کے سبب مَین سیر و شکار کی جانب بہت مائل تھا - اور فقراء و درویشون کی طرف چندان رغبت نہین تھی - اتفاقاً ایک بار حضرت سعدیؒ بنور تشریف لائے - بے اختیار دل مین ان کی صحبت مین شمولیت کا زبردست میلان پیدا ہوا - اور جو کچھ میری ملکیت مین موجود تھا سب کو بطور نیاز اُن کی خدمت اقدس مین پیش کیا - حضرت سعدیؒ نے اس مین سے ایک تلوار لے کر باقی سب کچھ مجھے واپس کردیا - اور مجھے مخاطب ہوکر فرمایا کہ :

| " مارا بہ تو کاری است و دیعتے میخواہم بہ تو سپارم و نعمتے بہ تو ارزانی دادیم لیکن این اسرار پیش کسے نہ گوئی "[3] - | تمہارے ساتھ ایک کام ھے اور چاھتا ہون کہ ایک امانت تجھے سپرد کردون اور ایک نعمت تجھے دے دون لیکن یہ راز کسی پر ظاھر نہ کرو گے - |
| --- | --- |

اس گفتگو کے بعد حضرت سعدیؒ نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ ۲۳ برس کی عمر مین فلان، ۲۴ برس کی عمر مین فلان، اور ۲۵ برس کی عمر مین فلان فلاں کمالات کا ظہور ہوگا - اور اس طرح میری عمر کے ہر سال کے تفصیلی حالات کا بیان کیا - اس وقت میری عمر ۲۲ برس کی تھی - جب آپ ۵۵

---

(۱) عبدالحلیم اثر نے روحانی ترّون ص ۶۲۴ پر سیّد محمد قطبؒ کا سن پیدائش ۱۰۲۵ھ لکھا گیا ھے مگر اس کے ساتھ میرا اتفاق نہین کیونکہ سیّد محمد قطبؒ ۱۱۰۸ھ مین فوت ہوئے اور اس وقت ان کی عمر ۵۶ برس تھی - لہٰذا اس حساب سے ان کا سن پیدائش ۱۱۰۸ - ۵۶ یعنی ۱۰۵۲ھ برآمد ہوتا ھے -

ملاحظہ ہو ظواھر ۱ ص ۵۵۰ - ۵۵۳ -

(۲) ظواھر ۱ ص ۵۵۰ - ۵۵۱ -

(۳) " " ص ۵۳۰ -

برس تک پہنچ گئے - تو خاموش ہوئے اور باقی حصّہ کے حالات کی تفصیل بیان نہ کی - سید محمّد قطبؒ فرماتے ہین کہ حضرت سعدیؒ نے اپنے کشف و کرامت سے جو کچھ بیان فرمایا تھا بعینہٖ ہر سال وہی کچھ نمودار ہوتا رہا اور اس مین بال برابر بھی فرق نہین آیا -

حضرت میان صاحب جھکنیؒ فرماتے ہین کہ مولانا سیّد محمّد قطبؒ کا اسی ۵۶ سال کی عمر مین انتقال ہوگیا اور چونکہ حضرت سعدیؒ کو کشف کے ذریعے اُن کی موت کا وقت معلوم ہواتھا لہٰذا ۵۵ سال سے زیادہ کی تفصیل بیان کرنے سے سکوت فرمایا تھا - (۱) اللّٰہ اعلم الاولیاء علیہم الصلوات والتسلیمات -

حضرت سیّد محمّد قطب علیہ الرحمۃ مرتبہ قطبیت سے سرفراز تھے - شیخ سعدیؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ -

" محمد قطب " قطب " است اگر عمرش وفا کند " (۲)

یعنی محمد قطب قطب ہے اگر ان کی عمر وفا کرے -

حضرت سعدیؒ آپ کے ساتھ بہت پیار و محبت کرتے اور آپ کو بے پایان نوازشات سے ممتاز فرمایا تھا - حضرت سعدیؒ خود فرماتے ہین کہ :

" چنان چھ چہ من با محمّد قطب کردہ ام ہیچ یکے از اولیاء با کسے نہ کردہ است و شاید بعد ازین ہم کسے نہ کند " - (۳)

سید محمد قطبؒ فرماتے ہین کہ حضرت سعدیؒ دوران احوال اکثر مجھے یہ فرمایا کرتے تھے کہ -

" ما پیوستہ با تو ہمراہ می باشیم اما تو مارا نمی بینی " یعنی مین ہمیشہ تیرے ساتھ ہوتا ہون مگر تو مجھے نہین دیکھ پاتا -

---

(۱) ظواہر ۱ ص ۵۳۳ - (۲) ظواہر ۱ ص ۵۳۴
(۳) " " ص ۵۳۴ -

چنانچہ ایکبار حسبِ عادت مین رات کے وقت صحرا کی جانب چل پڑا - مین ایک ویرانے مین کھڑا تھا کہ اچانک دور سے ایک شیر نمودار ہوا - اورمیرے قریب آکر تقریباً ایک قدم کے فاصلے پر کھڑا ہوگیا - وہ تھوڑی دیر میری طرف دیکھتا رہا اور اس کے بعد لوٹ کر واپس ہوا - مین نے کسی کے سامنے اس واقعے کا اظہار نہ کیا اور کچھ مدت کے بعد بنوں سے لاہور آکر حضرت سعدیؒ کی خدمت مین حاضری دی - دوران گفتگو انہون نے فرمایا کہ:

"ما باتو همراه می باشیم اما تو ما را نمی بینی" -

یاد رکھو اس رات کو جب کہ شیر تمہارے قریب آیا ہوا تھا - مین تمہارے اور شیر کے درمیان حائل ہوا اور اس کے بعد فرمایا کہ :

"زود وقتے آمد کہ چنان با تو همراہ باشیم کہ تو هم ما را بہ بینی " (۱)

یعنی بہت جلد وہ وقت آئے گا کہ مین تیرے همراہ ہون گا اور تو بھی مجھے دیکھے گا -

سیّد محمّد قطبؒ کو اپنے پیر و مرشد کی روحانیت کے طفیل خداوند تعالٰی نے اسرار غیب سے بہت کچھ عطا فرمایا تھا - مولانا موصوف خود فرمایا کرتے تھے کہ -

| "دانی همچو پیری را گرفتہ ام کہ حجابهائے زمین و آسمان را از پیشِ من برداشتہ است" | جانتے ہو ایسے پیرِ (کامل) کا دست گرفتہ ہون کہ زمین و آسمان کے پردے میری نظر کے سامنے سے ہٹا دیئے ہیں- |
|---|---|

آپ دوٗ بار پشاور تشریف لائے تھے - حضرت میان صاحب چمکنیؒ فرماتے ہین کہ جب پہلی بار یہان آئے تو مین نے ان کی خدمت مین حاضر ہوکر شرفِ ملاقات حاصل کیا - چند دن بعد مولانا سیّد محمّد قطبؒ نے شہر باجوڑ کا سفر اختیار کیا - ان کے چلے جانے کے بعد مین لاہور روانہ ہوا -

---

(۱) ظواهر ا ص ۵۳۶ -

ایک دن حضرت سعدیؒ نے میرے سر پر ہاتھ پھیر کر توجہ فرمائی اور سید محمد قطبؒ کے بارے مین دریافت فرمایا - مین نے کہا کہ سات ماہ ہوئے کہ پشاور سے نکل آیا ہون اور میری یہان روانگی سے پہلے وہ باجوڑ گئے ہوئے تھے - حضرت سعدیؒ بولے کہ ہان ان کے باجوڑ چلے جانے کی ہمین اطلاع ہوئی ہے لیکن ان کی واپسی کی خبر نہین ہوئی - اس سوال و جواب کے چند دن بعد سید صاحب لاہور پہنچ گئے -

**حضرت سید محمد قطب کی کرامت و تصرف کا ایک واقعہ -**

اسی سفر کا واقعہ ہے کہ سید محمد قطبؒ بعض مخلص طالبانِ طریقت کی خواہش پر کوہاٹ تشریف لے گئے - مولانا سید کے پاس شہر کوہاٹ کے خاص و عام جمع تھے اور آپ ان کو تلقین طریقہ فرما رہے تھے - کہ ایک شخص سے پوچھا کہ میرے طریقہ کو سمجھ گئے؟ - اس نے جواب دیا کہ نہین - یہ سن کر مولانا سید محمد قطبؒ نے جوش مین آکر التفات و تصرف کو کام مین لایا جس کے نتیجہ مین مرد و زن اور خورد و کلان سب مین ذکر وقوف قلبی کی زبردست تاثیر پیدا ہوئی یہان تک کہ شیرخوار بچون نے بھی ذکر وقوف قلبی کے غلبہ سے کئی روز تک پستانون کو منہ تک بھی نہین لگایا - یہ دیکھ کر اہلِ کوہاٹ ان کے مطیع و معتقد ہوکر ان کے دائرہ ارادت مین شامل ہوگئے - اس واقعہ کے بعد ان کو الہام ہوا کہ "خودنمائی کرتے ہو" لہٰذا استغفار کرکے خوفزدہ حالت مین پوری عجلت کے ساتھ وہان سے نکل پڑے -

۱۲۰۸ھ مطابق ۱۷۹۳ء کو ربیع الاول کے آخری ایام مین سید محمد قطبؒ شیخ سعدیؒ کی ملاقات کی غرض سے لاہور آئے - ان کے ساتھ ایک بار ملاقات ہوئی اس کے بعد وہ بیمار پڑ گئے - اور ۳ / ربیع الثانی کو رحلت کر گئے - حضرت مولانا سید حضرت سعدیؒ کی وفات سے اتنے غمگین ہو گئے کہ بنور جانے کا ارادہ ترک کرکے پشاور تشریف لائے اور ان کے دونون صاحبزادے سید محمد سعیدؒ اور سید محمد عبداللہؒ اس سفر مین ان کے ہمرکاب تھے -

حضرت میاں صاحب جمکنیؒ فرماتے ہیں کہ جمرات کو مولانا سید محمد قطبؒ پشاور پہنچ گئے میں ان کی خدمت میں حاضر تھا - اپنے پیرو مرشد حضرت سعدیؒ کی جدائی کی وجہ سے بے حد رنجیدہ خاطر اور پریشان تھے - اور نہایت درد انگیز انداز میں ان کے بعض حالات کا بیان فرما رہے تھے - دورانِ گفتگو مولانا سید محمد سعیدؒ نے ان سے کہا کہ فلاں ( یعنی محمد عمر ) نے حضرت سعدیؒ کی منقبت میں ایک مثنوی اور قصیدہ لکھا ہے اور انکی تحسین و تعریف فرمائی - یہ سن کر سید محمد قطبؒ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ وہ مثنوی اور قصیدہ لاؤ - فقیر ( میاں محمد عمر جمکنی ) نے کہا کہ یہاں نہیں گھر پر چھوڑ آیا ہوں ایک لحظہ سکوت کے بعد استفسار کیا کہ تمہارا گھر دور ہے یا نزدیک - میں نے جواب دیا - نزدیک ہے - تھوڑی دیر سکوت کے بعد فرمایا کہ جاکر وہ اشعار لے آؤ - میں نے جاکر وہ قصیدہ اور مثنوی لایا اور ان کے سامنے پڑھا - بہت خوش ہوکر بڑی نوازش فرمائی - تھوڑی دیر کے بعد فرمایا - دوبارہ پڑھئیے - چنانچہ میں نے وہ اشعار پھر ان کے سامنے پڑھ لئے -

حضرت میاں صاحب جمکنیؒ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے خلوت میں مولانا محمد سعیدؒ سے کہا کہ میری جانب سے جناب سید صاحب کی خدمت میں عرض کیجئے کہ جو کوئی شاہانِ زمانہ کی مدح سرائی کرتا ہے وہ اچھے انعام کا امیدوار ہوتا ہے - اور فقیر نے ایک ایسے بادشاہ کی مدح لکھی لکھی ہے کہ ہر دو جہان ان کے قبضہ اقتدار میں تھے - اب جبکہ وہ بادشاہ رحلت کر گئے ہیں آپ ان کے قائم مقام ہیں آپ کو ان کے نعمت خانہ سے جو نعمت حاصل ہے اس میں سے اس مدح کے بدلے میں کچھ حصہ عنایت فرمائیے -

مولانا محمد سعیدؒ نے جب اپنے والد بزرگوار کے سامنے یہ درخواست پیش کی تو بے حد خوش ہوئے اور فرمایا کہ ضرور اچھا بدلہ دیں گے اور ان کو خوش کریں گے ——— حضرت میاں صاحب جمکنیؒ فرماتے ہیں کہ یہ سردی کا موسم تھا - ایک رات تمام لوگ سوئے ہوئے تھے - آدھی رات کا وقت تھا

حضرت سید محمد قطبؒ حجرہ سے باہر تشریف لائے ــ اس وقت فقیر (محمدؐ عمر) باہر دالان میں سویا ہوا تھا ــــ یہ دیکھ کر نہایت اضطراب کی حالت میں اُٹھا ۔ دل میں خیال کیا کہ شاید ان کو پانی کی ضرورت ہے ۔ لہٰذا ان کی خدمت میں دوڑا ۔ حضرت سید محمد قطبؒ وہیں چھت کے کنارے تشریف فرما ہوئے اور فرمایا بیٹھ جاؤ ۔ اس کے بعد فرمایا کہ محمدؐ عمر! تجھے صنعت اکسیر سکھاتا ہوں ۔ یہ حلال روزی کمانے کا ایک ذریعہ ہے ۔ اس کے ذریعے اچھے طریقے سے گزر اوقات کیا کرو نیز فرمایا کہ حلف اٹھاؤ کہ کسی دوسرے کو اس راز سے آگاہ نہ کروگے ۔ فقیر نے کہا کہ جناب کا یہ منع کرنا حلف اٹھانے کے مترادف ہے ۔ نیز میں نے کہا کہ ان ابیات لکھنے سے میرا مقصد مذکورہ صلہ طلب کرنا نہیں تھا بلکہ طریقہ سلوک و طریقت کا استفادہ چاہتا تھا ۔ انہوں نے متوجہ ہوکر فرمایا کہ دونوں کام ہو جائیں گے ۔

چند دن بعد حضرت سید محمد قطبؒ باجوڑ کی جانب روانہ ہوئے ۔ سید محمد سعیدؒ ان کے ہمراہ تھے اور اپنی روانگی سے پہلے سید محمد عبداللہ اور ان کے خالہ زاد بھائی مولانا عبدالنبیؐ کو بعض محبین کی درخواست پر کوہاٹ روانہ فرمایا ۔

جب سید محمد قطبؒ باجوڑ پہنچے تو وہاں کے حاکم حاتم جان (۱) نے ان کی تشریف آوری کو غنیمت جان کر ان کی خدمت اور مہمانداری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ۔

ایک دن مولانا سید اکیلے صحرا کی جانب تشریف لے گئے یہاں تک کہ ایک نہر کے کنارے پہنچ گئے ۔ وہاں ایک عورت غسل کر رہی تھی ۔ یہ دیکھتے ہی نہایت عجلت کے ساتھ واپس لوٹنا چاہا مگر راہ نہ ہونے کی وجہ سے ایک اونچی جگہ سے گر پڑے اور جونہی آئیں اپنی قیام گاہ پہنچ کر بیمار ہوئے اور بیماری کی حالت میں وہاں سے روانہ ہوکر پشاور آئے اور علاقہ دوآبہ (تحصیل چارسدہ) میں متہ مغل خیل کے مولانا محمد فاضل باہیٹیؒ کے ہاں قیام فرمایا ۔ اور وہیں پر ۱۷/ رجب

---

(۱) حاتم جان کے حالات معلوم نہیں ہوسکے ہیں ۔

۱۱۰۸ھ مطابق ۱۶۹۶ء کو واصل الی اللہ ہوئے - انا للہ وانا الیہ راجعون - (۱)

حضرت مولانا محمد سعیدؒ فرماتے ہین کہ ایک روز حضرت سعدیؒ نے سید محمد قطبؒ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ -

| "ما و شما در یک سال به مکه خواهیم رفت" | یعنی مین اور تو دونون ایک سال مین مکہ جائین گے - (۲) |
|---|---|

آخر کار یہی ہوا اور یہ دونون بزرگ ایک ہی سال مین رحلت فرماگئے -

حضرت حاجی عبداللہؒ (المعروف حاجی بہادر کوہاٹیؒ) کے ساتھ نہایت گہرے تعلقات تھے اور حاجی عبداللہؒ اپنے پیر و مرشد حضرت سید آدم بنوریؒ کی اولاد مین سے ہونے کے سبب ان کا بے حد احترام کرتے تھے - اور ان کی درخواست پر کئی بار کوہاٹ تشریف لائے تھے - (۳)

---

(۱) یہ تفصیلات ظواہر ۱ ص ۵۴۴ - ۵۵۰ سے ماخوذ ہین -

(۲) ظواہر ۱ ص ۵۵۱ - مکہ جانے سے ان کا مطلب موت کی طرف اشارہ تھا -

(۳) تحفۃ السالکین (قلمی) از محمد درویش بن عبداللہ بن عبدالرحمن لاہوری ص ۱۲۱ - ۱۲۲ - ملک مملوکہ مولانا امیرشاہ قادری یکہ توت پشاور شہر -

**سیّد محمد قطبؒ کا مزار بنور مین ہے یا کوہاٹ مین - ایک تحقیق -**

عبدالحلیم اثر اپنی کتاب "روحانی ترّون" کے صفحہ ۹۲۷ پر لکھتے ہین کہ "وفات کے بعد سید محمد قطبؒ کی لاش کو کوہاٹ لے جایا گیا اور وہین حضرت حاجی بہادر کوہاٹیؒ کی قبر کے متصل ان کو دفنایا گیا -" نیز لکھتے ہین کہ " حاجی بہادر کوہاٹی کے مزار کے احاطے مین جو دو قبرین موجود ہین ان مین سے مغربی جانب کو حضرت سید محمد قطبؒ اور مشرقی جانب کو حاجی بہادرؒ کی قبر واقع ہے " -

مؤلف موصوف کا یہ بیان خلافِ واقعہ ہے اس لئے کہ حضرت میان صاحب جمکنیؒ اور مولانا

عبدالغفور پشاوری جو سید محمد قطب رح کے پشاور میں بطور امانت دفنائے اور پھر دوبارہ نکال کر بنور لے جانے کے موقعہ پر موجود تھے - دونوں کے بیانات سے اس کی تردید ہوتی ہے -

حضرت مولانا عبدالغفور رح فرماتے ہیں کہ سید محمد قطب رح کے یہاں پشاور میں دفنانے کے وقت میں خود موجود تھا اور جب ان کو قبر میں رکھا گیا تو اس وقت میں نے دیکھا کہ -

" حضرت بر زمین فرو بردند و معدوم شدند " -

( حضرت زمین میں نیچے چلے گئے اور معدوم ہوگئے )

اور جب حضرت سید محمد قطب رح کی نعش مبارک کو ہندوستان لے جانے کے لئے قبر سے نکالا جارہا تھا تو اس وقت بھی میں موجود تھا اور دیکھا کہ حضرت سید محمد قطب رح نے زمین سے خود بخود سر اٹھایا - ( ظواہر ۱ ص ۵۵۰ )

حضرت میاں صاحب چمکنی رح نے یہ واقعہ تفصیل سے بیان کیا ہے - فرماتے ہیں کہ حضرات سید محمد قطب رح کا وصال ہوا تو اسی رات مولانا محمد سعید رح کو خواب میں ظاہر ہوکر فرمایا کہ -

" مرا به وطن خواهی برد " -

اس اشارت کے بعد مولانا سعید رح ان کو بنور لے جانا چاہتے تھے مگر ان کی رحلت کے بعد تین روز تک مسلسل موسلا دھار بارش ہوستی رہی - مولانا کے محبین و مخلصین نے سید محمد سعید رح سے درخواست کی کہ مولانا سید محمد قطب رح کو یہاں دفن کیا جائے اور یہ ہمارے لئے باعث سعادت ہوگا مگر مولانا محمد سعید رح نے ایسا کرنے سے انکار فرمایا اور اسی شدید بارش ہی میں ان کی نعش کو پشاور لایا گیا اور بطور امانت حضرت شیخ حبیب پشاوری رح (المتوفی ۱۰۹۳ ھ) کے مزار کے احاطہ میں دفن کر دیا اور چند ماہ بعد ان کو اپنے آبائی وطن بنور میں منتقل کر دیا - فرماتے ہیں کہ

| | |
|---|---|
| "وبعد از ده ماه یا یازده ماه ایشان را به بنور بردند و درآنجا درقبه والد ایشان حضرت سید خواجه محمد علیه الرحمة دفن کردند " | دس گیارہ مہینے کے بعد آپ کی میت کو بنور لے گئے اور وہاں ان کے والد خواجہ محمد علیه الرحمة کے قبہ میں ان کو دفن کر دیا گیا - |

( ظواهر ۱ ص ۵۴۹ - ۵۵۰ )

مذکورہ بیانات سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضرت مولانا سید محمد قطب رح کا مزار مبارک

## محمد یحییٰ سرالاعظم شیخ

قطب هفت اقلیم شیخ رهنما

شیخ یحییٰ بندهٔ خاص خدا

مخزن لطف و عنایات خدا

غوث اعظم خواجهٔ هر دو سرا

فرق او بر تو خود از عرش بلند

از امامت در خلافت بهره مند

مظهر آیات و محبوب خدا

کان علم و معدن صدق و صفا

مرشد اهل حقیقت کعبهٔ اهل طلب

هر کجا صدیق ازو بوده ادب

هر یکے راز اولیاء شانے نکوست

گردن شان لیک زیر پای اوست

کوئی زوشد قبلهٔ اهل طلب

باش واقف روی او مرات رب

فیضیاب از لطف او قدوسیان

طعمهٔ خوار از دست او آفاقیان

دیدهٔ اهل جهان را نور ازو

منکران را دیدهٔ دل کور ازو [1]

---

═ بنور میں واقع ہے نہ کہ حضرت حاجی بہادر کوہاٹی کے احاطہ مزار میں ـ واللہ اعلم ـ

* * * * * *

(۱) ظواهر السرائر ۲ ص ۵۰۲ ـ ۵۰۳

" کاشف اسرار برگزیدہ احرار قطب الملة والدین غوث الخلائق و اهل یقین امام الاولیاء خلیفه رب العالمین " سر الاعظم ابو اسماعیل حضرت شیخ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میان صاحب چمکنی نے جن علماء و مشائخ سے فیض حاصل کیا ہے ان مین سے حضرت سعدی لاہوری کے بعد دوسری نمایان شخصیت حضرت شیخ محمد یحییٰ کی ہے - آپ کا نام محمد یحییٰ کنیت ابو اسماعیل اور لقب سر الاعظم تھا - حضرت جی اٹک کے نام سے مشہور ہین - ۱۰۲۳ ھ مطابق ۱۶۳۳ء کے حدود مین اٹک کے مضافات مین پیدا ہوئے اور ۱۱۲۶ ھ مطابق ۱۷۱۴ء سے پہلے پہلے اٹک کے مقام پر داعی اجل کو لبیک کہا - (۱)

---

(۱) عبدالحلیم اثر صاحب نے اپنی کتاب " روحانی تڑون " کے صفحہ ۶۸۳ پر شیخ محمد یحییٰ کا سن پیدائش ۱۰۲۴ ھ مطابق ۱۶۱۵ء مقام پیدائش سرہند اور سن وفات ۱۱۳۱ ھ مطابق ۱۷۱۸ء بتایا ہے - راقم الحروف کے نزدیک یہ تینون باتین محل نظر ہین - اس لئے کہ شیخ محمد یحییٰ خود فرماتے ہین کہ سید آدم بنوری کی وفات کے وقت مین سن بلوغ کو نہین پہنچا تھا چونکہ سید آدم بنوری ۱۰۵۳ ھ مطابق ۱۶۴۳ء مین وفات پا چکے ہین پس اگر ہم اس وقت ان کی عمر ۱۳ سال یعنی فرض کر لیتے ہین تو اس حساب سے بھی ان کا سن پیدائش (۱۰۵۳ ھ - ۱۳ ) ۱۰۴۰ ھ مطابق ۱۶۳۰ء برآمد ہوجائے گا - لہٰذا اس بیان کی روشنی مین یہ وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ ۱۰۲۴ ھ مطابق ۱۶۱۵ء ان کا سن پیدائش قطعاً مقرر نہین کیا جاسکتا - اور جہان تک آپ کی جائے پیدائش کا تعلق ہے تو اس سلسلے مین یہ بات یقینی ہے کہ آپ کے آبا و اجداد اٹک کے گردو نواح مین مستقلاً آباد تھے - اور عرصہ دراز سے وہان پر سکونت رکھتے تھے - لہٰذا قرین قیاس بات یہی ہے کہ آپ اٹک ہی کے مضافات مین پیدا ہوئے ہین نہ کہ سرزمین سرہند مین -

اس کے علاوہ مؤلف موصوف نے شیخ محمد یحییٰ کا جو سن وفات تحریر کیا ہے راقم الحروف کی نظر مین وہ بھی درست نہین ہے کیونکہ ایک معاصر عالم محمد غوث قادری جن کی ملاقات شیخ محمد یحییٰ کے ساتھ ثابت ہے - ۱۱۲۶ ھ مین اپنی کتاب " رسالہ غوثیہ " مین لکھتے ہیں

حضرت سرالاعظمؒ کا خاندان زمانۂ قدیم سے خیر و برکت اور صلاح و فلاح کا خاندان رہا ہے اور اپنے وطن میں "خاندان شیخان" کے نام سے یاد کیا جاتا تھا ۔ اس میں مسلسل صاحبانِ کشف و کرامت اولیاء اللہ گزرے ہیں اور ہمیشہ سے خاص وعام کا مرجع رہا ہے ۔

آبا و اجداد

آپ کا آبائی وطن ماوراء النہر ہے اور مغل نسل کے جغتائی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں ۔ اپنے آبائی وطن سے مہاجرت اور سرزمین پنجاب میں سکونت اختیار کرنے کا سبب بیان کرتے ہوئے آپ فرمایا کرتے تھے کہ زمانۂ قدیم میں ہمارے آباؤاجداد میں سے کسی کو راہ سلوک کی فکر دامنگیر ہوئی ہوئی اور فقیری و درویشی کی طلب میں اپنے وطن مالوف سے نکل کر پیر طریقت کی تلاش و جستجو میں چل پڑا ۔ کافی جدوجہد کے بعد پنجاب پہنچ کر ایک ولیؒ جو لوہاری کا کاروبار کرتے تھےؒ سے ملاقات ہوئی ۔ اس نے اس ولی کے ساتھ قیام کیا اور اس کی خدمت کو اپنا پیشہ بنا کر ان کے شرف صحبت سے اور توجہ و التفات سے ولایت و عرفان کا مقام حاصل کیا ۔ حصولِ کمال کے بعد اس ولی نے اپنی صاحبزادی اس کے ساتھ بیاہ دی اور بعد ازاں اس نے ترک وطن کرکے ملک پنجاب میں اٹک سے آٹھ میل دور "سرواله" کے مقام پر سکونت اختیار کرلی ۔ اور اس [illegible] وقت سے لوہاری کا لقب اور کاروبار ہمارے خاندان میں چلا آرہا ہے ۔

---

= ہیں کہ "شیخ یحیٰی از افرادِ زمانہ بودند ـــ ذکر قلبی در صحبت ایشان غالب بود و حبس نفس بسیار می کردند و در ورع و ریاضت ممتاز بودند" ۔ اس عبارت میں مولانا محمد غوثؒ نے شیخ محمد یحیٰی کے لئے ماضی کے صیغے استعمال کئے ہیں جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ آپ ۱۱۲۶ھ مطابق ۱۷۱۴ء سے پہلے پہلے رحلت کر گئے تھے ۔ واللہ اعلم

(مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ظواہر ا ص ۶۳۱ ـ ۶۳۲) اور رسالہ غوثیہ (قلمی) ص ۵۲ ـ ۵۳ ـ ۵۷)

******

شیخ محمد یحییٰؒ کے پردادا کا نام شیخ ہویا ہے۔ وہ اپنے وقت میں مرجع خلائق بزرگ گزرے ہیں اور اپنے آباو اجداد سے نسبیِ طریقت حاصل تھی۔ لوہاری کا کاروبار کرتے تھے اور اپنے مشرب کو پوشیدہ رکھنے کے لئے اسی پیشہ لوہاری ہی کو اخفاء حال کا ذریعہ بنائے ہوئے تھے۔

آپ کے دادا شیخ الیاسؒ بھی خدارسیدہ بزرگ تھے۔ علوم باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کئے تھے۔ اپنے والد کی طرح اخفاء حال میں بےحد کوشش کرتے تھے مگر اس کے باوجود روزانہ کثیر تعداد میں لوگ آکر ان کے گرد جمع رہتے اور ان کی روحانیت کے فیضان سے سیراب ہوجاتے تھے۔ فنا فی اللّٰہیت اور انفاق فی سبیل اللہ جیسی صفات حمیدہ میں ان کو درجہ کمال حاصل تھا۔ شیخ موصوف کاشتکاری کا کاروبار کرتے تھے اور جو بھی غلہ پیدا ہوتا تھا فقراء و مساکین پر خرچ کرتے تھے ان کا دسترخوان ہر وقت بچھا رہتا تھا اور موضع "سرواله" سے جس کسی کا گزر ہوتا تھا تو جوکچھ موجود ہوتا اس کے سامنے رکھ دیتا تھا۔

شیخ الیاسؒ نے خدمتِ خلق کو اپنی زندگی کا مشن بنایا تھا اور مخلوق خدا کی حاجت براری میں حد درجہ کوشش فرماتے اور جب تک دوسروں کا کام پورا نہ ہوتا اس وقت تک اپنے کام کو ہاتھ بھی نہ لگاتے تھے۔

آپ بلاناغہ روزانہ اپنے آدمی ساتھ لے کر بہت سی روٹیاں اور چند کوزے لسّی لے جاتے اور سر راہ بیٹھ کر راهگیروں کو کھلایا کرتے تھے۔ (۱)

سلطان جہانگیر المتوفی ۱۰۳۷ھ مطابق ۱۶۲۷ء کا زمانہ تھا۔ ایکبار ان کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ بادشاہ ان کی صحبت سے بےحد محظوظ ہوئے اور مدد معاش کے لئے موضع سرواله کے قریب ایک وسیع قطعۂ اراضی ایک شاہی فرمان کے ذریعے ان کو بطور جاگیر عنایت فرمایا۔ (۲)

---

(۱) یہ تفصیلات ظواہر السرائر ۱ (قلمی) کے صفحات ۹۲۱ - ۹۲۲ سے ملخصاً ماخوذ ہیں۔

(۲) ظواہر ۱ ص ۹۳۵ -

حضرت سرالاعظمؒ کے والد بزرگوار شیخ پیرداد اپنے آباء کرام کے پیروکار پابند شریعت بزرگ تھے ۔حضرت سرالاعظمؒ ابھی کمسن تھے کہ والد ماجد کا انتقال ہوگیا ۔والد بزرگوار کی وفات کے بعد آپ اپنے دادا شیخ الیاسؒ کی آغوش تربیت میں رہے ۔

حضرت سرالاعظمؒ فرماتے ہیں کہ والد بزرگوار کی وفات کے بعد دادا نے میری پرورش و تربیت کا بیڑا اٹھایا ۔اپنے تمام اہل و عیال سے زیادہ میرے ساتھ پیار و محبت کرتے تھے ۔اور امور زراعت کے لئے کھیتوں میں جانے کا ارادہ کرتے تو مجھے گھوڑی پر بٹھا کر ساتھ لے جاتے تھے ۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو لوگوں کو منع فرمایا تھا کہ کوئی اس وقت ان کے احوال میں مزاحم نہ ہو مگر مجھے اپنے ساتھ بٹھا کر ہدایت فرمائی کہ میرے چہرے کی طرف دیکھتے رہو اور اپنے صاحبزادوں کو حکم دیا تھا کہ جب بھی چاہے کہ میرے چہرے کو دیکھے تو اس کو منع نہ کرو ۔اور اگر لحد میں بھی میرا دیدار کرنا چاہے تو بھی اس کو اجازت ہے ۔حضرت سرالاعظمؒ کا بیان ہے کہ یہی وجہ ہے کہ لحد میں رکھے جانے کے بعد بھی مجھے اس کا شرف دیدار حاصل ہوا اور اس وقت میں سن بلوغ کو نہیں پہنچا تھا ۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ مدینہ منورہ میں حضرت سید آدم بنوریؒ کا وصال ہو چکا تھا ۔ اور ان کے بعض اصحاب و احباب پنجاب آئے تھے ۔جن کی زبانی ان کے بعض کمالات و کرامات کے سننے کا اتفاق ہوا جس کی وجہ سے ان کے ساتھ اخلاص اور محبت و شوق کا جذبہ دل میں جاگزین ہو گیا اور روز بروز اس میں اضافہ ہوتا گیا ۔اور ان کی صحبت کی عدم دریافت کی وجہ سے ندامت و پشیمانی بڑھتی رہی چنانچہ میں گھر سے نکلا اور ہر شہر و ملک کا چکر کاٹتا رہا تاکہ سید آدم بنوریؒ کی طرح کوئی شیخ و پیر تلاش کروں ۔ معلوم ہوا کہ کشمیر میں ایک شیخ موجود ہے ۔اس کی خدمت میں حاضری دی دیکھا کہ تمباکو نوشی کر رہا ہے لہٰذا اس کو سلام بھی نہیں کیا اور واپس لوٹ آیا ۔اس کے بعد یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اگر سید آدم بنوریؒ کے کسی مرید و خلیفہ کے

ھاتھ پر بیعت نصیب ھوئی یہ بھی میرے لئے سعادت عظمیٰ ھوگی (۱) - چنانچہ اس خیال سے جہاں کھین کسی شیخ و پیر کے بارے مین اطلاع ملتی اس کی خدمت مین حاضر ھوتا لیکن اطمینان قلب حاصل نہ ھوتا لہٰذا وقت موعود کا انتظار کرتا رھا (۲) -

ابتداء مین حضرت مجدد الف ثانی رح کے فرزند عروۃ الوثقیٰ حضرت مولانا محمد معصوم رح کے مرید و خلیفہ شیخ تِلّا رح (۳) کی صحبت سے استفادہ کیا اور ان کی وفات کے بعد حضرت شیخ سعدی رح کی خدمت مین حاضر ھوئے - اور اللہ تعالیٰ نے ان کو حضرت سعدی رح کی التفات و توجہ کی برکت سے پہلی ھی ملاقات مین درجہ کمال عطا فرمایا (۴) -

---

(۱) مفتی غلام سرور لاھوری نے اپنی کتاب خزینۃ الاصفیاء مین سر الاعظم محمد یحییٰ زنگی کی زبانی شیخ سعدی لاھوری رح کے مناقب کا بیان کیا ھے اور سرالاعظم محمد یحییٰ زنگی کو سید آدم بنوری رح کا خلیفہ بتایا ھے اور عبدالحلیم اثر صاحب نے اپنی کتاب روحانی تڑون مین اس کا حوالہ دیا ھے -

خزینۃ الاصفیاء کے مذکورہ بیان سے ظاھر ھے کہ حضرت سرالاعظم شیخ محمد یحییٰ زنگی رح کی حضرت سید آدم بنوری رح کے ساتھ ملاقات نہین ھوئی ھے اس لئے ان کی خلافت کا سوال پیدا نہین ھوسکتا - ممکن ھے کہ یہ سرالاعظم محمد یحیی زنگی کوئی اور ھو ان کے بیانات کو حضرت جی اٹک رح کی طرف منسوب کرنا صرف سوء تفاھم ھی کا نتیجہ ھوسکتا ھے - واللہ اعلم -

(۲) ظواھر ۱ ص ۹۳۲ -

(۳) شیخ تِلّا ایک مستجاب الدعا اور عالم و فاضل بزرگ تھے اور قلعہ اٹک کے گرد و نواح مین قیام پذیر تھے - حضرت سرالاعظم کے والد بزرگوار شیخ پیر داد نے بھی ان سے روحانی استفادہ کیا تھا - حضرت سرالاعظم فرماتے ھین کہ شیخ تِلّا نے نہایت فصیح و بلیغ انداز مین بزبان پنجابی سورہ یوسف کا منظوم ترجمہ کیا تھا - دیگر حالات تاحال پردہ خفا مین ھین -

(ملاحظہ ھو ظواھر ۱ ص ۹۳۲ - ۹۴۰)

(۴) ظواھر ۱ ص ۹۳۸ -

حضرت سرالاعظم حضرت سعدی کے محبوب و مقبول - منظور و مخصوص اور عاشق و محرم اسرار خلیفہ اکبر تھے - حضرت میان محمد عمر جمکنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ حضرت سعدی کی التفات و عنایت کا اثر ہے کہ آج حضرت سرالاعظم ایک مظہر آیات اور مجمع کرامات کامل و مکمل ولی ہین - اور سلسلہ نقشبندیہ کی اشاعت و ترویج مین مصروف ہین اور ان کے مخلص اور نیازمند احباب و اصحاب کو امید ہے کہ ان کے وجود کی برکت سے یہ سلسلہ تا قیام قیامت قائم رہے گا -

حضرت سرالاعظم خود بھی فقر و تجرد کی صفات عالیہ سے متصف تھے اور دیگر فقراء کے ساتھ بھی بہت محبت و ایثار کا مظاہرہ کرتے تھے -

آپ اخفاء احوال کا بے حد اہتمام کرتے اور کوشش کرتے کہ بال برابر بھی احوال مین سے کوئی چیز ظاہر نہ ہونے پائے اور مبادی حال کی جو باتین اپنے محبین صادقین کو ظاہر کردی ہین وہ اشارہ ربانی یا "واما بنعمۃ ربک فحدث" کی تعمیل کے طور پر ہین کیونکہ اولیاء اللہ اپنے کمالات کا جو اظہار کرتے ہین وہ شکراً ہوتا ہے نہ کہ ریاءً و افتخاراً - (۱)

آپ نہایت عابد و زاہد بزرگ تھے اور بے حد ریاضت و عبادت فرماتے تھے - شیخ محمد شمس آبادی کے صاحبزادے محمد یوسف کا بیان ہے کہ مین شیخ سعدی کے ساتھ کشتی مین بیٹھ کر دریائے اٹک کو عبور کررہا تھا کہ اچانک شیخ یحییٰ ظاہر ہوئے جو آنحضرت کی ملاقات کے لئے آرہے تھے - حضرت سعدی نے اس موقع پر ان کے کمال ریاضت اور محنت شاقہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ :

(۲)

"سبحان اللہ این عزیز چہ گذران دارد" | سبحان اللہ یہ عزیز کیا گذر اوقات کرتے ہین -

---

(۱) ظواہر ۱ ص ۶۳۸ -
ایضاً ملاحظہ ہو بیان القرآن از مولانا اشرف علی تھانوی پارہ ۳۰ سورہ والضحی -

(۲) ظواہر ۱ ص ۶۳۸ -

حضرت سرالاعظم فرماتے ہین کہ ایکبار (۱۱۰۷ ھ مطابق ۱۶۹۵ ء) مین لاہور گیا اور دوسرے احباب و رفقاء کے ساتھ شیخ سعدی کی مسجد مین مقیم ہوا - ایک رات ہمارے پاس تشریف لائے اور مجھے مخاطب ہوکر فرمایا کہ : جاگ رہے ہو - مین نے کہا - ہان - فرمایا

| | |
|---|---|
| "بیداری متضمن سعادت جاودانی است هر کسے را میسر نمی شود" - | بیداری مین سعادت جاودانی ہے ہر شخص کو یہ میسر نہین ہوتی - |

اس کلام کے بعد مجھے تھوڑی دیر سونے کی ہدایت فرمائی -

حضرت سرالاعظم نے ۱۱۱۲ ھ مطابق ۱۷۰۰ ء مین ایک بار ایک مجلس مین فرمایا -

| | |
|---|---|
| "حالاً پنج سال است کہ از راہ بشریت بہ خواب می رویم و پیش ازان چند سال بہ خواب نہ رفتہ بودیم" (۱) - | اب پانچ سال ہوئے کہ از راہ بشریت سوتا ہون اور اس سے چند سال قبل نہین سوتا تھا - |

حضرت سرالاعظم قولاً فعلاً اور حالاً شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع اور سنتِ نبوی کے پیروکار پیر و مرشد تھے - حضرت میان صاحب جمکنی ان کے احوال کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہین -

| | |
|---|---|
| "حضرت خدمت مولانا پیوستہ شرف قبول و وصول صحبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دارند و ہمیشہ افعال و اقوال ایشان بہ متابعت شریعت غرّا و اطوار و احوال ایشان بہ مطابقت بیضا است و بر جادۂ شریعت مقیم و بر سجادۂ طریقت مستقیم اند" (۲) - | حضرت سرالاعظم ہمیشہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف قبولیت اور آپ کی صحبت کے شرف سے مشرف ہوتا ہے - ہمیشہ آپ کے تمام اقوال و افعال اور آپ کے تمام احوال و اطوار شریعت بیضا کے موافق ہوتے ہین اور ہمیشہ مولانا راہ شریعت پر ثابت قدم اور سجادہ طریقت پر مستقیم رہتا ہے |

(۱) ظواہر ۱ ص ۶۸۷ - (۲) ظواہر ۱ ص ۶۲۸ -

ایک اور معاصر صوفی عالم حضرت مولانا محمد غوث قادری ان کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہین -

"شیخ یحیی از افراد زمانہ بودند ۔۔۔ (۱) و در ورع و ریاضت ممتاز بودند و از غیر حق اعراض کلی داشتند چنانچہ خاک و طلا و شاہ و گدا در نظر او متساوی بود و سوائی یاد حق فرصت نہ داشتند و کسی را در مجلس ایشان مجال سخن نہ بود ہر کہ می آمد بےاختیار ساکت می شد و توجہ بہ یاد حق می نمودند و خوارق ایشان اکثر بظہور می آمدند و گاہی بر چارپائی خواب نکردند و بالین زیر سر نہ نہادند و از وضوء عشاء نماز صبح می خواندند" (۲) -

حضرت شیخ یحیٰ افراد زمانہ مین سے تھے — ریاضت و ورع مین ممتاز تھے اور غیراللّٰہ سے کلی اجتناب کرتے تھے چنانچہ خاک و سونا اور شاہ و گدا آپ کی نظر مین برابر تھے اور سوائے یاد حق کے دوسرے کامون کے لئے فارغ نہ تھے - آپ کی مجلس مین کسی کو بات کرنے کی جرأت نہ تھی جو کوئی بھی آپ کی مجالس مین آتا تھا بے اختیار خاموش ہو جاتا تھا اور یاد حق کی طرف متوجہ ہوجاتا تھا - آپ سے اکثر کرامات ظاہر ہوتے تھے - چارپائی پر کبھی نہین سوتے تھے اور تکیہ سر کے نیچے نہین رکھتے تھے - اور عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے -

(۱) رسالہ غوثیہ از محمد غوث قادری (قلمی) ۱۱۲۶ ھ ورق ۵۷ ریکارڈ آفس لائبریری پشاور - متوفی ۱۱۵۲ ھ

(۲) رسالہ غوثیہ از محمد غوث قادری (متوفی ۱۱۵۲ ھ) (قلمی) ورق ۵۲ - ۵۳ -

نوٹ) مذکورہ رسالے کا دوسرا (قلمی) نسخہ مولانا امیرشاہ قادری یکہ توت پشاور شہر کے کتب خانہ مین محفوظ ہے -

******

| ذکر نفی و اثبات بہ طریق حبس نفس ۔ | حضرت سرالاعظم کو طریقہ ٔ نقشبندیہ مین حبس نفس یا حبس دم کے ساتھ ذکر نفی و اثبات کرنے مین ممتاز حیثیت حاصل تھی ۔آپ |
|---|---|

خود فرماتے کہ مین ایکرات کو صرف چار سانس مین گزارتا تھا اور ہر سانس مین تقریباً سات ہزار بار ذکر نفی و اثبات کیا کرتا تھا اور ارادہ تھا کہ ایک ہی سانس مین ساری رات گزارون ۔مگر جب اپنے پیر و مرشد حضرت سعدیؒ کو اس کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا ۔یہ کافی ہے اس سے زیادہ دماغ مین خلل پیدا کرتا ہے ۔(۱)

آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیر طریقت کی تمام خصوصیات و صفات سے مزین فرمایا تھا ۔ حضرت میان صاحب جمکنیؒ لکھتے ہین کہ :

| "وجود مبارک سرالاعظم را غنیمت روزگار باید دانست و فی الحقیقۃ آنست کہ حضرت ایشان علیہ الرحمۃ والرضوان باز از سر نو در دنیا ظہور کردہ اند بعد از آنکہ از دنیا رحلت کردہ بودند "۔ (۲) | حضرت سرالاعظم کے وجود مبارک کو غنیمت سمجھنا چاہئے اور حقیقت یہ ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعدی رحلت کرنے کے بعد دوبارہ دنیا مین ظاہر ہوکر آئے ہین ۔ |
|---|---|

آپ نے ساری عمر خلق خدا کے ارشاد و ہدایت مین گزاری اور اس طرح ان کے نور معرفت

---

(۱) ظواہر السرائر ۱ ص ۶۶۴ ۔ حضرت میان صاحب جمکنیؒ نے حضرت شیخ یحییٰؒ کے حبس دم کا یہ حال ۱۱۱۲ھ مطابق ۱۷۰۰ء مین قلمبند کیا ہے ۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی آخری عمر مین اس طریقہ ٔ ذکر مین اور بھی ترقی حاصل کی تھی ۔کیونکہ ایک معاصر صوفی مولانا محمد غوث ۱۱۲۶ھ مین حضرت سرالاعظم کے چشم دید احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہین کہ

" ذکر قلبی در صحبت ایشان غالب بود و حبس نفس بسیار میکردند چنانچہ در تمام شب یک دو نفس می کشیدند " (ملاحظہ ہو رسالہ غوثیہ (قلمی) ورق ۵۲ ریکارڈآفس لائبریری پشاور)

سے ہزاروں بندگانِ خدا کے تاریک سینے منور ہوئے -

در ایوانِ جہان آن نیک معنیٰ

بود یک نیکبختی صحبه آرا

درین صحبه ز نورِ روئے یحییٰ

بود روشن چراغ اھلِ معنیٰ (۱)

حضرت سوالاعظمؒ فرماتے ھین کہ ابتدائی احوال کے زمانے میں میرے گھر مین پانچ سو روپیہ نقد اور بہت زیادہ غلہ موجود تھا - ایکرات خواب مین ایک بزرگ حاضر ہوا اور مجھے مخاطب ہوکر فرمایا کہ جو کچھ تو تلاش کرتا ہے اور جو کچھ تو رکھتا ہے ایک دوسرے کی ضد ہے اور ہر گز یہ دونوں اضداد جمع نہیں ہوسکتے - نیز آپ نے دیکھا کہ ایک عظیم دریا ہے جس کے کنارے بہت سی غلاظت ہے اور اس غلاظت و نجاست کی دوسری طرف ایک خوبصورت نوجوان کھڑا ہے جو حسن و خوبی کی تمام صفات سے آراستہ و پیراستہ ہے - اس بزرگ نے مجھے فرمایا کہ یہ دریا دریائے تجرید ہے اور وہ نجاست نجاست دنیوی ہے جب تک اس نجاست کو اس دریا مین نہ بہایا جائے اس نوجوان خوش خصال تک پہنچنا محال ہے - اور اس نوجوان سے مراد حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ہے - مین اس واقعہ سے بہت متنبہ ہوا اور دل مین سوچتا رہا - دوسری رات دوبارہ وہ بزرگ حاضر ہوا اور فرمایا کہ ابھی تک دنیا کو ترک نہیں کیا ہے - مین نے کہا کہ مشائخ متقدمین مین سے بہت سے حضرات ایسے ہیں جو بہت سے مال و دولت کے مالک تھے - اس کے باوجود نہ توان کے مرتبہ مین کچھ فرق آیا اور نہ ان کے کمالات کو کچھ نقصان پہنچا - اس بزرگ نے خواب مین کہا کہ مشائخ مین سے جو کوئی دنیا مین مبتلا ہوجاتا ہے اگر چہ دنیا کی جانب قلبی میلان نہ بھی رکھتا ہو مگر پھر

---

(۲) = ظواہر السرائر ۱ ص ۶۹۳ -

*****

(۱) ظواہر السرائر ۲ ص ۵۰۳ -

بھی وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دوام صحبت سے محروم رھتا ہے اور بقدر گرفتاری آپ کی صحبت سے حجاب واقع ہوتا ہے -اور اگر کبھی شرف صحبت حاصل بھی ہو تو وہ ورا حجاب ہوا کرتی ہے -اور جو کوئی چاھتا ہے کہ ہر وقت اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہو اور آپ کی صحبت کے درمیان حائل تمام حجابات بصر و بصارت سے ہٹ جائین تو اسے چاھئے کہ وہ اصلاً و قطعاً دنیا کے ساتھ تعلق نہ رکھے -

تو خدا خواھی و ہم دنیا ی دون

این خیال است و محال است و جنون

نیز اس بزرگ نے فرمایا کہ بعض مشائخ طریقت سے منقول ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی مین یہ دعا کی کہ " رَبِّ هَبْ لِي مُلكاً " (اے میرے پروردگار میرا قصور عفو معاف فرما اور مجھے بادشاہت عطا فرما ) تو اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرماکر ایک عظیم سلطنت عطا عنایت فرمائی مگر جب ان کو ملک و سلطنت کی آفت کا علم ہوا تو فرمایا کرتے تھے کہ :

لا يَنْبَغِي لِاَحدٍ مِنْ بعدِي [1] (میرے بعد کسی کو میسر نہ ہو )

حضرت سرالاعظم فرماتے ہین کہ جب مین خواب سے بیدار ہوا تو اپنے گھر آیا اور جو کچھ میرے پاس موجود تھا سب کو اپنی ملکیت سے نکال دیا - [2]

اس واقعہ کے چند دن بعد مین تزکیہ باطن کی خاطر سفر پر روانہ ہوا اور ہر ملک و شہر کا چکر لگایا - جب واپس اپنے وطن آیا تو اچانک بڑی وبا پھیل گئی جس کے نتیجہ مین سوائے ایک فرزند محمّد اسماعیل اور دو لڑکیون کے تمام اھل خانہ اس وبا کی نذر ہوگئے-بچے کم سن تھے -مین

---

(١) پوری آیت یون ہے - قال رب اغفرلی وھب لی ملکاً لا ینبغی لاحد من بعدی انک انت الوھاب - (سورہ ص ٣٨ آیت ٣٥)

(٢) ظواھر ١ ص ٦٢٠ - ٦٢١ -

بہت حیران و پریشان ہوگیا خود محنت و مشقت کرتا اور جو روپیہ دو روپیہ کماتا اس سے گندم خریدتا اور خود چکی میں پیس کر بچون کو کھلایا کرتا تھا - ان دنون مَیں لاہور میں بہت آمدو رفت کرتا تھا حضرت سعدیؒ بچون کی خدمت کی بہت تاکید فرماتے - اور اسی وجہ سے جلدی اپنے وطن رخصت فرمایا کرتے تھے -

حضرت سرالاعظمؒ فرماتے ہین کہ انہی دنون کا واقعہ ہے کہ ایک دن مین صحرا مین ایک مسجد مین بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور سامنے بیٹھ کر پوچھا کہ تمہارا سبب معاش کیا ہے - مین نے کہا کہ محنت مزدوری کرکے جو کچھ کماتا ہون اپنے بچون پر خرچ کرتا ہون - یہ سن کر اس نے چقماق کے ذریعے آگ جلائی اس کے بعد اپنے تھیلے سے کچھ دوائی نکال کر آگ پر رکھدی اور مس کا ایک ٹکڑا اس پر رکھ دیا - وہ فوراً پگھل کر سفید چاندی مین تبدیل ہوگیا اور کہا کہ یہ ہنر سیکھو اور بلا محنت و مشقت اپنی روزی کماؤ - مین نے جواب مین کہا کہ مین نے دنیا کو اپنے آپ سے علیحدہ کر دیا ہے - اور تو دوبارہ اس بلائے عظیم مین مجھے مبتلا کرتا ہے زجر و توبیخ کرکے اس کو ہٹا دیا اوردوبارہ اپنے کام مین مشغول ہوگیا - (۱)

(۲)
طوبیٰ لمن تحلّی بالعفاف ورضیَ بالکفاف

(خوشخبری ہے اس کے لئے جو اپنے آپ کو زیور زہد سے آراستہ کیا اور گزارے کی روزی پر قناعت کی ) -

فرماتے ہین کہ ایک بار حضرت سعدیؒ نے اپنے تصرف سے فتوحات کے تمام دروازے مجھ پر کھول دئیے - اطراف و اکناف سے لوگ رجوع کرکے بہت سے ہدایا و تحائف میرے پاس لانے لگے اور احباب و اصحاب کے لئے طعام کا اہتمام ہونے لگا - مین سمجھ گیا کہ یہ حضرت سعدیؒ کے تصرف

---

(۱) ظواہر ۱ ص ۶۴۱ - ۶۴۲

(۲) درہ نادرہ از مرزا مہدی خان (فارسی) طبع اول ص ۶۹۰ - ۱۵۸

و التفات کا اثر ھے - چنانچہ فوراً ان کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کی کہ :

" من بہ طعام بخشی وآش دھی‌نام آورشدن نمی خواھم کہ در خلق شهرت یابم کہ فلانے کلان شیخ است و تا این قدر طعام بہ مردم می دھد و مرا آنچہ بہ کار است یاد حق است سبحانہٗ کہ طالبان بہ آن مشغول باشند خواہ گرسنہ باشند و یا از خانہ خود چیزی خورند "

مینٔ طعام بخشی اور لسّی کی بخشش کے ذریعے شہرت نہین چاھتا اور یہ کہ لوگون مینٔ مشہور ہوجاوٗن کہ فلان بڑا شیخ ھے اور اتنا طعام لوگون کو دیتا ھے - مجھے جو چیز درکار ھے وہ یادِ حق ھے کہ طالبان حق اس مینٔ مشغول ہون خواہ وہ بھوکے ہون یا اپنے گھر مین سے کھاتے ہون -

آنحضرت نے یہ سن کر فرمایا کہ :

" الحمد للّٰہ کہ شما را اللّٰہ تعالیٰ چنین توفیق دادہ است "(1)

یعنی خدا کے لئے حمد و ثناء ھے کہ تمھے اتنی توفیق عطا فرمائی ھے -

حضرت میان صاحب چمکنیؒ فرماتے ھین کہ ایک رات حضرت سرالاعظمؒ کے پاس کوئی طعام لے آیا - مین اس وقت ان کے سامنے بیٹھا ہوا تھا ہاتھ بڑھا کر تھوڑا کھایا اس کے بعد کہا کہ کتنا زیادہ نمک ڈالا ھے اور دو تین بار یہ بات دھرائی - مجھے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم بھی اس سے کچھ کھاوٗ - پس مین نے بھی اس مین سے کھا لیا - حضرت سرالاعظمؒ نے حسب معمول نماز تہجد کے بعد اپنے اصحاب و احباب سے متوجہ ہوکر چند نصائح فرمائے - اسی اثناء مین اچانک کئی بار کلمہ استغفار پڑھ کر بیان فرمایا کہ آدھی رات کو خواب مین دیکھا کہ ایک نیک خصال آدمی سفید لباس مین ملبوس ایک برتن دسترخوان مین لئے ہوئے میرے پاس آیا اور دسترخوان بچھائی اور جس طبق مین طعام لایا تھا وہ اتنا صاف و شفاف اور چمکدار تھا کہ اس کی روشنی سے تمام مسجد روشن ہوگئی اور وہ

(1) ظواھر ۱ ص ۶۸۰ -

طعام اتنا نرم و لطیف تھا کہ متعجب ہوکر مین نے سبحان اللہ کہا اس شخص نے مجھے مخاطب ہوکر کہا کہ الحمد للہ کہ فقیر جو لطیف و لذیذ طعام تمہارے پاس لایا اس سے متعجب ہوکر تم نے سبحان اللہ کہا اور خدا کو یاد کیا - اور جو طعام پہلے تمہارے پاس لایا تھا اس پر معترض ہوکر تم نے کہا کہ کتنا زیادہ نمک ڈالا ھے فقراء کو ایسا نہین کرنا چاہئے - حضرت سرالاعظمؒ فرماتے ھین کہ مین یہ سن کر حیران و پریشان ہوا کہ کیون ایسا کہا تھا اور توبہ و استغفار کیا - (۱)

**حضرت سرالاعظمؒ کی کرامات کے چند عجیب و غریب واقعات -**

حضرت سرالاعظمؒ فرماتے ھین کہ ایک دفعہ اٹک کے بعض علماء ظواھر نے یہ فتویٰ دیا کہ تمباکونوشی سے روزہ مین کوئی خلل واقع نہین ہوتا - جب مجھے عذاس کی اطلاع ہوئی تو بہت غمگین ہوا اور دل مین کہا کہ یہ علماء قیامت کے دن کس منہ سے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہون گے - یہ تو دین کی بنیادین منہدم کرنے کے درپے ھین - اور اپنے آپ کو ارکان امت اور عماد دین بھی سمجھتے ھین - نہایت غم و غصہ کی حالت مین شہر سے نکل کر صحرا کی جانب چل پڑا - یہان تک کہ ایک چشمہ کے کنارے پہنچ گیا - وہان وضو کرکے دو رکعت نماز ادا کی مگر علماء اٹک کے اس فعل کی فکر مسلسل دامنگیر رہی اسی سوچ و بچار مین روتا رہا کہ اچانک حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوکر میرے پاس تشریف لائے اس چشمہ کے پانی سے وضو کیا پھر میری دائین جانب کھڑے ہوکر دو رکعت نماز پڑھی - نماز سے فراغت کے بعد میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ -

" حقائق علوم اولین و آخرین چنانچہ من میدانم کسے نداند کہ علمہ علم الاولین والآخرین و کسانیکہ گفتند کہ فرو کشیدن دود تمباکو مفسد

اولین و آخرین کے علوم کے حقائق کو جیسا کہ مین جانتا ہون اور کوئی شخص نہین جانتا اس لئے کہ مجھے اولین و آخرین کے علم کی تعلیم دی گئی ھے جن لوگون نے یہ کہا کہ تمباکو

---

(۱) ظواھر ا ص ۶۵۲ - ۶۵۳

و مطلق روزه نمی تواند تا در دنیا سلب ایمان آنها نه شو و آنها این معنی را ملاحظه نه نمایند از دنیا نقل نه خواهند کرد "۔ (۱)

توشی سے روزہ نہین ٹوٹتا جب تک ان لوگون کا ایمان سلب نہ ہوجائے ۔اور وہ لوگ اس معنی یعنی سلب ایمان کو ملاحظہ نہ کرین دنیا سے منتقل نہین ہون گے ۔

اس بیان کے بعد مجھے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ۔

"بر خیز و برو و در دل خود غم و غصہ را راہ مدہ "

یعنی اٹھو ۔جاؤ اور دل مین غم و غصہ کو جگہ نہ دو ۔

یہ سن کر مین وھان سے اٹھا اور اپنے گھر کی جانب چل دیا ۔ (۲)

حضرت سرالاعظمؒ فرمایا کرتے تھے کہ خداوند تعالیٰ نےمجھے چار چیزون کے احتیاج سے آزاد کر دیا ھے ۔

اول یہ کہ پیدل چل کر خواہ کتنا ھی فاصلہ طے کرون سفر کی تھکاوٹ محسوس نہین کرتا ۔

دوم یہ کہ خواہ کتنا ھی بھوکا کیون نہ ہوجاؤن بھوک کا اثر نہین ھوتا ۔

سوم یہ کہ سخت سردی کے موسم مین شدت سردی سے تکلیف نہین ھوتی ۔

اورچہارم یہ کہ سخت گرمی کے موسم مین شدید گرمی کا بھی مجھ پر کوئی اثر نہین ھوتا ۔ (۳)

آپ کی ایک بڑی کرامت یہ تھی کہ باوجودیکہ کہ آپ نے علوم ظاھری مین صرف قرآن کو پڑھ لیا تھا اور خط لکھنا نہ جانتے تھے ۔تاھم مشکل سے مشکل متداولہ علوم کی کتابون کے درس و تدریس پر قادر تھے ۔حضرت میان صاحب جمکنیؒ فرماتے ھین کہ ایک دن آپ مسجد مین تشریف

---

(۱) ۔(۲) ظواھر السرائر (قلمی) منظر سوم حالات حضرت سرالاعظم شیخ محمد یحیی ۔

(۳) ظواھر السرائر ۱ ص ~~۲۱۷~~ ۲۱۷ ، ۲۱۸ ۔

فرما تھے - میں مجلس میں حاضر تھا آپ "شرح ملاجامی" کی ورق گردانی کرتے تھے اور ایک ایک صفحہ پر نظر ڈالتے تھے - کچھ دیر بعد مخاطب ہوکر فرمایا کہ :

| "اگر شرح ملا گویم میتوانم چہ آسان و سہل است "(۱) | اگر شرح ملا پڑھوں تو پڑھ سکتا ہوں کتنا آسان و سہل ہے - |
|---|---|

حضرت میاں صاحب جمکنیؒ کا بیان ہے کہ ایک رات میں حضرت سرالاعظمؒ کی خدمت و نگہداشت پر مامور تھا اور آپ کے ہاتھ پاوٗں مل رہا تھا - دوران گفتگو میں نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو اس مسجد کی تمام دیواریں اور زمین سونا بن جائے - حضرت میاں صاحبؒ فرماتے ہیں کہ کچھ مدت کے بعد سرالاعظمؒ کے ایک منظور نظر مرید مولانا دلدار بیگ نے مجھے کہا کہ ایک روز سرالاعظمؒ نے فرمایا کہ ایک وقت محمد عمر ( میاں صاحب جمکنی ) نے جو میری خدمت پر مامور تھا کہا -

| "اگر بہ خاطر شما گذرد این ہمہ دیوارہا و زمینہا زر شوند " - | اگر آپ کے دل میں یہ خیال آئے (کہ یہ تمام در و دیوار سونا بن جائے) تو یہ تمام دیوار اور زمین سب سونا بن جائینگی - |
|---|---|

اس وقت جبکہ اس نے یہ بات کہی میری آنکھیں بند ہوئی تھیں مگر جب چونکہ وہ یہ بات صدق و یقین کے ساتھ کہہ چکے تھے جب میں نے آنکھ کھولی تو دیکھا کہ مسجد کے در و دیوار سونا بن گئے ہیں - (۲)

آپ کی کرامت کا ذکر لطیفہ

حضرت سرالاعظم فرماتے تھے کہ میرے احباب میں سے ایک شخص نورالدین نامی تھا - وہ مبادی حال سے اکثر کہا کرتا تھا کہ جب تک میرے ظاہر میں ذکر کا کوئی اثر نمودار نہ ہوجائے

---

(۱) ظواہر السرائر ۱ ص ۴۳۸ -

(۲) ایضاً ص ۴۳۸ -

اطمینان حاصل نہیں ہوتا - میں نے اسے کئی بار سمجھایا کہ ہمارا طریقہ خفیہ ہے - اور اس کو خفیہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ ہر ذکر کو بطریق اخفاء عمل میں لایا جاتا ہے اور یہ ظاہر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا - یہ اس لئے تاکہ نص قرآنی "واذکرو ربک تضرعاً وخیفۃً" (اللہ کو عجز و انکساری کے ساتھ اورخفیہ طور پر یاد کرو) پر عمل ہو - میرے سمجھانے کے باوجود وہ میری بات قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے تھے - اورھمیشہ اس کے دل میں یہی تمنا موجزن رہتی - آخرکار ایسا ہوا کہ ذکر قلبی کے ساتھ دائمی طور پر اس کا سر و گردن حرکت کرنے لگے - اس کے اس حال کا ہر جگہ چرچا ہوا - ایک روز شیخ ھندال نامی جولاھا جو ہمارے رفقاء میں سے تھا تھوڑا سا صابن بطور ھدیہ میری والدہ کے پاس لایا اور درخواست کی کہ حضرت سرالاعظمؒ سے میری سفارش کیجئے کہ مجھے بھی ذکر قلبی کافی ہے اور نورالدین کی طرح سر و گردن کی حرکت درکار نہیں کیونکہ میں جولاھا ہوں اور سر کی حرکت سے میرا کاروبار متأثر ہو جائے گا - اس طرح وہ ہمارے اصحاب و احباب میں سے جس کسی کے ساتھ ملتا اسے یہی بات کہتا کہ سرالاعظمؒ سے کہہ دیجئے کہ ذکر قلبی کے ساتھ میرے سر و گردن کی حرکت پیدا نہ ہو -(۱)

**اپنے پیر و مرشد حضرت سعدیؒ کے ساتھ محبت و عقیدت**

آپ حضرت سعدیؒ کے ساتھ بے انتہا محبت و عقیدت رکھتے تھے - ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مبادی حال میں میں ایک بار لاہور سے اٹک واپس آرہا تھا کہ راستے میں کچھ لوگوں کے ساتھ ملاقات ہوئی جو وقت راستے کے کنارے کھڑے تھے - اور قوّال سماع میں مصروف تھے - اتفاقاً ایک قوال کی زبان پر لفظ "لاہور" آیا - اس کی زبان پر لاہور نام آتے ہی میں بے ہوش ہوگیا - وہ لوگ حیران ہوکر میرے گرد جمع ہوگئے - میری حالت دریافت کی مگر کچھ معلوم نہ کر سکے - تھوڑی دیر بعد جب میں ہوش میں آیا تو ان سے کہا کہ تم تھوڑی دیر صبر کرو اور سماع نہ کرو تاکہ میں یہاں سے دور چلا جاؤں - انہوں نے

---

(۱) ظواھر السرائر

ایسا ھی کیا اور میں وھاں سے نکل پڑا - (۱)

حضرت سرالاعظمؒ حضرت سعدیؒ کی نظر میں -

حضرت سرالاعظمؒ کو بہت بلند روحانی مقام حاصل تھا - اورحضرت سعدیؒ کے نزدیک بہت قدر و منزلت رکھتے تھے اور اپنے محبین و مخلصین کو اکثراوقات حضرت سرالاعظمؒ کی صحبت سے استفادہ کرنے کی ترغیب فرمایا کرتے تھے -

حضرت میاں صاحب جمکنیؒ فرماتے ھیں کہ ایک بار جبکہ حضرت سعدیؒ پشاور سے واپس لاھور تشریف لے جارھے تھے اور اس سفر میں بہت سے لوگ ان کے ھمرکاب تھے کہ اچانک ان کی نظر حضرت سرالاعظمؒ پر پڑی - اپنے ایک مخلص دوست سے مخاطب ھوکر کہا کہ مولانا یحیٰ کو جانتے ھو اس نے جواب دیا کہ نہیں جانتا - آنحضرت نے فرمایا کہ :

| " ایشان را بہ بینید و شرف ملازمت ایشان را دریابند کہ بسیار عزیز اند و از جملہ مقبولان الٰہی اند " - (۲) | ان کو ضرور دیکھئے اور ان کی صحبت کا شرف حاصل کیجئے کہ نہایت عزیز ھیں اور جملہ مقبولان الٰہی میں سے ھیں - |
|---|---|

اسی طرح سید مولانا عبدالشکور صاحبؒ سے مخاطب کرتے ھوئے فرمایا کہ :

اگر ذکر و فکر اور احوال سلوک کے بارے میں دریافت کرنے کی ضرورت پڑے تو محمد یحیٰ سے دریافت کیا کرو - (۳)

حضرت میاں صاحب جمکنیؒ لکھتے ھیں کہ ایک بار جب شیخ سعدیؒ نے پشاور آنے کا لوعشد ارادہ فرمایا تو اس موقعہ پر حضرت سر الاعظمؒ کو مخاطب کرتے ھوئے فرمایا کہ :

| " بہ جانب ولایتی کہ در قبضہ اقتدار و در زیر حکومت شما است میرویم " - (۴) | میں اس علاقے کی طرف جاتا ھوں جو تمہارے قبضہ اقتدار میں ھے اور تمہارے زیر حکومت ھے - |
|---|---|

(۱) ظواھر ۱ ص ۶۴۲ - (۲) ایضاً ص ۶۳۹ -
(۳) ایضاً ص ۵۶۰ - (۴) ایضاً ص ۶۶۷ -

حضرت سعدیؒ نے سرالاعظمؒ کو مخلوق خدا کے ارشاد و ھدایت کے پیش نظر سفر حجاز اختیار کرنے سے منع فرمایا تھا - آپ اس علاقہ مین طریقۂ آدمیہ سعدویہ کے اظہار و انتشار پر مامور تھے - حسب الارشاد ہروقت اس خدمت مین ھمہ تن مصروف رہے - لہٰذا اگر چہ آپ ہر لحظہ اس مقصد عظمیٰ کے حصول کی جستجو مین رھتے تاھم یہ بات یقینی ھے کہ ۱۱۱۲ھ / ۱۷۰۰ء تک آپ نے بحسب ظاھر سفر حج اختیار نہین کیا ھے -[1]

## حضرت سرالاعظمؒ کی اولاد

جیساکہ گذشتہ اوراق مین ذکر ھو چکا کہ ایک وبا کے نتیجہ مین آپ کے تمام اہل خانہ اللہ کو پیارے ھو چکے تھے صرف ایک بیٹا محمدؒ اسماعیل اور دیگر دو صاحبزادیان زندہ رہ چکی تھین - جہان تک آپ کی صاحبزادیون کا تعلق ھے اس بارے مین معاصر اور متأخرین تذکرہ نگار خاموش ھین البتہ آپ کے فرزند محمدؒ اسماعیل کے جو تھوڑے بہت حالات دستیاب ھوچکے ھین وہ مختصراً درج ذیل ھین -

محمدؒ اسماعیلؒ حضرت میان صاحب جمکنیؒ کی تصنیف ظواھر السرائر کی تکمیل ( یعنی ۱۱۱۲ھ / ۱۷۰۰ء ) کے وقت یقیناً زندہ تھے - اپنے والد بزرگوار کے نہایت مقبول اورمنظور نظر تھے اور آپ کے جملہ ظاھری اور باطنی کمالات سے آراستہ و پیراستہ تھے - حضرت میان صاحب جمکنیؒ لکھتے ھین کہ -

| | |
|---|---|
| " حضرت سرالاعظم مدام متوجہ احوال مولانا محمد اسماعیل می باشند و ظاھر و باطن ایشان را از مبادی عمر از آنچہ نہ باید و نہ شاید | حضرت مولانا سرالاعظم ھمیشہ مولانا محمد اسماعیل کے احوال کی طرف متوجہ رھتے ھین اور ابتداء سے ان کے ظاھر و باطن کوتمام ناشائستہ اور |

(۱) ظواھر ۱ ص ۴۳۵ -

| مصون و محفوظ داشته اند " ـ (۱) | نازیبا امور سے محفوظ و مامون رکھا ہے ـ |
|---|---|

مولانا دلدار بیگ سے منقول ہے کہ :

| " حضرت سرالاعظم ہمیشہ واقف و معد مطلع بر احوال مولانا محمد اسماعیل می | حضرت سرالاعظم ہمیشہ مولانا محمد اسماعیل کے احوال سے اپنے آپ کو باخبر رکھتے ہین اور مسلسل ان کو |
|---|---|

باشند و پیوسته ایشان را در ظل توجہات خود اپنی توجہ اور التفات کے سایہ مین تربیت دیتے

| تربیت می نمایند " ـ (۲) | ہین ـ |
|---|---|

مولانا محمد اسماعیل نہایت متواضع اور منکسر المزاج شخصیت کے مالک تھے ـ فقراء اور درویشون کے ساتھ بے حد محبت تھی اور ہر وقت ان کی خدمت مین مصروف رہتے تھے ـ (۳)

میر عبداللہؒ قاضی عبدؒ حافظ سیدؒ

حضرت میر عبداللہ کے آباء و اجداد اصلاً ترکستان کے رہنے والے تھے ـ نادرشاہ افشار کے زمانہ مین اپنے والد بزرگوار میر عبدالرحمن بخاری کے ہمراہ حرمین شریفین کی زیارت کے ارادہ سے بخارا سے روانہ ہوکر پشاور کے راستے عربستان تشریف لے گئے ـ مناسک حج کی ادائیگی کے بعد واپسی پر اجمیر شریف سے ہوکر اٹک آئے ـ یہان شیخ محمد یحییٰؒ کی بارگاہ مین حاضری دی اور طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ آدمیہ سعدویہ مین ان کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے ـ بیعت کے بعد دریائے سندھ کے کنارے موضع جبل (علاقہ چھچھ) مین چلے کاٹے اور کچھ عرصہ وہان زہد و ریاضت مین مشغول رہ کر مقیم رہے اس دوران اس علاقہ کے ایک مشہور بزرگ میان عنصر قریشی کے ساتھ مراسم استوار ہوئے چنانچہ دونون اکٹھے ذکر و فکر کرتے رہے اور بعد ازان اپنے پیر بھائی شیخ زکریا (المعروف بہ شہید میان صاحبؒ) ساکن دیہہ میان گوجر کے ساتھ الفت ؤ موانست کی بنا پر پشاور آئے ـ فقر و تجرد کی زندگی اختیار کی اور حضرت اخوند پنجو باباؒ کے مزار فیض آثار پر کافی

---

(۱) ـ (۲) ـ (۳) ـ ظواہر السرائر ۱ ص ۵۵ ـ

مدت مراقبہ میں بیٹھ کر تزکیہ نفس کرتے رھے یہاں تک کہ ولایت و عرفان کا بلند مقام حاصل ہوا ۔ ان دونوں ان کے والد کا انتقال ہوگیا جن کو ڈنگ کے قریب مقبرہ قدیم میں شیخ عبدالرحیم کے مزار کے پہلو میں دفن کیا گیا ۔والد ماجد کے انتقال کے بعد آپ میاں شمس الدین اور ان کے صاحبزادے میاں نورالدینؒ جو حفظ قرآن میں حافظ موصوف کے شاگرد تھےؒ کی درخواست پر اکبرپورہ تشریف لے گئے اور وہاں مسجد قاضیاں میں خلوت خانہ بناکر اتنی سخت ریاضت و مشقت کی کہ صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گئے ۔

حضرت میر عبداللہ نسلاً سید اور صاحبِ کرامت ولی اللہ تھے ۔ علوم ظاہری و باطنی دونوں میں درجہ کمال حاصل تھا مولوی میر احمد شاہ ان کی شان کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ۔

"ایشان از سادات زوی الاحترام و علمائے عظام و مشائخ کرام بودند " ۔

آپ حضرت میاں صاحب جمکنیؒ کے عقیدت مند تھے اور اکثر اوقات ان کی بارگاہ میں حاضر ہوکر آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوجاتے تھے ۔حافظ موصوف حافظ قرآن اور ماہر قرأت ہونے کے ساتھ ساتھ خوش آواز بھی تھے ۔لہٰذا حضرت میاں صاحبؒ ان کی زبان سے قرآن کریم سننا بہت پسند کرتے تھے ۔صاحب تحفۃ الاولیاء کا بیان ہے کہ ایک بار حافظ میر عبداللہ اپنے ایک شاگرد سید میاں احمد شاہ کے فرزند حافظ محمد شاہ کے ہمراہ جمکنی روانہ ہوئے ۔راستے میں حافظ محمد شاہ نے کہا کہ آج اس خیال سے گھر میں روٹی نہیں کھائی کہ میاں صاحب کشف کے ذریعے معلوم کرکے مجھے پلاؤ کھلائے حافظ میر عبداللہ نے اسے مخاطب کرکے فرمایا کہ ارے دیوانے اولیاء پر آزمائش کرتے ہو اچھا ۔ میں چاہتا ہوں کہ وہاں دھی اور روٹی کھاؤں ۔جب دونوں حضرت میاں صاحبؒ جمکنی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس وقت حضرت میاں صاحب جمکنیؒ کے سامنے دھی اور روٹی رکھا گیا ۔آپ نے حافظ میر عبداللہ کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کر لیا حافظ میر عبداللہ نے حافظ

احمد شاہ کو شرکت کی دعوت دی مگر میاں صاحب نے مسکرا کر فرمایا کہ نہیں آج وہ پلاؤ کا ارادہ رکھتا ہے - اس کے لئے پلاؤ لایا جائیے گا -

۱۱۸۴ھ / ۱۷۷۰ء کی بات ہے کہ احمد شاہ درانی پشاور کے بیرونی علاقہ جات کے قاضی میر عبدالرحیم سے کسی بات پر ناراض ہوئے - احمد شاہ نے حضرت میاں صاحب چمکنی کی سفارش پر میر عبداللہ کا انتخاب کیا - اور ۲۴ رجب ۱۱۸۴ھ کو شاہ آباد' اکبرپورہ' جبہ' اور گودو نواح کے علاقے کا قاضی مقرر کرکے شاہی فرمان جاری کیا - بعد میں تیمور شاہ کے زمانے میں ۱۱۸۷ھ مطابق ۱۷۷۳ء اس حکم کی تجدید ہوئی -

عہدہ قضا پر فائز ہونے کے بعد میاں عنصر صاحب کے ہمشیرہ کے ساتھ نکاح کیا جن کے بطن سے میر محی الدین - میر شرف الدین اور میر غیاث الدین شہید پیدا ہوئے - میرغیاث الدین کے کفار کے ہاتھوں شہید ہوجانے کے بعد اس کا چھوٹا بیٹا میر معین الدین چترال جاکر آباد ہوئے جبکہ دوسرا بیٹا میر کاظم الدین اکبرپورہ میں متوطن ہے - حافظ میر عبداللہ کی اولاد میں سے میر غلام محی الدین بڑے عالم و فاضل شخص تھے - اپنے والد بزرگوار کے ہاتھ پر بیعت تھے - ۱۲۱۷ مطابق ۱۸۰۲ء میں شاہ زمان بادشاہ کی جانب سے اپنے موروثی منصب قضا پر سرفراز ہوئے ان کی اولاد میں سے قاضی میراحمد قاضی میر حضرت - میر صاحب - میر محبوب اور قاضی میر صاحبزادہ قابل ذکر ہیں -

حضرت حافظ میر عبداللہ ۱۲۰۶ھ مطابق ۱۷۹۱ء میں رحلت کر گئے - ان کا مزار اکبرپورہ میں مقبرہ قاضیان میں واقع ہے - (۱)

---

(۱) تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو - تحفۃ الاولیاء از شمس العلماء مولوی میراحمد شاہ مطبوعہ مفید عام پریس پشاور ۱۳۲۱ھ ص ۴۳ - ۴۶ -
ایضاً روحانی تڑون از عبدالحلیم اثر ص ۶۸۷ - ۶۸۸ -

مذکورہ بالا حضرات کے علاوہ حضرت میان صاحب جمکنیؒ نے حضرت سرالاعظم کے متوسلین مین محمد قلی بیگ قاضی، شہر اٹک اور قاضی ابوالخیر کا تذکرہ کیا ھے - مگر ان کے تفصیلی حالات معلوم نہین - (۱) قاضی عبدالحلیم اثر نے شیخ میان عنصر قریشی، شیخ جنید پشاوری، شیخ اخوند قاسم مولانا شیخ سنت، شیخ راماز اور حافظ محمد صادق کو بھی حضرت سرالاعظمؒ کے خلفاء و احباب مین شمار کیا ھے - (۲) واللہ اعلم -

## نصرت خان، مولانا

مولانا نصرت خان حضرت سید آدم بنوریؒ کے خلیفہ اور حضرت سعدیؒ کے قدیم و بزرگ مجاز و ماذون اصحاب مین سے تھے - ان کے والد ماجد حضرت مولانا پیوخانؒ شیخ سعدی لاھوریؒ شیخ سعداللہ وزیرآبادیؒ اور سید آدم بنوریؒ کے دیگر تمام اصحاب کی صحبت سے فیضیاب ہوئے تھے -

مولانا نصرت خان سلطان اورنگ زیب عالمگیر کے زمانے مین گزرے ھین - ریا و نمود سے بیحد اجتناب کرتے تھے - حضرت میان صاحب جمکنیؒ ان کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ھین کہ -

| | |
|---|---|
| " مولانا نصرت خان بسیار مخفی مشرب است و از اذواق این طائفہ چاشنی تمام دارد " | مولانا نصرت خان بہت مخفی مشرب ھین اور اس گروہ کے ذوق کی پوری چاشنی رکھتے ھین - |

حضرت سعدی لاھوری فرمایا کرتے تھے - کہ

| | |
|---|---|
| " ھمچو مولانا نصرت خان عزیزان کم بہم میرسند لکن چون ایشان کسب سپاھگری را روپوش و قبای خود کردہ اند کسے قدر و مرتبہ ایشان را نمی دانند " - (۳) | مولانا نصرت خان جیسے عزیز لوگ بہت کم ملتے ھین مگر چونکہ آپ نے سپاہ گری کے پیشہ کو روپوش اور قبا بنایا ھے اس لئے کوئی اس کی قدر و منزلت سے آگاہ نہین - |

---

(۱) ظواھر ا ص ۲۱ - (۲) روحانی تڑون ص ۶۹۰ - ۶۹۲ و ۲۳۸ -

(۳) ایضاً ص ۶۰۰ -

مولانا نصرت خان فرماتے ھین کہ میرا والد بزرگوار اکثر مشائخ نقشبندیہ کی خدمت مین حاضری دیا کرتے تھے -ایکبار شیخ سعداللہ وزیرآبادی کی خدمت مین حاضر ہوئے مین ان کے ھمراہ تھا اور اس وقت میری عمر صرف چودہ برس کی تھی -میرے والد نے حاجی سعداللہ سے کہا کہ میرے بیٹے کو بھی تلقین طریقہ فرمائیے -حضرت سعداللہ نے یہ سن کر مجھے شیخ سعدی کے حوالے کر دیا -حضرت سعدیؒ اسی وقت مجھے دریا کے کنارے لے گئے اور طریقہ نقشبندیہ کی تعلیم دی -مین وھین مراقبہ مین مشغول ہوگیا اور تمام رات دریا کے کنارے گزار کر جاگتا رہا -(۱)

حضرت میان صاحب جھکنیؒ نے اپنی کتاب " ظواھر السرائر " مین بعض ایسے علماءو مشائخ کا ذکر کیا ھے جن کی صحبت مین آپ رہے ھین اور جو کہ حضرت سعدی لاھوریؒ کے محبوب و مقبول اصحاب و خلفاء مین شمار ہوتے تھے مگر ان کے تفصیلی حالات دستیاب نہین ہوسکے -ان حضرات کے اسماءگرامی حسب ذیل ھین -

(۱) حسین، شیخ

(۲) سید حبیب چو مشتی

(۳) شاہ محمد، مولانا

(۴) عبدالرحمٰن، مولانا -ولد یارمحمد پاپہنی

(۵) عبدالرحیم، حافظ

(۶) عبدالغفور قصوری

(۷) عشقی، مولانا

(۸) فتح خان قصوری، مولانا

(۹) فتح محمد، شیخ

---

(۱) ظواھر ۱ ص ۶۰۰ -

(۱۰) فتح محمد خان قصوری، مولانا

(۱۱) فیروز، مولانا (۱)

(۱۲) محمد شریف، قطب ابرار، حاجی (۲)

(۱۳) محمدعلی

(۱۴) محمدیعقوب خویشگی افغان

(۱۵) میرجلال، مولانا (۳)

---

(۱) ـ (۳) ملاحظه ہو ظواہر ا صفحات ۱۷۲ ـ ۲۳۳ ـ ۲۹۱ ـ ۲۹۲ ـ ۳۱۶ ـ ۴۳۱ ـ ۴۳۳ ـ ۴۸۲ ـ ۵۷۷ ـ ۵۹۹ ـ ۶۱۴ ـ ۶۰۸ ـ ۶۱۹ ـ

(۲) تذکرہ مردم دیدہ از عبدالحکیم حاکم طبع لاہور ۱۹۶۱ء ص ۱۹۲ ـ ۱۹۳ ـ

******

## باب چہارم

## اخلاق و عادات

اِتباع سنّت اور عشق رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم ۔

حضرت میان صاحب چمکنیؒ حضور اکرم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے سچے عاشق تھے[1] اور آپ کی ذاتِ اقدس کے ساتھ والہانہ عقیدت تھی یہان تک کہ اِتباع و محبت کے سلسلے مین اپنا جان و مال نثار کرنا بڑی سعادت مندی سمجھتے تھے ۔ فرماتے ھین کہ :۔

برمایان فرضِ لازم است ای فرض مطلق تصدیق پیغامبر خود کہ بدون آن راہِ نجات نیست و حرفِ تصدیق علی العموم برائی ارشاد است والّا درین باب محبتی است بلکہ درمحبت چنان مستغرق می باید کہ از خود و جان و مال و آنچہ دارد در گذشتہ پروانہ وار جان بازد ۔[2]

ھم پر فرضِ لازم ھے یعنی فرض مطلق اپنے پیغمبر صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنا کہ اس کے بغیر راہ نجات نہین ھے اور حرف تصدیق علی‌العموم ارشاد کیلئے ھے ورنہ اس بارے مین محبت ھے بلکہ محبت مین ایسا مستغرق ہونا چاھئے کہ (انسان) اپنے آپ سے اور اپنے جان و مال سے اور جو کچھ رکھتا ھے ( اس سے ) گزر کر پروانہ وار جان کی‌بازی لگائے ۔

---

(۱) مناقب میان صاحب چمکنیؒ از مولانا دادینؒ ورق ۲۷ ۔

(۲) ط المعالی از میان محمد عمرؒ ورق ۲۱۷ ۔

آپ مزید فرماتے ھین کہ رضائے الٰہی کے حصول کی راہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت و محبت کو اصل الاصول کی حیثیت حاصل ھے[1] ۔ اور تمام امور مین قولاً و فعلاً اور حالاً و عرفاناً متابعتِ محمدی لازمی ھے ۔ یہی مشرب سلیم ھے اور خدا کی قربت و ولایت کا اصل ذریعہ ھے[2]۔

آپ کے قلب و ذھن دونون پر شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مقش تھی اور عشقِ حقیقی کی شان رکھتے ھوئے شریعت بیضاء کی پوری پوری پابندی فرماتےتھے مولانا دادینؒ اس حقیقت کی کلہ نشاندھی کرتے ھوئے لکھتے ھین کہ :-

| | |
|---|---|
| کہ څوک وسپړی صدوق ستا د تصنیف شته څه | اگر کوئی آپ کے سینے کا صندوق کھول دے تو کچھ نہین ملے گا ۔ |
| پکښ همه د شریعت لعل و گوهر پراته دي[3] | بجز اس کے کہ اس مین شریعت کے تمام لعل و جواھر پڑے ھین ۔ |

آپ کے قلب مین ایمان کامل موجود ھونے کی ایک بڑی علامت یہ تھی کہ ھر وقت آپ کی زبان پر شریعت و سنتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان جاری رھتا تھا ۔ مولانا موصوف فرماتے ھین :-

| | |
|---|---|
| نور څه يې نه ګنډل هرګز مشهدي ستن دژبې | آپ کی زبان کی مشھدی سوئی کچھ نہین سیتی تھی ۔ |
| مګر د شرعې پر قمیص دُر و مرجان رغـــدل[4] | مگر شریعت کی قمیص پر در و مرجان ٹانکتی ھوتے تھے (یعنی زبان پر صرف شریعت کا بیان جاری رھتا تھا ۔) |

---

(۱) شمس الھدیٰ از محمد عمرؒ ورق ۳ ۔ (۲) المعالی ۷۹ ، ۱۸۳ ، ۲۸۵ ۔
(۳) مناقب میاصاحب چمکنیؒ از مولانا دادینؒ ورق ۳۳ ۔ (۴) مناقب از مولانا دادینؒ ورق ۳۸

آپ فرماتے ھیں کہ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم عذاب الٰہی سے نجات کا ایک بہت بڑا وسیلہ ھے ۔ دوزخ کے فرشتوں کی پیشانیوں پر "لاَ اِلٰہَ اِلاّ اللہ محمّد رّسول اللہ" کا نقش ثبت ھے ۔ جس کی برکت و تاثیر سے وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ ھیں ۔ پھر اس میں تعجب کی کیا بات ھے کہ جس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق موجود ھو اور دوزخ کی آگ اس کو کوئی گزند نہ پہنچا سکے ۔

اس حقیقت کی تشریح میں آپ لکھتے ھیں کہ :۔

ای درویش اری کہ داغِ محمدّی کہ کسے را بر پیشانی نہند اَلمِ آتش برَی می رَسَد پس بندۂ مومن کہ ھفتاد سال داغ مِہر و محبت محمدّی صلی اللہ علیہ وسلم و شانہ مودت احمدی صلی اللہ علیہ وسلم بر دل او نقش باشد قولہ تعالیٰ "اولئک کُتبَ فی قُلُوبِہِم الاِیمان" چہ عجب باشد اگر آتش دوزخ او را نہ سوزد ۔(۱)

اے درویش (محمّد صر چمکنیؒ) تو نے دیکھا داغ محمّدؐی جب کسی کی پیشانی پر موجود ھو تو آگ کی تپش کی تکلیف اسے نہیں پہنچتی پس بندۂ مومن جس کے دل پر ستّر سال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مہر و محبت اور احمد مجتبیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم کی مودت کا نشان نقش ہوتا ھے اللہ کا قول ھے کہ " یہی لوگ ھیں جن کے دلوں میں ایمان نقش ھے " کیا عجب ھے کہ اگر دوزخ کی آگ اس کو نہ جلا سکے ۔

حضرت میاں صاحب چمکنیؒ تین بار حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدارِ فائض النّور سے مشرف ہوئے

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق و محبت

---

(۱) المعالی ورق ۳۰ ۔

کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ سلوک و طریقت کے ابتدائی ایّام ہی مین آپ کو عالمِ خواب مین تین بار حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار مبارک کی سعادتِ عظمیٰ نصیب ہوئی۔ [1] آپ فرماتے ھین کہ ایک بار مین نے خواب مین دیکھا کہ ایک بہت بڑا وسیع میدان ھے اور وھان حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری نہایت جاہ وجلال اور شوکت و حشمت کے ساتھ گزر رھی ھے ۔ مین نے اس موقعہ پر آپ کے چہرہ پُرنور کا بہت قریب سے دیدار کیا ۔ فرماتے ھین کہ :

دوسری بار مین نے دیکھا کہ ایک جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرسی مین تشریف فرماھین اور آپ کے سامنے ابوجہل موجود ھے ۔ مین آپ کی دائین جانب کھڑا ھون اور میرے ھاتھ مین کلہاڑی ھے ۔ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ابوجہل کو نہایت شفقت و رحمت سے اپنی رسالت اور دین اسلام کی وہ دعوت و تبلیغ فرما رھے ھین ۔ ابوجہل پہلے آپ کی رسالت کا اقرار کرتا ھے اور اس کے بعد پھر انکار کر بیٹھتا ھے ۔ تین چار مرتبہ یہی واقعہ پیش آیا کہ پہلے تصدیق کرتا ھے اور اس کے بعد از راہ نفاق اس کی تردید کرتا ھے ۔ میان صاحب چمکنیؒ فرماتے ھین کہ ابوجہل کے اس رویے سے مجھے بہت تشویش ھوئی اور آپ سے مخاطب ھو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ اگر اجازت ھو تو یہ

---

(۱) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" من رآنی فی المنام فقد رآنی الحق لأن الشیطان لا یتمثل بی" یعنی حضرت ابوھریرہ سے روایت ھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے خواب مین مجھے دیکھا اس نے گویا مجھ ھی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہین کر سکتا ۔ ( الشمائل للترمذی باب ماجاء فی روئیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام ،

ایضا رواہ البخاری والمسلم ۔

*****

کلہاڑی اس کے سر پر دے ماروں ۔ آپ نے فرمایا پس انتظار کس چیز کا ہے ۔ چنانچہ میں نے کلہاڑی ابوجہل لعین کے سر پر مار دی جس سے اس کا سر پھٹ کر مغز باہر نکلا اور اس کا سر گردن سے پیچھے لٹک گیا ۔ اور اپنا بایاں ہاتھ سر پر رکھ کر یہ کہتے ہوئے چل پڑا کہ دفنا دو، مجھے مار ڈالا ہے (۱) ۔

فرماتے ہیں کہ تیسری بار میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ ایک بہت رفیع الشان محل ہے اس کے سامنے ایک حوض ہے اور اس حوض کے سامنے باغ ہے ۔ اس محل کی ایک جانب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیوار کو تکیہ لگائے بیٹھے ہیں اور اس محل اور حوض کے درمیان ایک بلند جگہ پر بستر بچھا ہوا ہے اور اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم منہ پر چادر ڈالے ہوئے سو رہے ہیں جب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوا تو یہ خیال آیا کہ ابراہیم کا دیدار بھی کرنا چاہئے ۔ اس وقت میرے ہمراہ ایک دوسرا ساتھی بھی تھا ۔ میں حضرت ابراہیم کی زیارت کے لئے آگے بڑھا اور چاہا کہ اس کے چہرہ مبارک سے چادر اٹھالوں ۔ انہوں نے چادر مضبوط پکڑ لی اور دیدار سے مشرف نہ ہونے دیا ۔ تھوڑی دیر توقف کے بعد میں دوبارہ آگے بڑھا ۔ انہوں نے حسب سابق دیدار نہ کرنے دیا ۔ اسی اثناء میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ:

" بابا چادر از روی خود برگیر کہ این محذّر است و این از خود است "

اس کے بعد انہوں نے اپنے چہرہ شگفتہ سے پردہ اٹھا کر میرے دل کو نور دیدار سے منور کردیا (۲) ۔

---

(۱) ظواہر السرائر ۲ ۲۵۶ — ۲۵۷ ۔

(۲) " " ص ۲۵۸ — ۲۵۹ ۔

حضرت میاں صاحب چمکنیؒ صاحبِ ولایت و مرتبہ
اور صاحبِ کشف و کرامت بزرگ تھے ۔

خالقِ کائنات نے انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کا شرف بخشا ۔ خلافت ارضی اس کے سپرد کردی ۔ فرشتوں کا مسجود بنایا ۔ آفتاب و مہتاب ارض و سماء وما فیہما کو اس کے لئے مسخر فرمایا (۱) ۔ " بی یسمع " اور " بی یبصر " کی خلعت سے نوازا (۲) اور اس کی روح کو " امر ربی " کے خطاب سے مشرف فرمایا (۳) ۔ غرضیکہ خالق موجودات نے انسان کو اپنی قدرت کا ایک عظیم مظہر بناکر نظام کائنات میں بہت کچھ تصرف کا حق دے دیا ہے (۴) ۔

علماء کرام اور صوفیاء عظام فرماتے ہیں کہ جب انسان انسان کامل کی صفات سے متصف ہوجاتا ہے تو اس کے بعد اس کے دیدۂ دل میں قوت بصارت پیدا ہوکر آئینۂ قدرت بن جاتا ہے ۔ عالم غیب کی اشیاء اس پر منکشف ہو جاتی ہیں ۔ قبل از وقوع واقعہ کا پتہ چلا لیتا ہے اور اپنی نظر کی طاقت و ہمت کے مطابق موجودات سفلیہ میں تصرف کرنے لگتا ہے اور زمین وما فیہا تو درکنار شمس و قمر پر بھی حکمرانی کرنے لگتا ہے (۵) ۔

---

(۱) سورۂ البقرہ ۔ ۲ : ۲۹ ۔ ۳۳

(۲) مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات فی الذکر والتقرب الیہ الفصل الاول حدیث ۲ ۔

(۳) ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی ۔ سورۂ بنی اسرائیل ۱۷ : ۸۵ ۔

(۴) ذات انسان ہمیں سراللہ بدان ہان شنو گفتم ترا مجمل کلام
راز انسان مخزن خاصۂ خداست ۔ غیر عارف کس نداند والسلام
( دیوان شیخ باھو طبع لاہور ۱۳۵۵ھ ص ۱۲۸ ۔ ۱۲۹ ۔

(۵) التکشف عن مہمات التصوف ص ۳۸۷ از مولانا محمد اشرف علی تھانوی طبع دہلی ۱۳۳۵ھ ۔ مقدمہ ابن خلدون ترجمہ مولانا سعد حسن خان یوسفی طبع کراچی ص ۴۲۸ ۔ سر دلبراں از حضرت شاہ محمد ذوقی ص ۲۸۶ اشاعت دوم طبع کراچی ۱۳۸۸ھ ۔ مناقب میاں صاحب چمکنی از مولانا دادین ورق ۱۱۹ ۔

حضرت میاں صاحب چمکنیؒ صاحبِ ولایت و مرتبہ
اور صاحبِ کشف و کرامت بزرگ تھے ۔

خالقِ کائنات نے انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کا شرف بخشا ۔ خلافتِ ارضی اس کے سپرد کردی ۔ فرشتوں کا مسجود بنایا ۔ آفتاب و مہتاب، ارض و سماء وما فیہما کو اس کے لئے مسخر فرمایا[۱] ۔ " بی یسمع " اور " بی یبصر " کی خلعت سے نوازا[۲] اور اس کی روح کو " امرِ ربی " کے خطاب سے مشرف فرمایا[۳] ۔ غرضیکہ خالق موجودات نے انسان کو اپنی قدرت کا ایک عظیم مظہر بناکر نظام کائنات میں بہت کچھ تصرف کا حق دے دیا ہے[۴] ۔

علماءِ کرام اور صوفیاءِ عظامؒ فرماتے ہیں کہ جب انسان انسانِ کامل کی صفات سے متصف ہوجاتا ہے تو اس کے بعد اس کے دیدۂ دل میں قوت بصارت پیدا ہوکر آئینۂ قدرت بن جاتا ہے ۔ عالمِ غیب کی اشیاء اس پر منکشف ہو جاتی ہیں ۔ قبل از وقوع واقعات کا پتہ چلا لیتا ہے اور اپنے نفس کی طاقت و ہمت کے مطابق موجودات سفلیہ میں تصرف کرنے لگتا ہے اور زمین وما فیہا تو درکنار شمس و قمر پر بھی حکمرانی کرنے لگتا ہے[۵] ۔

---

(۱) سورۂ البقرہ ۔ ۲ : ۲۹ ۔ ۳۳

(۲) مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات فی الذکر والتقرب الیہ الفصل الاول حدیث ۲ ۔

(۳) ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی ۔ سورۂ بنی اسرائیل ۱۷ : ۸۵ ۔

(۴) ذات انسان عین سر اللّٰہ بدان * ہاں شنو گفتم ترا مجمل کلام
یار انسان مخزنِ خاصۂ خداست * غیر عارف کس نداند والسلام
( دیوان شیخ باہوؒ طبع لاہور ۱۳۵۵ھ ص ۱۲۸ ۔ ۱۲۹ ۔ )

(۵) التکشف عن مہمات التصوف ص ۳۸۲ از مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ طبع دہلی ۱۳۳۵ھ ۔ مقدمہ ابن خلدون ترجمہ مولانا سعد حسن خان یوسفی طبع کراچی ص ۲۳۸ ۔ سر دلبران از حضرت شاہ محمد ذوقیؒ ص ۲۸۲ اشاعت دوم طبع کراچی ۱۳۸۸ھ ۔ مناقب میاں صاحب چمکنیؒ از مولانا دادین ورق ۱۱۹ ۔

حضرت میان صاحب چمکنیؒ انہین کاملانِ زمانہ مین سے تھے جن کو کشافِ ازل نے اسرار و حقائق کے خزانون سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا (۱) ۔ ~~اورہ کاملم کاملاسم بھی بھی کی~~ ~~تعلیم اسالام کیاسالی اسلام کیا~~ ۔ حضرت مولانا دادینؒ فرماتے ھین :۔

| | |
|---|---|
| هستي عالم ورته ليد شه لکه خيز پروت په گوته | تمام عالم اس کو ایسا نظر آتا تھا جیسا کہ کوئی چیز ( ہاتھ کی ) ھتھیلی پر موجود ہو |
| سترگو د زړه ته ي عجب د "هو" دوربين راغلي | آپ کے دل کی آنکھون کو " ہو " کا عجیب و غریب دوربین حاصل ہو گیا ہے ۔ آپ صدف مین |
| پوهه په قيمت وو په صدف کښ د ي د کن فيکون | کن فیکون کی قدرو قیمت سے آگاہ تھے یہی وجہ ہے صاحب ( میان محمدؐ عمر چمکنی ) جوھرشناس |
| ځکه صاحب جوهر شناس جوهرين راغلي (۲) | اور جوھر بھی ھین ۔ |

اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ پر بے شمار عجیب و غریب کرامات ظاہر فرمائے ۔ جن کی وجہ سے آپ اقطارِ عالم مین بہت شہرت رکھتے تھے (۳) ۔

---

(۱) مقبات فقیر ( قلمی ) از شمس الدین ص ۷۳ مملوکہ کتب خانہ پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی ۔

مناقب میان صاحب چمکنیؒ از مولوی دادین ص ۳۰ ، ۱۸۳ نورالبیان ورق ۷۷ ، ۷۸ ۔

(۲) مناقب میان صاحب چمکنیؒ از مولوی دادین ورق ۳۸ ۔

(۳) تہذیب الاسلام از قاضی عرفان الدین ( عربی ) ص ۱۸۳ - ۱۸۵ طبع لاہور ۱۳۲۲ھ ۔

ایضاً علماء و مشائخ سرحد از مولانا امیرشاہ قادری ص ۹۸ ۔

******

= آپ کے مرید اور خادم مولانا محمد شفیق رح اس ضمن میں لکھتے ھیں :۔

| | |
|---|---|
| مناقب د میان صاحب غوث الاعظم | غوث الاعظم حضرت میان صاحب ( چمکنی |
| هُنبره نه دي چه ي وښکم په قلم | کے مناقب اتنے نہیں کہ قلم بند کرون۔ |
| له زرګونو له لکونو نه ډیر زیات وو | ھزارون لاکھون سے کہیں زیادہ تھے ۔ |
| چه مشهور څرګند په ارض و سموات وو | جو ارض و سموات پر ظاھر و مشہور تھے |
| میان صاحب بحر العرفان نورالانوار دي | میان صاحب بحر العرفان نورالانوار ھیں |
| لکه بحر له کراماتو ټول سرشار دي | اور بحر کے مانند کرامات سے سب سرشار ھیں ۔ |

( مناقب میان صاحب چمکنی رح ( قلمی ) ورق ۲ ، ۳ مخزونه ریکارڈ آفس لائبریری پشاور

مولانا دادین آپ کے کشوف و کرامات کے بارے میں لکھتے ھیں کہ :۔

| | |
|---|---|
| خوارق ستا چه میان صاحب ډیر اشهر چه پراته دي | میان صاحب آپ کے خوارق ( کرامات ) جو بہت مشہور و ظاھر پڑے ھیں اور |
| لکه نمر هر چرې مشهور په لرو بر پراته دي | سورج کی ( روشنی ) کی طرح ھچے اوپر ھر جگه پڑے ھیں ۔ |
| نه شم کولې شمار د ستا د کراماتو هسې | آپ کے کرامات کو اس طرح نہیں گن سکتا |
| لکه نجوم د فلك وايم چه بې مر پراته دي | آسمان کے ستارون کی طرح لاتعداد پڑے ھیں ۔ |

( مناقب میان صاحب چمکنی رح از مولانا دادین ورق ۳۳ )

مولانا مسعود گل رح فرماتے ھیں کہ ۔

| | |
|---|---|
| په دا شان ي کرامات هزار هزار | اس طرح ھزارھا کرامات |
| و وصال له د جناب ډیر بسیار | آپ سے بہت زیادہ سرزد ھوتے |
| له د قسمه کرامات ي دي بې حده | اس قسم کے کرامات بے حد و حساب ھیں |
| که ي بنکوم خلاص به نه شي ترابده | اگر لکھون تو کبھی ختم نہیں ھونگے ۔ |

( مناقب میان صاحب چمکنی رح از مسعود گل ص ۶۱ ، ۱۰۸ ۔ )

**کرامات** ان بے حد و بے حساب کرامات و خوارق میں سے " یکے از ہزار و اندکے ازبسیار" کے مصداق چند مندرجہ ذیل ہیں ۔

حضرت میاں صاحب چمکنیؒ مادرزاد ولی تھے[1] ۔ آپ کی ازلی سعادت مندی اور مادرزاد ولی ہونے کی علامات میں سے ایک آپ کا یہ خرق عادت عمل ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو اسی وقت آپ کی زبان پر کلمہ طیبہ جاری تھا ۔ شیخ نورمحمد قریشیؒ ، میاں عبدالرّحیم کی زبانی یہ واقعہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

| | |
|---|---|
| له میان عبدالرحیم م اروید نه | میاں عبدالرحیم کی زبانی سننے میں آیا ہے |
| میان صاحب چه زوګیـدنـه | کہ جس وقت میاں صاحب پیدا ہو رہے تھے |
| د لاهور په ښهر کښې یاره | لاہور کے شہر میں اے دوست ! |
| خبردار شـه له اسراره | راز و اسرار سے خبردار ہو جاؤ |
| کلمه طیبه به ئ وسـله | کلمہ طیبہ زبان پر جاری تھا |
| درته وایم (۲) لحما دِلـه | اے میرے دل ( دوست ) تجھے کہتا ہوں |

آپ کے والد بزرگوار کو جب ایسے سعادت مند بچے کی پیدائش کی اطلاع ہوئی

---

← اسی طرح شیخ نورمحمدؒ لکھتے ہیں ۔

| | |
|---|---|
| د مخدوم کرامتونه ګویا کواکب د اسمانونه | مخدوم ( میاں صاحب ) کے کرامات گویا آسمان کے ستارے ہیں ۔ |
| د مخدوم کرامات ډیر وو | مخدوم کے کرامات بہت تھے ۔ |
| تر حساب تر شماره تیر وو | بےشمار و بے حساب تھے ۔ |
| که ي ښکم نه تمامیزي | اگر لکھوں تو ختم نہیں ہونگے اگر خواہ بہت |
| که پر ډیر عمر تیریزي | مدت صرف کی جائے ۔ |

( نورالبیان از نورمحمدؒ ورق ۱۵ ۔ ایضا ملاحظہ ہو ورق ۳۰ ، ورق ۵۷ ۔

(۱) مادرزاد ولی کا ہونا قرآن کریم سے ثابت ہے کیونکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام ـــــ

تو بذاتِ خود گھر تشریف لے گئے اور فرزندِ ارجمند کی زبان سے کلمۂ طیبّہ سن کر بےحد

مسرت و انبساط کا اظہار کیا ۔ کہتے ہین کہ لاہور مین آناً فاناً یہ خبر پھیل گئی اور

لوگ اس محبوبِ خدا کے دیدار کے لئے ابراھیم خانؒ کے ہان جوق درجوق آنا شروع ہوگئے ۔

شیخ موصوف لکھتے ہین کہ ۔

| | |
|---|---|
| چہ دا حال ددہ ٔ څرگند شہ ٔ | جب آپ کا یہ حال ظاہر ہوا |
| نوراواز ددہ ٔ بلنـــد شـہ ٔ | اور آپ کی شہرت ہوئی |
| د لاهور عالم اکثـــر شـہ ٔ | لاہور کے اکثر لوگ |
| پـہ کلیمہ وہـل خبـــر شـہ ٔ | کلمہ بولنے سے خبردار ہوئے |
| چـہ شهره شـو کرامات | جب کرامات کا چرچا ہوا |
| نـور دا خلق شـو ورمات | تو لوگون کا تانتا بدھ گیا |
| پیاده هم ســواران وو | پیدل اور سوار |
| ولیـدو تـه بـه روان وو | دیدار کے لئے جاتے تھے ۔ |
| کہ کہ مغل کہ پښتانہ ٔ وو | خواہ مغل تھے خواہ پٹھان |
| قبلہ گاہ تـــه دوزانـو وو | ( آپ کے ) قبلہ گاہ کے سامنے ( ازراہ ادب ) دو زانو ہوتے |

---

== کے بارے مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَآتیناہ الحکمَ صَبیاً ( یعنی ہم نے اُن کو لڑکپن مین دین کی سمجھ عطا کی ) ۔ حضرت مولانا تھانویؒ فرماتے ہین کہ " اس مین اس قول کی اصل ہے جو اکثر لوگون کی زبان پر جاری ہوتا ہے کہ فلان شخص مادرزاد ولی ہے ۔ ( بیان القرآن سورۂ مریم آیت ۱۲ )

(۲) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مناقب میان صاحب چمکنیؒ ( قلمی ) از شیخ نورمحمدؒ ورق ۱۹ ، ۲۰ ۔ ==

| | |
|---|---|
| تیر ظاهر دا علامت وه | یه طامت آپ سے ظاہر ہوئی |
| د موزادگۍ ي علامت وو | ( جو ) آپ کے مادرزاد ولی ہونےکی طامت تھی |
| موزاده ولي بهتر دۍ | مادرزاد ولی بہتر ہے |
| د همه ولیانو سر دي (۱) | اور تمام لله اولیاء کا سردار ہے ۔ |

آپ کی دوسری کرامت یہ تھی کہ بچپن ہی سے آپ پر صلاح و فلاح کے آثار نمودار تھے ۔ حضرت میاں عبدالرحیمؒ اپنے چشم دید واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ میری گود میں ہوتے تھے ۔ میں نے دیکھا کہ رمضان المبارک کے مہینے میں کھانے پینے سے کلی احتراز فرماتے تھے (۲)۔

خداوند تعالیٰ کا یہ آپ پر بہت بڑا احسان تھا کہ اپنی عنایتِ لانہایت کی بدولت مہد سے لے کر لحد تک نامرضیات کے ارتکاب سے محفوظ و مامون فرمایا تھا ۔ صاحبِ کرامت نامہ لکھتے ہیں : ۔

| | |
|---|---|
| چه په وقت د صغارت کښ | بچپن کے وقت میں ، |
| پـه ایّام د طفلیت کښ | ایام طفولیت کے دوران ، |
| هم پـه وقت د ښې ځوانۍ کښ | خوب جوانی کے دنوں میں |
| په ایامو د پیـرۍ کښ | اور بڑھاپے کے ایام میں |
| په هر وقت پـه هر زمان کښ | ہر وقت اور ہر زمانے میں |

---

— مولانا دادینؒ لکھتے ہیں کہ (۱) ته اویسي ولي کامل مې موزادي راغلې
که په ظاهر د نقش‌بند تا تجمل راوړی مناقب ص ۵۰

(۲) میان صاحب مِ موزادي ولی کامل وو ۔ چه موصوف په قدسیه اویس تل وو
مناقب ص ۳۱۷

(۱) ~~ایضاً درج بالا در حاشیه نمبر ۳~~ مناقب از نور محمد ص ۱۹۷ ۔ (۲) مناقب از نور محمد ورق ۲۳

| | |
|---|---|
| لہ گناہ وہ پسہ امان کیں | گناہ سے مامون تھے |
| کہ معصوم نہ وہ محفوظ وہ (۱) | اگر معصوم نہیں تھے تو محفوظ ( ضرور ) تھے |
| بنہ صحیح پہ دا ملفوظ وہ (۲) | یہ بیان میرا بالکل درست ہے ۔ |

جان محمدؒ ( درانی ) ایک عابد ، پرہیز گار اور آپ کے قدیمی خدمتگار روایت کرتے ہیں کہ ایک بار احمدشاہ درانیؒ لشکر جرار لے کر ہندوستان کی مہم پر پشاور پہنچے ۔

---

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتا ہے کہ جو شخص میرے مقبول بندہ سے دشمنی اور عداوت کرے میں اس کو " جنگ کا " اشتہار " دیتا ہوں اور میرا بندہ میرا کسی ایسے ذریعہ سے میرا قرب حاصل نہیں کرتا جو میرے نزدیک ادائے فرض سے زیادہ محبوب ہو اور میرا بندہ برابر مجھ سے نوافل کے ذریعہ قرب حاصل کرتا رہا ہے ۔ یہاں تک کہ میں اس کو محبوب بنا لیتا ہوں ۔ پھر جب اس کو محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کی شنوائی ہو جاتا ہوں ۔ جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی بینائی ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ کسی چیز کو لیتا ہے ۔ اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے ( یعنی کبھی ان اعضاء سے کوئی کام میری مرضی کے خلاف سرزد نہیں ہوتا ) الّا لِعارض لا یدوم ( بخاری شریف ) ۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ ۔
یہ حدیث اولیاء اللہ کی محفوظیت کا اثبات کرتی ہے ۔ انبیاء معصوم ہوتے ہیں اور اولیاء محفوظ اور حدیث مذکور اس پر دلالت کرتی ہے ۔

( التکشف ص ۳۱۰ )

(۲) کرامت نامہ از نورمحمدؒ ( قلمی ) ورق ۲۳ ۔
ایضاً ملاحظہ ہو ورق ۱۹ ۔ ۲۳

******

فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے ہمیں ایک بہت بڑی مصیبت سے محفوظ رکھا ۔ راوی کہتا ہے کہ ہمیں یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا کہ ایک بڑا اژدھا مردہ پڑا ہے جس کا سر بھی تلوار سے کٹا ہوا تھا ۔ (۱)

حضرت میاں صاحب چمکنیؒ جن و انس دونوں کے مرشد تھے ۔ دونوں کو ارشاد و تلقین فرماتے تھے ۔ جنات آپ کے بے حد معتقد تھے یہاں تک کہ جنات کے بادشاہ بھی آپ کی خدمت میں عقیدت مندانہ حاضری دیتے تھے ۔

سید عالم شاہ کا بیان ہے کہ ایک دن میاں صاحبؒ سخت بیمار پڑ گئے ۔ آپ اپنے باغیچہ میں تشریف فرماتھے سب مرید و خدام پریشان حال تھے اور خواص و عوام گروہ در گروہ آپ کی بیمارپرسی کے لئے جمع تھے کہ اسی اثناء میں قریب کے فراش ( غزۓ ) کے ایک درخت کی شاخ ٹوٹ گئی ۔ سب لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے ۔ یہ دیکھ کر بعض نے اسے بدشگونی خیال کیا ۔ آپ نے لوگوں کی بے چینی دیکھ کر تسلی دی اور فرمایا کہ یہ میری عیادت کے لئے جنات کا بادشاہ اور امراء آئے تھے ۔ اور جنات کی کثرت تعداد کے سبب درخت کی شاخ ٹوٹ گئی ۔ سید عالم شاہ کا بیان ہے کہ چھ دنوں کے بعد آپ کو صحت یابی ہوئی ۔ میں گھر گیا تو ہمارے گاؤں میں ایک آسیب زدہ تھا اس پر اکثر جنات کا اثر ہوتا تھا ایک دن میں نے اس کے جنات سے مذکورہ بالا واقعہ کے بارے میں پوچھا تو جواب دیا کہ اس دن ہم اپنے بادشاہ کے ہمراہ پٹھانوں کے بزرگ اور ولی اللہ کی عیادت کے لئے چمکنی گئے ہوئے تھے جنات کے اس بیان سے اس واقعہ کی تصدیق ہوتی ہے ۔ (۲)

حضرت میاں صاحبؒ کے اندر شوق و محبت الٰہی کی ایسی باطنی آگ موجود تھی

---

(۱) مناقب میاں صاحب چمکنیؒ از مولانا مسعود گل ص ۶۱-۶۲

(۲) مجموعۂ مناقب ص ۵۹ ۔ ملاحظہ ہو مناقب میاں عمر از مولانا دادین ص ۱۲۰-۱۲۲

جس کے سامنے آتش ظاهری کی تپش کی کوئی حقیقت نه تھی ۔ یہی وجه هے که آپ بھڑکتی هوئی آگ مین بھی هاتھ ڈال دیتے تھے اور اس کی گرمی کا آپ کے بدن پر کوئی اثر نہین هوتا تھا ۔ آپ خود فرماتے هین که ریاضت و مجاهده کے دوران ایک بار مین نے آزمائش کے طور پر بھڑکتی هوئی آگ کے تنور مین هاتھ ڈال کر کافی دیر تک اس کے اندر رهنے دیا مگر آگ میرے هاتھ کو کوئی تکلیف نه پہنچا سکی (۱) ۔ والله اعلم ۔

بعض اولیاء اللهؒ کے بارے مین منقول هے که بیک وقت مختلف جگہون مین حاضر هوتے هین ۔ مختلف کام ان سے وقوع پذیر هوتے هین اور مختلف اجساد و اشکال مین متشکل هو جاتے هین ۔ یہی حال حضرت میان صاحب چمکنیؒ کا هے ۔ آپ چمکنی (پشاور) مین سکونت رکھتے تھے اور حسبِ ظاهر حرمین شریفین تشریف نہین لے گئے تھے مگر بعض معاصرین جو مکة اور مدینة منورہ سے هو کر آئے تھے بیان کیا کرتے تھے که انهون نے جناب میان صاحب چمکنیؒ کو حرمین مین دیکھا تھا اور وهان آپ کے ساتھ ان کی گفتگو هوئی تھی ۔ اس قسم کا ایک عجیب واقعة احمد پشاوریؒ حاجی عبدالصمد باجوڑی کی زبانی بیان کرتے هوئے نقل کرتے هین ۔ که ؛

| | |
|---|---|
| یوه ورځې په مسجد کښې صاحب ناست وو | ایک دن میان صاحبؒ مسجد مین تشریف فرما تھے |
| ذکر فکر ي عجب د خاطر راست وو | اور قلبی ذکر و فکر مین بہت مستغرق تھے |
| خلقه ورته انبوه د هر طرف وه | هر طرف سے لوگ (گرد) جمع تھے |
| په دیدارِ مبارك يِ مشرف وه | اور آپ کے دیدار سے مشرف (هورهے) تھے |
| دا بنده احمد حاضر هم هغه دم وو | یه بنده احمد بھی اس وقت موجود تھا اور |
| په حضور د دي ولی قطب اعظم وو | اس عظیم قطب کے حضورمین (حاضر) تھا |

---

(۱) مناقب میان صاحب چمکنیؒ از مسعود گل ص ۳۳ ۔

راوی کہتا ہے کہ میں حضرت میان صاحب چمکنیؒ کی خدمت میں حاضر تھا کہ اسی اثناء میں ایک آدمی آیا اور میان صاحبؒ کے ساتھ مصافحہ کرکے کہنے لگا کہ :-

| | |
|---|---|
| عرض یې وکړ چه حاجی عبدالصمّد یم | عرض کیا کہ ( میں ) حاجی عبدالصمد ہوں |
| مشرف په رفاقت هم پر مدد یم | رفاقت سو زور مددسے مشرف ہوں |
| چه اول ورځ د صاحب ملاقات ماته | کہ پہلے روز صاحب کی ملاقات مجھے |
| حاصل شوي وو په غره٭ عرفات ماته | عرفات کی پہاڑی پر حاصل ہوئی تھی |
| زه٭ شپږ کاله مشرف په رفاقت ووم | میں چھ سال تک آپ کی رفاقت سے مشرف رہا |
| د صاحب سره د حج په لوئي عظمت ووم | صاحب کے همراه حج کی بڑی عظمت سے ( مستفید |
| پس تر هغه به صاحب تر میزاب لاند | تھا - اس کے بعد صاحب میزاب کے نیچے |
| | ہر روز تشریف رکھا کرتے تھے |
| په سفر د مدینې پسه بشه٭ زیارت کښ | مدینہ کے سفر میں ( روضہ نبی صلی اللہ علیہ |
| | وسلم ) کی زیارت میں |
| له صاحبه سره ووم په رفاقت کښ | میں صاحب کے همراه تھا |
| په دا شپږ حج کښ زه٭ مدام له تا | اس چھ سال کی مدت میں ، میں صبح و |
| مشرف په دیدن ووم صبا بېګاه | شام دیدار سے مشرف ہوتا تھا - |
| سعادت د قدمبوس حاصل کما ووه | پورے چھ سال تک مجھے |
| پس له شپږ کالو نصیب کامل کما وو | قدمبوسی کا شرف حاصل رہا |
| راروان په دې طرف شوم ته٭ م پریښوې | میں آپ کو چھوڑ کر اس طرف روانہ ہوا |
| د واره پښتې م د وطن په لوري کیشوې | اور وطن کی راہ لی |
| نن چه راغلم زه٭ ستا د پاك حضور ته | آج جب میں آپ کے حضور میں آیا |
| پاك حضور ته تمامې دارالسرور تـه | حضور پاک بلکہ سراسر دارالسرور ( میں آیا ) |

| | |
|---|---|
| معرفت مې د صاحب د صورت راغې | صاحب کی شکل و صورت کو پہچان لیا |
| قدمبوس ته مې نور زړه په سرعت راغې | اور دل قدمبوسی کے لئے جلدی آگے بڑھا |
| حق په ما د رفاقت د صاحب ډیر دې | مجھ پر آپ کی رفاقت کا بہت زیادہ حق ہے |
| را عطا چه عنایت د صاحب ډیر دې | اور صاحب کی مجھ پر بڑی عنایت ہے |
| که هر څو دې په تقریر و بشارت وو | اگرچہ وہ بشارت کے بیان کرنے میں لگا ہوا تھا |
| د صاحب ورته د منع اشارت وو | مگر صاحب اس کو روکنے کا اشارہ فرماتے تھے |
| که د منعې شمع څو خوځوي سر خپل | ( مگر کیا کیا جائے یہ ایک حقیقت ہے ) کہ شمع پروانے کو روکنے کے لئے جتنا بھی سر ہلاتی ہے |
| پتنگ نه اوړي پسر اچوي څگر خپل (۱) | پروانہ اتنا ہی جلنے کے لئے آگے بڑھتا ہے ـ |

---

(۱) مناقب میاں صاحب چمکنیؒ از مولانا دادین ( قلمی ) ورق ۱۵۱ ـ

( نوٹ ) اولیاء اللہ سے اس قسم کے امور کا صادر ہونا ثابت ہے ـ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے مکتوب ۵۸ دفتر دوم حصہ ہفتم میں اس موضوع پر نہایت محققانہ گفتگو فرمائی ہے اور اس قسم کے واقعات کی تصدیق کی ہے ـ

پشتو کے مشہور شاعر رحمان باباؒ اپنے دیوان میں فرماتے ہیں کہ ـ

| | |
|---|---|
| چه په یو قدم تر عرش پورې رسي | جو ایک قدم پر عرش تک پہنچتے ہیں |
| ما لیدلې دې رفتار د درویشانو | میں نے درویشوں کی رفتار دیکھی ہے ـ |

صوفیائے کرام کا عقیدہ بلکہ مشاہدہ ہے کہ :

بعد منزل نہ بُود در سفر روحانی ـ واللہ اعلم بالصواب

******

## ولایت و کرامت کے بارے میں حضرت میاں صاحب چمکنی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

آپ فرماتے ہیں کہ دراصل ولایت نبوت کی تابع ہوتی ہے اور جو شخص کسی نبی کا متبع نہیں ہوتا وہ ولایت کے مرتبہ پر نہیں پہنچ سکتا ۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ ۔

" ولایت اصالتاً در حضرت انبیاء است صلواۃ اللہ علیہم اجمعین وتبعاً امت را بود پس چون مایان کہ امت پیغمبر آخر زمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هستیم ، ولایت این امت جز تبعاً دانید فقط بحدی کہ اگر کسے خلافِ سنت طاعت می کند یعنی سرهوا رود بمرتبۂ ولایت نرسد پس دلیل بر امر ولایت ایمان بما جاء النبی وعمل بہ متابعتِ حضرت اوست قولاً و فعلاً و حالاً عرفاناً ..... " (۱)

ولایت اصالتاً انبیاء علیہم السلام میں ہے اور تبعاً امت میں ہوتی ہے پس جب ہم کہ پیغمبر آخر زمان حضرت محمد علیہ السلام کی امت ہیں اس امت کی ولایت کو بھی تبعاً جان لو فقط اس حد تک کہ اگر کوئی اُ (خلاف) سنت طاعت کرتا ہے یعنی سرکشی کرتا ہے ولایت کے مرتبہ پر نہیں پہنچتا ۔ پس ولایت کی دلیل نبی کے لائے ہوئے پیغام پر ایمان اُ(ور) قولاً ، فعلاً ، حالاً اور عرفاً اس کی متابعت کرنا ہے ۔

آپ فرماتے ہیں کہ ولی کو نبی کی متابعت میں جتنا زیادہ کمال حاصل ہوگا اسی قدر اس کی ولایت بدرجۂ کمال ہوگی ۔ لکھتے ہیں کہ :۔

" هر کرا متابعت حضرت نبی بکمال است همان قدر مرتبۂ ولایت ولی بدرجۂ کمال است فقط

جو کوئی (ولی) حضرت نبی علیہ السلام کا جس قدر کامل اتباع کرتا ہے اسی قدر (اُس) ولی کی ولایت بدرجۂ کمال ہوتی ہے فقط

---

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو المعالی شرح امالی ( قلمی ) ص ۲۶۸-۲۷۱

دریں باب گنجائشِ حرفِ دیگر نیست چون چرا دریں میان نہ گنجد و اگر چیز تاثیر و تصرف دارد ہمان بعد از موت طوق استدراج ومکر او شود در دوری و مہجوری از ولایت و پیشوائی خود شدہ سرنگون در جہنم بحکم "اہل بدعت کلاب ومن کلاب اہل النار" خواہد بود "۔(۱)

اس باب مین دوسری بات کی گنجائش نہین اس مین چون و چرا کی حاجت نہین اور اگر کوئی تاثیر و تصرف رکھتی ہے وہ موت کے بعد اسکے استدراج و مکر کا طوق ہو جائے گا اپنی ولایت و پیشوائی سے دور ہوکر جہنم مین سرنگون پڑ جائین گے دلیل یہ حکم ہے کہ اہل بدعت کتے ہین اور جہنّم کے کتون مین سے ہین ۔

ولی کی تعریف کرتے ہوئے آپ فرماتے ہین کہ :۔

" ولی دوست و نزدیک را گویند امّا نزدیک باید بحضرت حق سبحانہٗ از ہمہ موجودات در گذشتہ در مقامِ شہود و شاہدِ وحدت باشد "۔(۲)

ولی دوست اور قریب کو کہتے ہین ۔ اما حضرت حق سبحانہٗ کے اتنا قریب ہو جائے کہ تمام موجودات سے گزر کر مقام شہود مین ہو اور وحدت خداوندی کا مشاہدہ کرنے والا ہوتا ہے ۔

حضرت میان صاحبؒ ولایت کی تفصیل مین فرماتے ہین کہ ولایت کی دو قسمین ہین۔ یعنی ولایت مبرم اور ولایت معلّق ۔ اوّل الذکر ولی کی ولایت خدا کے علم مین ثابت و کائن ہوتی ہے پس اس ولی کو نہ اپنی ولایت کا علم ہونا شرط ہے اور نہ اس کے درجات پر وقوف شرط ہے ۔ البتہ دوسری قسم کے ولی کو اپنی ولایت، اس کے درجات، اور عروج و نزول

---

(۱) المعالی ص ۵۲۶ ۔
(۲) مبحث ولایت و کرامت ۔

کا علم ہونا شرط ہے ـ کیونکہ جو بادشاہ جہان بانی اور جہان رانی کے قواعد و ضوابط سے ناآشنا ہو وہ حکومت کیسے چلا سکتا ہے ـ یا اگر کوئی سپہ سالار قوانین و اصول جنگ سے آشنا نہین تو وہ فتح کیسے حاصل کر سکتا ہے ـ (۱)

لکھتے ہین کہ :

ہمچنان ولی است کہ دانا بر قواعد و اساس و اقتباسِ نورِ ولایت نسبت نہ کردہ است وندانستہ است و نمی داند چگونہ لائق اقتدار باشد وبہ دیگران چہ خواہد داد و پیشوائی در چہ چیز خواہد کرد معلوم باد این حرف تزویرانہ از مشائخ سرزدہ است درمیان مقلدین چنان شائع امّا چون نماید حرف بے معنی است خود در ورطۂ ہلاک افتادگان اند و دیگران را نیز دل سردی از حصولِ کمالات می نماید ازین طائفہ خدا ناشناسان و خدا ناترسان دور باشید فافہم جدا و اعتبر ـ

اسی طرح ولی ( کاحال ) ہے کہ اگر قواعد و اساس اور نور ولایت کے اقتباس سے ناواقف ہے اور ( یہ چیزین ) نہین جانتا وہ کس طرح لائق اقتدار ہوگا اور دوسرون کو کیا دے گا اور کس چیز مین لوگون کی رہنمائی کرے گا معلوم رہے یہ تزویرانہ بات مشائخ مین سے سرزد ہوئی ہے اور مقلدین مین شائع ہے یہ ایک بیہودہ بات ہے ـ خود ورطۂ ہلاکت مین پڑے ہوئے ہین اور دوسرون کو بھی کمالات حاصل کرنے سے روکتے ہین ـ اس خدا ناشناس اور ناترس گروہ سے دور رہو فافہم جداً واغتنم ـ

---

(۱) المعالی ص ۳۶۸-۳۷۱ ـ

صوفیاء کا اس بارے مین اختلاف ہے کہ آیا ولی کو اپنے ولی ہونے کا علم ہو سکتا ہے یا نہین بعض کہتے ہین کہ ولی کو اپنی ولایت کا علم ہونا جائز نہین کیونکہ اس طرح انجام کا خوف نہ ہونے کی وجہ سے عبودیت زائل ہو جاتی ہے مگر ان مین سے جلیل القدر اور بزرگ صوفیاء کا قول ہے کہ یہ جائز ہے کیونکہ یہ تو اللہ کی طرف سے

آگے چل کر آپ فرماتے ھین کہ :

اگر ولی را علم بر ولایت شرط ہست پس مؤمن را ہم علم بر ایمان و ایتان آن شرط شود و او مؤمن باشد و عالم را ہم بر علم قواعد علمی شرط نباشد و عالم یعنی بدون حصول و وقوف آن عالم باشد و بادشاہ را تصرف درملک بے لشکر و دولت میسر باشد و او لشکر و دولت ہداشتہ باشد و او بادشاہ بود و کاسب را وقوف بر نفع و نقصان کسب نہ باشد و او ہنرمند باشد این محال است ـ (۱)

اگر ولی کو اپنی ولایت پر علم رکھنا شرط نہین پس مؤمن کو بھی اپنے ایمان اور اس کے لانے پر علم حاصل کرنا شرط نہ ہو اور وہ مؤمن ہوگا اور عالم کے لئے بھی قواعد علمی حاصل کرنا شرط نہ ہو اور اس کے حاصل کئے بغیر وہ عالم ہوگا اور بادشاہ کو ملک مین بغیر تصرف اور بغیر دولت و لشکر کے بادشاہت حاصل ہوگی ـ اور کاسب کو نفع و نقصان کا علم نہ ہو اور وہ ہنرمند ہوگا ـ یہ ( تمام باتین ) محال ھین ـ

جو لوگ ولایت کی نفی کرتے ھین وہ خود پرست اور آزاد خیال ھین ـ

منکرین ولایت پر رد کرتے ہوئے آپ فرماتے ھین کہ :

شکم پروران طائفہ خود پرست کہ برائی سہولت و آسانی و طبع حیوانی و مزاج بہائمی خود حیلہ و حوالہ پیدا کردہ نفی ولایت می کنند ـ (۲)

شکم پرور اور خود پرست لوگ جو اپنی سہولت اور طبیعتِ حیوانی اور مزاج بہائمی کی تسکین کے لئے حیلہ و حوالہ تلاش کرکے ولایت کی نفی کرتے ھین ـ

---

= بندے پر انعام ہوتا ہے اور چاہئے کہ ولی کو اللہ کی نعمتوں کا علم ہو تاکہ وہ اور زیادہ اللہ کا شکرگذار رہے ـ ( تعرّف ص ۱۰۹ ، ۱۱۵ )

******

(۱) المعالی ص ۳۶۸ـ ۳۷۱ ملاحظہ ہو ـ (۲) المعالی ص ۳۷۲ ـ

آپ ولی کے لئے کرامت ضروری سمجھتے ھین کیونکہ اس سے ولی اور غیر ولی مین امتیاز کرنا آسان ہو جاتا ھے ۔ لکھتے ھین کہ :

" امر کرامت دلیل ولی و غیر ولی است چنانچہ معجزہ دلیل است نبی و غیر نبی و الاّ مدعیانِ نبوت ہر یک بودی ھمچنان اگر ایمان و عملِ صالح شرط نہ بودی فرقِ ولی و غیر ولی کی بودی " ۔ (۱)

کرامت ، ولی اور غیر ولی کے درمیان ( شناخت ) کی دلیل ھے جیسا کہ معجزہ نبی اور غیر نبی کے درمیان ( امتیاز کی ) دلیل ھے ۔ ورنہ ہر ایک نبوت کا دعویدار ہوتا اسی طرح اگر ( ولایت کے لئے ) ایمان اور عمل صالح شرط نہ ہو تو ولی اور غیر ولی کے درمیان فرق کیا ہوتا ۔

اسی طرح آپ نے اس دعوٰی کی بھی سختی سے تردید فرمائی ھے کہ کرامت نقصان ھے اور ولی بے کرامت ولی باکرامت سے بہتر ھے ۔ آپ فرماتے ھین کہ اگر کرامت موجب نقصان ہوتی تو ائمہ اربعہ سے ہر گز کرامات کا صدور نہ ہوتا اور جہان تک ولی بے کرامت کا ولی با کرامت سے بہتر ہونے کا سوال ھے ۔ حضرت میان صاحب چمکنیؒ فرماتے ھین کہ یہ قول بے اصل اور بے بنیاد ھے اور اس کو کاتب کی لغزش قلم سمجھنا چاہئے ۔ (۲)

کرامت کے ممکن الوقوع ہونے پر بحث کرتے ہوئے آپ فرماتے ھین کہ قرآن کریم سے بہتر استجابت دعا ثابت ھے (۳) اور کرامت اجابتِ دعا کا ثمرہ ھے ۔ اس ضمن مین لکھتے ھین کہ ۔

عارف اقرب است دعاء وی نیز قریب تر است یعنی آنچہ ازو بظہور آید از خرق عادات اثرِ دعا دانی نہ چیزی دیگر حضرات

عارف اقرب ھے اس کی دعا بھی قریب تر ہوتی ھے یعنی جو کچھ اس سے ظاہر ہوتا ھے خوارق عادات مین سے دعا کا اثر سمجھ لو نہ کوئی

---

(۱) المعالی ص ۶۰۰ ۔ (۲) المعالی ص ۶۰۰ ۔

انبیاء را معجزه به واسطهٔ دعا بود و همچنان اولیاء اللہ را کرامات اهٔ اثر دعا و کسیکے منکر دعا است هموں منکر کرامت است و منکر کرامت منکر دعا است و منکران این معنیٰ معتزلہ بودہ اهٔ هرکس که منکر دعا و منکر کرامت باشد اگر چه معتزله نباشد اما اعتقاد معتز لیان دارد پُر حضر باید بود ازین بداعتقادان ـ (۱)

دوسری چیز انبیاء علیہم السلام کو معجزہ دعا کے واسطہ سے ( ظاہر ) ہوتا ہے اسی طرح اولیاء کے کرامات ہیں ۔ دعا کا اثرُ اور جو شخص دعا کا منکر ہے وہی کرامت کا منکر اور کرامت کا منکر دعا کا منکر ہے اور منکرین دعا معتزلہ میں سے ہیں ـ جو شخص دعا و کرامت کا منکر ہو اگر چہ معتزلہ میں سے نہ ہو مگر وہ معتزلیوں کا عقیدہ رکھتا ہو ہے ان سے بداعتقاد لوگوں سے دور رہنا چاہئے ـ

معجزہ ، کرامت ، مکر اور استدراج کا فرق بیان کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ ـ

" معلوم باد که خرق عادت خاص است نه عام که دلیل و تائید نبوت شدہ معجزہ نام یافت و دلیل و تقویت استقامت شدہ کرامت نام یافت و برخلاف عمل صالح مکر نام یافت و برخلاف ایمان و عمل صالح استدراج شدہ رو به بعد کشیدہ نه به اقرب" ـ (۲)

خرق عادت خاص ہے نہ کہ عام جو نبوت کی دلیل و تائید کیلئے ظاہر ہوا معجزہ نام پایا استقامت کی دلیل و تقویت کےلئے ظاہر ہوا اس کا نام کرامت ہوا اور عمل صالح کے خلاف ( اگر کوئی کام ظاہرہوا ) تو اس کا نام مکر ہوا اور ایمان اور عمل صالح کے خلاف اگر ہے تو اس کانام استدراج ہے خدا سے دوری کا ذریعہ ہے نہ کہ وسیلہٴ قرب ـ

---

۳) ادْعُونِی اَسْتَجِبْ لَکُم واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی والیومنوبی لعلّهم یرشدون ـ سورہ بقرہ ۲ : ۱۸۶ ـ

(۱) المعالی ص ۵۹۵ ـ

(۲) المعالی ص ۲۰۵ ـ

******

نوٹ ) ولایت و کرامت کی حقیقت

سلسل ریاضات و مجاہدات کے بعد جب انسان کا باطن صاف اور قلب اللہ کے نور معرفت میں مستغرق ہو جاتا ہے تو پھر اس کے کانون میں ہر وقت صرف آیات اللہ کی صدا گونجتی رہتی ہے ۔ اس کی آنکھیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے دلائل کے نظارہ میں مشغول ہوتی ہیں اور زبان پر ہر دم اللہ تعالیٰ کی تعریف و ثناء جاری رہتی ہے ۔ حتیٰ کہ اس کی تمام ذہنی اور جسمانی قویٰ خدا کی خدمت و طاعت کے لئے وقف ہو جاتی ہیں ۔ اس کے بعد خداوند تعالیٰ بھی اپنے فضل و احسان سے اپنے بندے کی جانب متوجہ ہو جاتا ہے اور جہالت و ضلالت کی تمام آلائشون سے پاک کرکے اپنے نور ہدایت سے منوّر کرلیتا ہے ۔ اور اس طرح اس کو خدا کے ولی و دوست اور حبیب و محبوب ہونے کا بلند مرتبہ نصیب ہو جاتا ہے ۔ ( ملاحظہ ہو تفسیر سورۂ البقرہ ۲ : ۲۲۲ ، سورۂ اعراف ۷ : ۱۹۶ ، سورۂ مائدہ ۵ : ۵۵ ، سورۂ محمد ۴۷ : ۱۱ ، سورۂ البقرہ ۲ : ۱۶۵ ، سورۂ مائدہ ۵ : ۵۴ ، سورۂ بقرہ ۲ : ۲۵۸ ) ۔

ولایت ایک دولت عظمیٰ ، انسانیت کی معراج ، سکون و اطمینان کا ذریعہ اور دنیا و آخرت میں کامیابی کی بشارت ہے ۔ اولیاء اللہ کی شان یہ ہوتی ہے کہ جب دوسرے لوگ ڈرتے ہیں وہ خوف زدہ نہیں ہوتے اور جب دوسرے لوگ غمگین ہوتے ہیں وہ غمزدہ نہیں ہوتے ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔

اَلا اِنّ اولیاء اللّٰہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون الّذین آمنوا وکانوا یتقون لہم البشریٰ فی الحیوۃ الدّنیا وفی الآخرۃ لا تبدیل لکلمات اللّٰہ ذلک ھوالفوز العظیم ۵

( سورۂ یونس آیات ۶۲-۶۴ )

جان لو اولیاء اللہ کو نہ خوف لاحق ہوگا اور نہ وہ غمگین ہون گے وہ جو ایمان لائے اور ڈرتے تھے ان کے لئے دنیا اور آخرت میں ( فوز و فلاح ) کی بشارت ہے ۔ خدا کی باتون کو کوئی تبدیل نہیں کرسکتا ۔ اور یہی بڑی کامیابی ہے ۔

جس طرح تمام بندون میں انبیاء کرام خدا کے محبوب و مقرب ہوتے ہیں اسی طرح

هر نبی کی امت مین بعض لوگ روحانی اور ایمانی کمالات کے سبب بارگاہِ خداوندی مین مقبول و باریاب هو جاتے هین ۔ ان کی علمی اور عملی حالت امت کے دیگر افراد سے ممتاز هوتی هے ۔ ایسے محرمِ اَسرار اور مخزن انوار خدا رسیدہ بندگان خدا کا وجود اسلام کی زینت و رونق هے اور انهین کے دم سے یہ دنیا باوجود اس کثرت معصیت کے قائم و برقرار هے اهل سنّت والجماعت کا مسلّمہ عقیدہ هے کہ دنیا مین اولیاء اللہ کا وجود حق هے اور ایسے باکمال اور پاکیزہ نفوس هر زمانہ مین موجود هوتے هین اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری رهے گا ۔ ( ملاحظہ هو المعالی شرح مالی ص ۵۷۵ ایضاً کشف المحجوب از داتا گنج بخش هجویری ص ۲۶۰ )

★ ★ ★ ★★★

لفظِ ولی قرب کے معنٰی پر دلالت کرتا هے اور دوست و حبیب کے معنی مین مستعمل هے ۔ شارح فقہ اکبر علامہ ( م ۲۹۰ هـ ) ابوالمنتهی احمد بن محمد الحنفیؒ ولی کی تعریف کرتے هوئے لکھتے هین کہ :

" الولی هو القریب فی اللّغة فاذا کان العبد قریباً من حَضْرةِ اللّٰه بسبب کثرة الطاعات وکثرة اخلاصه وکان الرّب قریباً منهٗ برحمته وفضله واحسانه فهناک حصلت الولایةُ " ۔

ولی قریب کے معنٰی مین هے لغت مین ۔ پس جب بندہ کثرت طاعات اور کثرت اخلاص کے سبب خدا کے قریب هو جاتا هے اور خدا اپنے فضل و رحمت اور احسان سے اس کے قریب هو جاتا هے پس اس مقام پر ولایت حاصل هو جاتی هے۔

( شرح فقہ اکبر "بیان" الکرامات للاولیاء حق " ایضا ملاحظہ هو تفسیر کبیر لامام فخرالدین محمد بن عمر رازی ، سورہ " الکهف )

علامہ تفتازانیؒ ( المتوفی ۷۹۱هـ ) فرماتے هین ۔

"الولی هوالعارف باللّٰه تعالٰی وبصفاته حسب ما یمکن ، المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی المعرض عن الانهماک

ولی وہ شخص هے جو اللہ تعالٰی کی ذات و صفات مین حتّی الامکان معرفت رکھتا هو طاعات الٰهی مین مستغرق گناهون سے مجتنب =

= فی اللذات والشہوات "۔ اور شہوات و لذات سے بیزار ہو ۔

( شرح عقائد بیان کرامات الاولیاء حق )

حضرت امام حسن بصری رح ( المتوفی ۱۱۰ھ ۔ ۷۲۸ء ) ولی کی تعریف مین فرماتے ہین ۔

" ھوالذی یکون فی وجھہ حیاءً وفی عینہ بکاءً وفی قلبہ صفاءً وفی لسانہ ثناءً وفی یدہ عطاءً وفی وعدہ وفاءً وفی نطقہ شفاءً " ۔

ولی وہ ہے جس کے چہرے پر حیاء آنکھون مین گریہ ، دل مین پاکی ، زبان پر تعریف و ثناء ہاتھ مین بخشش و عطاء وعدہ مین وفا اور بات مین شفاء ہو ۔

( کتاب الاسلام از مولانا ظہیر الحق قادری مطبوعہ دہلی ۱۹۳۰ء ص ۵۳۷ )

حضرت ابوعلی جرجانی رح فرماتے ہین ۔

الولی ھوالفانی فی حالہ والباقی فی مشاھدہ الحق لم یکن لہ عن نفسہ اخبار ولا مع غیراللہ قرار ۔

یعنی ولی وہ ہوتا ہے جو اپنے حال مین فانی اور خدا کے مشاہدہ مین باقی ہو اور اس کے لئے ممکن نہین ہوتا کہ اپنےحال سے خبر دے یا اللہ کے سوا کسی اور کے پاس قرار پائے ۔

مذکورہ بالا بیانات سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ولی خدا کو بہت قریب و محبوب ہوتا ہے اور اس کے ہان بھی اس کو بہت کرامت و عزت کا مقام حاصل ہوتا ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ انبیاء کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے ان کے ہاتھون پر معجزات ظاہر فرماتا ہے اسی طرح اولیاء صادقین کی مقبولیت و قرب ظاہر کرنے کے لئے ان کے ہاتھون پر کرامات کا اظہار فرماتا ہے ۔ اگر چہ ان بندگانِ خدا کا اصل کمال کرامت معنوی یعنی کتاب و سنت کا اتباع اور خلاف اولیٰ اموز سے اجتناب ہے مگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و احسان سے کرامات حسّی ( مثلاً پانی پر چلنا ، حیوانات سے کلام کرنا ، ایک ساعت مین بہت سی مسافت طے کرنا ، مخلوق کے فکرون اور اندیشون سے خبر رکھنا =

= کسی چیز کا بے موقعہ ، بے محل اور بے وقت ظاہر ہونا اور اپنی یا دوسرے کی قبل از ظہور بات معلوم کرنا وغیرہ ) بھی عطا فرماتا ہے ۔ یہی اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے ۔ اسی پر اجماع ہے اور امت محمدیہ صلی اللہ علی صاحبہا کے تمام صوفیائے عظام کا اس پر اتفاق ہے اور عقائد و تصوف کی تمام مستند کتابون مین یہ مسئلہ مفصل اور مدلّل طور پر موجود ہے اور یہی وجہ ہے کہ کرامات کا منکر سب احکام منصوصہ اور علم عادی و ضروری کا منکر سمجھا جاتا ہے ۔ ( ملاحظہ ہو تفسیر کبیر و تفسیر روح المعانی ، سورۂ الکہف ، سورۂ آل عمران و سورۂ مریم ، شرح فقہ اکبر ، شرح عقائد نسفی ، شرح مواقف ، شرح مقاصد ( بیان کرامات الاولیاء حق ) التعرف لمذہب اہل التصوف از امام ابوبکر بن ابو اسحاق ( م ۳۹۵ھ ) اردو ترجمہ از ڈاکٹر پیرمحمد حسن طبع اول ۱۳۹۱ھ ص ۱۰۵- ۱۱۸ ، کشف المحجوب از داتا گنج بخش ہجویری اردو ترجمہ از مولوی محمد حسین مطبوعہ لاہور ۱۳۲۳ھ ص ۲۲۲- ۲۸۸ ، عوارف المعارف از شہاب الدین سہروردی اردو ترجمہ از حافظ سید احمد ارشد رشید مطبوعہ لاہور اشاعت اول ۱۹۶۲ء ص ۵۲، ۲۷۱-۲۷۲ ، مکتوب مجدد الف ثانی دفتر ۱ حصہ ۳ مکتوب ۲۶۶ ) ۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم مین آصف بن برخیا کی کرامت کا ذکر کیا کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کا تخت اس کے پاس آنے سے پہلے منگوانا چاہا اور خدا چاہتا تھا کہ آصف کی بزرگی مخلوق پر واضح ہو چنانچہ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ شخص کون ہے جوکہ بلقیس کے تخت کو اس کے آنے سے پہلے لا حاضر کرے ۔ " قال عِفریتٌ من الجنّ انا آتیک بہ قبل ان تقوم من مقامک " یعنی ایک عفریت نے کہا کہ مین اس تخت کو تیرے پاس اس جگہ سے اٹھنے سے پہلے لا کھڑا کرتا ہون ۔ سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ اس سے بھی جلدی چاہئے ۔ اس کے بعد آصف نے کہا " انا آتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک " یعنی مین اسے تمہارے پاس آنکھ جھپکنے سے پہلے لے آؤن گا ۔ ( سورۂ النمل آیت ۲۷ : ۳۰ ) حضرت سلیمان علیہ السلام آصف

=

.............................................................

= کے اس کلام سے حیران نہ ہوا اور نہ انکار کیا اور نہ اس کو محال نظر آیا ۔ قرآن کریم نے ہم کو مریم علیہا السلام کے قصہ کی اطلاع دی کہ جب زکریا علیہ السلام ان کے پاس حجرہ مین آتے موسم سرما مین موسم گرما کا میوہ پاتے اور موسم گرما مین موسم سرما کا میوہ ۔ مریم سے پوچھا "اَنّٰی لَکِ ھٰذا" ( اے مریم تیرے پاس یہ کہاں سے آتے ہین ) جواب دیا "ھو من عند اللّٰہ" ۔ اللہ کے پاس سے ( سورۂ آل عمران ۳ : ۳۷ ) اسی طرح اللّٰہ تعالٰی نے قرآن مین فرمایا ہے کہ اصحاب الکہف کے ساتھ کتے نے کلام کیا ۔ یہ سب واقعات کرامات مین سے ہین کہ نہ کہ معجزات سے کیونکہ مذکورہ سب حضرات پیغمبر نہ تھے ۔

( ملاحظہ ہو تفسیر کبیر للامام رازی ، سورۂ النمل ۲۷ : ۴۰ ، سورۂ آل عمران ۳ : ۳۲ ، ایضا تفسیر روح المعانی ۲۷ : ۴۰ ، ۳ : ۳۲ اس کے علاوہ کشف المحجوب ص ۲۷۸ - ۲۷۹ اور التعرف ص ۱۰۵ - ۱۰۶ بھی ملاحظہ ہو ) ۔

اس کے علاوہ خلفائے راشدین سے بھی مختلف اوقات مین متعدد کرامات کا ظہور ہوا ہے ۔ مثلاً جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کے دروازہ پر لایا گیا اور یہ ندا دی گئی " السلام علیک یا رسول اللّٰہ ھذا ابوبکر بالباب " یعنی اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو دروازے پر ابوبکر حاضر ہین ۔ تو اسی وقت دروازہ خود بخود کھل گیا اور قبر سے یہ آواز آنے لگی کہ " ادخلوا الحبیب الی الحبیب " ( دوست کو دوست کے ساتھ ملاؤ ) ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کرامات مین سے ایک بار یہ کرامت ظاہر ہوئی کہ نماز جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے اور اچانک منبر پر پکار کر کہا " یا ساریۃ الجبل" اے ساریہ پہاڑ پر چڑھ جاؤ ۔ حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت مدینہ مین تھے اور حضرت ساریہ ایک ماہ کی مسافت پر نہاوند مین دشمن کے ساتھ نبرد آزما تھے ۔ کہتے ہین کہ حضرت ساریہ نے یہ آواز سنی اور پہاڑ کا سہارا لے کر دشمن کو شکست دے دی ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بار میں راستے پر سے گزر رہا تھا ۔ ایک عورت پر میری نگاہ پڑی ۔ اس کے بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا آپ نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا ۔ کہ

" مالی اراکم تدخلون علیّ وآثار الزنا ظاهرة علیکم " ( یہ کیا ہے کہ تم میرے پاس آئے ہو اسی حالت میں کہ تیرے چہرے پر زنا کے آثار ظاہر ہیں ۔ حضرت انس مزید فرماتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی ہے؟ ۔ آپ نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ مومن کی فراست ہے ۔

( فراست مومن کی تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو تعرف ص ۲۲۳-۲۳۶ ) ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کے احباب میں سے ایک سیاہ فام غلام نے چوری کی اس کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس لایا گیا پوچھا کیا تو نے چوری کی ہے ؟ جواب دیا ہاں پس اس کا ہاتھ کٹ دیا گیا وہ واپس لوٹا کہ راستے میں حضرت سلمان فارسیؓ اور ابن الکواؒ کے ساتھ ملاقات ہوئی پوچھا تیرا ہاتھ کس نے کاٹا جواب دیا کہ "امیرالمومنین ویعسوب المسلمین وختن الرسول وزوج البتول" ۔ ابن الکوا نے کہا کہ اس نے تو تیرا ہاتھ کاٹا ہے اور تو اس کی تعریف کرتا ہے ۔ جواب دیا کہ میں کیوں اس کی تعریف نہ کروں کہ برحق میرا ہاتھ کاٹا اور آگ سے نجات دلائی ۔ حضرت سلمانؓ نے حضرت علیؓ کو اس واقعہ کی اطلاع دی حضرت علیؓ نے اس غلام کو بلایا اس کی کلائی پر ہاتھ رکھ کر کپڑا سے ڈھانپ لیا اور دعا فرمائی ۔ اس دوران آسمان سے ایک غیبی آواز آئی کہ کپڑا ہٹاؤ چنانچہ کپڑا ہٹایا گیا اور ہم نے دیکھا کہ اس کا ہاتھ بالکل صحیح و سالم ہے ۔

( تفسیر کبیر سورۂ کہف زیر عنوان " المسئلة فی بیان احتجاج اهل السنة الصوفیة علی صحة القول بالکرامات ) ۔

خلفائے راشدین کے علاوہ دیگر صحابہ کرام ، تابعین ، تبع تابعین اورمتاخرین اولیاء اللہؒ کی کرامات کے واقعات سے تصوف و سلوک کی کتابیں بھری پڑی ہیں ۔ جن کی تفصیلات بیان کرنا باعث طوالت ہوگا ۔ البتہ راقم الحروف کے نزدیک یہ ضروری ہے

..................................

---

= کہ محققین علماء کرام اور صوفیاء نے کرامت کی جو تصریح و توضیح کی ہے اس کا مختصر تذکرہ کیا جائے ۔

علماء حق فرماتے ہیں کہ کرامت اس امر کا نام ہے جو کسی نبی کے کسی متبع کامل سے صادر ہو اور عام قانون عادت سے خارج ہو ۔ یہی وجہ ہے کہ کرامت کو خرق عادت سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے ۔ اگر چہ وہ چیز اصول قدرت کے خلاف نہیں ہوتی مگر اس کے اسباب ایسے دقیق اور مخفی ہوتے ہیں کہ منکرین خوارق کے علم و عقل سے خارج ہوتے ہیں ۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں کہ ۔

" معجزات و کرامات امور اسبابی ہیں لیکن ان پر کمال غالب ہو گیا ہے اس وجہ سے وہ اور اسبابی امور سے ممتاز ہیں " ۔ ( تفہیمات الہیہ بحث کرامت ) حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ( المتوفی ۱۳۶۲ھ ۔ ۱۹۴۳ء ) فرماتے ہیں کہ ۔

" کرامت کے لئے یہ شرط ہے کہ اسباب طبیعیہ سے وہ اثر پیدا نہ ہو وہ اسباب جلی ہوں یا خفی بعض لوگ تو مطلق عجیب امور کو کرامت سمجھتے ہیں اور عامل کے کمال کے معتقد بن جاتے ہیں ۔ مثلا مسمیریزم ، طلسمات ، شعبدات اور چشم بندی وغیرہ کہ اس میں بعض آثار تو محض خیال ہیں اور بعض جو واقعی ہیں اسباب طبیعیہ خفیہ سے مربوط ہیں کرامت ان سب خرافات سے پاک اور منزہ ہے " ۔ ( مقدمہ " کرامات امدادیہ از مولانا اشرف علی تھانوی مطبوعہ رئیس پبلیکیشنز لیاقت آباد کراچی ۱۳۱۹ھ ص ۱۰)

آپ فرماتے ہیں کہ کرامت کے لئے کامل اتباع شریعت لازمی ہے ۔ چنانچہ مشائخ عظام کا قول ہے کہ اگر کسی شخص کو ہوا میں اڑتا ہوا دیکھو یا پانی میں چلتا ہوا دیکھو اگر وہ شریعت کا پابند نہیں تو اس کو بالکل ہیچ سمجھو اور یہ کرامت نہیں بلکہ استدراج ہے ۔ ( کرامات امدادیہ ص ۶-۷ ) ۔

حضرت مولانا شبیراحمد عثمانی ( المتوفی ۱۳۶۹ھ ۔ ۱۹۴۹ء ) کرامت و استدراج کا فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ۔

" وہ خوارق عادات امور جو گاہ بگاہ کسی بدکار ، گمراہ ، فاسق یا کافر مشرک اور مکذب انبیاء علیہم السلام کے ہاتھ سے ظاہر ہوتے ہیں اگر چہ یہ خوارق =

........................................................................

= بھی صورتاً ان خوارق کے مشابہ ہو سکتے ہین جن کا نام ہم نے کرامات رکھا ہے لیکن سمجھنے والون کے نزدیک ان دونون مین ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ ایک نجیب الطرفین مولود اور ایک ولد الزنا مین کہ بظاہر دونون بچے یکسان شکل و صورت رکھتے ہین اور حسی طور پر دونون ایک ہی طرح کی حرکت و عمل کا نتیجہ ہین مگر ان مین سے ایک بچہ فعل حرام کا نتیجہ اور دوسرا عمل مشروع کا ثمرہ ہے ۔ ہم پہلے کے تولد کو مذموم اور قابل نفرت اور دوسرے کی ولادت کو محمود اور موجب مسرت سمجھتے ہین ٹھیک اسی طرح جو " خوارق عادات " امور اتباع رسول اور خدائے واحد کی پرستش کا نتیجہ ہون ۔ وہ " کرامات اولیاء " کہلاتی ہین جن کے مبارک و محمود ہونے مین کوئی شبہ نہین اس کے برخلاف جو خوارق اتباع شیطان ، عبادت غیراللہ اور فسق و فجور کے ثمرات ہون ان کا نام " استدراج " اور " تصرّف شیطانی " ہے ۔ "

( معجزات انبیاء از مولانا شبیر احمد عثمانیؒ ص ۱۳۰- ۱۳۱ )

ولی کے ہاتھ پر جو کرامت ظاہر ہوتی ہے ۔ دراصل وہ اس ولی کا فعل اور تصرّف نہین بلکہ اللہ کا فعل و تصرف ہوتا ہے ۔ اس کا ظہور کسب سے ممکن نہین بلکہ خدائی بخشش سے ہوتا ہے ۔

( کشف المحجوب ص ۲۶۶ ایضاً ملاحظہ ہو معدن السرور از مولانا شمس الحق افغانی ص ۲۱ ) ۔

بعض اولیاء نے کرامت کی قوت ایک حد خاص تک مقرر کی ہے اور جو امور نہایت عظیم ہین جیسے بغیر والد کے اولاد کا پیدا ہونا یا کسی جماد کا حیوان بن جانا وغیرہ ان کا صدور کرامت کے ذریعے ممتنع قرار دیا ہے مگر محققین کے نزدیک کوئی حد نہین کیونکہ وہ اللہ کا پیدا کیا ہوا فعل ہے صرف ولی کے ہاتھ پر اس کا ظہور ہو گیا ہے اور اللہ کی قدرت کی جب کوئی حد نہین تو پھر کرامت کیسے محدود ہو سکتی ہے ۔ البتہ جس خرق عادت امر کی نسبت نبی نے محال ہونے کی خبر دی ہو وہ بطور کرامت سرزد نہین ہوسکتا ۔

( کرامات امدادیہ ص ۹ ایضاً ملاحظہ ہو دارالعلوم دیوبند نمبر ص ۵۵۶ ) ۔

صوفیائے محققین نے اس بات کی بھی وضاحت کر دی ہے کہ کرامت میں معجزے کے ساتھ مساوات لازم آنے کا احتمال اور نبی و غیر نبی میں امتیاز مشکل ہونے کا خیال قطعاً باطل ہے اس لئے کہ صدق مقال ولایت کی شرط اولین ہے ۔ اور دعویٰ مخالف معنیٰ جھوٹ ہوتا ہے اور جھوٹا ولی نہیں ہوتا اور اگر ولی نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ معجزہ میں دخل دینے والا ہوگا ۔ اور معجزہ میں دخل دینا کفر ہے اور کرامت بجز مؤمن مطیع کے کسی کو میسر نہیں ہوتی ۔ ( کشف المحجوب ص ۲۶۷، و تعرف ص ۱۰۶ ، ۱۰۷ )

حضرت مجدد الف ثانی اس حقیقت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ۔

" معجزہ نبی مقرون بہ دعویٰ نبوت است و کرامت ولی ازین معنی خالی است بلکہ بہ اعتراف متابعت آن نبی فلا اشتباہ بین المعجزۃ والکرامۃ کما زعم المنکرون "

نبی کا معجزہ دعویٔ نبوت کے ساتھ ہوتا ہے اور ولی کرامت اس بات سے خالی ہے بلکہ اس نبی کی متابعت کے اعتراف سے ( کرامت سرزد ہوتی ہے ) پس معجزہ اور کرامت میں اشتباہ لازم نہیں آتا جیسا کہ منکرین کرامت خیال کرتے ہیں ۔

( مکتوبات دفتر اول حصہ ۳ مکتوب ۲۲۶ )

علامہ ابن خلدون معجزہ اور کرامت میں فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ۔

معجزہ میں تحدّی ہوتی ہے اور کرامت میں تحدّی نہیں ہوتی ۔ ( مقدمہ ابن خلدون اردو ترجمہ از مولانا سعد حسن یوسفی مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۳۵۱ )

آگے چل کر علامہ موصوف منکرین کرامت کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ۔

" عقلی بحثوں کو بھی ایک طرف رکھیں تو مشاہدہ کو کہاں لے جائیں گے اور دیکھی بات کو کیسے جھٹلائیں گے ۔ صحابہ کرام اور سلف صالحین سے کرامت صادر ہوئیں ہزارہا اولیاء اور صوفیاء سے کرامات کا ظہور ہوا اور ہو رہا ہے ۔ لہٰذا ان تمام مشاہدات کو کون غلط ثابت کرے گا ۔ اگر کوئی غلط بتاتا ہے تو یہ اس کی سراسر ہٹ دھرمی اور ضد ہے اور وہ انصاف کا خون کرتا ہے ۔

( مقدمہ ابن خلدون اردو ترجمہ ص ۳۵۱ )

عبادت و ریاضت
اور مذہبی خدمات

حضرت میان صاحب چمکنیؒ رحمۃ اللہ علیہ ایک شب زندہ دار اور سحرخیز بزرگ تھے[۱]۔ ابتداء ہی سے تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن پر خاص توجہ دی ۔ عمر کا بیشتر حصہ علماء و فضلاء کی صحبت مین گزارا[۲]۔ سخت ریاضت و مجاہدہ سے کام لیا جس کے نتیجے مین بالآخر آپ کو یہ بلند مقام نصیب ہوا ۔

آپ کا روزمرہ معمول یہ تھا کہ بلا ناغہ ظہر کے بعد اپنے باغیچہ (واقع چمکنی) مین مجلس ارشاد منعقد کرتے[۳]۔ جس مین قرآن و سنت کا بیان ہوتا ۔ رات گئے تک یہ اصلاح و ارشاد کا یہ سلسلہ جاری رہتا اور ہزارون کی تعداد مین طالبانِ حق آپ کے گرد جمع ہوکر آپ کے بحرِ فیضان سے فیضیاب ہو جاتے تھے[۴]۔

رات کا اندھیرا چھا جاتا تو آپؒ والذین یبیتون لربھم سُجداً و قیاماً[۵] کے مصداق ساری رات خدا کے ساتھ راز و نیاز مین گزارتے ۔

آپ نے مسجدِ کلان چمکنی[۶] مین ایک تہہ خانہ تعمیر کروایا تھا جس مین رات

---

= واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب ۔

نوٹ) بحث کرامات کی مزید تفصیلات کے لئے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی کتاب جمالِ الاولیاء طبع لاہور ملاحظہ ہو ۔

*******

(۱) معرفت مولفہ محمد عباس (پشتو) پشاور ۱۹۷۰ء ص ۱۱۳ - ۱۱۴ -
(۲) دیباچہ المعالی شرح امالی (قلمی)
(۳) مناقب از محمد شفیق خٹکؒ (قلمی) ورق ۳ ۔ مملوکہ ریکارڈ آفس کتب خانہ شمال مغربی سرحدی صوبہ ، پشاور ۔
(۴) مناقب میان صاحب چمکنیؒ از مسعود گل ص ۱۱ ، ۱۲ ، ۱۳ ، ۳۸ - =

............................................................

== (۵) سورۂ فرقان ۲۵ : ۶۳ ۔

(۶) ابتداء مین آپ موضع چمکنی کی ایک چھوٹی سی مسجد مین نماز پڑھا کرتے تھے یہ مسجد ' مسجدِ قدیم کے نام سے مشہور ھے ۔ ( مناقب از مولانا دادین ( قلمی ) ورق ۶۸ ) بعد مین آپ نے ایک دوسری مسجد تعمیر کروائی جو آج کل مسجد کلان چمکنی کے نام سے موسوم ھے ۔ کہتے ھین کہ اس مسجد کی تعمیر سے پہلے یہان ایک چبوترہ موجود تھا جہان آپ بیٹھ کر لوگون کو ارشاد و تلقین فرماتے ۔ ایک بار آپ نے خواب مین دیکھا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس چبوترے پر بڑے جاہ و جلال کے ساتھ تشریف فرما ھین اور خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنھم آپ کے گرد حلقہ باندھے ھوئے ھین ۔

اس خواب کے بعد آپ نے علماء اور بزرگان وقت سے دریافت کیا کہ اس مقام کی تعظیم کس طرح ممکن ھے ۔ انھون نے یہان مسجد تعمیر کرنے کا مشورہ دیا ۔ چنانچہ آپ نے اس مشورہ کو پسند فرمایا ۔ ۱۱۲۰ھ ۔ ۱۷۳۷ء کے حدود مین یہان مسجد کی بنیاد ڈالکر اس کی تعمیر کا آغاز کیا ۔ ( مناقب از مولانا دادین ورق ۵۸ ) یہ مسجد سطح زمین سے بلندی پر واقع ھے ۔ اس مین ایک تالاب بنا ھوا ھے جس مین مسجد کے احاطہ کے قریب واقع ایک بڑے کنوئین سے رھٹ کے ذریعے پانی بھر دیا جاتا تھا ۔ یہ کنوان آج بھی موجود ایک تاریخی یادگار ھے ۔ اس مسجد مین مشرق کی جانب وہ تہہ خانہ ھے جو آپ نے عبادت و ریاضت کے لئے تعمیر کروایا تھا ۔ تہہ خانے اور آپ کے مکان کو ایک زمین دوز راستے کے ذریعے ملایا گیا ھے ۔ آپ بوقت ضرورت اسی راستے کو استعمال کرتے تھے ۔

حضرت میان صاحب چمکنیؒ دن کے وقت اس مسجد مین درس دیا کرتے تھے اور آپ کی فیوضات و برکات کا اثر ھے کہ آج تک اس مسجد مین درس و تدریس اور وعظ و نصیحت کا سلسلہ نہایت اچھے طریقے سے جاری ھے ۔

مسجد کی عمارت پختہ ھے اور اس کی دیوارون کو بعد مین خوبصورت نقش و نگار سے آراستہ کیا گیا ۔ جس کا سہرا سیٹھی کریم بخش مرحوم کے سر ھے ۔ سیٹھی ==

مسجدِ کلاں حضرت میاں محمد عمر چمکنی رحمۃ اللہ علیہ

مسجدِ قدیم حضرت میاں محمد عمر چمکنی رحمۃ اللہ علیہ
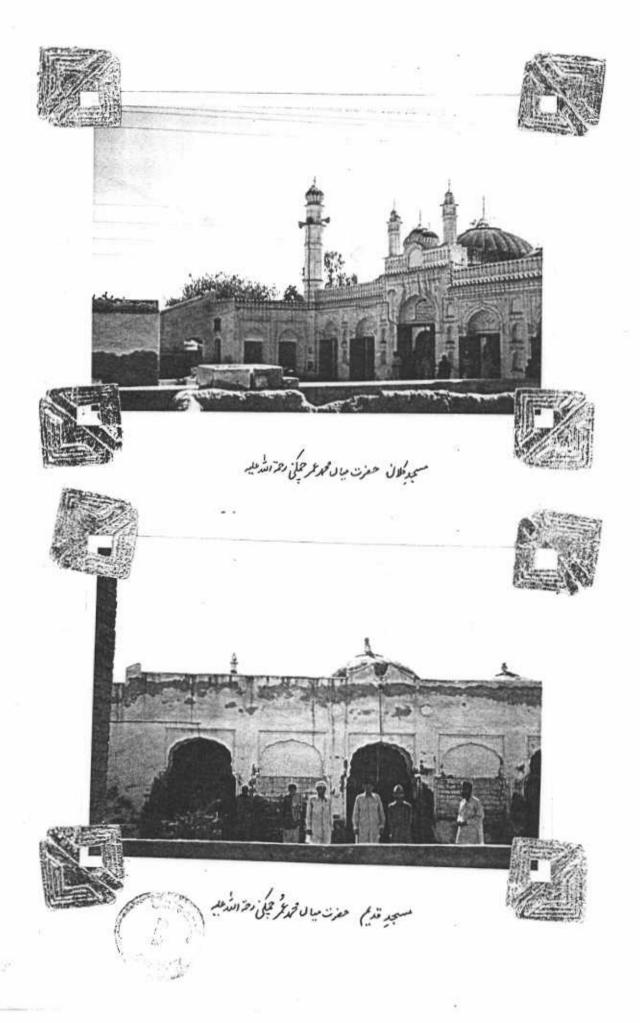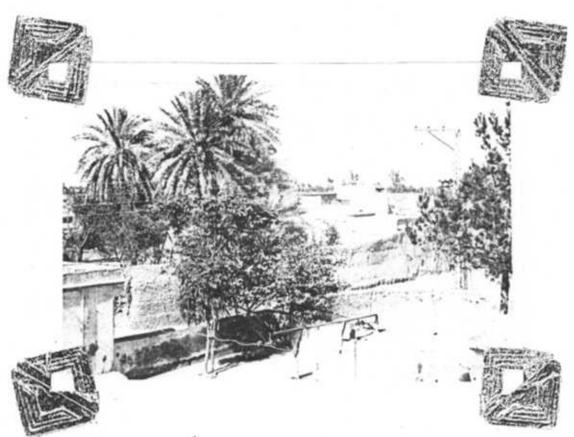
چاہِ قدیم جہاں سے بذریعہ رہٹ مسجدِ کلاں چکی میں پانی
بھر دیا جاتا تھا۔

کے وقت عبادت و ریاضت مین مصروف رھتے اور اعتکاف بھی یہین فرماتے تھے ۔ یہ تہہ خانہ دو چھوٹے چھوٹے کمرون پر مشتمل تھا جن کے درمیان مین ایک ایسی تنگ جگہ بنائی گئی ھے جس مین انسان ایک چھوٹی سی کھڑکی کے ذریعے داخل ھوتا ھے مگر وہ اتنی تنگ جگہ ھے جس مین صرف کھڑا رھنا ممکن ھے ۔ اس مین بیٹھنا دشوار اور لیٹنا قطعاً محال ھے ۔

عبادت کے دوران جب آپ پر نیند کا غلبہ ھو جاتا تو آپ اس پر قابو پانے کے لئے اندر جاکر قبلہ رو کھڑے ھو جاتے تھے اور ذکر فرماتے تھے ۔ یہ تہہ خانہ آج بھی موجود ھے اور آپ کی ریاضات و مجاھدات پر زبان حال سے شاھد ھے ۔

زُھد و تقویٰ

حضرت میان صاحب چمکنیؒ اپنے دور کے بے مثال زاھد ، عابد اور متقی بزرگ تھے مولانا نورمحمدؒ لکھتے ھین ۔

| | |
|---|---|
| د تقويٰ ثاني ئې څوک نه وو پــه دهر | (اپنے) زمانے مین آپ کا تقویٰ لاثانی تھا |
| زُهد جُهد ئې تيرې وو لــه عادت | اور (آپ کا) زھد و جھد عادت سے زیادہ تھا |
| قرائن د ده ثابت د بــزرګۍ وو | آپ کی بزرگی کے قرائن موجود تھے |
| چه هر څوک ئې دي خبر له فضيلت (۱) | اور ھر ایک آپ کی فضیلت سے آگاہ ھے ۔ |

---

* خاندان پشاور شہر مین آباد ھونے سے پہلے چمکنی مین آباد تھا ۔ سیٹھی کریم بخش مرحوم اس خاندان کے ساتھ تعلق رکھتے تھے ۔ بڑے فیاض اورنیک دل آدمی تھے ۔ حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے بے حد عقیدت مند تھے ۔ یہان تک کہ جب مزار کی زیارت کے لئے پشاور سے چمکنی جاتے تو موضع چمکنی کے حدود مین داخل ھونے سے پہلے باڑہ پل پر احتراما اپنی سواری سے اتر جاتے اور جوتے اتار کر پا پیادہ مزار پر حاضری دیتے تھے ۔ مسجد کلان کا نقش و نگار آج بھی حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے ساتھ ان کی حقیقی عقیدت پر زبان حال سے شاھد ھے ۔ واللہ اعلم ۔

*****

(۱) نورالبیان ( قلمی ) از مولانا نورمحمد ورق ۴۸ ۔

آپ کے کمال تقویٰ اور احتیاط شرعی کا یہ حال تھا کہ فاسقون ، دیوانون اور نوخیز نوجوانون کے ساتھ میل جیل یہان تک کہ ان سے مصافحہ کرنے سے بھی بہت اجتناب فرماتے تھے[1] ـ

حُبِّ دُنیا سے اجتناب

آپ کا سینہ حقائق و اسرار کا خزینہ اور آپ کا قلب معرفتِ حق کا آئینہ تھا۔ اللّٰہ تعالیٰ نے آپ کو نہ صرف علمِ محققانِ اسرار اور فہم مدققان ابرار سے مالا مال فرمایا تھا بلکہ بے حساب دنیاوی مال و منال بھی عطا فرمایا تھا ـ اس کے باوجود آپ کا دل ہمیشہ دنیا کی محبت سے خالی رہا ـ خود دنیا سے کنارہ کش رہے اور دوسرون کو بھی ہمیشہ حب دنیا سے احتراز کی تلقین کرتے رہے[2] ـ

آپ بڑے دریادل اور بے حد فیاض انسان تھے ـ آپ کا کمال سخاوت اس بات کی دلیل ہے کہ آپ نے دنیا کو دل سے نکال کر ھاتھ مین لے لیا تھا اور کبھی بھی ایک لمحہ کے لئے اس کو اپنے دل مین جگہ نہین دی ـ مولانا نورمحمدؒ فرماتے ھین کہ ـ

| | |
|---|---|
| له دنیا نه پــه نفرت وه٠ | دنیا سے نفرت کرتے تھے |
| تريوازې پــه عزلت وه٠ | ( اور ) تنہائی اختیار کئے ہوئے تھے ـ |
| كه ي ډېر مال و دولت وه٠ | اگر چہ کثیر مال و دولت رکھتے تھے ـ |
| د ې گوشه تر پــه عزلت وه٠ | مگر آپ اس سے کنارہ کش رہتے تھے ـ(یہ مال) |
| پــه فقراوٌ ي قسمت وه٠ | فقراء پر تقسیم کرتے تھے ( اور علاوہ ازین ) |
| د اغنیاء ضیافت وه٠ | اغنیاء کی ضیافت پر خرچ ہوتا تھا |

---

(۱) نورالبیان ( قلمی ) از مولانا نورمحمد ورق ۲۲

(۲) " " " ورق ۳۱ ، ۵۰

| | |
|---|---|
| هم يې لېرې ځني عزلت وه | ( مال و دولت سے ) بے حد علیحدہ رہتے تھے |
| وهر چاتــه نصيحت وه (۱) | اور ہر ایک کو ( مال و دولت سے ) عزلت کی نصیحت کیا کرتے تھے ۔ |

قناعت و استغناء

آپ فرمایا کرتے تھے کہ نہ تو میں نے کبھی خدا سے دنیا کی طلب کی ہے اور نہ کبھی دل میں اس کی تمنا رہی ہے (۲) ۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کے دستِ توکل میں استغنا کی ایسی تلوار موجود تھی کہ سکوں کی جھنکار ہرگز آپ کو لالچ نہ دے سکی ۔

ایک مرتبہ آپ لاہور تشریف لے گئے تھے ۔ وہاں کے مشائخ و علماء اور امراء و فقراء آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ لاہور کے اس وقت کے صوبیدار خان بہادر کا بیٹا یحیی خان بھی ملاقات کی غرض سے آیا اور بے شمار مال و دولت آپ کو بطور نذرانہ پیش کرنا چاہا ۔ مگر آپ نے اس کے لینے سے انکار کردیا اور فرمایا کہ :

| | |
|---|---|
| ود مال نه یم محتاج | مال و دولت کا محتاج نہیں |
| په خپل مال کړئ تاسو راج | تم اپنے مال و دولت پر حکومت کیا کرو |
| دعا تاسو تــه کوم | میں تمہیں دعا دیتا ہوں ( اور ) |
| مال نه اخلم نه يې وړم (۳) | مال نہ میں لیتا ہوں اور نہ اپنے ساتھ لے جاتا ہوں |

مولانا دادین کیا خوب لکھتے ہیں کہ :

| | |
|---|---|
| میان صاحب چه د وحدت د ځنگل شیر وو | حضرت میاں صاحب جو صحرائے وحدت کے شیر |
| لدِ هسې رنگ ښکارونو يې زړه مـیـر وو | تھے اس قسم کے شکار سے آپ کا دل سیر تھا |

(۱) نورالبیان ( قلمی ) از مولانا نورمحمد ورق ۳۱ ۔
(۲) مناقب میاں صاحب چمکنی از مولانا مسعود گل ص ۹۹ ۔
(۳) از نورمحمد ورق ۵۰ ۔

| | |
|---|---|
| چه خداي چا وته ښيلي خزانې وي | خداوند تعالٰی نے جس کو ( اپنے غیب ) کے خزانے دکھائے ہوتے ہیں ۔ |
| نه نظري په روپۍ نــه په دانې وي (۱) | پھر اس کی نظر نہ روپیہ پر ہوتی ہے اور غلہ پر ۔ |

آپ کی توجہ ہمیشہ خدا کی ذات اقدس پر مرکوز رہی ماسوی اللّٰہ کے لئے آپ کے دل میں کوئی جگہ نہ تھی اور زبان پر بھی ہمیشہ یہی الفاظ جاری رہے ۔

| | |
|---|---|
| بې له ذاتَ ستا مې نشته بل مطلب (۲) | بجز تیری ذات کے میرا کوئی مقصد نہیں ہے |
| چه زهٔ وکړم د هغه مطلب طلب | تاکہ میں اس مقصد کی طلب ( و جستجو ) کروں |

جن حضرات کے دل و دماغ خداوند کریم پر ایمان سے سرشار ہو جاتے ہیں ان کے لئے دنیاوی مال و دولت بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے اور ان کا مطمحِ نظر صرف اور صرف خدائے واحد کی رضاجوئی بن جاتا ہے اور دراصل یہی اصل شاہنشاہی ہے ۔

**تکبّر و انانیت سے گریز کی تلقین**

آپ کی زندگی فقیرانہ اور متوکلانہ تھی آپ فرماتے ہیں کہ تکبر و انانیت مؤمن کی شان توکل کے خلاف اور خدا کے غیظ و غضب کا موجب ہے ۔ لکھتے ہیں کہ ۔

| | |
|---|---|
| کبریائی صفت و خصوصیت خدائی است نه شاید مگر احدیت اقدس را --- | کبریائی ذات خداوندی کی صفت و خصوصیت ہے سوائے ذات اقدس کے کسی کے شایانِ شان نہیں |
| و درین صفت گنجائش دیگر را نیست چون | اور اس صفت میں کسی دوسرے کی ( شرکت ) |

---

(۱) مناقب میاں صاحب چمکنیؒ از مولانا دادینؒ ورق ۲۹

(۲) " " از مولانا مسعود گلؒ ص ۹۹

بندہ تکبر کند مغضوب ربانی گردد چنانچہ ابلیس و فرعون بے عون و شداد بیداد و نمرود مردود علیہم اللعنۃ مخذول گشتگان را دریاب

قطعہ

عزازیل از تکبر گشت مقہور
مبدل گشت پرنوئی ظلمت از نور
مجاہیلی تکبر ور ز باشد
بود دانا ازین باشد بسی دور (۱)

کی گنجائش نہین ۔ جب بندہ تکبر ( و غرور ) کرتا ہے خدا کے غضب کے مستحق ہو جاتا ہے چنانچہ ابلیس و فرعون بے عون و شداد بیداد اور نمرود مردود علیہم اللعنۃ جیسے خوار و ذلیل شدہ لوگون کا حال معلوم کرو ۔

عزازل تکبر کے سبب مقہور ہوا
اُس پُرنُور ظلمت مین تبدیل ہو گیا ۔
جاہل تکبر و غرور کرے گا
اور جو دانا ہوتا ہے اِس سے بہت دور رہےگا

انسان کو تکبر خودبینی اور خودنمائی سے اجتناب اور توکل و تسلیم و رضا جیسے اخلاقِ حسنہ کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہین کہ :

از آب و گل و خود پرستی و خود نمائی بیرون شدہ در کارخانۂ خدا ہم بسمل باش، بہ رجاءِ تمام بہ درگاہِ حضرت ذوالجلال والاکرام متوکل شَو کہ شان و شیوۂ حق پرستان محمدّیتّ ہمین است ..... ہمین تکیہ و توکل ترا بحضرت حق جل و علا بسندہ و کفایت کنندۂ امورِ کونین بود ومن یتوکل علی اللّٰہ فھو حسبہٗ ۔ (۲)

نفس پرستی ، خود پرستی اور خودنمائی سے نکل کر خدا کے کارخانۂ قدرت مین ( مرغ ) نیم بسمل کے مانند ہو جاؤ ۔ پوری امید کے ساتھ درگاہ خداوندی مین متوکل ہو جاؤ کیونکہ محمدی شریعت کی شان و شیوہ یہی ہے یہی توکل و تکیہ حضرت حق جل شانہٗ کی درگاہ مین تیری دونون جہانون کے امور بس اور کافی ہے ومن یتوکل علی اللّٰہ فھو حسبہٗ ۔

---

(۱) المعالی ورق ۳۹ ۔ (۲) المعالی شرح امالی کے سورۂ الطلاق ۶۵ : ۳

## حضرت میان صاحب چمکنیؒ کی فیاضی

حضرت میان صاحب چمکنیؒ چونکہ تصوّف مین حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ سے زیادہ متاثر تھے (۱) ۔ لہٰذا سخاوت و فیاضی مین بھی اُن ہی کے نقش قدم پر چلتے رہے ۔

آپ کے لطف و احسان اور جود و سخا کے واقعات کے پیش نظر اگر آپ کو " فیاض زمان " کے لقب سے نوازا جائے تو یہ ہرگز مبالغہ نہ ہوگا ۔ آپ بڑے سخی الطبع بزرگ تھے (۲) ۔ صبح و شام ہزارون کی تعداد مین لوگ جمع رہتے (۳) اور آپ کے لنگر خانہ سے انواع و اقسام کے طعام سے ان کا تواضع کیا جاتا تھا (۴) ۔

ہزارون جریب زمین آپ کے تصرف مین تھی اور اس کی ساری آمدنی خدا کی رضا جوئی کی خاطر علماء و طلباء، دینی مدارس، غرباء و مساکین ، مجاھدین کے سازو سامان اور مہمانون کی ضیافت پر صرف ہوتی تھی (۵) ۔

شیخ نورمحمدؒ لنگرخانہ کے اخراجات کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ھین :-

| | |
|---|---|
| د زرگونو مال لگیا کیدهٔ د دهٔ په دركښ | آپ کے دربار مین ہزارون ( روپیہ ) کا مال خرچ ہوتا تھا ۔ |
| خلقه ي وه خبر په سخاوت | اور مخلوقِ خدا کو آپ کی سخاوت کا علم تھا |
| هیڅ بادشاه ولي ي سیال د سخا نه وهٔ | کوئی بادشاہ اور ولی سخاوت مین آپ کے برابر نہ تھا |
| په زرگونو میلمانهٔ بې نهایت (۶) | (روزانہ) ہزارون بلکہ بے شمار مہمان ہوتے تھے ۔ |

---

(۱) ظواھر ظواھر ۱ ص ۵۳۸- ۵۴۱ - (۲) نورالبیان ورق ۶۷ -

(۳) مناقب میان صاحب چمکنیؒ از مسعود گل ص ۸۳ ، نور نورالبیان ورق ۷۸ -

(۴) نورالبیان ورق ۶۷ ، ۶۸ -

(۵) مناقب میان صاحب چمکنی ازمسعود گل ص ۳۵ ، ایضاً ریکارڈ اوقات میان صاحبؒ ==

اسی طرح ایک اور معاصر عالم لکھتے ھین کہ :

| | |
|---|---|
| شب و روز ستا د سخا حال په صحیفو خپلو کښي | د ن رات اپنے صحیفون مین آ پ کی سخاوت کا حال |
| د رگاهِ پاك ته رسوي دا کرامِ بَرَره | فرشتے اللّٰہ تعالیٰ کی د رگاہ تک پہنچاتےھین |
| جنّ و انس‌وارہ نمك خوردي د لنگر له خوانه | جنّ و انس دونون آ پ کے لنگرخانہ سےکھاتے ھین اور |
| زهٔ نه پوهیږم رب ورکړي په څه دا ثمره (۱) | مین نہین سمجھتا خدا نے کس سبب سے یہ صلہ عطا فرمایا ھے ۔ |

محتاج اور نادار لوگ آ پ کے پاس آ تے تو آ پ کھانے اور کپڑے سے ان کی مدد فرماتے دینی علوم کے طلباء پر بے حد مہربان تھے اور ان کے اکثر اخراجات مثلاً کپڑا ، صابون اور جلنے کے تیل کا آ پ ھی کے لنگرخانہ سے اہتمام ھوتا تھا ۔

رفاہِ عامہ کے کامون کی طرف خاص توجہ فرماتے تھے یہان تک کہ مسافرون اورراھگیرون کی سہولت و آ رام کی خاطر راستون مین چراغ روشن کرنے کا بھی اہتمام فرمایا تھا (۲) ۔

ایک اور معاصر فاضل مولانا مسعود گلؒ نے آ پ کی سخاوت و فیاضی کا حال بیان کرتے ھوئے آ پ کو " خواجہ احرار ثانی " کے لقب سے یاد کیا ھے ۔ لکھتے ھین کہ :۔

| | |
|---|---|
| خاص‌وعام روزي خوارهٔ وو د دربار | خواص و عوام دربار مین کھاتے تھے |
| په لنگرکښ‌وهٔ ثاني خواجه احرار | اور لنگر مین خواجہ احرار ثانی (کے برابر) تھے |

---

= چمکنی دفتر محکمہ اوقاف پشاور ۔
(۲) نورالبیان ورق ۷۸۔

*********

(۱) مناقب میان صاحب چمکنی از مولانا دادین ورق ۱۲۳ ۔
(۲) نورالبیان ورق ۶۷ - ۶۸

| | |
|---|---|
| له خواجه نه ظاهرا که په مال کم وو | بہ ظاہر خواجہ احرارؒ سے مال و دولت مین کم تھے |
| په بخشش کښې تر نه زيات وهٔ يا به سم وو (۱) | مگر بخشش و عطا مین ( ان سے ) زیادہ تھے اور یا ( کم از کم ) برابر |

حضرت میان صاحب چمکنیؒ واقعی خزائنِ غیب کے کلید بردار اور آسمان سخاوت کے آفتاب تھے (۲) ۔ مولانا نورمحمد قریشیؒ نے آپ کی سخاوت پر نہایت مفصل تبصرہ کیا ہے ۔ جس کے چند ابیات حسب ذیل ہین :۔

| | |
|---|---|
| په نن وقت کښې مخدوم جانه | اے جانِ من اس وقت مخدوم ( میان صاحب چمکنیؒ ) |
| د اسمان زمکې تر میانه | آسمان و زمین کے درمیان |
| چه لیدهٔ یا اوریدهٔ شي | جو دیکھنے مین آتا ہے یا سننے مین |
| په دا شان به سخي نه شي | آپ کے برابر ( کوئی ) سخی نہین ہو سکتا |
| بې ناغې ي سخاوت دې | بلا ناغہ آپکی سخاوت ہے |
| سخاوت د دوي عادت دې | اور سخاوت آپ کی عادت ہے |
| د جهان اسخیا وا ړه | تمام دنیا کے سخاوت کرنے والون نے آپ کی سخاوت |
| اینبي ده و ده ته غاړه | کو تسلیم کیا ہے (سخاوت میں) |
| هیڅوك نشته په دا شان کښې | آپ کے برابر کوئی نہین |
| په دا وقت په دا دوران کښې | اس وقت اور اس دور مین |

---

(۱) مناقب میان صاحب چمکنیؒ از مسعود گل ص ۳۵ ،
ایضاً مناقب میان صاحب چمکنیؒ از مولانا دادین ورق ٦٨

(۲) منقبات فقیر از شمس الدین ( قلمی ) ص ۷۳ ، کتب خانہ پشتو اکیڈیمی پشاوریونیورسٹی

| | |
|---|---|
| سيالي كوي سخاوت كاره | هر ولی اور بادشاہ سے سخاوت مین ھسری کرتا ھے |
| تر ولي تر شهر يـــــاره | |
| سخاوت ي بې ريا وه | بغیر ریا کے سخاوت کرتا ھے |
| دې سخي وه بې همتا وه | ( اور ) وہ بے مثل و بے ھمتا سخی تھے |
| شب و روز په دا تيــرېــزي | شب و روز اسی مین گزرتا ھے(کرتا) |
| تيارېزي او وركيـــزي | تیار ھوتا ھے اور دیا جاتا ھے |
| سخاوت د دوي اظهر دي | آپ کی سخاوت ظاھر ھے اور |
| چه روښان تر شمس قمر دي (۱) | جو شمس و قمر سے بھی زیادہ روشن ھے |

آپ کی سخاوت کاری کا قابل ذکر پہلو یہ ھے کہ مہمانون کی تعداد مین جتنا اضافہ ھوتا تھا آپ اتنا ھی زیادہ خوش و خرم نظر آتے تھے ۔ حد درجہ بے تکلف، متواضع اور خاکسار تھے ۔ اور جب کھانے کا وقت آتا تو باوجود اتنی عظمتِ شان کے آپ بہ نفس نفیس کھڑے ھوکر اس کی نگرانی فرماتے اور بادوباران اور صیف و شتا کی پرواہ کئے بغیر بلا ناغہ یہ فریضہ انجام دیتے تھے (۲) ۔ اس عجز و انکسار اور خاکساری کا بدلہ خدا نے یہ دیا کہ شاھانِ زمانہ کو آپ کی قدمبوسی کے لئے مجبور کردیا ۔ سچ ھے کہ خدا کے لئے تواضع دینی اور دنیوی سربلندی کا موجب ھے ۔ ما تواضع احدٌ لِلّٰہ اِلّا رفعہٗ اللّٰہ (۳) ۔

حضرت میان صاحبؒ کے جود و سخا کے حالات سے یہ بات صاف ظاھر ھے کہ آپ نے اپنی ساری پونجی راہ خدا مین لٹا دی ۔ آپ کے دل مین دنیا کے ساتھ رائی کی دانے کے برابر بھی تعلق نہین تھا اور بظاھر جو تعلق نظر آتا ھے اس مین دراصل خلقِ خدا

---

(۱) نورالبیان ورق ٦٧

(۲) ورق ٦٨

(۳) الجامع الترمذی ج ۲ باب ماجاء فی التواضع ۔

کا افادہ اور استفادہ مدنظر رہا ۔ اور یہی آپ کی للہیت کی واضح دلیل ہے ۔

آپ قول و فعل دونوں کے ذریعے سخاوت کی تاکید فرماتے تھے ۔ جو لوگ اس عالم فانی کے لذائذِ حسینہ پر فریفتہ ہوکر عالمِ جاودانی کو بھول بیٹھتے ہیں ایسے انجام سے غافل لوگوں کو انفاق فی سبیل اللّٰہ اور ترک التفات الیٰ غیراللّٰہ کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حقیقی زندگی ادنیٰ مادی خواہشات کا نام نہیں بلکہ وہ ایک اعلیٰ و ارفع نصب العین کے حصول سے عبارت ہے ۔ آپ نے لوگوں کو حیاتِ فانی کی مہملیت اور بے وقعتی سے آگاہ کیا تاکہ وہ مال و دولت کے پیچھے نہ پڑیں کیونکہ نہ تو مادی زندگی دیرپا ہوتی ہے ۔ اور نہ اس سے انسان کو اطمینان قلب میسّر ہوتا ہے ۔ لکھتے ہیں کہ :۔

" انسان تعلق گیر بر اشکال کونیہ متلونہ نہ گردد کہ آن سببِ غفلت است و غفلت دوری است از حق سبحانہ وتعالیٰ و بہ طاقات دنیوی و حلاوات حظِ بشری فریفتہ نہ شود چون مال دنیا بقا نہ دارد ...... و عمر دنیا بقا نہ دارد پس آنچہ داری مالِ دنیوی و ہمتِ بدنی صرف فی سبیل اللّٰہ نمائی کہ ماجور شوی در روزِ جزا و مامون گردی از صدورِ عتاب و عقاب و جدا گردی از اہلِ بلوا ...... و آنچہ از مال دنیا و اطعمہ ملونہ مکونہ و توانِ بدن و استواری و قوت بشری از ہر

انسان گوناگون اشکال کونیہ سے زیادہ تعلق پیدا نہ کرے کیونکہ یہ سببِ غفلت اور خدا سے دوری کا باعث ہے ۔ دنیا کے حصول اور انسانی لذات و حلاوات پر فریفتہ نہ ہو چونکہ مالِ دنیا اور عمرِ دنیا کو بقا حاصل نہیں پس جو کچھ مالِ دنیوی اور ہمتِ جسمانی تم رکھتے ہو خدا کی راہ میں خرچ کرو تاکہ روز جزا کو مامون ہو جاؤ خدا کے عذاب سے بچ سکو اور اہل بلوا سے جدا ہو جاؤ .....

جوکچھ مالِ دنیا، رنگارنگ خوراک جسمانی قوت، اور ہر قسم کی طاقت بشری تم کو عطا ہوئی

نوعه که باشد به شما عطا شده به زودی مقضی شود فانی خواهد گشت و آنچه ... مصروف در راه خدا نمائید خالصتاً لِوَجه اللّٰه باقی به بقائی ابدی برائی شما خواهد بود بلا ریب و بلا شک ..... چونکه حضرت حق سبحانهٗ خیرالرازقین است یعنی نعمتی که به شما داده شده است و چیزی ازان در راه خداوند تعالیٰ مصروف به محتاجان نمائید کم نه گردد و عوض آن از درگاہِ خاص به شما اساک آن کنید و به فقرا ندهید او سبحانهٗ عز شانهٗ فقراء را از خزانهٔ خود خواهد داد ---- پس سعادتمند کسی است که تمام عمر حیاتِ خود را و مالیاتِ دُنیا را آنچه دارد صرف نماید در هر راه خداوند حق سبحانهٗ و تعالیٰ - (۱)

ہے جلدی ختم ہو کر فنا ہو جائے گی - اور جو کچھ .... کہ تم خدا کی راہ مین لگاؤ گے' خالص خدا کی رضا کے حصول کی خاطر' وہ بلا شک و شبہ تمہارے لئے ابد تک باقی رہے گا - ...... چونکہ حضرت حق سبحانهٗ خیرالرازقین ہے یعنی جو کچھ تمہین دیا گیا ہے اور اس مین سے کچھ محتاجون کی مدد کے لئے تم خدا کی راہ مین خرچ کرو تو اس سے مال کم نہ ہو گا اور درگاہِ خاص سے اس کا بدلہ (بھی) ملے گا - اور اگر تم وہ خدا کی راہ مین نہ دو اور فقراء پر خرچ نہ کرو وہ فقراء کو اپنے خزانۂ غیب سے عطا فرمائے گا ...... پس نیک بخت وہ ہے کہ تمام عمر اپنی زندگی اور جو کچھ دنیاوی مال و دولت رکھتا ہے خدا کی راہ مین صرف کرتا رہے ۔

اسی طرح اپنی کتاب توضیح المعانی مین خیرات و صدقات کی ترغیب دلاتے ہوئے لکھتے ہین۔

خلقهَ لما واورئ خيراتونه له حد ډير کړي

لوگو! میری بات سنو حد سے زیادہ خیرات کیا کرو

---

(۱) المعالی شرح امالی (قلمی) تالیف حضرت میان صاحب چمکنیؒ ورق ۷۲

| پښتو | اردو |
| --- | --- |
| پوهه د پر فقیر شي هم د واوري امیران | فقیر بھی میری بات کو سمجھ لے اور امیر بھی سن لے ۔ |
| ډیر د خیراتونه صدقې کړه لــه اخلاص | اخلاص کے ساتھ بہت صدقات و خیرات کیا کریں |
| پند د محما غوږ غوز که غریبان دي که شاهان | میری نصیحت سن لو ( خواہ ) خواہ امیر ہیں خواہ بادشاہ ۔ |
| نورې فائدې ډیرې په خیرات کښ دي بیحده | خیرات میں اور بھی فوائد زیادہ ہیں |
| خلاص به هم پر دې شي په عقبیٰ کښ له نیران | اور آخرت میں اس کی وجہ سے آگ سے نجات بھی ملے گی گی |
| وکړه پر عمل فقیره وقت په تیریده دې | اے فقیر ( محمد عمر ) اس پر عمل کرو وقت گزرنے والا ہے پھر افسوس کرنا بے فائدہ ہے |
| بیا ارمان عبث دې چه شې بند په کورستان (۱) | جب قبرستان میں ( قبر میں ) بند ہوجاؤ |

سخاوت خداوند تعالیٰ کے نزدیک بہت محبوب اور سعادت دارین کا بڑا ذریعہ ہے

آپ بے ریا سخاوت کے فضائل بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ :

| پښتو | اردو |
| --- | --- |
| څوک چه ورکول که بې ریا د رب دپاره | جو خدا کے لئے خدا کی راہ میں بے ریا خرچ کرتا ہے |
| جوړ وي به په قیامت کښ په مجلس د پاک سرور | قیامت میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے مشرف ہوگا ۔ |
| وګوره فقیره د خیرات څومره جزا ده | اے فقیر! دیکھو خیرات کا کتنا ( بڑا ) صلہ ہے ۔ |
| وکړه پر عمل چه ستا په مخکښ دې سفر (۲) | اس پر عمل کرو کیونکہ تیرے سامنے ( آخرت کا ) سفر ہے |

(۱) ملاحظہ ہو توضیح المعانی ( قلمی ) ص۱۰۹ – ۱۱۳ – (۲) ایضا صفحہ ۱۰۵ – ۱۰۹ –

دوسری جگہ لکھتے ھین ۔

هر سخي چه سخاوت ي بې ريا وي
سرلند به هم په دين هم په دنيا وي
كه د چا عزت په كار د دين د نيا وي
سخاوت به كه سخي به بې ريا وي

هر سخی جس کی سخاوت بے ریا ہو
وہ دین دنیا دونون مین سربلند ہوگا
جس کو دین و دنیا کی عزت درکار ہو
وہ سخاوت کرے گا اور اس کی سخاوت بےریا ہوگی ۔

تر سخا مرتبه نشته بله لـويـه
قصه تم شوه پر عمل وكړه نيك خويه (۱)

سخاوت سے اونچا مرتبہ ( کوئی ) نہین ہے
بیان ختم ہوا اے نیک خصلت اس پر عمل کرو

آپ ایک بے نیاز درویش تھے

حضرت میان صاحب چمکنیؒ ایک بے نیاز فقیر تھے اور مذھبی معاملات مین شاہان وقت کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے ۔ امراء اور سلاطین کے ساتھ آپ کے تعلقات قائم تھے مگر جب کبھی اس تعلق کا دین کی راہ مین رکاوٹ بننے یا کسی تعلق دار کی اصلاح کے خلاف واقع ہونے کا ذرہ بھر بھی احتمال ہوتا تو آپ فی الفور سخت تنبیہ فرماتے تھے ۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ احمد شاہ درانیؒ پشاور مین مقیم تھے کہ ان کے فرزند شہزادہ جہانشاہ کا انتقال ہوا جس سے بادشاہ اور اھل حرم کو بہت بڑا صدمہ پہنچا شہر کے تمام علماء و فضلاء اطراف و جوانب کے مشائخ و فقراء اور امراء اور سرداروں نے بطریق تعزیت بادشاہ کی خدمت مین حاضری دی ۔ مگر حضرت میان صاحبؒ نے ایسا کرنے سے احتراز فرمایا ۔

احمد شاہ درانیؒ آپ کے اس طرز عمل سے خفہ ہوئے ۔ حاسد اور موقعہ پرست لوگون نے اس واقعہ سے خوب فائدہ اٹھایا اور بادشاہ کو آپ سے بدظن کرنے کی سازش کا

آغاز کیا ـ یہ صورت حال دیکھ کر بادشاہ کے خاص درباری اور میاں صاحب چمکنیؒ کے مخلص مرید محمد اکرم خان آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بادشاہ کی خواہش اور اس کے ساتھ دیرینہ تعلقات کی بناء پر آپ سے دربار میں آنے کی درخواست کی ـ اس موقعہ پر حضرت میاں صاحب چمکنیؒ نے نہایت بے نیازانہ انداز میں جواب دیا کہ:

| | |
|---|---|
| " اذا جاء الامیر علیٰ باب الفقیر فنعم الامیر واذا جاء الفقیر علیٰ باب الامیر فبئس الفقیر " | جب ایک امیر ( دینی مقصد کے تحت ) کسی درویش کے دروازے پر حاضر ہوتا ہے تو وہ اچھا امیر ہے اور جب کوئی فقیر ( دنیاوی اغراض کو پیش نظر رکھتے ہوئے ) کسی امیر کے دروازے پر دستک دیتا ہے وہ بہت بڑا فقیر ہے ـ |

مزید فرمایا کہ جب تک مجھ میں زندگی کی رمق باقی ہو مخلوق کے دروازے پر ہرگز قدم نہیں رکھوں گا ـ مجھے بادشاہ کی کوئی پرواہ نہیں اس کا تاج و تخت خدا نے میرے قبضہ میں دے دیا ہے ـ " نہ ستائش کی تمنا نہ صلے کی پرواہ "

دن گزرتے گئے بادشاہ کی بدگمانی میں روزبروز اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ طیش میں آکر موضع چمکنی کے انہدام کا ارادہ کیا ـ احمد شاہ درانیؒ کی بیگم کلاں کو جب اس کی خبر ہوئی تو فوراً محمد اکرم خان کو طلب کیا اور راتوں رات میاں صاحبؒ کے پاس بھیج کر بادشاہ کے ارادے سے مطلع کیا اور دربار میں حاضر ہونے کی استدعا کی ـ میاں صاحبؒ نے یہ سن کر عتاب آمیز لہجے میں فرمایا کہ:

جاؤ تم یہاں سے رخصت ہو جاؤ میں بادشاہ کے پاس نہیں جاؤں گا ـ
وہ کل اپنا حال دیکھ لے گا ـ

---

(۱) === توضیح المعانی ص ۱۰۰ ـ ۱۰۵

قدرت کی کارگذاری دیکھئے! صبح سویرے قاصد نے آکر بادشاہ کو خبر دی کہ خانان خان نے قندھار پر حملہ آور ہوکر اپنی بادشاہت کا اعلان کیا ہے ۔ بادشاہ بیحد متردّد ہوا اور وہ فوج جو چمکنی پر یلغار کی ہیئت منتظر تھی حیران و پریشان ہوکر بے سرو سامانی کی حالت مین قندھار کی جانب روانہ ہوئی ۔ راستے مین بادشاہ نے خواب مین حرم سرائی مین خانان خان کی موجودگی اور اہل حرم کی بے پردگی کا نہایت دلخراش منظر دیکھا اُٹھ کر بہت خوف زدہ ہوا اور اپنی تقصیر ارادی پر پشیمان و شرمندہ تھا اور میان صاحب چمکنی رح کی عظمت و بزرگی کے سامنے سر تسلیم خم کرکے آپ کی خدمت مین ایک قاصد بھیجا اور ایک عریضہ مین اِن خیالات کا اظہار کیا :۔

| | |
|---|---|
| تا یه خپله په ما کړې دې دا داد<br>دا ستا داد ولې ځما نه ځي برباد | آپ نے خود مجھ پر یہ احسان کیا ہے<br>یہ آپ کی بخشش، مجھ سے کیون اس طرح برباد چلی جاتی ہے ۔ |
| که پیر بد یم خو ستا نوم په ما یادیږي | اگر بہت برا ہون تب بھی آپ کی طرف منسوب ہون |
| ستا ساتلې په دعا ولې ورکیږي<br>که هر څو له کشرانو شي خطا<br>اخر کاند بزرگان عفو وعطا | آپ کی دعا کا پروردہ کیون برباد ہوتا ہے<br>چھوٹون سے جتنی بھی غلطی ہوتی ہے<br>آخر بزرگ عفو و عطا سے کام لیتے ہین ۔ |
| ننګ ناموس واړه ستا دي قدردانه<br>درته را نشم په ماتې له میدانه | اے میرے قدردان ! میرا ننگ و ناموس ( سب کچھ تمہارا ہے ۔ اور میدان جنگ سے شکست خوردہ ہوکر آپ کے پاس نہ آؤن |

اللہ تعالیٰ نے آپ کو خُلق عظیم اور حلم عمیم سے آراستہ فرمایا تھا اس لئے

قدرت کی کارگذاری دیکھئے! صبح سویرے قاصد نے آکر بادشاہ کو خبر دی کہ خانان خان نے قندھار پر حملہ آور ہوکر اپنی بادشاہت کا اعلان کیا ہے ۔ بادشاہ بیحد متردّد ہوا اور وہ فوج جو چمکنی پر یلغار کی منتظر تھی حیران و پریشان ہوکر بے سرو سامانی کی حالت میں قندھار کی جانب روانہ ہوئی ۔ راستے میں بادشاہ نے خواب میں حرم سرائی میں خانان خان کی موجودگی اور اہلِ حرم کی بے پردگی کا نہایت دلخراش منظر دیکھا اُٹھ کر بہت خوف زدہ ہوا اور اپنی تقصیر ارادی پر پشیمان و شرمندہ تھا اور میان صاحب چمکنیؒ کی عظمت و بزرگی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرکے آپ کی خدمت میں ایک قاصد بھیجا اور ایک عریضہ میں ان خیالات کا اظہار کیا ۔

| | |
|---|---|
| تا په خپله په ما کړې دې دا داد<br>دا ستا داد ولې خما نه ځي برباد | آپ نے خود مجھ پر یہ احسان کیا ہے<br>یہ آپ کی بخشش مجھ سے کیوں اس طرح برباد چلی جاتی ہے ۔ |
| که ډیر بد یم خو ستا نوم په ما یادیږي | اگر بہت برا ہوں تب بھی آپ کی طرف منسوب ہوں |
| ستا ساتلي په دعا ولې ورکيږي<br>که هر څو له کشرانو شي خطا<br>اخر کاند بزرګان عفو وعطا | آپ کی دعا کا پروردہ کیوں برباد ہوتا ہے<br>چھوٹوں سے جتنی بھی غلطی ہوتی ہے<br>آخر بزرگ عفو و عطا سے کام لیتے ہیں ۔ |
| ننګ ناموسِ وارِه ستا دي قدردانه<br>درته را نشم په ماتې له میــدانه | اے میرے قدردان! میرا ننگ و ناموس ( سب کچھ تمہارا ہے اور میدان جنگ سے شکست خوردہ ہوکر آپ کے پاس نہ آوں |

اللہ تعالیٰ نے آپ کو خُلق عظیم اور حلمِ عمیم سے آراستہ فرمایا تھا اس لئے جب

بادشاہ
کا عریضہ پہنچا تو اس کا قصور معاف کیا ۔ اس کی کامیابی کی دعا فرمائی اور امیرِ لشکر شاہ پسند خان کو باغی عناصر کے مقابلے پر روانہ کرنے کی ہدایت فرمائی ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خانان خان امیر لشکر شاپسندخان کے ہاتھوں قتل ہوا اور اس طرح احمدشاہ درانیؒ آپ کی دعا کے طفیل لیلائے کامرانی سے ہمکنار ہوئے ۔(۱)

مذکورہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ اولیاء کو خداوند تعالیٰ نے ایسا جاہ و جلال عطا فرمایا ہوتا ہے کہ سطوتِ شاہی ان کے زیر پا ہوتی ہے اور وہ خدا کی زمین پر "ویخشونہٗ ولا یخشون احداً الّا اللّٰہ" کی زندہ تفسیر ہوتے ہیں ۔

آپ کی صحبت، دعا، اور نظرِ کیمیا اثر کی تاثیر:

اولیاء اللّٰہ کی نظر کرم کی سحرانگیزی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے ۔ اس سے زندگی میں ایک ایسا تلاطم پیدا ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں ایک انقلاب برپا ہو کر انسان کی زندگی کی کایا پلٹ جاتی ہے ۔

صاحبِ تحفۃ الاولیاء فرماتے ہیں کہ " نظر حضرات اولیاء اللّٰہ بمنزلۂ اکسیر اعظم است کہ خاکِ سیاہ را زر سازد و ذرہ را آفتاب درخشان گرداند" ۔(۲)

اولیاء اللّٰہ کی نظر اکسیر اعظم کے مرتبہ میں ہے کہ خاک سیاہ کو سونا اور ذرہ کو چمکتا ہوا آفتاب ( بناتی ہے )

حضرت میاں صاحبؒ کو بھی اللّٰہ تعالیٰ نے بڑی پُر تاثیر نظر عطا فرمائی تھی ۔ جس پر مہر کی نگاہ ڈالتے اس کا سینہ انوار و اسرار کا خزینہ بن جاتا اور اس کا دل

---

(۱) مناقب میاں صاحب چمکنیؒ از مولانا مسعود گل ص ۲۷ - ۳۳

(۲) تحفۃ الاولیاء از میراحمدشاہ پشاوری ص ۲۳ ، محقق لاثانی حضرت مجدد الف ثانیؒ لکھتے ہیں کہ صحبتِ کامل کبریت احمر است و نظر او دواست و کلمۂ اوشفا ـ مکتوبات =

تجلیاتِ الٰہی سے منور ہوکر ذکرِ حق جل شانہ مین مشغول ہو جاتا ۔ آپ کی نظر التفات سے دل کی دنیا بدل جاتی ۔ شکوک و شبہات کے بادل چھٹ جاتے اور غفلت و جہالت کے پردے چاک ہوکر قلب کو بیداری نصیب ہو جاتی ۔ غرضیکہ آپ اپنی توجہ اور نظر کے صیقل سے مخلوق خدا کے زنگ آلود قلوب کو ایسا صیقل فرماتے کہ مثلِ صاف و شفاف آئینہ اس مین نور معرفت کی کرنین منعکس ہونے لگتین ۔ اور آپ دلون کی سرد آنگھیٹیون مین حرارت ذکر کی وہ چنگاری سلگا دیتے جس کی تپش و حرارت سے غیراللہ کے اثرات جل کر خاکستر ہو جاتےتھے (۱)

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینون مین
نہ پوچھ ان خرقہ پوشون کی ارادت ہو، تودیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہین اپنی آستینون مین

( اقبالؒ )

ایک ولی کی ولایت اور عنداللہ قربؒ و منزلت کی ایک علامت یہ ہوتی ہے کہ اس کی نظر مین ایسا اثر موجود ہوتا ہے کہ اس کی ایک نظر سے تمام آلائش و کدورت فنا ہوکر تاریک سینہ رشد و ہدایت کے انوار سے منور ہو جاتا ہے ۔

مولانا دادینؒ آپ کی نظر کیمیا اثر کا بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہین ۔

| | |
|---|---|
| خاکي وجود د سړي شي صاحبِ شمسُ و قمر (۲) | اے صاحب! آدمی کا وجود خاکی شمس و قمر بن جاتا ہے ۔ |
| طرح چه کړي په چا یوه رتئ اکسیر د نظر | جب کسی پرآ ایک رتی اکسیرِ نظر ڈالتے ہو |

---

= دفتر ۱ حصہ ۱ مکتوب ۲۳ ۔

******

(۱) تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو مناقب از مولانا دادین ورق ۷۸ ، ورق ۱۳۶۔ =

مولانا نورمحمد قریشیؒ حضرت میان صاحب چمکنیؒ کی توجہ و التفات کے اثرات کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہین ۔

| | |
|---|---|
| چه به دهٔ التفات وکهٔ وچاته | جب آپ کسی پر توجہ فرماتے |
| په هغه کس به شهٔ د ذکرحرارت | اس شخص ( کے دل ) پر ذکر جاری ہوجاتا |
| زړهٔ به ي چینه عروق لختي شو | اس کا دل چشمہ اور عروق ندیان بن جاتے |
| رب به ورکړ هم دغه لذیذ نعمت | خداوند تعالیٰ بھی لذیذ نعمت عطا فرماتے |
| د غافل د زړګي زنګ به ئې رفوکړ | غافل کے دل سے غفلت کا زنگ دور کردیتے |
| صاف نظري وهٔ صیقل د مرحمت | اور آپ کی نظر صاف صیقل مرحمت تھی |
| مرده زړهٔ به ئې زنده کړ په ساعت کښ | تھوڑی دیر مین مردہ دل کو زندہ کردیتے |
| د خداي درکښ وهٔ قبول په اجابت | خدا کی درگاہ مین مستجاب الدعوات تھے |
| په نظر به ي بې دین سړي دیندار شه | آپ کی نظر کیمیا اثر سے بیدین ،دیندار ہو جاتے |
| اودیندار به لا واخست عبرت (۱) | اور دیندار شخص اور بھی پند و نصیحت پکڑتا |

اسی طرح ایک اور معاصر صوفی عالم فرماتے ہین ۔

| | |
|---|---|
| له پارسه له کیمیا ئې زیات اثر دي | سنگ پارس اور کیمیا سے زیادہ مؤثر رکھتا ہے |
| چه دهٔ مهرې په چا کړې نظر دي (۲) | جب کسی پر مہر و محبت سے نظر ڈالی ہے |

## تاثیر صحبت اور اجابت دعا

حضرت میان صاحب چمکنیؒ علیہ الرحمۃ کی صحبت مین " کبریتِ احمر " جیسا

---

(۲) مناقب از مولانا دادین ورق ۷۸۔

(۱) نورالبیان ( قلمی ) ورق ۷۷ ، ورق ۲۲ ایضاً ملاحظہ ہو مناقب از مولانادادین ( قلمی) ورق ۱۳۶۔ (۲) مناقب میان صاحب از مسعود گل ص ۱۳۔

اثر موجود تھا ۔ مختلف قسم کی تکالیف و مصائب میں گرفتار لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے تو مشکل کشائے حقیقی ان کی مشکلات کو رفع فرماتا ۔ اور انواع و اقسام کے امراض میں مبتلا مریض آپ کے ہاں آتے تو اللہ تعالیٰ آپ کی دعا سے ان کو شفایاب فرماتا [۱] ۔

| | |
|---|---|
| تا چه معجون د لا اِلٰهَ اِلاَّ الله زده کړي<br>امراض د خلقو ستا نظر ته نو فنا علیږي (۱) | آپ نے چونکہ " لاالٰہ الّا اللّٰہ " کا معجون سیکھا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی نظر کے سامنے لوگوں کے امراض فنا ( ہو کر ختم) ہو جاتے ہیں ۔ |

آپ کا پیٹ حرام سے خالی اور آپ کی زبان دروغ گوئی سے پاک تھی ۔ لہٰذا جب بھی درگاہ الٰہی میں ہاتھ اُٹھاتے تو فوراً دعا کو قبولیت کا شرف حاصل ہو جاتا ۔ معاصر تذکرہ نگاروں نے آپ کی اجابت دعا کے بے شمار واقعات نقل کئے ہیں ۔ اور آپ کی آستان فیض رسان کو دارالشفا ، دارالسرور اور دارالامان وغیرہ ناموں سے تعبیر کیا ہے [۳] ۔

مولانا مسعود گلؒ آپ کی صحبت و دعا کی تاثیر کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

| | |
|---|---|
| په اخلاص سره چه هر څوک دي راغلي<br>هغه نه دي دوباره په زړه داغلي<br>هر رنځور چه دي جناب ته رسیدلي<br>هغه نه دي دوباره بیا رنځ لیدلي (۲) | جو کوئی بھی اخلاص لے کر یہاں (آپ کے پاس) آیا ہے<br>وہ دوبارہ تکلیف سے دوچار نہیں ہوا ہے<br>اور ہر مریض جب ایک بار آپ کی خدمت میں<br>پہنچا ہے وہ دوبارہ بیمار نہیں ہوا ہے |

---

(۱) مناقب از مولانا دادین اوراق ۱۱- ۱۲- ۱۹- ۲۰ ، ۲۶- ۲۷، ۳۶- ۳۸، ۴۳- ۴۴، ۴۸، ۶۶- ۶۷ ، ۷۸- ۷۹ ، ۱۰۱- ۱۰۲، ۱۰۳- ۱۰۵- ۱۰۶- ۱۰۷-

مناقب از مسعود گل صفحات ۱۲- ۱۵ ، ۲۱- ۲۲ ، ۲۵- ۲۷ ، ۳۲- ۳۳ ، ۳۸- ۴۰

۵۴- ۵۵ ، ۹۳- ۹۵ ، ۱۰۳- ۱۰۳ ۔ ، مناقب از نورمحمد اوراق ۵۷- ۶۵ ۔

ایضاً ملاحظہ ہو تہذیب الاسلام از قاضی عرفان الدین ، لاہور ۱۳۲۲ھ ص۱۸۴، ۱۸۵

اسی طرح شیخ نورمحمدؒ لکھتے ھین ۔

| | |
|---|---|
| دھر رنځ رنځوران ورته پراته وو | ھر مرض کے مریض آپ کے پاس پڑے ھوئے تھے |
| وو روغ شوي په نظر د اشارت | اور آپ کی نظر اشارت سے صحت یاب ھو |
| دمیاشتو د کلونو رنځوران وو | چکے تھے ۔ اور برسون ، مہینون کے مریض تھے |
| په ساعت به خبردار شو په صحت (۱) | وہ تھوڑی دیر مین صحت پاتے ۔ |

اس دور کے مشہور و معروف عالم و فاضل ، صوفی شاعر مولانا دادینؒ حضرت میان صاحب چکنیؒ کی صحبت کے فیوضات و اثرات اور بحیثیتِ مرشد مریدین پر آپ کے تصرف و تاثیر کی تصویر کشی کرتے ھوئے لکھتے ھین ۔

| | |
|---|---|
| څه سرې ستړګ مریدان ي په ګوشه کښېناست دي | جب آپ نے رشد و ھدایت کے خُم سے اپنے |
| چه د تلقین له خم جام ي مارا مار ورکړي | مریدین کو پیالے جام پلائے ھین تو کیا عجب |
| تیر خو شپېته نغمې په چپه خوله اوباسی د ساز | ھے کہ وہ مستِ الستؒ بن کر گوشہ نشین ھو |
| دلطائفو ي دننه موسیقار ورکړي (۲) | گئے ھین ۔ آپ اسی حالت مین ان کے قلب |
| | کو لطائف کا ایسا موسیقار ودیعت کر گیا ھے |
| | جو بہ زبانِ بے زبانی بھی ساز کے تین سو |
| | ساٹھ نغمے پیدا کرتا ھے ۔ |

---

(۱) نورالبیان ورق ۷۸ ۔

(۲) ملاحظہ ھو مناقب میان صاحب چکنیؒ از ==

== (۲) مناقب از مولانا دادین ورق ۵۵ ۔

(۳) نورالبیان ورق ۳۵ ، مناقب از مسعود گل ص ۳ ، ۲ ، مناقب از مولانا دادین اوراق ۳۰ ، ۳۳ ، ۱۱۷ ۔

(۴) مناقب از مولانا مسعود گل ص ۳۹

****

قبض شي دفع د مريد چه وجود ستا په زړه که
بسط ورته راشي که څو دې وي پريشان دلارې
اوري اواز د لطائفو مريد ستا دننه
لکه زوز اوري د ناداف د ژي روان دلارې
څکه بې غمه هر مريد ستا د خلوت په لارځي
چه لري تا غوند بيدار هسې پاسبان دلارې (۱)

جب آپ کا مرید آپ کو یاد کرتا ہے تو اس کا سارا گھٹن دور ہو جاتا ہے بلکہ اگر وہ پریشان حال راہرو بھی ہو تب بھی اس پر کائنات کی ساری وسعتیں کھل جاتی ہیں آپ کا مرید آپکے لطائف کی آواز اس طرح سنتا ہے جس طرح کوئی راہرو مسافر دھیے کی دھنکی کی آواز سنتا ہے آپ کا ہر مرید خلوت کی راہ پر اس لئے بے خطر گامزن ہوتا ہے کہ آپ جیسا بیدار دِل پاسبان اس کی پاسبانی کرتا ہے ۔

تیره وځکه تر اشنا پوریت خلق په رنړا
تا د هاهوت باهوت له نمره آب و تاب موندلې
څکه خلوت د رانجمن که مریدان دستا
چه په نغمو د زیر و بم ي زړه رباب موندلې
څکه په خاورو درته وایم سل زر پراته دي
توتیا د سترګوي د ستا دوره تراب موندلې

اگر آپ لوگوں کو معشوقِ حقیقی کی منزل تک بڑے میں پہنچاتا ہے تو یہ کوئی عجب بات نہیں ہے ۔ اس لئے کہ آپ نے خود ہاہوت اور باہوت کے آفتاب سے روشنی پائی ہے اور اگر آپ کے مرید جلوت میں بھی خلوت گزین نظر آتے ہیں تو اس کا سبب یہ ہے کہ ان کے دل کو ایسا رباب میسر ہے جو ہر وقت زیرو

---

= مولانا دادین ( قلمی ) ورق ۲۹، ۱۳۷ ، ۳۲ ، ۲۳ ۔

******

(۱) ملاحظہ ہو مناقب میان صاحب چمکنی از مولانا دادین ( قلمی ) ورق ۲۹، ۱۳۷، ۳۲ ، ۲۳ ۔

خپل پردي وار ه څکه فیض وړي ستا د پاکه دره
تا چه له پاك رسول نوم فیض المآب موندي (۱)

ہم کے نبھے الاپتا ہے اگر آپ کے خاک پا
پر ہزار در ہزار لوگ پڑے ہیں تو یہ
محض اس لئے کہ انہوں نے اس آستانہ کی
خاک کو توتیائے چشم پایا ہے ۔ اپنے اور
پرائے سبھی آپ کے آستانۂ عالیہ سے
فیضیاب ہو رہے ہیں اس لئے کہ آپ نے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور
سے فیض المآب کا لقب پایا ہے ۔

---

څکه خولې چیې تاست خبري په خلوت کښې نه که
چه تجلي پر هستي رنگ د رنگ په د رنگ پرېوزي
لکه نرگس چه پټ سرونه که په سیل کښې د زړه
هلته انوار پر رنگارنگ م د بیرنگ پرېوزي
زه نه پوهیږم غازه کومه ستا مرید مبتلي
چه سر راپورته که تر گل ي مخ خوشرنگ پرېوزي

اگر انہوں نے خلوت میں سکوت کو اپنا
وطیرہ بنا لیا ہے تو یہ محض اس لئے ہے
کہ ان پر ہر گھڑی نور الٰہی کی تجلیات
کی بارش ہو رہی ہے ۔ جب یہ لوگ نرگس
کی مانند دل کی دنیا کی سیر کے لئے مراقبہ
میں چلے جاتے ہیں تو وہاں ان پر اس بے
رنگ ہستی کے انوار کی رنگ برنگ تجلیوں
کی بارش ہوتی ہے ۔ میری سمجھ میں
نہیں آتا کہ تمہارے مریدنی نے وہ کونسا
غازہ لگا رکھا ہے کہ جب بھی وہ

---

(۱) ملاحظہ ہو مناقب میاں صاحب چمکنی رح از مولانا دادین ( قلمی ) ورق ۲۹ ، ۱۳۷ ، ۳۲ ، ۲۳ ۔

دې عجب مې سکې ستا له جام د وحدت له خم
چه له سرو سترګوم د دهٔ رنګ دا ترنګ پرېوزي (۱)

جلوہ گر ہوتا ہے تو اس کا چہرہ پھول سے بھی زیادہ خوشنما دکھائی دیتا ہے آپ کے جام پر یہ توحید کے خم سے ایسی عجیب قسم کی شراب پیتے ہیں کہ ان کی سرخ نشیلی آنکھوں کو دیکھ کر میں بھی ایسی ترنگ میں بولنے لگتا ہوں ۔

---

(۱) ملاحظہ ہو مناقب میاں صاحب چمکنیؒ از مولانا دادین ( قلمی ) ورق ۲۹، ۱۳۷ - ۲۳ ، ۳۲ ۔

## دعا اور اس کی اہمیت و اثرات

دعا ایک نافع ترین دواء اور آفات و بلیات کا عدو مقابل ہے ۔ ہر بلا و مصیبت کو آنے سے روکتی ہے ۔ اور اسے دفع کرتی ہے اور اگر مصیبت اتر چکی ہے تو اسے ہلکا اور کم کر دیتی ہے ۔ ( دوائے شافی ترجمہ الجواب الکافی امام محمد بن ابی بکر بن القیم الجوزیہ تصحیح و تعلیق از مولانا عبدالقدوس ہاشمی مطبوعہ ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد ص ۲۳ ) ۔

دعاء نہایت مفید اور مؤمن کے لئے ایک زبردست حربہ ہے ۔ حضرت علی کرم اللّٰہ وجہہ حضور اقدس صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ۔

الدعاء سلاح المؤمن و عماد الدّین و نورالسموات والارض یعنی دعا مؤمن کا ہتھیار ، دین کا ستون اور آسمانوں اور زمین کا نور ہے ( صحیح حاکم ) اللّٰہ تعالیٰ فرماتے ہیں واذا سألک عبادی عنی فانّی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان ۔(اور اے نبی جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کرتے ہیں تو میں نزدیک ہوں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے ) ۔ اس آیت میں اس بات کی تصریح کی گئی ہے کہ انسان جب کبھی مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار سنتا ہوں اور دعا قبول کرتا ہوں ۔

= ( سورۂ بقرہ ۲ : ۱۸۶ ) ـ

ھمارا ایمان ھے کہ اگر کسی جائز مقصد کے لئے اللّٰہ تعالٰی کی درگاہ مین دعا کی جائے تو دعا ضرور قبول ھوتی ھے بشرطیکہ دعا کے ساتھ حضورِ قلب اور جمعیّت خاطر موجود ھو، حرام غذا سے اجتناب ھو، قلب پر گناھون کا میل چڑھا ھوا نہ ھو غفلت و سہو اور لہو و لعب کی تاریکی چھائی ھوئی نہ ھو ـ حضرت ابوھریرہ سے روایت ھے کہ حضور صلعم نے فرمایا :

"ادعوا اللّٰہ وانتم موقنون بالاجابۃ واعلموا انّ اللّٰہ لا یقبل دعاءَ قلبٍ غافلٍ لاہٍ"

( بارگاہ الٰہی مین تم اس طرح دعا کرو کہ تمہارے اندر اجابت دعا کا پورا پورا یقین موجود ھو ـ خوب سمجھ لو کہ غافل بے خبر قلب کی دعا اللّٰہ قبول نہین فرماتا )ـ

( مستدرک حاکم ) حضرت ابوھریرہ سے منقول ایک دوسری روایت مین آتا ھے کہ

"الرجل یطیل السفر اشعث اغبر یمدّ یدیہ اِلَی السّماء یاربّ یاربّ ومطعمہ حرامٌ و مشربہٗ حرامٌ وملبسہٗ حرام وغذی بالحرام فانّی یستجاب لذالک" یعنی ایک آدمی طویل سفر کرتا ھے اور اس حال مین کہ خستہ حال اور گرد و غبار سے اَٹا ھوا ھے آسمان کی طرف ھاتھ اٹھا کر خدا سے دعا مانگتا ھے ـ اے پروردگار اے پروردگار اور حال یہ ھے کہ اس کی غذا حرام اس کا پہننا حرام ھے اس کا لباس حرام ھے حرام غذا کھائی ھے اس کی دعا کس طرح مقبول ھوگی ـ ( صحیح مسلم )

*******

## باب پنجم

### سلوک و تصوف مین آپ کا مسلک

اگر چہ بنیادی طور پر حضرت میان صاحب چمکنیؒ اویسی تھے مگر چونکہ تصوف مین مجاھدات و ریاضات کے ذریعے تزکیہ ٔ باطن کی پیہم و مسلسل سعی کی جاتی ھے اور اس مین درجۂ کمال حاصل کرنے کے لئے ظاھری طور پر بھی کسی کامل رھنما کی پیروی مین بزرگان دین کے وضع کردہ طریقون کے مطابق باقاعدہ اور منظم جدوجہد کرنا ناگزیر ھوتا ھے (۱) لہٰذا آپ نے اس مقصد کے حصول کے لئے سلوک و طریقت کے مروجہ طُرُق مین سے " طریقۂ نقشبندیہ " (۲) کو اختیار فرمایا تھا ۔ اپنے شجرہ ٔ طریقت کے ذیل مین آپ اس حقیقت کی وضاحت

---

(۱) ظواھر ۱ ص ۲۳۲ ، نتائج الحرمین از محمد امینؒ بدخشی ( قلمی ) ورق ۲۱۹ - ۲۲۰ -

(۲) طریقۂ نقشبندیہ ۔ سلوک و طریقت مین جتنے طریقے رائج ھین بنیادی طور پر سب برحق اور موصل اِلی اللہ ھین ۔ ھمیشہ ان کا مقصد خدا کی رضا کا حصول رھا ھے اور اس مشترک مقصد کے حصول کے لئے ھر ایک نے تزکیۂ نفس کو لازمی قرار دیا ھے اور اس تزکیہ کے لئے ھر ایک نے اذکار و اشغال کے مختلف (مستعمل) طریقے وضع کئے ھین ۔ اور باوجود اختلاف طرق ھر ایک طریقہ دوسرے سے مربوط رھا ھے ۔ یہی وجہ ھے کہ اکثر مشائخ نے مختلف طریقون مین روحانی فیض حاصل کیا ھے ۔

مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ ان مین تبدیلیان ھوتی رھین ۔ قطع و برید اور افراط و تفریط کا سلسلہ جاری رھا تاآنکہ اھلِ ھوا اور نفس پرست قسم کے نام نہاد صوفیون نے ان مین بدعات و رسومات کو شامل کرکے سلوک و طریقت کی اصل شکل کو مسخ کر رکھ دیا اور بجائے اس کے کہ تصوف رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ بنے خدا سے دوری کا باعث بنا ۔

==

........................................................

= تصوف کے ان مروجہ طریقوں میں سے جو طریقہ اس قسم کے افراط و تفریط اور تحریف اور تبدیل سے محفوظ رہا ۔ وہ نقشبندی طریقہ ہے ۔ یہ طریقہ علم تصوف کے ایک مخصوص آئین کا نام ہے ۔ جس کے پیروکار صوفی حضرات " نقشبندی " کہلاتے ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ طریقہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمایا تھا ۔ ( تحفۃ السالکین از محمد درویش بن عبدالله بن عبدالرحمن لاہوری ( قلمی ) ورق ۲۰ کتب خانہ مولانا امیرشاہ قادری یکہ توت پشاور شہر ۔ ایضاً ملاحظہ ہو مکتوبات مجدد دفتر اول حصہ چہارم مکتوب ۲۲۱ ۔ ) اور چونکہ انہیں انبیاء کرام کے بعد افضل البشر ہونے کا شرف حاصل ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اس طریقہ کے اکابرین فرمایا کرتے ہیں کہ :

" نسبتِ ما فوق ہمہ نسبتہا است " ۔ ( مکتوبات مجدد حصہ چہارم دفتر اول مکتوب ۲۲۱ ) ۔

طریقہ نقشبندیہ کی افضلیت کی وجوہات بیان کرتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رح ( المتوفی ۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء ) فرماتے ہیں ۔

اکابر این طریقہ علیہ احوال و مواجید را تابع احکام شرعیہ ساختہ اند و اذواق و معارف را خادم علوم دینیہ داشتہ و درین طریق پیری و مریدی بہ تعلیم و تعلّم است نہ بہ کلاہ و شجرہ و درین طریق ریاضات و مجاهدات با نفسِ امارہ باتیان احکام شرعیہ است

اس طریقہ علیہ کے اکابرین نے احوال ومواجید کو شرعی احکام کا تابع اور اذواق ومعارف کو علوم دینی کا خادم بنایا ہے ۔ اور اس طریقہ میں پیری و مریدی ( کا دار و مدار ) تعلیم و تعلّم پر ہے نہ کہ کلاہ و شجرہ ( طریقت و نسب ) پر اور اس طریق میں نفس امارہ کے ساتھ ریاضات و مجاہدات شرعی احکام کے مطابق ہیں ۔

= والتزام سنّت سنیّۃ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ۔ ( مکتوبات مجدد حصہ ۳ دفتر ۱ مکتوب ۲۲۱ ۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ ۔

" برخلاف مشائخ سلاسل دیگر اکابر این سلسلہ علیّہ سرموئے مخالفت سنت تجویز نہ کردہ اند و ابداع و احداث روا نہ داشتہ پس مخالفت نفس درین طریق اتم باشد و ہر طریقے کہ مخالفت نفس دران بیشتر است اقرب طرق است کہ رعایت مخالفت نفس از سائیر طرق در طریقہ علیّہ نقشبندیہ بیشتر است " ۔

دوسرے سلاسل کے مشائخ کے برخلاف اس سلسلہ علیّہ کے اکابرین نے بال برابر سنت کی مخالفت کو تجویز نہیں کیا ہے اور احداث و ابداع کو روا نہیں رکھا ہے پس نفس کی مخالفت اس طریقہ میں بطریق اتم ہوتی ہے اور جس طریقہ میں نفس کی مخالفت زیادہ ہوتی ہے وہ راستہ زیادہ قریب ہے اور نفس امارہ کی مخالفت تمام طریقوں سے طریقہ نقشبندیہ میں زیادہ ہے ۔

( مکتوبات دفتر اول حصہ ۵ مکتوب ۲۸۲ ۔ )

مشائخ نقشبندیہ کے احتیاط شرعی کا بیان کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ ۔

" بزرگواران نقشبندیہ عمل بہ عزیمت اختیار کردہ اند و از رخصت مہما امکن اجتناب فرمودہ اند " ۔

طریقہ نقشبندیہ کے بزرگواروں نے عزیمت پر عمل کرنا اختیار کیا ہے اور رخصت سے حتّی الامکان اجتناب فرمایا ہے ۔

( مکتوبات حصہ ۲ دفتر ۱ مکتوب ۷۳ )

ظاہر ہے کہ جس طریق میں شریعت کی پابندی اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا جتنا زیادہ اہتمام موجود ہو وہی مقصد تخلیق کے حصول میں زیادہ مفید اور موثر ثابت ہوگا ۔ اور اسی کا اختیار کرنا زیادہ مناسب ہے ۔ حضرت مجددؒ اس بارے میں وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ۔

" پس طریقے کہ ملتزم متابعت سنت

پس جس طریقے میں احکام شرعیہ کی پابندی =

= سنیۃ باشد و اوفق باتیان احکام شرعیۃ از برائے اختیار کردن اولیٰ و انسب و آن طریق طریق نقشبندیۃ است "۔

اور سنت سنیہ کا زیادہ التزام ہوتا ہے ۔ وہ طریقہ اختیار کرنے کے لئے زیادہ بہتر اور زیادہ مناسب ہوتا ہے اور ایسا طریقہ طریقہ نقشبندیہ ہے ۔

( مکتوبات حصہ ۳ دفتر ۱ مکتوب ۲۳۳ ) حضرت شاہ ولی اللہ کے شاگرد مولانا شیر محمد نکیال ( ؟ ) اسی حقیقتِ حال پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

" واعلم ان المطلب فی ھذا الزمان مفقود والوصول إلی السعادۃ معدوم الا الاوحدیون بل الطرق قد غیرت والمقاصد قد بدلت و صیرت شیئا نکرا ...... واسلمہا من الآفات الطریقۃ النقشبندیۃ العلیۃ " ۔

جان لو کہ اس زمانہ میں مقصد مفقود اور وصول الی السعادۃ معدوم ہو گیا ہے ۔ مگر شاذ و نادر طرق اور مقاصد طرق میں ایسی تبدیلی آچکی ہے کہ اس کی اصل صورت بدل گئی ہے ... ( مگر اس کے باوجود ) طریقہ " نقشبندیہ ایک ایسا طریقہ ہے جو آفات و تغیرات سے محفوظ و مامون ہے ۔

( فج عیق از مولانا شیر محمد قلمی ۱۱۸۱ھ مطابق ۱۷۶۷ء ص ۲۹۵ کتب خانہ ریکارڈ آفس صوبہ سرحد ، پشاور )

طریقہ نقشبندیہ کے بانی حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند ( المتوفی ۷۹۱ھ مطابق ۱۳۸۸ء ) بخارا کے رہنے والے تھے ۔ اور وہیں سے حقیقت و معرفت کے انوار ان کے مریدین و متوسلین کے ذریعے ساری دنیا میں پھیل گئے ۔ جہاں تک سرزمین پاک و ہند کا تعلق ہے یہاں حضرت خواجہ باقی باللہ ( المتوفی ۱۰۱۲ھ مطابق ۱۶۰۳ء ) کے طفیل اس سلسلہ کی بنیاد پڑ گئی ۔ اور ان کے بعد ان کے بے شمار بالواسطہ اور بلا واسطہ خلفاء و مریدین نے اس طریقہ کو یہاں مقبول عام بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ۔

برصغیر کی تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی یہاں خدمت اسلام کی کوئی تحریک

=

= ابھی اس کی پشت پر انہی اصحاب علم و طریقت ، گدڑی پوش بوریا نشین حضرات کا سوزِ دروں کا رفرما رہا ۔ اور جب کبھی گلشنِ اسلام کو تاراج کرنے کی سازش کی گئی تو یہی بندگانِ خدا سینہ سپر ہوکر سامنے آئے اور اگر بہ نظر تعمق دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہر دور میں نہ صرف سلطانوں کی دینی اور روحانی رہنمائی فرمائی بلکہ سیاسی میدان میں بھی قیادت انہی حضرات نے فراہم کی ہے ۔

عہد اکبری میں جب الحاد و لادینیت کا سیلاب امڈ آیا تو اس کے سدباب کے لئے خواجہ باقی باللہؒ میدان میں کود پڑے اور دربار اکبری کے مذہبی رجحانات کے خلاف متشرع اور دیندار علماء کا ایسا مضبوط اور مستحکم محاذ قائم کیا جس کے سامنے اکبر کے لادینی خیالات کا فروغ ناممکن ہوگیا ۔ ان کے بعد حضرت مجدد الف ثانیؒ تلوار آبدار بن کر چمکے اور عہد اکبری کے خودساختہ دین پر ایسا بھرپور وار کیا کہ اس کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھر کر رہ گئیں ۔ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے عہد اکبری کے لادینی خیالات کا ایسا رخ بدلا کہ وہی مغل فرمانروا جن کے متعلق یہ خدشہ پیدا ہو چکا تھا کہ اسلام کو اس سرزمین سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فنا کردیں گے وہی آخرکار اسلام کے سچے خادم بن گئے ۔

( تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہوں ۔

(۱)

(ب) ماہنامہ الرشید دارالعلوم دیوبند نمبر ۱۹۷۲ء ( مضمون تحفظ و احیائے اسلام کی عالمگیر تحریک از مولانا مفتی محمود صاحب ص ۳۵۹- ۳۶۰ ۔

( ج ) رود کوثر از شیخ محمد اکرام طبع ثانی ، کراچی ص ۱۲۶- ۱۲۷ )

حضرت مجددؒ کے بعد حضرت سید آدم بنوریؒ ( المتوفی ۱۰۵۳ھ مطابق ۱۶۴۳ء ) نے اس تحریک کی قیادت سنبھال لی ارشاد و ہدایت کا مسند بچھایا ۔ ایسے ہزاروں مرید اور عقیدت مند پیدا کئے جنہوں نے ملک کے گوشے گوشے میں پھیل کر دین اسلام کی اشاعت اور سلسلۂ نقشبندیہ کی ترویج کی مہم چلائی ۔ آپ کے خلفاء میں سے حضرت =

خوصلۃ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :-

| | |
|---|---|
| بنکویمَ بیان د طریقې د نقشبند | طریقۂ نقشبندیہ کا بیان تحریر کرتا ہوں |
| طریقه یم ده هم دا په زړه پسند | ( اور ) یہی میرا دل پسند طریقہ ہے |
| په مذهب د حنیفي سني مذهب یم | میرا مذہب حنفی ہے اور سُنی العقیدہ ہوں |
| طریقې د نقشبند کنبرپاك مشرب یم | طریقۂ نقشبندیہ میں مسلک ہوں - |
| طریقه که اُویسي څما له ځایه | دراصل میرا طریقہ ( استفادۃً ) اویسی ہے |
| په ما فضل کوره شوي وه له خدایه | اور یہ مجھ پر خدا کا فضل و کرم ہے گویا |
| بارِ ووم په دا مامور چه امانت | کہ میں اس امانت کے محفوظ رکھنے پر مامور |
| وساتم چه د بنه خداي په ما منّت | تھا جو مجھ پر خدا کی طرف سے احسان |
| له اوله تر آخره هغه راز | ہوا تھا اول تا آخر ( شب معراج کو ) |
| پاك رسول سره چه کړې وو بې نیاز (۱) | خدائے بے نیاز نے اپنے محبوب صلی اللّٰہ علیہ |
| | وسلم کو جو راز سپرد فرمایا تھا وہ راز میں نے |
| | اماناً اپنے سینے میں محفوظ کر رکھی ہے - |

---

= شیخ سعدی لاہوریؒ ( المتوفی ۱۱۰۸ھ مطابق ۱۲۹۶ء ) کی ذات گرامی بالخصوص خاصی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ ان کی وساطت و برکت سے یہ طریقہ علیہ دریائے اٹک کو عبور کرکے شمال مغربی سرحدی صوبہ اور اس کے ملحقہ قبائلی علاقہ جات میں پھیلنا شروع ہوا آپ کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ حضرت سرالاعظمؒ ( حضرت جی اٹک ) آگے بڑھے جن کی مساعی جمیلہ سے اس علاقے میں یہ طریقہ پھلتا پھولتا رہا - حضرت جی اٹک فوت ہوئے تو ان کے نامور خلیفہ حضرت میان صاحب چمکنیؒ نے اس قافلہ راہ حق کی قیادت کا بیڑا اٹھایا - آپ کی مخلصانہ اور مجاہدانہ جدوجہد کی برکت سے یہاں ایک زبردست روحانی اور سیاسی انقلاب برپا ہوا - آپ کی خانقاہ کو شریعت و طریقت کے مصدر اور علماء و فضلاء کے مرکز کی حیثیت حاصل ہوئی اور دور دور سے =

اگرچہ آپ کا قلبی اور حقیقی تعلق سلسلۂ نقشبندیہ سے تھا مگر آپ کو طریقۂ سہروردیہ ، طریقۂ چشتیہ اور طریقۂ قادریہ کی خدمت بھی ملی تھی ۔ اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شیخ نورمحمدؒ لکھتے ہیں کہ ۔

| | |
|---|---|
| عامل نقشبندي وۂ | آپ طریقۂ نقشبندیہ پر عمل کرتے تھے ۔ |
| سهروردي وۂ هم چشتي وۂ | سہروردی بھی تھے اور چشتی بھی ۔ |
| همه ذوق يِ قادرِي وۂ (۱) | قادری ذوق رکھتے تھے اور صحیح ولی |
| دا ولي لحما صحی وۂ (۲) | تھے ۔ |

حضرت میاں صاحب چمکنیؒ اور نظریہ وجود و شہود (۳)

حضرت میاں صاحبؒ کے بیانات شاہد ہیں کہ اس دور میں بعض ایسے وحدۃالوجودی لوگ یہاں آکر آپ کے روحانی اور عرفانی فیوضات سے سیراب ہونے لگے ۔

******

(۱) توضیح المعانی از محمد عمر چمکنیؒ ( قلمی ) ص ۲۰ ، ۲۲ ۔

******

(۱) دراصل یہ لفظ صحیح ہے مگر شعر کی ضرورت کی بناء پر " صحی " استعمال کیا گیا ہے ۔

(۲) نورالبیان از نورمحمد ( قلمی ) ورق ٦٦

(۳) نظریہ وجود و شہود

تاریخ شاہد ہے کہ انسان نے ہر دور میں اپنی عقل کی بنیاد پر ، ذات باری تعالیٰ کے متعلق مختلف نظریات قائم کئے ہیں ۔ ان میں سے ایک مشہور نظریہ مسلمان فلاسفہ اور صوفیائے کرام کے " وحدۃ الوجود " اور " وحدۃ الشہود " کا نظریہ ہے ۔

= وحدۃ الوجود کے قائل صوفی اسلام مین بہت پہلے ہی سے موجود تھے ۔ حضرت بایزید بسطامیؒ ( المتوفی ۲۶۱ھ مطابق ۸۷۴ء ) کا مشہور مقولہ " سبحانی ما اعظم شانی " ہر ایک کے کان مین پہنچ گیا تھا ۔ حسین بن منصور حلاجؒ ( المتوفی ۳۰۹ھ مطابق ۹۲۱ء ) کو اسی بات کی بناء پر سولی پر چڑھایا گیا تھا اور پھر بعد مین محی الدین ابن العربیؒ ( المتوفی ۶۳۸ھ مطابق ۱۲۴۰ء ) نے تو اس مسلک کا اتنا ڈھنڈورہ پیٹا اور اپنے زور دار قلم سے اتنا کچھ لکھا کہ وہ اس مسلک کے پسند کرنے والون کا امام بن گئے ۔ اس کے علاوہ فارس کے مشہور شعراء شیخ فریدالدین عطارؒ (المتوفی ۶۲۷ھ مطابق ۱۲۲۹ء ) اور مولانا جلال الدین رومیؒ ( المتوفی ۶۷۲ھ مطابق ۱۲۷۳ء) جیسے مشہور صوفی حضرات بھی اس عقیدہ کے علمبردار مانے جاتے ہین ۔

( تاریخ دعوت و عزیمت از ابوالحسن علی سید طبع اعظم گڑھ ۱۹۵۷ء ج دوم ص ۵۸ ۔)

" وحدت وجود " ایک پیچیدہ مسئلہ ہے ۔ صوفیاء نے اپنے کشف و وجدان سے اس کو بیان کیا ہے مگر نہ تو وہ اس مسئلہ کو بآسانی حل کر سکے ہین اور نہ سب صوفیاء نے اسے پسند کیا ہے جو حضرات اسلام کی سادہ اورصاف تعبیر چاہتے ہین ۔ انہون نے ہمیشہ اس مسئلے کی مخالفت کی ہے ۔ ان مخالفین مین سے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کا نام نامی سرفہرست ہے جنہون نے ابن العربی اور اس کے پیروکارون کی نہایت سخت الفاظ مین تردید کی ہے یہان تک کہ وہ بیانات پڑھ کر ابن تیمیہؒ کے عقیدت مند بہ مشکل ابن العربی کو مسلمان کہین گے ۔ ( تاریخ دعوت و عزیمت ج ۲ ص ۲۸ )

اکبر اور جہانگیر کے زمانہ مین وحدۃ الوجودی فلسفہ سرزمین ہند کے صوفیاء مین بے حد مقبول ہو گیا تھا مگر چونکہ اس فلسفے کا ہندوؤن کے فلسفہ " ویدانتا " سے امتیاز کرنا مشکل تھا اس لئے عام لوگون کے عقائد اس سے بری طرح متاثر ہو رہے تھے یہی وجہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے وحدۃ الوجودی فلسفہ کی تردید فرمائی اور واضح الفاظ مین فرمایا کہ اس کا اسلامی فلسفہ کے ساتھ کوئی جوڑ نہین ہے چنانچہ " وحدۃ الوجود " کی جگہ " وحدۃ الشہود " کا فلسفہ پیش کرکے دونون کا فرق بیان کیا ۔ آپ لکھتے ہین کہ ۔ =

.......................................................

= توحید دو قسم است شهودی و وجودی و آنچه لابد است توحید شهودی است که فنا به آن مربوط است وتوحید شهودی باعقل و شرع مخالفت نه دارد بخلاف توحید وجودی ..... توحید شهودی یکے دیدن است یعنی مشهود سالک جز یکے نباشد و توحیدوجودی یک موجود داستن است و غیر او را معدوم انگاشتن و باوجود عدمیت مجالے و مظاهر آن یکے پنداشتن ...... پس توحید وجودی که نفی ماسوائے یک ذات است تعالیٰ وتقدس باعقل و شرع در جنگ است بخلاف شهودی که در یکے دیدن هیچ مخالفت نیست مثلاً در وقت طلوع آفتاب ستاره ها را نفی کردن و معدوم داستن مخالف واقع است اما ستاره ها را دران وقت نادیدن هیچ مخالفت نیست بلکه آن نادیدن بواسطه غلبه ظهور نور آفتاب است و اقوال مشائخ که ناظر به توحید اند به توحید شهودی باید فرود آورد تا مخالفت را گنجائش نباشد ---- اکثر ابنائے این وقت بعضے به تقلید و بعضے بمجرد علم و بعضے دیگر به علم ممتزج بذوق علم و لوفی الجملہ و بعضے بالحاد وزندقہ

توحید کی دو قسمیں ہیں توحید شہودی اور توحید وجودی اور جو ضروری ہے وہ توحید شہودی ہے کیونکہ فنا اس کے ساتھ مربوط ہے اور توحید شہودی عقل و شرع کے ساتھ مخالفت نہیں رکھتا بخلاف توحید وجودی کے ----- توحید شہودی ایک ذات دیکھنا ہے یعنی سالک کو بجز ایک ذات کے کچھ بھی نظر نہیں آتا اور توحید وجودی ایک ذات کو موجود اور غیر کو نابود اور اس نابود کو اسی ایک ذات کے مظاہر سمجھتا ہے - ----- پس توحید وجودی میں ماسوا کی نفی ہے اور شریعت کے خلاف عقیدہ ہے اور توحید شہودی میں شرع کی مخالفت نہیں ہے اس کی مثال یہ ہے کہ سورج طلوع ہوتا ہے تو ستارے نہیں دکھائی دیتے اگر کوئی کہے کہ ستارے معدوم ہو گئے تو یہ غلط کہنا ہے اور اگر یہ کہے کہ میں (ستاروں کو) نہیں دیکھتا تو یہ درست ہے بلکہ وہ نہ دیکھنا سورج کے ظہورِ نور کے غلبہ کے سبب ہے اور صوفیاء کے اقوال کو اس پر حمل کرنا چاہئے - کہ وہ توحید شہودی کی طرف اشارہ

=

عقائد کے حامل موجود تھے جو نہ صرف عقیدہ " وحدت وجود " مین حد سے تجاوز کر گئے تھے بلکہ شرعی احکام سے بھی اپنے آپ کو آزاد سمجھتے تھے ۔ آپ نے اپنے پیشرو نقشبندی اکابرین کے نقش و قدم پر چل کر اس عقیدہ کی مخالفت کی اور اس قسم کے جاہل صوفیاء کی نہایت سختی سے تردید فرمائی ۔ چنانچہ لکھتے ہین کہ ۔

" درین زمانہ مشائخ خامان و صوفیانِ جاہل و پیران لا یعقل و مقتدایان اہلِ ہوا در توحید ربانی روئی نمودہ کہ بعضے تشبیہ را جائز داشتہ اند

اس زمانہ مین ناپختہ کار مشائخ ، جاہل صوفی بے وقوف پیر اور نفس پرست پیشوا توحید ربانی ( کے سلسلے ) مین نمودار ہوئے جن مین بعض نے تشبیہ کو جائز سمجھا ہے ۔

---

= دست بہ دامن این توحید وجودی زدہ اند ہمہ را از حق میدانند بلکہ حق میدانند و گردن ہائے خود را از ربقۂ تکلیف شرعی باین حیلہ می کشایند ومداہنات در احکامِ شرعیہ می نمایند و باین معاملہ خوش وقت و خورسند اند و اتیان اوامر شرعیہ را اگر اعتراف دارند طفیلی می دانند مقصود اصلی و رائے شریعت خیال می کنند حاشا و کلا ثم حاشا و کلا نعوذ باللہ سبحانہٗ من ہذا الاعتقاد السوء ۔

کرتے ہین تاکہ مخالفت کی گنجائش نہ رہے ۔ ----- آج کل بعض نے تقلید اور بعض نے کفر و الحاد کے سبب توحید وجودی کا مسلک اختیار کیا ہے اور شرعی احکام سے اپنی جان چھڑائی ہے ۔ شرعی احکام مین مداہنت کے مرتکب ہو رہے ہین ۔ اسی پر خوش ہین اور اگر شرعی احکام کے پورا کرنے کا اعتراف کرتے ہین تو بھی اسے شریعت کا اصل مقصد نہین گردانتے حاشا و کلا ثم حاشا و کلا نعوذ باللہ سبحانہٗ من ہذا الاعتقاد السوء ۔

( مکتوبات حصہ ۲ دفتر اول مکتوب ۴۳ )

ایک اور جگہ لکھتے ہین کہ " ہمہ اوست " ایک مخترع اور نوایجادکردہ =

و بعضے بر وحدۃ الوجود قائل اند
و بعضے گویند کہ قول بزرگان است " ما
رایت شیئاً الاّ ورایت اللّٰہ فیہ " پس از
توحید خود تراشی آن مقلدین استدلال
نمودہ عالم را و خود را باذات حق جلّ و
علیٰ و صفات علیا یکے میدانند چرا کہ اگر یکے
بودی پس ممکنات را نام حادث چرا نہادی و
حکم حدوث و قدم چرا صدور یافتی و نام
اشیاء جسم و جوہر وو و عرض چرا نہادی و
ذکر ذات و صفات حضرت جلّ و علا محققین
متکلمین " لیس بجسم ولا جوہر ولا عرض " چرا
گفتی " وحکم قرآن مجید و فرقان حمید " قل
ھو اللّٰہ احد " حکم براحدیت حضرت ذات چرا
کردی " اللّٰہ الصمد " ذکر صمدیت کہ صفات علیا
است چرا نمودی و ذکر قواعد تنزیہہ کہ آن
" لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد " چرا

بعض وحدۃ الوجود کے قائل ہیں اور بعض
کہتے ہیں کہ بزرگوں کا قول ہے کہ " میں
نے کوئی چیز نہیں دیکھی مگر اس میں خدا
نظر آیا " پس وہ مقلدین توحید خود
تراشیدہ سے استدلال کرکے عالم کو اور اپنے
آپ کو ذات حق جلّ شانہٗ اور اس کی صفات
کے ساتھ ایک سمجھتے ہیں اور اگر ایک
ہوتے پس ممکنات کا نام حادث کیوں رکھتا
اور حدوث و قِدم کا حکم کیوں صادر ہوتا
اور اشیاء کا نام جسم و جوہر اور عرض کیوں
رکھتا اور ذات و صفات حق جلّ شانہٗ کے
ذکر کے سلسلے میں متکلمین محققین " لیس
بجسم ولا جوہر ولا عرض " کیوں کہتے اور
قرآن مجید و فرقان حمید اللّٰہ کی احدیت
پر حکم کیوں تاکید کرتا اور ذکر صمدیت
جوکہ صفات علیا میں سے ہے کیوں فرماتا اور

---

** مقولہ ہے ۔ اور ہمہ " ازوست " نہ تو شریعت کے خلاف ہے اور نہ عقل کے نزدیک
ناقابل قبول اور یہی اکابرین نقشبندیہ کا متفق علیہ عقیدہ ہے ۔

( مکتوبات دفتر دوم حصہ ۲ مکتوب ۲۷ )

**************

بیان نمودی زنہار بلکہ ہزار بار زنہار از مغروران " من اتخذ الٰہہ ہواہ[1]" دور باشید و بحکم قرآن مجید و فرقان حمید بہ دل و جان منقاد الوجہ بیک رنگی و تصدیق ثابت بودہ بہ یاد شاد دل آباد باشید پس درین باب خود روی پیشہ نہ دارید بلکہ پس روی محمدی مشربیت است بحکم قولہ تعالیٰ " ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ[2]" چون متابعت نبی و علی آلہ الصلوۃ بدل و جان قولی و فعلی و حالی بودید داخل وعد خواہند گشت بحکم قولہ تعالیٰ " من تبع ہدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون[3]" در روز جزا باحسن جزا خط خواہید رسید فافہم جداً واغتنم[4] ۔

لم یلد ، لم یولد اور لم یکن کے ذریعے قواعد تنزیہہ کا ذکر کیون کرتا مغرور لوگون سے بچو بلکہ ہزار بار بچو لوگون سے " وہ جس نے اپنی خواھشات کو معبود بنایا ھے" دور رھو ان سے ۔ اور قرآن مجید کے حکم کا دل و جان سے منقاد ھوکر یک رنگی اور تصدیق پر ثابت رہتے ہوئے اللّٰہ کی یاد سے دل کو آباد رکھو ۔ پس اس سلسلے مین خود سری اپنا پیشہ نہ بناو بلکہ اتباع و پیروی کا نام محمدی مشربیّت ھے ۔ بحکم قولہ تعالیٰ " اگر تم خدا سے محبت رکھتے ھو تو میرا اتباع کرو اللّٰہ تمھین محبوب بنائے گا " جب دل و جان سے قولی و فعلی اور حالی متابعت نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے ساتھ ھوتی ھے لہٰذا اس وعدہ کے مستحق ھو گئے ۔" پس جس نے میری ھدایت کا اتباع کیا ان کو نہ خوف لاحق ھوگا اور نہ غمگین ھونگے اور روز جزا و سزا کو ان کو بہترین بدلہ ملیگا فافہم جداً واغتنم ۔

---

(۱) سورہ جاثیہ ۴۵ : ۲۳ ۔ (۲) سورہ المعران ۳ : ۳۱ ۔

(۳) سورہ البقرہ ۲ : ۳۱ ۔ (۴) المعالی ص ۲۲۰ ۔ ۲۲۸ ۔

آپ نے نہ صرف " وحدت وجودی " کا رد فرمایا ہے بلکہ ساتھ ساتھ نظریہ وحدت شہودی " کی تشریح کرکے اس کی حمایت کی ہے ۔ اور اس طرح " نظریہ شہود " کو " مرتبۂ بہبود " قرار دے کر اس کی اہمیت کا پرچار کرتے ہیں ۔ (۱) آپ مراتب ایمان کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ۔

پس باید کہ مراتب شناسی ہیز از جمیع ضروریات دانی کہ اول آن تقلید است و ثانی آن استدلال است و ثالث آن شہود است تقلید معتبر است بحکم تصدیق و چون تقلید با تصدیق یکجا است تقلید اعتبار پذیرفته است بہ ادلۂ اجلہ چرا کہ اگر تقلید را از میان براری رشتۂ طلب را مقدمہ از کجا آری پس تقلید را درین باب مقدمہ دانی چون تقلید بہ کمال رسید استدلال رو پیدا نماید یعنی چون تقلید برقرار ماند رفتہ رفتہ ازو استدلال سر می زند بہ ہدایتِ ربانی وبہ قوتِ عملی چون استدلال قوی گشت رو بہ ترقی نہاد و تزکیہ و تصفیہ و تجلیہ و تخلیہ رو پیدا نمود من بعد آن رو بہ تجلی شہودی بہ ظہور پیوست پس درین میان اولاً تقلید است بہ واسطہ

پس چاہئے کہ ایمان کے مراتب جاننے کو ضروریات دین میں سے جانو ۔ پہلا مرتبہ تقلید کا ہے دوسرا مرتبہ استدلال کا ہے اور تیسرا مرتبہ شہود ہے ۔ تقلید بحکم تصدیق معتبر ہے کیونکہ جب تقلید تصدیق کے ساتھ ہوتی ہے تو تقلید معتبر ہے دلائل کی رو سے۔ اس لئے کہ اگر تقلید کو درمیان میں سے نکالو تو رشتۂ طلب کے لئے مقدمہ کہاں سے لاؤ گے ؟ جب تقلید مرتبۂ کمال کو پہنچتی ہے استدلال ظاہر ہوتا ہے یعنی جب تقلید برقرار رہتی ہے رفتہ رفتہ اس سے استدلال سرزد ہوتا ہے اور جب ہدایت ربانی اور قوت عمل کے طفیل استدلال قوی ہو جاتا ہے تو رو بہ ترقی ہو کر تزکیہ ، تجلیہ ، تخلیہ اور تصفیہ

---

(۱) العمالی ص ۲۹۲ ۔

تقلید به استدلال رسید ومن بعد آن استدلال از صدق مالا مال رو به شهود نهاد و شهود را نهایت نیست بجز حیرت ....... اما علت استدلال که نقصان پذیر است استدلال ، استدلال را می جنباند ازین است که گفته اند ----

پائی استدلالیان چو بین بود
پائی چوبین سخت بی تمکین بود (۱)

لیکن طه چون به مرتبه شهود رسد و به توفیق رب المعبود ظلمتِ شک و ریب مرتفع گشته شهود هویّت محض روئیداد گردد پس به طرف چون خدا شناسی پیشهٔ طرف گشت خدا ترسی ازو بیاموز خدا پرستی حال اوست این است حال کمال طرف (۲) ـ

پیدا ہوتا ہے اس کے بعد تجلّی شہودی کی طرف توجہ ہوتی ہے ۔ پس اس بارے میں پہلے تقلید ہے تقلید کے واسطہ سے استدلال تک پہنچا اور اس کے بعد استدلال صدق سے مالامال ہوکر شہود کی جانب بڑھا اور شہود کے لئے بجز حیرت کے نہایت نہیں ..... لیکن علت استدلال جوکہ نقصان پذیر ہے استدلال سے استدلال پیدا ہوتا ہے ۔ اس وجہ سے کہتے ہیں =

" کہ استدلالیوں کے پاؤں لکڑی کے ہوتے ہیں اور لکڑی کے پاؤں بڑے کمزور ہوتے ہیں " لیکن جب مرتبۂ شہود پر پہنچتا ہے اور توفیق خداوندی سے شک و شبہ کی تاریکی اُٹھ جاتی ہے تو طرف پر " شہود ہویّت " نمودار ہوتا ہے ۔ پس جب خدا شناسی طرف کا پیشہ ہوا خدا ترسی اُس سے سیکھو خدا پرستی اس کا حال ہے اور یہی طرف کے حال کا کمال ہے ۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ ۔

مگر کہ آمدہ باشد در طلب حق جلّ شانہٗ بقلب سلیم کہ آن عبارت از

مگر جب قلب سلیم کے ساتھ طلب حق میں آیا ہوگا جوکہ وہ تصدیق کامل سے عبارت ہے ۔

---

(۱) مثنوی مولانا رومؒ دفتر اول مطبع منشی نول کشور لکھنؤ ۱۲۹۱ھ ص ۵۲ ـ
ترجمہ ـ استدلالیوں کا پاؤں لکڑی کا ہوتا ہے لکڑی کا پاؤں بہت کمزور ہوتا ہے ـ ==

تصدیق کامل است و تصدیق کامل هر مومن را میسّر است لٰکن تصدیق مراتب سہ گانہ باشد یکے تقلید دویم استدلال و سیوم الشہود کہ عبارت از حضور محض بود کہ تردید دلائل دران منفی محض بود و مرتبہ صدق صاف است آگاہی از یافت دارد کہ عبادت ازان نہ تواند کرد آن را توحید بلا دلیل خوانند ودران سلامتی قلب از تشکیکات و وساوس خنّاسی و وھمی و خیالی و ظنی بود و آن مقام اعلٰی مقام عرفان الشہودی است بلا حجاب ----- وشہود در اصطلاح سالکان کاملیست کہ ازا مراتب کثرت محسوسات ظاہری و قوائی از موھومات صوری و معنوی عبور نمودہ بہ مقام توحید شہودی رسند کہ آنرا مرتبۂ تمکین خوانند نہایت مقام عبودیت حضوری ھمین است کہ بالاتر ازین مقام فنا ست - (۱)

اور تصدیق کامل ہر مومن کو میسر ھے - لیکن تصدیق کے لئے تین مراتب ھوں گے - ایک تقلید دوم استدلال اور سویم شہود جوکہ حضور محض سے عبارت ھے - وہ جس مین کہ دلائل منفی محض ھو جاتے ھین - اورر مرتبہ صدق صاف ھے ، پانے سے آگاھی رکھتا ھے - جس سے پلٹنا ممکن نہ ھو جسے توحید بلا دلیل کہتے ھین - اور اس مین قلب وھمی و خیالی ، ظنی اور خناسی کے وسوسون اور شکوک سے محفوظ ھوتا ھے - اور وہ مقام اعلٰی مقام عرفان شہودی ھے بلا حجاب ------ اور شہود سلوک کی اصطلاح مین وہ کامل مرتبہ ھے جس مین سالک محسوسات ظاھری کی کثرت کے مراتب اور موھومات صوری و معنوی سے عبور کرکے مقام توحید شہودی مین پہنچتا ھے کہ اس کو مرتبہ تمکین کہتے ھین کہ عبودیت حضوری کے مرتبہ کی انتہا یہی ھے کہ اس سے اوپر فنا کا مقام ھے -

---

= (۲) ماخوذ از المعالی ( قلمی ) ص ۲۸۷- ۲۹۰-

******

(۱) المعالی شرح امالی از میاں محمد عمر چمکنیؒ ( قلمی ) ورق ۳۶- ۳۷ =

## وحدت شہودی

اہل السنّت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ دنیا مین رویت باری تعالٰی ممکن نہین ہے ۔ اس سلسلے مین یہ سوال ہو سکتا ہے کہ جب دنیاوی زندگی مین دیدار الٰہی میسر نہین تو پھر سالکین کو شہود کیسے حاصل ہو سکتا ہے ۔ حضرت میان صاحب چمکنی رہ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہین کہ دنیا مین خداوند تعالٰی کی رویت کی جو نفی کی گئی ہے اس سے مراد رویت بالعین کی نفی ہے کیونکہ عادت اللہ اسی طرح جاری ہے اور "لن تَجِدَ لسنۃ اللہ تبدیلا" کی رو سے اس مین تبدیلی واقع نہین ہو سکتی ۔

سالکانِ راہ طریقت کے حال و مآل کی حقیقت یہ ہے کہ جب وہ سیر الی اللہ مین کون و مکان کے تمام طبقات کو طے کرکے مدرکات حسّی ، خیالی ، فکری ، معنی اور معقولی کے مقامات کو عبور کرتے ہین اور لطیفہ علمی کے آئینہ ---- علم لدنی ---- کے ذریعے نقاب صوری کو ہٹاتے ہین اور شریعت ، طریقت ، حقیقت اور معرفت کے کچھ قواعد کے

---

(۱) محققین صوفیائے کرام مرتبہ شہود کی تعریف مین فرماتے ہین کہ مجاہدات و ریاضات سے جس قدر نفس کے پردے ہٹتے چلے جاتے ہین اتنا ہی حق سبحانہٗ کی معیّت کا انکشاف قلب مین زیادہ ہوتا جاتا ہے ۔ تا آنکہ انسان کو وہ درجہ نصیب ہوتا ہے کہ وہ علم شہود کے مرتبہ مین آجاتا ہے اور جو کچھ پہلے جانا جاتا تھا اب اسے نظر آنے لگتا ہے ۔ اور بالآخر وہ ایمان شہود ( یا ایمان تحقیقی ) کے مرتبہ پر سرفراز ہو جاتا ہے ۔ اس سے پہلے ایمان کا مدار محض عقلی اور استدلالی ہوتا ہے جوکہ ایمان کا ایک ناقابل اعتماد اور نقصان پذیر مرتبہ ہے ۔

( مقدمہ ابن خلدون ( اردو ترجمہ مولانا سعد حسن خان یوسفی ) مطبع جاوید پریس کراچی ص ۳۴۸- ۳۵۰ ایضاً ملاحظہ ہو معیت الہیہ از مولانا شاہ عبدالغنی ، ناشر خانقاہ اشرفیہ ناظم آباد کراچی ص ۲۶- ۲۷ )

******

مطابق متابعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مزین ہوکر " فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون " کی خلعت سے مشرف ہو جاتے ہین ۔ اور " ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی" کی تکمیل کرتے ہوئے طبقات کونی مین کثرت سے عروج کرکے وحدت کے انوار و تجلیات کے احاطہ مین داخل ہوکر" اولیاءی تحت قبای " لا یعرفھم غیری " کے مقام پر پہنچ جاتے ہین ۔ اور " علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل " " العلماء ورثۃ الانبیاء " کا مرتبہ پاتے ہین ۔ اور اپنے پروردگار کے خلوت خانہ ٔ اسرار کا رازدار بن کر " الانسان سری و انا سرہ " کی خلعت سے آراستہ ہو جاتے ہین ۔ اور خلوتِ خالص کے ذریعے خوب مزکی ہو جاتے ہین ۔ تو اس کے بعد " لی مع اللہ وقتٌ لا یسعنی فیہ ملکٌ مقربٌ ولا نبیٌ مرسلٌ " کے مرتبہ عالیہ پر سرفراز ہونے مین کیا رکاوٹ اور دولتِ شہود کے حصولی کی راہ مین کونسی چیز مانع ہے ۔ فافھم جداً واغتنم ۔(١)

سلوک و تصوف مین آپ کا مقام

ولایت مین حضرت میان صاحب چمکنی کو " محدی المشرب " ہونے کا عالیشان مرتبہ حاصل تھا(٢) ۔ آپ ایک بلند پایہ محقق و عارف صوفی تھے ۔ آپ کی للہیت اور فنائیت انتہاء کو پہنچی ہوئی تھی اور ایک روحانی پیشوا اور پیر و مرشد کی حیثیت سے آپ کا مقام بہت اعلٰی و ارفع تھا(٣) ۔ شیخ نورمحمد آپ کے روحانی کمال کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہین

---

(١) المعالی شرح امالی ( قلمی ) ورق ٢٠٨ - ٢٠٩

(٢) المعالی شرح امالی ورق ١٢ -

(٣) ملاحظہ ہو المعالی ( قلمی ) ورق ٣١ - ٢٣٧ - ٢٥٩ - ٣٠٩ -

******

| | |
|---|---|
| پير محکم پــه شريعت وه (۱) | شریعت پر بہت محکم اور طریقت نبوی صلی اللہ علیہ |
| د نبي پــه طريقت وه (۲) | وسلم پر کاربند تھے |
| دي په حال د حقيقت وه (۳) | حقیقت آگاہ اور اسرار معرفت سے باخبر تھے |
| په اسرار د معرفت وه (٤) | |
| د سلوك په حال خبر وه (۵) | راہ سلوک سے خبردار اور انوار و تجلیات الٰہی سے |
| په انوار و منــور وه (٦) | منوّر تھے ۔ وحدت حق تعالیٰ کے ماہر اور مقام مسکنت |
| بنه ماهر وه په وحدت کښ | |
| په مقام د مسکنت کښ (۷) | میں قائم تھے ۔ |

---

(۱)، (۲)، (۳)، (۴) = تکلیفات شرعیہ کے مجموعہ کا نام شریعت ہے ۔ متأخرین علماء نے ان احکام کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے ۔ اعمال ظاہرہ کے ساتھ جس جزو کا تعلق ہے اس کا نام فقہ اور اعمال باطنہ کے ساتھ جس کا تعلق ہے اس کا نام تصوف ہے ۔ اور ان اعمال باطنی کے طریقوں کو طریقت کہتے ہیں ۔ پھر ان اعمال باطن کی درستی سے قلب میں جو جلاء و صفا پیدا ہوتا ہے اس سے قلب پر بعض حقائق کونیہ متعلقہ اعیان و اعراض بالخصوص اعمال حسنہ و سیئہ وحقائق الٰہیہ صفاتیہ و فعلیہ بالخصوص معاملات فیما بین اللّٰہ و بین العبد منکشف ہوتے ہیں ان مکشوفات کو حقیقت کہتے ہیں اور اس انکشاف کا نام معرفت ہے اور صاحبِ انکشاف کو محقق و عارف کہتے ہیں ۔

( التکشف عن مہمات التصوف از مولانا تھانوی ص ۱۸۳ - ۱۸۵ ) ۔

(۵) خدا تک پہنچنے کا راستہ بطریق سیر کشفی عیانی ہے نہ کہ بطریق استدلال ہے اس راستے پر چلنے والے کو سالک کہتے ہیں ( سر دلبران ص ۱۹۹ ) ۔

(۶) یعنی واجب تعالیٰ کی وحدت حقیقی جو تجزی ، تغیر ، ضدیت ، تشبیہہ اور تجسیم کو قبول نہیں کرتی اور جو صرف ہویّت مطلقہ کی شایان شان ہے ۔( سردلبران ص ۳۳۳ ) ۔

(۷) سلوک و طریقت کی اصطلاح میں مسکین یا فقیر وہ ہے جو لاہوت میں سکونت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے عشق و محبت میں غرق ہوتا ہے اسی کو فقر یا مسکنت کہتے ہیں ۔

دي قريب وه په قربت كښې (۱)
دي واصل وه په وصلت كښې (۲)
ناسوت كۀ جبروت وه (۳)
ملكوت كۀ وه كه لاهوت وه
د ده هلته پكښې قوت وه
د درويشۍ حال ئې مضبوط وه
د مريدانو دي رهبر وه
په سير من الله باند خبر وه
له اوبا زره حجاب (٤)
خبردار له هره باب
وه دعا ي مستجاب
كذب مه گنړه كذّاب
كه څوارده خانوادې دي (۵)
ياكه څوارلس سلسلې دي
د څهار يارو طريقې دي (٦)
د وليانو طبقې دي

اللّٰہ تعالیٰ کی قربت و وصلت حاصل تھی اور ناسوت ، ملکوت ، جبروت اور لاھوت کے مقامات سے باخبر ~~ھیںںں~~ تھے ۔
مریدون کے رھبر اور سیر من اللّٰہ سے آگاہ تھے ستر ھزار حجابات سے واقفیت رکھتے تھے مستجاب الدعا تھے ۔ اے کذاب! اسے جھوٹ مت سمجھو چودہ کے چودہ سلاسل و طُرق سے آگاہ تھے۔ چھار یار کبار کے طریقون اور اولیاء کے طبقات کا علم حاصل تھا ۔ اور آپ کے ایک آدھ دوست کو اس کی خبر تھی ۔

---

= اور یہی فقر فخر محمدیؐ ھے ۔ چنانچہ اھل اللّٰہ اس دعا کا بہت اھتمام کرتے ھین۔
اللّھم اَحْیِنِی مِسْکِیناً و اَمِتْنِی مِسکِیناً واحشرنی فِی زُمرۃِ المساکین ۔
( گنج الاسرار از سلطان العارفین حضرت باھوؒ ( المتوفی ۱۱۰۲ھ ) طبع لاھور ۱۳۵۵ھ)

********

(۱) قربت سے مراد صفات الٰہی سے متصف ھونا اور حجاب خودی کا اُٹھنا ھے ( سردلبران ص ۲۷۹ ) ۔
(۲) ھستیٔ مجازی سے جدائی کا واقع ھوجانا اور اپنی خودی کے وھم سے بیگانہ ھوجانا وصال حق کہلاتا ھے ۔ ( سر دلبران ص ۳۳۴ ) ۔
(۳) طبقاتِ اکوان چار ھین اوّل ناسوت ( عالم بشریت یا عالمِ اجسام و محسوسات ) دوم عالم ملکوت ( عالم ملائکہ و نفوس و ارواح ) سوم عالم جبروت ( عالم صفات اور چھارم

| | |
|---|---|
| پر همه ؤ خبردار وه | یاد کرد و یاد داشت اور نگاه داشت سے خبردار تھے ۔ |
| پر شاهد ي یو نیم یار وه (۱) | |
| یاد کرد وه که یادداشت وه (۲) | |
| خبردار په نگاه داشت وه (۳) | |
| په بازگشت بنه پوهید نه (٤) | باز گشت سے پوری طرح آگاه تھے |
| هوشریه دم ي حاصل ونه (٥) | هوش در دم آپ کو حاصل تھا |
| اندر وطن ي وه سفر (٦) | " سفر در وطن " آپ کو جانتے تھے |
| حال ي پټ نه وه اظهر | آپ کا حال مخفی تھا نه که ظاهر |
| تل خلوت در انجمن وه (۷) | همیشه خلوت در انجمن مین رهتے (اور) |
| قلبي وقوف روشن وه (۸) | وقوف قلبی ان کو حاصل تھا |

= عالمِ لاهوت ( مقامِ فنا )، اور لاهوت دراصل " لاهو الا هو " هے ۔ (المعالی شرح امالی ص ۲۳۰ ) سر دلبران ص ۲۹۷ )

(۳) حجاب سے ماسوی اللّٰه اور خیالات ماسوی اللّٰه مراد هے ۔ اور اس کے کئی اقسام هین ۔ یعنی حجاب خودی ، حجابات ظلماتی ، حجابات ناسوتی ، حجابات نورانی ، حجابات ملکوتی اور حجابات کیفی وغیره ( سر دلبران ص ۱۲۱ )

(۵) چوده خانوادے یا چوده سلاسل یه هین ۔

زیدیه ، فضیلیه ، ادهمیه ، ابوهبیریه ، چشتیه ، عجمیه ، داوودیه ، کرخیه ، سقطیه ، فردوسیه ، عباسیه ، سهروردیه ، کبرویه ، ستاریه ( ارشاد الطالبین از اخوند درویزه مطبوعه مفید عام پریس لاهور ۱۹۰۷ء ص ۳۳ ) ۔

(۶) طبقات اولیاء یه هین :-

اقطاب ، غوث ، امامان ، اوتاد ، ابدال ( بدلاء ) اخیار ، ابرار ، نقباء ، نجباء عمد ، مکتوبان ، مفردان ( سر دلبران ص ۱۷۳ )

*******

(۱) یه مشائخ نقشبندیه کی مشهور و معروف گیاره مصطلحات هین ۔ =

........................................................

--------------------------------------------------------

═══ یاد کرد : ذکرِ لسانی و قلبی جس سے غفلت دور ہو اور حق تعالیٰ کی یاد تازہ رہے ۔

(۲) یاد داشت : حق تعالیٰ کی جانب ہر دم اور ہر حال مین بسبیلِ ذوق متوجہ رہنا ۔ محققین کے نزدیک یادداشت یہ ہے کہ سالک کے دل پر استیلائے شہود حق حب ذاتی کے توسط سے ہو جائے اور اسی کو مشاہدہ کہتے ہین ۔ اور یہ دولت بدون فناء تام اور بقائے کامل حاصل نہین ہوتی ۔

(۳) نگاہ داشت :

ماسوی اللہ کے خطرات سے دل کو اس طرح محفوظ رکھنا کہ اگر سالک ایک دم مین سو بار کلمۂ طیبہ کہے تو اس دوران ایک بار بھی خیال ادھر ادھر نہ بھٹکے ۔

(۴) باز گشت :

جب ذاکر دل یا زبان سے کلمۂ طیبہ کا ذکر کرے تو ہر بار اپنے دل مین یہ دعا کرے کہ الٰہی تو ہی میرا مقصود ہے اور تیرے ہی لئے دنیا کو ترک کیا ہے تو اپنی نعمتین عنایت کر اور اپنی بارگاہ مین وصول تام عطا فرما ۔

(۵) ہوش در دم :

جو سانس نکلے یاد الٰہی مین نکلے غفلت کسی وقت راہ نہ پائے اور سالک ہمیشہ ہوشیار اور بیدار رہے ۔

(۶) سفر در وطن :

سالک کا طبیعت بشری مین ایک مقام سے دوسرے مقام یعنی صفات ذمیمہ سے صفات حمیدہ پر جانا اور "تخلقوا باخلاق اللہ" پر عمل کرنا ۔

(۷) خلوت در انجمن :

بظاہر مخلوق کے ساتھ اور بہ باطن حق تعالیٰ کے حضور مین رہنا اور ہر حال مین متوجہ الی اللہ رہنا ۔

(۸) وقوف قلبی : ( یعنی توجہہ سالک بسوئے دل و توجہہ دل بسوئے ذات حق سبحانہٗ) ذاکر کا حق تعالیٰ سے واقف و آگاہ رہنا اس طور پر کہ غیر حق سے مطلق علاقہ نہ رہے ۔

| | |
|---|---|
| (۱) ساکن وقوف زماني وه | وقوف زمانی اور وقوف عددی سے باخبر تھے ۔ |
| (۲) گلشن وقوف عددي وه | |
| (۳) پــه هر قدم ي وه نظر | هر قدم پر نگاه رکھتے |
| ته پــه دا وکره باور | اس پر یقین رکھو |
| (٤) قلبي و روحي يــاره | (لطیفہ) قلبی ، (لطیفہ) روحی |
| (٥) سري نفسي لطائف شماره | (لطیفۂ) سری ، (لطیفہ) نفسی |
| (٦) بل خفي اخفیٰ دلداره | (لطیفہ) خفی اور (لطیفہ) اخفیٰ (یہ سب |
| ظاهریده لـه هره یاره | لطائف ذکر کرتے وقت) هر دوست سے ظاهر هوتے تھے ۔ |

(۱) وقوفِ زمانی :

بندہ هر حال مین اپنے احوال پر واقف رهے اگر طاعت مین هے تو شکر اور اگر معصیت مین هے تو استغفار کرے یا پاس انفاس مین حضور و غفلت کا خیال رکھے ۔ اسے محاسبہ بھی کہتے هین ۔

(۲) وقوف عددی :

ذکر نفی و اثبات مین طاق عدد کی رعایت رکھنا اس لحاظ سے کہ اللہ طاق هے اور طاق کو پسند کرتا هے ۔

(۳) نظر برقدم :

چلتے پھرتے وقت نگاہ کو اپنی پشتِ پا پر رکھنا تاکہ نظر پراگندہ نہ هو اور جمعیّتِ خاطر رهے ۔

(۴)،(۵)،(۶) حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے هین کہ انسان دس لطائف سے مرکب هے جن مین پانچ یعنی لطیفۂ قلب ، لطیفۂ روح ، لطیفۂ سِر ، لطیفۂ خفی اور لطیفۂ اخفیٰ عالم امر سے هین اور پانچ یعنی نفس اور عناصر اربعہ ( چہ خاک ، آب ، هوا ، آتش ) عالمِ خَلق سے هین ( مصباح الحقیقۃ از مولانا محمد باقر طبع نولکشور ۱۹۰۵ء ص ۲۰)

| | |
|---|---|
| تر تلوین تیر بلند همت وه (۱) | مرتبهٔ تلوین سے آگے بڑھ کر |
| پــه تمکین استقامت وه (۲) | مرتبهٔ تمکین پر پہنچے ہوئے تھے |
| د رسول په بنهٔ صفت وه | رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے اخلاق سے |
| دې کریم بابرکت وه | متصف تھے ۔ اور بابرکت و کریم تھے |
| که سلطان که نور اذکار وو (۳) | سلطان الاذکار تھا یا دوسرے اذکار |
| ارزاني ې په خپل یار وو | سب آپ کے احباب کو حاصل تھے |

---

(۱) تلوین :

سلوک کا وہ ابتدائی مرتبہ جس میں صوفی تابع حال ہو اور اس میں تغیر و تبدل پیش آتا ہو ایسے مبتدی صوفی کو صاحبِ تلوین ، ابن الوقت اور مغلوب الحال کہتے ہیں

(۲) تمکین :

سلوک کا وہ انتہائی مرتبہ جس میں صوفی تابع حال نہ ہو ایسے منتہی صوفی کو تمکین ، ابوالحال اور ابوالوقت کہتے ہیں ۔

(۳) طریقہ نقشبندیہ کے اذکار میں ذکر خفی کے تین اشغال معمول بہ ہیں ۔ شغل اول یعنی ذکرِ اسم ذات اور ذکرِ نفی و اثبات شغل دوم مراقبہ اور شغل سوم رابطہ ۔

ذکر اسم ذات کا طریقہ یہ ہے ۔ کہ ذاکر زبان کو حلق کے ساتھ چپکا کر دل کو تمام وساوس سے خالی کرے اپنے شیخ کو پورے ادب و احترام سے اپنے سامنے تصور کرکے اور دل کی زبان کے ساتھ جس کا مقام بائیں پستان کے نیچے دو انگل کے فاصلے پر ہے ذکر شروع کرے ۔ لطیفہ قلب سے اسم مبارک " اللّٰہ اللّٰہ " کہے اور اس کے معنی پر جو تمام صفات کاملہ کا مظہر ہے اور سب برائیوں سے پاک ہے دھیان میں رکھے کہ اس کے بعد لطیفۂ روح جس کا مقام دائیں پستان کی طرف دو انگل کے فاصلہ پر ہے پھر لطیفۂ سِر سے جس کا مقام بائیں پستان کے برابر دو انگل کے فاصلہ پر ہے سینہ کی طرف جھکا کر ذکر کرے بعدہٗ لطیفۂ خفی جس کا مقام دائیں پستان کے برابر دو انگل کے فرق پر ہے سینہ کے درمیان کی طرف مائل کرے پھر لطیفۂ اخفیٰ سے جس کا مقام ==

| | |
|---|---|
| ملفوفات مرکبات وو | ملفوفات تھے یا مرکبات |
| لالات وو که هاهات وو | لالات تھے یا که هاهات |
| نور که کشف کرامات وو | یا دوسرے کشوف و کرامات تھے |
| دا ظاهر له ده اشتات وو | آپ سے بہت زیادہ ظاہر ( ہوتے ) تھے |
| (۱) مجاهدات (۲) محاسبات وو | مجاهدات تھے یا محاسبات تھے |
| (۳) مشاهدات (٤) معائنات وو | مشاهدات یا معائنات حتّٰی که |
| کل احوال د شیخ ولي | شیخ و ولی کے تمام احوال و مقامات |
| میان صاحب له وو عالی (۵) | ( میان صاحبؒ ) چمکنی کو بدرجۂ کمال حاصل تھے |

---

وسط سینه هے ذکر کرے تاکه لطائف خمسه ذکر سے جاری هو جائیں پھر لطیفۂ نفس سے جس کا مقام پیشانی کے درمیان هے ذکر کرے پھر لطیفۂ قالبیه سے جس کا مقام تمام بدن هے اس قدر ذکر کرے که هر بال کی جڑ سے ذکر جاری هو جائے اور اسی ذکر کا نام " سلطان الاذکار " هے ۔

******

(۱) مجاهده :

نفس کو اس کی صفات سے مجرد کرنے اور اوصافِ ذمیمه کو اوصاف حمیده تبدیل کو کرنے کی عملی کوشش اور اسے مقابلۂ نفس اور مخالفت هوا بھی کہتے هیں ۔

(۲) محاسبه کے لئے ملاحظه هو تفصیل وقوف زمانی :

( یه مذکوره بالا تفصیلات التکشف صفحات ۳۳۷ ، ۳۸۰ ، ۳۷۹ ، اور سر دلبران صفحات ۲۰۲ ، ۲۰۳ ، ۳۱ ، ۳۰۳ ، ۳۰۵ ، ۳۰۶ اور المعالی ص ۲۲۱ - ۲۳۷ ، ۲۵۹ - ۳۰۹ ۔ شریعت و طریقت از مولانا تھانویؒ ص ۳۷۳ - ۳۲۱ ، ۳۲۵ - ۳۳۹ - ۳۳۳ قطب الارشاد از فقیراللّٰه شاهؒ شکاربوری اور حالات نقشبندیه ص ۵۲۹ - ۵۳۳ سے ملخصاً ماخوذ هیں ) ۔

(۳) مشاهده :

اسماء و صفات کی جهت سے حق تعالیٰ کا مشاهده کرنا اور تجلّیات کا پیهم وارد هونا ۔

اس طرح اس دور کے ایک صوفی شاعر مولانا مسعود گلؒ سلوک و تصوف میں حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کے مقام و مرتبہ کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ھیں ۔

| | |
|---|---|
| تتمه د خواجها نقشبندیانو | آپ خواجہائے نقشبندیہ کے تتمہ تھے |
| خاتمه د قادریانو او چشتیانو | قادریوں اور چشتیوں کے خاتمہ تھے |
| څوارلس واړه طریقې یې په کمال دي | آپ کو چودہ سلاسل بہ طریقِ کمال حاصل ھیں |
| باطني کارونه ټول یې په اکمال دي (۱) | اور سب باطنی کام آپ کے مکمل ھیں ۔ |

حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کے ایک اور عالم و فاضل مرید مولانا دادینؒ لکھتے ھیں ۔

| | |
|---|---|
| لکه هسې یې شهرت په ظاهر تل دي | جیسا کہ بظاہر شہرت رکھتے ھیں آپ کا |
| د باطن روزګار یې زیات تر یو په سل دي | باطنی روزگار اس سے کہیں زیادہ ہے |
| مشهور څکه په عالم کښ لکه نمر دي | دنیا میں اس لئے سورج کی طرح مشہور ھیں |
| چه په باغ کښ د صدیق ګل احمر دي (۲) | کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے باغ کے گل احمر ھیں ۔ |

---

= (۴۹) معائنہ :
نور تجلیات ذات بے کیف و بے جہت اور بے مثل و بے مثال کا دل سالک پر چمکنا ۔

(۵۰) نورالبیان از نورمحمد (قلمی) ورق ۶۶ ۔

*****

(۱) مناقب میاں صاحب چمکنیؒ از مولانا مسعود گل ص ۱۰ ۔

(۲) مناقب میاں صاحب چمکنیؒ از مولانا دادین (قلمی) ورق ۳۱۵۔

******

حضرت میان صاحب چمکنیؒ

معاصر علماء و فضلاء کی نظر مین

تصوّف و روحانیت مین آ پ کو جو بلند مقام حاصل تھا کئی معاصر علماء و صوفیاء نے اس کے بارے مین اظہار خیال کیا ھے ۔ اس سلسلے مین چند مشہور معاصرین کے بیانات خ مندرجہ ذیل ھین ۔

مولانا محمد شفیق خٹکؒ لکھتے ھین ۔

میا صاحب د چمکنو قطب الاقطاب دي
چه خرگند په درست جهان لکه افتاب دي
میان صاحب محبوب د رب العالمین دي
په خپل دور کښ امین د درست زمین دي
د قلزم په دور له فیض مالامال دي
غوره چونړ غوث الاعظم د ذوالجلال دي (۱)

میان صاحب چمکنیؒ قطب الاقطاب ھین اور ساری دنیا مین مثل آ فتاب کے روشن ھین میان صاحبؒ رب العالمین کے محبوب ھین اور اپنے دور مین ساری زمین کے امین ھین بحر قلزم کی طرح فیض سے مالا مال ھین اور اللہ تعالیٰ کے بہتر و منتخب غوث الاعظم ھین ۔

شیخ نورمحمدؒ ایک مرشد اور عارف روحانی کی حیثیت سے آ پ کا تذکرہ کرتے ھوئے فرماتے ھین کہ :

په افغان کښ رب پیدا که په خپل قدرت
دُرِیتیم د چمکنو صاحب عزت
کان د حلم بحر د علم دي پیدا وه
د خپل وقت په عارفانو کښ اوچت

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے افغان قوم مین دُرِّ یتیم اور صاحب عزت حضرت میان صاحب چمکنیؒ کو پیدا فرمایا جو حلم کی کان اور علم کے دریا تھے اپنے دور کے عارفون مین بلند

(۱) مناقب میان صاحب چمکنیؒ از محمد شفیق خٹک ورق ۵ ریکارڈ آ فس لائبریری پشاور

پہ دہ فخرن نالدانو د بزرگانو
وہ باد شاہ د عارفانو پہ حجت
گویا نمر وہ لمشرق راختلی
پر دین بنکولی روښان پر هر جہت (۱)

بلند مقام رکھتے تھے ۔ علماء اور بزرگوں کو آپ پر فخر حاصل ہے آپ عارفوں کے وہ سلطان تھے کہ گویا کہ مشرق سے آفتاب نکلے ہوئے تھے ۔
اور آپ پر دین ہر طرف روشن تھا ۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں ۔

ترعرب تسر هندوستان
تر افغان تر ترکستان
چہ لیدہ اوریدہ شینہ
څوک دا څسی نہ وایینہ
چہ څہ کارگیر د دوی سیال شتہ
یا د جوا دا رنگ سنبال شتہ
هرکمال ئې پہ کمال وہ
چہ نابود ئې بی مثال وہ (۲)

عرب ، هندوستان اور افغانستان و ترکستان تک جو دیکھنے میں آتا ہے یا سننے میں آتا ہے ۔
کوئی نہیں کہ کہتا کہ کوئی آپ کا همسر موجود ہے ۔
یا کسی کو اس قسم کا روزگار حاصل ہے آپ کا ہر کمال بدرجۂ کمال تھا اور جس کی مثال ملنا مشکل تھی ۔

مولانا مسعود گل آپ کے جلال و جمال کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

عجب ذات وہ پیدا شوی باکمال
رب ورکری ئې هم جلال وہ هم جمال

عجب باکمال ذات پیدا ہوئے تھے
خدا نے جلال بھی عطا فرمایا تھا اور جمال بھی

---

(۱) مناقب میاں صاحب چمکنی از شیخ نورمحمد ورق ۷۷
(۲) " " " " ورق ۱۵ ایضاً ورق ۳۸ ایضاً ملاحظہ ہو ورق ۳۸ ۔

زهٔ په سیال د د وئ بل سرنه يم اګاه
په والله م د قسم وي په بالله (۱)

اللہ کی ذات اقدس پر میری قسم ہے کہ مجھے آپ کے کسی ھمسر اور برابر کا علم نہیں ہے ۔

مولانا دادین آپ کے کمال اور جاہ و جلال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

مشرف وو میانصاحب په ښه رتبه کښ
د جلال او د جمال په مرتبه کښ

حضرت میاں صاحب جلال و جمال کے مرتبہ پر سرفراز تھے ۔

میانصاحب وته ورکړې څو کمال دې
تصرف په کائنات کښ ذوالجلال دې

میاں صاحب کو خدا نے کتنا کمال عطا فرمایا ہے اور کائنات میں کتنا تصرف دیا ہے ۔

میانصاحب چه د ولیانو د وخت دې وو
واقعی دانور وو ګوتې دې غمې وو

واقعی میاں صاحب اپنے دور کے اولیاء میں سے (ایسے) تھے گویا کہ وہ انگوٹھیاں اور آپ نگین ہیں ۔

د څمکنو صاحب ستا په څیر جناب نه وینم
که چرته وي ولې دا شان فیضیاب نه وینم

اے میاں صاحبؒ (چمکنی) میں آپ کی طرح کسی کو نہیں دیکھتا اور اگر کہیں ہو تو آپ کی طرح فیضیاب نہیں دیکھتا ۔

چه بادشاهان د ګدایان د د دروازې وګورم
بل د وکوم په وره کښ پروت لکه تراب نه وینم

بادشاہوں کو آپ کے دروازہ کے فقیر دیکھتا ہوں ۔ کسی دوسرے کے دروازے میں اس طرح مثل خاک کے نہیں دیکھتا ۔

څوک که دعوه د همسرۍ د ولایت که له تا
مسیلمه غند د ده په څیر کذاب نه وینم

اگر کوئی ولایت میں آپ کی ھمسری کا دعویٰ کرتا ہے تو مسیلمہ کذاب کے مانند (جیسا) کذاب ہے

---

(۱) ملاحظہ ہو مناقب میاں صاحب چمکنی ص ۸ ، ص ۹۵ ۔

| | |
|---|---|
| هسې شان قطب مدار قطب الزمان وو (١) | آپ قطب مدار اور قطب زمان تھے |
| په خپل وقت کبن مربي د انس و جان وو (٢) | اور اپنے دور مین انس و جان کے مربی تھے ۔ |

اس کے علاوہ اس دور کے کئی دیگر مشہور و معروف باکمال صوفی شعراء مثلاً عبدالعظیم بابا ، کاظم خان شیدا ، حافظ الپوری ، حافظ مرغزی ، شمس الدین اور صاحبزاده احمدی نے بھی اپنے اپنے کلام مین آپ کو خراج تحسین پیش کیا ہے اور آپ کے بلند روحانی مراتب کی شاندار الفاظ مین تعریف کی ہے ۔ (٣)

---

(١) ہر زمانہ مین تمام دنیا مین سب سے بڑا قطب ایک ہوتا ہے جسے قطب عالم یا قطب کبرئی یا قطب زمان یا قطب مدار یا قطب ارشاد یا قطب جہان یا قطب الاقطاب اور یا جہانگیر عالم کے نامون سے پکارتے ہین ۔ عالم سفلی و علوی مین اس کا تصرف ہوتا ہے اور سارا عالم اسی کے فیض برکت سے قائم رہتا ہے ۔ اللہ تعالٰی سے براہ راست فیض حاصل کرتا ہے اور اس فیض کو اپنے ماتحت اقطاب مین تقسیم کرتا ہے اور بڑی عمر پاتا ہے ۔ ( سر دلبران از حضرت شاہ محمد ذوقی ص ١٢٣-١٢٣ ) ۔

(٢) ملاحظہ ہو مناقب میان صاحب چمکنی از مولانا دادین ورق ٣٦ ، ورق ٢٦ ، ورق ٢٨ ، ورق ١٥٩ ۔

(٣) ملاحظہ ہو دیوان عبدالعظیم بابا ص ٣٧ طبع پشاور ١٩٥٩ء ۔

دیوان حافظ الپوری ص ١٧١ اشاعت سوم طبع پشاور ١٣٦٢ھ :۔ حافظ صاحب لکھتے ہین کہ :

د څوکو میان غروب وکه لکه نمر د عصر
چه شاه گدا تر خوشبوئ وره عطار پاتې نه شه

( ص ١٧١)

شاهنامه احمدی از حافظ مرغزی ( قلمی ) ص ٢٣٦ ، پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی ۔

مقامات فقیر از شمس الدین ( قلمی ) ص ٣٧ پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی ۔

دیوان کاظم خان شیدا ( قلمی ) حاشیہ ورق ١٨٠ کتب خانہ اسلامیہ کالج پشاور

## باب ششم

## حضرت میاں صاحب چمکنی کا علمی مقام

آپ نے ابتداء سے لے کر انتہاء تک اپنی ساری عمر تزکیۂ باطن اور منازل روحانی کے سیر میں گزاری اور

خدا نے آپ کو علمِ لدنّی کے زیور سے مزیّن فرمایا تھا ۔

یہی وجہ ہے کہ آپ کو علوم متداولہ کے باقاعدہ اکتساب کی فرصت نہیں ملی تھی مگر اس کے باوجود خداوند علیم و کریم نے اپنے فضل و کرم سے آپ کا سینہ علم لدنی (۱) سے خوب مالامال فرمایا تھا ۔ اس حقیقت کا بیان کرتے ہوئے آپ خود لکھتے ہیں کہ :

این دعاگوی کافۂ مومنان و مسلمانان صحیح ملت و اهلِ سنّت و جماعت ایام گزاری در حصول و طلب سیر الی اللّٰه و باللّٰه و مع اللّٰه وفی اللّٰه ومن اللّٰه کرد (۲) به .... به عنایت حق سبحانه وتعالیٰ چون کار

تمام مومنین اور اهل سنت والجماعت کے پیرو صحیح العقیدہ مسلمانوں کے اس دعاگو ( میاں محمّد عمر ) نے سیر الی اللّٰه و باللّٰه ومع اللّٰه وفی اللّٰه ومن اللّٰه میں اپنی زندگی گزاری .... حق سبحانه وتعالیٰ کی عنایت سے جب

---

(۱) علماء کرام اور صوفیائے عظام نے اس علم کی تشریح و تعریف میں جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے ۔

حضرت خواجہ عبداللّٰہ احرارؒ فرماتے ہیں کہ ۔

علم لدنی آنست که مسبوق به علتی نباشد بلکه بے سابقه علتی حق سبحانه بمحض عنایت بے علت به علتی خاص از نزد خود بنده را مشرف گرداند کما قال سبحانه

علم لدنی وہ علم ہے کہ کسی علت وکسب پر منحصر نہ ہو بلکہ بلا کسب و علت اللّٰه تعالیٰ اپنے بندے کو اپنی عنایت بے علت سے اس علم سے مشرف کرتا ہے جیسا کہ اللّٰه تعالیٰ

| کا ارشاد ہے کہ " ہم نے اس کو اپنی طرف سے علم عطا فرمایا " ۔ | وعلمناہ من لدنا علماً ۔ |
|---|---|

( رشحات عین الحیاۃ از واعظ کاشفی ( قلمی ) ورق ۲۶۷ ، کتب خانہ اسلامیہ کالج پشاور ) ۔

صاحب تفسیر روح المعانی علامہ محمود آلوسی بغدادی ( المتوفی ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۳ء ) اس علم کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ۔

| اس کی حقیقت تک رسائی نہیں ہو سکتی اور نہ اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے اور وہ علم غیوب اور اسرار علوم خفیہ ہیں ۔ | لا یکتنہ کنھہ ولا یقادر قدرہ وھو علم الغیوب واسرار العلوم الخفیۃ |
|---|---|

( تفسیر روح المعانی سورہ الکہف ۱۸ : ۶۵ )

حضرت شاہ ولی اللہ کے شاگرد مولانا شیرمحمد گگیانی لکھتے ہیں ۔

| علم لدنی وہ علم ہے جوکہ اہل اللہ کو تعلیم و تفہیم الہی کے ذریعے حاصل ہوتا ہے نہ کہ دلائل عقلی اور شواہد نقلی کے ذریعے چنانچہ اللہ حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں فرماتا ہے کہ ہم نے اس کو اپنی طرف سے علم ( خاص ) عطا فرمایا ۔ | علم لدنی علم است کہ اہل قرب را بہ تعلیم الہی و تفہیم ربانی معلوم و مفہوم می شود و نہ بہ دلائل عقلی و ھلہ شواہد نقلی چنانچہ در کلام قدیم در حق خضر علیہ السلام فرمود وعلمناہ من لدنا علماً ۔ |
|---|---|

( الفج العمیق ( قلمی ) ورق ۵۱۲ ، ریکارڈ آفس لائبریری ، پشاور ، فج عمیق کا ایک دوسرا قلمی نسخہ ڈاکٹر سلیم صاحب ، پاشتی ڈیپارٹمنٹ کے پاس محفوظ ہے ) ۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ( المتوفی ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۹۴۳ء ) علم لدنی کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ۔

" جب ذکر اللہ کی مواظبت اور ریاضات و مجاہدات کی کثرت سے ظلمات نفسانیہ و کدورت طبعیہ کا ازالہ ہو جاتا ہے اور قلب و روح کو اللہ تعالی کے ساتھ ایک نسبت

= خاصہ و تعلق مخصوص پیدا ہو جاتا ہے اس وقت قلب پر بلا واسطہ اسباب ظاہری مم تحصیل و سماع وغیرہ کے کچھ اسرار و علوم شریفہ کا ورود و القا ہونے لگتا ہے ۔ اس علم کو علم لدنی اور علم وھبی کہتے ھین " ۔ ( ملاحظہ التکشف من مہمات التصوف مطبوعہ دھلی ۱۳۲۷ھ ص ۳۲۸ ۔ ۳۲۹ ، ایضا ملاحظہ ہو ص ۳۳۶ ) ۔

اس علم کو علم باطن بھی کہتے ھین اور قرآ ن و حدیث دونوں سے اس کااثبات ہوتا ہے ۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی و علمناہ من لدنا علماً ، کی تفسیر مین لکھتے ھین کہ ۔

" یہ تعلیم ممکن ہے کہ بواسطہ وحی ہو یا بواسطہ الہام اور یہ الہام انبیاء اور غیر انبیاء سب کو ہوتا ہے ۔ اور یہ آیت اصل ہے اثبات علم لدنی مین " ۔ ( بیان القرا ن سورۃ الکہف ۱۸ : ۶۵ ، التکشف ص ۳۳۶ ایضا تفسیر روح المعانی سورۃ الکہف ۱۸ : ۶۵ ) ۔

حضرت ابوھریرہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

| | |
|---|---|
| اذا رأیتم العبد یعطیٰ زھدا وقلۃ منطق فاقتربوا منہ فانہ یلقی الحکمۃ ( رواہ البیہقی فی شعب الایمان ) | یعنی جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ زھد فی الدنیا اور قلت کلام اس کو عنایت ہوا ہے تو اس شخص سے نزدیک رہا کرو |

کیونکہ اس کو حکمت یعنی اسرار وھبیہ کی تعلیم و تلقین من جانب اللہ ہوا کرتی ہے ۔ حضرت مولانا تھانوی اس حدیث کی توضیح مین لکھتے ھین کہ :

" اس حدیث سے علم اسرار غیر منقولہ کا اثبات ہوتا ہے اور اس کو علم لدنی کہتے ھین ۔ جس کا عطا ہونا اہل اللہ کو بکثرت و بہ تواتر منقول ہے ۔ ( التکشف ص ۳۳۶ ) ۔

علم لدنی کے حصول مین اسباب ظاہری کا کچھ دخل نہین ہوتا بلکہ صرف خدا کے فضل و مشیت پر اس کا انحصار ہوتا ہے ۔ اس کی ایک نمایاں مثال شیخ ابن =

= العربی کی ذات گرامی ھے ۔ جن کے قلب و ذھن کو خداوند تعالیٰ نے اسی علم خاص کے انوار سے منوّر فرماکر علوم و اسرار سے معمور فرمایا تھا ۔ شیخ عبدالوھاب شعرانی ان کے بارے مین لکھتے ھین کہ ۔

کان اولا من الموقعین عند بعض الملوک والعرب ثم انہ طرق طارق من اللّٰہ عزّ و جلّ فخرج فی البراری علی وجھہ الیٰ ان نزل فی قبر فمکث فیہ مدۃ ثم خرج من القبر یتکلم بھذا العلوم التی نقلت عنہ ۔

ابتداء مین کسی عرب بادشاہ کے ھان میر منشی تھے پھر خدا کی طرف سے اچانک ایک ایسا واقعہ رونما ھوا جس کے نتیجے مین وہ صحرا کی جانب چل پڑے یہان تک کہ ایک پرانی قبر مین اتر گئے وھان کچھ مدت ٹھہرے پھر قبر سے باھر نکل آئے اور یہی علوم جو ان سے منقول ھین بیان کرتے تھے ۔

( الیواقیت والجواھر فی بیان عقائد الاکابر ( قلمی ) ورق ۲ کتب خانہ اسلامیہ کالج پشاور )

شیخ صلاح الدین فرمایا کرتے تھے کہ ۔

من اراد ان ینظر الی کلام اھل العلوم اللدنیہ فلینظر فی کتب الشیخ ابن العربی ۔

جو شخص چاھتا ھے کہ صاحبانِ علمِ لدنی کا کلام دیکھے تو چاھئے کہ شیخ ابن العربی کی کتابون کا مطالعہ کرے۔

( الیواقیت والجواھر ورق ۸ )

علم لدنی حق ھے اور اس سے انکار کرنا درست نہین ھے ۔ حضرت مولانا تھانوی منکرین علم لدنی پر رد کرتے ھوئے فرماتے ھین کہ ۔

" اھل تقشف بے سمجھے بوجھے انکار کرکے اس شعر کا مصداق بنتے ھین :-

وکم من عائبٍ قولاً صحیحاً
وآفتہ من الفھم السقیم

( التکشف ص ۳۲۸ - ۳۲۹ ) ( ترجمہ ۔ اکثر ایک عیب جو درست بات مین عیب =

= نکالتا ہے اور اس کی یہ مصیبت و آفت اس کی فہم سقیم ( کی وجہ سے ) ہے ) ۔

(۲) جو صوفیاء کرام ہر وقت مجاہدہ و ریاضت میں مصروف رہتے ہیں اور قرب الٰہی کے حصول کی کوشش کرتے ہیں ان کو راہ سلوک کے مختلف مدارج طے کرنے ہوتے ہیں ۔ ان میں سے سیر من اللہ ، سیر الی اللہ ، سیر فی اللہ اور سیر مع اللہ تصوف کی معروف اصطلاحات ہیں ۔ ان کی توضیح و تشریح کے لئے یہاں مشہور صوفی عالم حضرت فقیراللہ شاہ شکارپوریؒ کے بیان کا یہ اقتباس نقل کرنا مناسب ہوگا ۔ آپ لکھتے ہیں کہ

" سیر من اللہ آنست کہ سالک دمبدم بجانب حق جل جلالہ می رود اما سالک از وجود خود زائل نباشد و سیر الی اللہ آنست کہ سالک بجانب حق جل شانہ می رود و ہمچنان نظر وی از خود بریدہ باشد کہ اگر شمشیر تیز در راہ افتادہ باشد بران عبور کند خبردار نباشد و سیر فی اللہ آنست کہ سالک را وجود خود منتفی شود و سیر مع اللہ آنست کہ سالک از فناء خود خبردار نباشد و این را فناء الفناء خوانند و این سیر را نہایت نیست تجلیات و واردات چنان وارد میگردد کہ از تلاطم امواج آن از شعور خود محو گردد و بہ صفت الوہیت متصف شود چنانچہ حلاج فرمودہ لا فرق بینی و بین ربی الا بصفتین وجودنا منہ وقیامنا بہ ۔

سیر من اللہ وہ ہے کہ سالک رفتہ رفتہ حق جل شانہ کی طرف بڑھتا ہے مگر ( اس سیر میں ) سالک اپنے وجود سے بے خبر نہیں ہوتا ۔

اور سیر الی اللہ وہ ہے کہ سالک حق تعالیٰ کی جانب پیش قدمی کرتا ہے اور وہ اپنے وجود سے ایسا بے خبر ہوتا ہے کہ اگر تیز تلوار اس کی راہ میں پڑی ہوئی ہوتی ہے تو اس پر عبور کرے گا اور اس کو ( اسکی خبر نہ ہوگی ۔ اور سیر فی اللہ وہ ہے کہ سالک کا اپنا وجود فنا ہو جاتا ہے اور سیر مع اللہ وہ ہے کہ سالک اپنے فنا ہونے سے بے خبر ہوتا ہے اور اس کو فناء الفناء کہتے ہیں ۔ اور اس سیر کی انتہا نہیں ہے تجلیات اور واردات ایسے ظہور پذیر ہوتے ہیں کہ ان کے تلاطم امواج کے سبب وہ اپنے شعور سے محو ہو جاتا ہے اور

=

ایام گذاری دریں شد فرصت علم حصولی (۱) میسر نہ شد و بعد از وصولی بہ دولت عظمیٰ کہ از عطایای غیر مجذوذ است بہ دولت توحید شہودی سرفراز گرداہد الحمد للہ والشکر لہ ہزار بار بے حد و شمار ادای شکر چگونہ نماید کہ میفرماید قولہ تعالیٰ وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا الآیہ (۲) لکن ھدایت سبحانی ھ توفیق رفیق کرد ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم (۳) و رود ظہورات فیضات

اس مین گزر اوقات ہوا علم حصولی کی فرصت نہین ملی اور دولت عظمیٰ پر پہنچنے کے بعد جوکہ خدا کی لامحدود بخششون مین سے ہے اللہ نے دولت توحید شہودی سے سرفراز کیا ۔ خدا کا احسان ہے اور خدا کا ہزار ہزار اور بے حد و بے شمار شکر ہے اور شکر کس طرح ادا کیا جائے کہ فرماتا ہے کہ " اگر تم خدا کی نعمتون کو شمار کرو تو نہین گن سکتے " لیکن ھدایت ربانی شامل حال ہوئی یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے خدا بڑے فضل و کرم والا ہے " ۔ اور اپنے فیضان

---

= یہان تک صفت الوہیت سے متصف ہو جاتا ہے چنانچہ حلاّج نے فرمایا تھا کہ میرے اور خدا کے درمیان کوئی فرق نہین مگر صرف دو صفات وہ یہ کہ ہمارا وجود اسی کے حکم سے ہے اور ہمارا قیام بھی اسی کے حکم سے ہے ۔

( مکتوبات فقیراللہ شاہ مطبوعہ اسلامیہ سیسٹم پریس لاہور ص ۳۸۸ )

******

(۱) جو علم کہ انسان کو بذریعہ امور خارجی حاصل ہو اسے علم حصولی کہتے ہین ۔ اور جو علم بلا ذریعہ خارجی حاصل ہو اس کو علم حضوری کہتے ہین ۔ جیسے کہ انسان کو اپنی ذات و صفات کا علم ہوتا ہے ۔

(۲) سورۂ ابراھیم ۱۴ : ۳۴ ۔ (۳) سورۂ الجمعہ ۶۲ : ۴

ازان فیضان لا متناهی از داد الہٰی
که بهمین دعاگوئی عطا فرموده از انجمله
دو بحرهای علوم از سر مکتوم چنان به
ظهور آمده که حیرت روی داد نه
در جریان قلم طاقت بود که در قید آرد
ونه فرصت آن می یافت که این نعمت را
چگونه بگذارد باوجود آنکه دعاگوی
ازعلم حصولی اگر چه قرآن مجید و
فرقان حمید را تا قوله تعالی " اتل ما
اوحی الیک من الکتاب الآیه (۱) از خدمت
استاد مشفق در هفت هشت سالگی گذرانیده
بود ۔

لا متناهی کے فیوضات اور ورود ظهورات سے اس
دعاگو کو جو کچھ عطا فرمایا منجملہ اپنے سرّ
مکتوم سے علوم کے ایسے دریا ظهور پذیر ہوئے
کہ حیرت ہوئی نہ قلم (میں) اتنی طاقت تھی کہ
قلمبند کیا جائے اور نہ فرصت حاصل تھی کہ
اس نعمت کو کس طرح ظاہر کیا جائے باوجودیکہ
دعاگوی نے سات آٹھ سال کی عمر میں اپنے
استاد مشفق سے قرآن مجید اکیسویں پارے تک
پڑھا تھا

لکن سواد چنان نداشت که یک
سورهٔ فاتحه را در حضور مجمع علماء و
صلحاء به قواعد صحیحه بخواند و از
علوم عربیه و فارسیه چه میگوید گویند گرچه
قدری به طریق عادت اوراق گردانی میکرد
و در بعضی اوقات سطور منیة المصلی
وغیر ذلک از کتب فقهیه را در عبادات

لیکن علماء و صلحاء کے سامنے صحیح قواعد کے
ساتھ سورهٔ فاتحہ پڑھنے کی اهلیت بھی موجود
نہ تھی اور علوم عربی اور فارسی کا کیا کہا
جائے اگر چہ تھوڑا بہت عادت کے طور پر ورق
گردانی کرتا تھا ۔
اور بعض اوقات کتب فقہ میں سے مثلا منیة
المصلی اور قدوری اور مختصر ( کی ورق گردانی

---

(۱) سورہ عنکبوت ۲۹ : ۴۵ ۔

چنانچه قدوری و مختصر لکن اعتماد یک سطر هم نه بود که به عنوان قواعد علمی که فیما بین العلماء است شده آید بلکه این هم قدر نبود که حصول علم تیمم میسر داشته باشد چه جائیکه وضو وصلواۃ و صوم و غیر ذلک من الفرائض به این بضاعت قلیل از لطف جمیل چنانچه ابحار علوم و امواج مکتوم روشن شده که از نتائج و شواهد این قدری درین نسخه به تحریر روشن صورت میگردد و باقی از جمله شواهد امید که نسخها مرتب شوند ۔ (۱)

کرتا تھا ) مگر علماء مین جو قواعد علمی رائج ھین ان کے مطابق ایک سطر کا بھی اعتماد نہ تھا ۔ بلکہ اس قدر بھی اعتبار نہ تھا کہ تیمم کا علم میسر ھو جائے گا ۔ چہ جائیکہ وضو ، نماز اور روزہ وغیرہ کا فرائض مین سے۔اس تھوڑی استعداد کےباوجود خداوند تعالٰی کے لطف و احسان سے علوم کے وہ دریا اور پوشیدہ موجین ظاھر ھوئین کہ اس کے نتائج و شواھد مین سے اس نسخہ مین کچھ لکھا جاتا ھے اور امید ھے کہ باقی کے بیان کے لئے دوسری کتابین لکھی جائین گی ۔

اسی طرح آپ کے مشہور خلیفہ شیخ نورمحمد لکھتے ھین کہ ۔

چه د فضل باب پر وا شهٔ
په لدن علم زیبا شــهٔ
بې استاده م مخدوم
عالم وهٔ د کل علوم
چه خوك زیات له د گفتن كه
دي خیل نحان به دروغژن كه

جب (آپ پر خدا کے ) فضل کا دروازہ کھل گیا ( تو زیور ) علم لدن سے آراستہ ھوئے ۔ میرے مخدوم ( میان محمد عمر ) بغیر استاد کے کل علوم کے عالم تھے جو اس سے زیادہ بات کرے گا وہ جھوٹا ھوگا ۔

---

(۱) مقدمۂ المعالی شرح امالی ورق ۱۲ ۔

| | |
|---|---|
| متواتر دا نقل شینه | تواتر کے ساتھ یہ بات نقل ہوتی ہے |
| چه دروغ عالم وائینه | کہ لوگ جھوٹ بولتے ہین |
| چه ې کنز لوستئ له جانه | کہ ( آپ نے ) کسی سے کنز الدقائق پڑھا ہے |
| دا دروغ وائ اې جانه | |
| کتابونــه د معقول | معقول یعنی منطق کی کتابین ( تھین ) |
| یا د فقهې د اصول | یا فقہ اور اصول کی کتابین |
| ته خبــر شــه د د رازه | اس راز سے خبردار ہو جاوٴ |
| دې بې پوهه وه بې استاذه (۱) | کہ آپ بغیر استاد کے ان سے واقفیت رکھتے تھے |

حضرت میان صاحب چمکنیؒ اپنے دور کے مشہور و معروف متبحر عالم تھے ۔ اور خداوند رحمان و رحیم نے آپ کو علوم ظاہری و باطنی دونوں سے بہت وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔

مولانا مسعودگلؒ آپ کے تبحر علمی کے بارے مین فرماتے ہین کہ ۔

| | |
|---|---|
| په ظاهر علم کښې هم بحر مواج دې | علوم ظاہری مین بھی بحر موّاج ہین |
| فی الواقع د علماوٴ د سر تاج دې | ( اور ) فی الحقیقت علماء کے سرتاج ہین ۔ |

شیخ نورمحمدؒ آپ کے علمی مقام ، شہرت اور نکتہ رسی کے بارے مین وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہین کہ ۔

| | |
|---|---|
| دې ظاهر باطن بادشاه وه | آپ ظاہر و باطن کے بادشاہ |
| د عالمانو تکیه گاه وه | اور علماء کے تکیہ گاہ تھے ۔ |

---

(۱) نورالبیان ( قلمی ) ورق ۱۲ ، ۱۳ ۔

(۲) مناقب میان صاحب چمکنیؒ از مولانا مسعود گل ص ۱۰

په ظاهر باطن پوهان وه
هر مشکل په ده اسان وه
مخدوم علیم العلماء وه
دې د ډیر خلق پیشوا وه
مستخرج د کل علوم وه
چه په عقل ې مفهوم وه

---

د هر علم په اجرا کښ
دې ماهر وه په ادا کښ
په جهان کښ دې یو نور وه
لکه شمس هسې ظهور وه
دې مشهور وه په عالم کښ
دې ماهتاب وه په تورتم کښ

---

ښه مشهور ې علمیت وه
په هر ملك د ده شهرت وه
ضروري نکتې اې یاره
چه په چا به وې دشواره
په ساعت کښې به ده حل کړې
مفصل به ې مجمل کړې
د ده مثل وه عدیم (۱)
د هر علم وه علیم

ظاهر و باطن سے باخبر تھے
اور ہر مشکل آپ پر آسان تھی
مخدوم ( میان صاحب ) علیم العلماء
اور بہت سے لوگوں کے پیشوا تھے آپ ان
تمام علوم کے مستخرج تھے
جن تک عقل کی رسائی ہوتی تھی

-----

ہر علم کے اجراء مین ( اور )
اس کے ادا کرنے مین ماہر تھے
دنیا مین آپ ایک نور
اور سورج کی طرح روشن اور
عالم مین مثل ماہتاب مشہور و ظاہر تھے

-----

آپ کی علمیت خوب مشہور
اور ہر ملک مین آپ کی شہرت تھی
اے دوست ( تمام ) ضروری نکات
جو کسی کے لئے مشکل ہوتے آپ وہ
فوراً حل کر دیتے
اور اجمال کی تفصیل بیان کرتے
آپ عدیم المثل
اور ہر علم کے خوب جاننے والے ( تھے )

---

(۱) نورالبیان ( قلمی ) ورق ۵۲ ، ۱۵ ، ۱۳

علم تفسیر ، حدیث ، فقہ ، تاریخ اور مذاہب عالم کے علاوہ علم منطق مین بھی آپ کو کافی دسترس حاصل تھی ۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اپنے دور کے ممتاز مناظر بھی رہے ھین ۔ اور اھل بدعت کے خلاف ھمیشہ مناظرانہ جہاد مین حصہ لیتے رہے ھین ۔ اگر چہ آپ حتی الوسع بحث و کرید اور مجادلہ سے اجتناب کرتے تھے مگر ضرورت پڑتی تو اس مین بھی اپنا لوھا منواتے ۔

خدائے ذوالجلال نے آپ کو بیحد بے پناہ جاہ و جلال عطا فرمایا تھا ۔ وقت کے بڑے بڑے فصیح و بلیغ عالم اور مایہ ٔ ناز مناظر بھی ان کے سامنے ساکت رہتے اور آپ کے تبحر علمی کے سامنے اپنی کم علمی کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جاتے تھے ۔ (۱)

جیسا کہ گذشتہ اوراق سے معلوم ہوا کہ آپ نے باقاعدہ طور پر علوم متداولہ کی تکمیل نہین فرمائی ہے اس کے باوجود علم کے اتنے بلند مقام پر فائز ہونا خدا کے ساتھ آپ کی قربت اور نسبت خاصہ کی ایک بہت بڑی علامت ہے ۔ واللہ اعلم

حضرت میان صاحب چمکنیؒ بحیثیت مفسرؒ

اگر چہ تاحال آپ کی کوئی لکھی ہوئی تفسیر دستیاب نہین ہو سکی ہے تاہم اپنی دیگر تصنیفات و تالیفات مین جابجا آیات قرآنی سے استدلال کیا ہے ۔ ان مین سے بعض مقامات کی تفسیر و تشریح مین آپ نے نہایت باریک بینی اور تبحر علمی کا مظاہرہ کیا ہے ۔ اور یہی وجہ ہے کہ آپ کے عالم و فاضل فرزند حضرت صاحبزادہ احمدیؒ نے آپ کو "مفسر الآیات" ، "میسر المغلقات" ، "الکامل المحقق" ، "العامل المدقق" "جید العصر والزمان" اور "فرید الدھر والاوان" جیسے بڑے بڑے القاب سے یاد کیا ہے ۔ (۲)

---

(۱) نورالبیان ورق ۱۱ ، ۱۳ ، ۱۴ ، ۴۴ ، ۳۹ ، ۵۱

(۲) دیباچہ لائق اسمعہ فی تحقیق الجمعہ از صاحبزادہ احمدی (قلمی) ۱۲۰۳ھ ۔

حضرت میاں صاحبؒ چکنی قواعد علمی سے گہری واقفیت رکھتے ہوئے تھے ۔ اور آپ کے نزدیک ایک طالب کے لئے علم کے قواعد سے آگاہی شرط اولین ہے ۔ کیونکہ آپ کی رائے میں کسی علم پر ، اس کے قواعد سے واقفیت حاصل کرنے کے بغیر ، عبور حاصل کرنا ناممکن ہے۔علم کے میدان میں آپ کے علو مرتبت اور عظمت شان کا اندازہ آپ کے اسلوب بیان اور طرز استدلال سے بخوبی ہو سکتا ہے کیونکہ آپ نے جس موضوع پر بھی قلم اٹھایا ہے تو عقلی و نقلی ، دلائل کے ذریعے اس کی کما حقہٗ وضاحت کر دی ہے ۔

خداوند علیم و خبیر نے آپ کو نہ صرف ملکوت و ناسوت کے حقائق و دقائق سے آگاہ فرمایا تھا بلکہ قرآن کریم کے اسرار و رموز کا گنجینہ بے پایاں بھی عطیت فرمایا تھا ۔ مولانا دادینؒ فرماتے ہیں ۔

| | |
|---|---|
| رب و صاحب ته ونښیل هسې اسرار د قران (١)<br>حکه ي نه وو په خپل عصر کښ مساوي د ځان | خدا نے حضرت میاں صاحب کو اس قدر اسرار قرآنی سکھائے کہ جن کی وجہ سے اپنے دور میں آپ کا کوئی ھمسر نہ تھا ۔ |

حضرت میاں صاحبؒ کے قلم سے " مشتے نمونہ خروارے " کے مصداق چند آیات قرآنی کی تفسیر حسب ذیل ہے ۔

والذین آمنوا اشد حبا للہ (٢) کی تشریح کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ ۔

| | |
|---|---|
| چونکہ از راستی صدق پیدا آید و از صدق صفا و از صفا نور و از نور علم و از علم عرفان و از عرفان الفت و از الفت مواصت و | چونکہ راستی سے صدق پیدا ہوتا ہے اور صدق سے صفا اور صفا سے نور ، نور سے علم علم سے عرفان ، عرفان سے الفت ، الفت سے |

---

(١) [illegible]
(٢) سورہ بقرۃ ٢ : ١٦٥ - (٢) مناقب ورق ١٣٨- ١٣٩ ایضا ملاحظہ ہو۔

از مواصلت معیت و از معیت قربت و
از قربت شوق و از شوق ذوق و از
ذوق ولوله و از ولوله اضطراب و از
اضطراب جذبه و از جذبه سکر و از سکر
حلاوت و از حلاوت استغراق و از
استغراق محو و از محو فنا و از فنا عود
نیست فقط و از عدم عودی شود و فنا
نابود نیست عود نه دارد و ازین بالاکار
تعلق به مشیت ربانی هست باوجود آنکه
این کارخانه نیز بحکم مشیت سبحانیست
این است شمه از معانی اشد حبالله(۱)

مواصلت مواصلت سے معیت ، معیت سے قربت
قربت سے شوق ، شوق سے ذوق ، ذوق سے
ولولہ ، ولولہ سے اضطراب ، اضطراب سے
جذبہ ، جذبہ سے سکر ، سکر سے حلاوت ،
حلاوت سے استغراق ، استغراق سے محو اور محو
سے فنا پیدا ہوتا ہے اور فنا سے عود نہیں ہے
فقط اور عدم سے عود ہوتا ہے اور فنا نابودگی
ہے اس سے عود نہیں ہوتا اور اس سے بڑھ کر
تعلق مشیت ربانی کے ساتھ نہیں ہے باوجودیکہ
یہ کارخانہ بھی حکم مشیت خداوندی پر قائم
ہے ۔ یہ اشد حباللّٰہ کے معانی میں سے تھوڑا
بیان ہوا ۔

آپ ایک موحد عالم تھے اور اپنی تعلیمات میں توحید پر بہت زور دیتے تھے ۔ اور دلائل و براہین سے یہ ثابت کیا کہ موحدیت ہی میں سعادت مدی دارین کا راز مضمر ہے ۔(۲)

لفظ توحید کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :

---

= مناقب از مسعود گل ص ۱۳ ، ۴۲ ۔

*******

(۱) المعالی شرح امالی (قلمی) ورق ۱۳۱ ۔

(۲) المعالی ص ۸۸ ۔

توحید که بدون آن راه نجات ورفع درجات هیچکس را میسر نیست یعنی بدون حصول توحید و طاعت بحضرت جل و علیٰ رسیدنی میسر نه خواهد بود توحید به لغت عالمگیری یکے گفتن و یکے داشتن و یکے در دل اعتقاد کردن بود اما بنزدِ این فقیر توحید حضرت رب المجید یکے داشتن و یکے به دل اعتقاد کردن و یکے گفتن و یکے طلبیدن و یکے پرسیدن و از یکے امیدوار بودن و به یکے توکل کردن و درجمیع امور رجوع به درگاه بے پرواه او تسلیم نمودن و احوال دارین خود را به حضرت او سپردن بود که دال برین حال وحده لا شریک له له الحکم والیه ترجعون است [۱] یعنی آنچه مذکور گشت به نزد این فقیر بمعنی موحدیت ازین میتوان دریافت ـ [۲]

توحید جس کے بغیر راہ نجات اور درجات کی بلندی کسی کو میسر نہیں یعنی توحید و طاعت کے حصول کے بغیر خدا تک رسائی میسر نہیں ہوگی ـ لغت عالمگیری کے مطابق توحید کے معنی ایک کہنا ایک سمجھنا اور دل میں ایک جاننا ہے مگر اس فقیر ( محمد عمر ) کے نزدیک توحید رب المجید کے معانی ایک سمجھنا دل سے ایک کا عقیدہ رکھنا ایک کہنا ایک کی طلب کرنا ایک سے پوچھنا ایک سے امید رکھنا ایک پر توکل کرنا اور تمام امور میں درگاہ بے پرواہ کی طرف رجوع کرنا اور دین و دنیا کے تمام کام اس کے سپرد کرنا ہے ـ اس پر خدا کا یہ قول دال ہے وحدہ لا شریک له له الحکم والیه ترجعون یعنی جو کچھ مذکور ہوا فقیر کے نزدیک موحدیت کی معانی اسی میں سے دریافت کرنی چاہئے ـ

من عمل صالحاً من ذکرٍ او انثیٰ وهو مؤمن ۞ فلنحیینه حیوةً طیبةً ولنجزینهم اجرهم

---

(۱) سورة القصص ۲۸ : ۸۸

(۲) المعالی ص ۲۶ ـ

باحسن ما کانوا یعملون[1] ـ کی تشریح کے ذیل مین لکھتے ھین کہ :

یعنی ہر کہ بکند عملی نیک حسبۃً للہ تعالیٰ از مرد و زن در حالتی کہ وی مومن باشد این معنی اہل تفسیر گویند و دویم معنی بہ نزد فقیر آنکہ ہر کس کہ بکند عمل صالح کہ عبادت از حسبۃ للہ تعالیٰ است وی مومن است چونکہ عمل صالح عمل حسبۃ للہ تعالی باشد پس کسے کہ عمل صالح بجا آرد البتہ کہ وی موحد است و موحد مومن پس وعدہ صحیحہ است در باب عمل کنندہ کہ فرمودہ اند حق سبحانہ و تعالی پس ہر آئینہ همیش زندگانی در دنیا زندگانی خوش و ہر آئینہ و ہم در روز جزا نیکو ترین جزا یعنی نہ خواہد کرد عمل صالح حسبۃ للہ تعالیٰ مگر مومن و مومنان را در دنیا زندگانی است در حصول مرضی حضرت حق سبحانہ وتعالی در روز قیامت بہترین جزا خواہند داد کہ بقائی بے بہا است فقط فافہم جداً واغتنم واللہ تعالی اعلم[2] ـ

یعنی جو حسبۃ للہ نیک عمل کرے مرد و عورت مین سے اس حال مین کہ وہ مومن ہو اہل تفسیر یہ معنی کرتے ھین اور دوسرا معنی اس فقیر کے نزدیک یہ ہے کہ جو کوئی نیک عمل کرتا ہے اور جوکہ حسبۃ للہ سے عبارت ہے وہی مومن ہے چونکہ عمل صالح عمل حسبۃ للہ ہوتا ہے پس جو کوئی عمل صالح کرتا ہے البتہ یہ کہ وہ موحد ہے اور موحد مومن پس ایسا عمل کرنے والے کے حق مین یہ سچا وعدہ ہے کہ ارشاد ہے اللہ کا کہ ہمیشہ دنیا مین خوشحالی کی زندگی میسر ہوگی اور آخرت مین بھی بہترین جزا ملے گی یعنی عمل صالح حسبۃ للہ سرزد نہین ہوگا مگر مگر مومن سے اور مومنین کیلئے دنیا مین خدا کی مرضی کے حصول مین زندگی ہوتی ہے اور قیامت مین بہترین اجر دے گا جوکہ اللہ کا دیدار بے بہا ہے فقط فافہم جداً واغتنم واللہ تعالیٰ اعلم ـ

---

(۱) سورۃ النحل ۱۶ : ۹۷

(۲) المعالی ص ۱۳۳ ـ

آپ نے اس موضوع پر کہ قرآن کریم علوم کا مخزن و مصدر ، ہدایت کا سرچشمہ حمایت کا سہارا ، استقامت کا ذریعہ اور شفا کا بہترین وسیلہ ہے ، نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے ۔ فرماتے ہیں کہ :

پس چون جمیع علم در قرآن مجید آمد کہ دلیل برآن صدقاًلما معهم الآیۃ و عز ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین آمد و اسم قرآن مجید یکے از اسماء شریفہ ام الکتاب گویند پس چون ام الکتاب است علوم جمیع کتب منزلۃ اجمالاً درین کتاب اللہ جل شانہ مدرج اہ ۔ (۱)

پس جب تمام علم قرآن میں موجود ہے جس پر صدقاً لما معهم الآیۃ دلیل ہے اور عز" ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین " بھی آیا ہے اور قرآن کے اسماء میں سے ایک نام " ام الکتاب " ہے پس جب اُم الکتاب ہے تو کتب منزلۃ کے تمام علوم اجمالاً اس میں مدرج ہیں ۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں ۔

ای جویندہ عجائب قرآنی بشنو هرچند خواص قرآنی گفتہ شود شمہ ازان کمالاتش و رموزی از جلالش و قطرہ از بحر ناپیداکنارش بہم نہ رسد لکن این چند سطور برائی مترددین چگونگی این معنی طلبان آورد کہ جمیع العلم فی القرآن را محال عقلی نہ دانند بلکہ اعتماد و اعتقاد کلی چندان افزود هر چندان دانند لکن ملال خاطر در مطالعہ ازین معنی

اے عجائب قرآنی کے متلاشی غور سے سن لو کہ خواص و کمالات قرآنی کا جتنا بھی بیان کیا جائے تو اس کے کمالات کا ایک ذرہ اس کے جلال کا ایک راز اور بحر ناپیداکنار کا ایک قطرہ بھی بیان نہ ہوگا تاہم ان متردّدین کے لئے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ کیونکر ممکن ہے اور جمیع العلم فی القرآن کو محال سمجھتے ہیں یہ چند سطور تحریر کئے

---

(۱) المعالی ص ۳۶۰ ۔

کثیرالوجوه مخالفین خواهد بود آنچه موافقین

اند گرچه عبارت کشان کشان آورد لکن ان

فی ذلک لعبرة لاولی الابصار است[1] ای جوینده

حق آنچه جوی از کلام الله جوی و آنچه

گوئی از کلام الله گوئی که در وصف آن

زبان کاشفات قاصر است بسنده است و کفایت

کننده است کارهائی دارین ترا و هدایت بخشنده

در جمیع امور کونین ترا همین است و اگر هدایت

طلبی هدی للمتقین[2] است اگر حمایت طلبی

واعتصموا بحبل الله جمیعا[3] حمایت ترا همین است

و اگر استقامت طلبی فقد استمسک بالعروة الوثقی

لا انفصام لها[4] ترا حبل المتین است اگر شفا

طلبی بسنده ترا و ننزل من القرآن ما هو شفاء

ورحمة للمومنین[5] ـ پس جای که شفا آید در

دو عالم ای وجه صوری و معنوی برخاست از

جمیع اوراد ورد کلام الله تعالیٰ داری که ترا

بلکه اعتماد اور اعتقاد کلی اتنا زیادہ

علم

بڑھتا ہے جتنا کہ اس کے بارے میں زیادہ

ہو حاصل ہوتا ہے ـ مگر اس معنی کثیر

الوجوہ کے مخالفین دل تنگ ہوں گے ـ

اور وہ جوکہ موافقین ہیں اگر چہ عبارت

کھینچ کھینچ کر لائے مگر اس میں اولی

الابصار کے لئے پند و عبرت ہے ـ اے حق

کے طلب گارو ـ جو کچھ تلاش کرتے ہو

قرآن میں تلاش کرو اور جب کلام کرو تو

کلام سے کلام کرو جس کی تعریف سے کاشفات

کی زبان قاصر ہے تمہارے دونوں جہانوں کے

امور کے لئے کافی اور بس ہے ـ اور دونوں

جہانوں کے کاموں میں بخشش عطا کرنے والا

ہے ـ اگر ہدایت کی طلب ہے تو متقین کے

لئے ہدایت ہے اور اگر حمایت کی طلب ہے

" تو خدا کی رسی کو مضبوط پکڑو " یہی

تمہاری حمایت ہے اور اگر استقامت کی طلب

---

(١) سورہ آل عمران ٣ : ١٣

(٢) سورہ البقرہ ٢ : ٢

(٣) سورہ آل عمران ٣ : ١٠٣

(٤) سورہ البقرہ ٢ : ٢٥٦ ـ (٥) سورہ الاسراء ١٧ : ٨٢ ـ

بسته و به مقصود رساننده همین است[1] ۔

آگے چل کر فرماتے ہیں

ہے تو ( جو مومن ہے ) اس نے مضبوط کڑی پکڑی جس کے لئے ٹوٹنا نہیں ہے یہی تمہارے لئے مضبوط رسی ہے ۔ اور اگر شفا کی تلاش ہے تو بھی یہی کافی ہے کہ " وننزل من القرآن ماھوشفاء ورحمة للمؤمنین " ہے پس جہاں شفا آئی دونوں جہانوں میں پس وہاں وجہ صوری و معنوی اٹھ گئی تمام اوراد میں سے خدا کے کلام کا ورد کیا کرو کہ تمہارے لئے یہی کافی اور مقصود تک پہنچانے والا ہے

---------

باید دانست که قرآن مجید وفرقان حمید را کلام الله گویند و طالب که جوینده حق سر هوالحق سالک الی الله است پس علم قرآنی بر جمیع مراتب اسمائی ورود یافته است ثابت و کائن و محقق گشته که دلیل وبرهان ورشد و سبیل و صراط مستقیم حق طلبان است چنانچه طبقات کونیه را نیز بطون مقرر اند که آن کسان حصول بران برای حصول سیر الی الله در جمیع طبقات دایره کوان کائنات سیار است

جاننا چاہئے کہ قرآن مجید کو کلام اللہ کہتے ہیں اور چونکہ طالب حق اور طالب سر حق سالک الی اللہ ہے پس علم قرآنی تمام مراتب اسمائی پروردگار پا چکا ہے ثابت و کائن اور محقق ہوا کہ یہ دلیل و برہان اور رشد و ہدایت اور صراط مستقیم ہے طالبان حق کے لئے ۔ جیسا کہ طبقات کونیہ کے لئے بطون مقرر ہیں کہ وہ لوگ (سالکان راہ طریقت ) سیر الی اللہ کے حصول کیلئے ان تمام طبقات کائنات کے سیار ہوتے ہیں

---

(١) المعالی شرح امالی از میاں محمد عمر چمکنی ( قلمی ) ورق ١٢٣ -

همچنین نیز قرآن مجید را ظهر و بطن مقرر
است که این معنی در علم حدیث میتوان
یافت پس اگر گوئی که قرآن مجید ظاهر است
و حکم او نیز ظاهر باشد و بر بطون
عالم منفعتش چیست جواب آن که این معنی
سالکان الی اللّٰه تعالیٰ را در سیر سلوک می
آید چنانچه سالک در سیر الی اللّٰه که عروج
و نزول دایر و برطبقات کونی سیر می نماید که
آنرا شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت
خوانند اگر حکم قرآن مجید بر جمیع
مراتب انسانی دلیل نگردد پس باید که برای
سیرهای باطن و طبقات سلوک که آن بر بطون
اربعة قرار یافت شده است که اول آنرا شریعت
خوانند و ثانی آنرا طریقت نامند و ثالث آنرا
حقیقت گویند و رابع آن را معرفت دانند کتابی
دیگر باید و آن نیست مگر همین کلام اللّٰه بلکه
اقوال جمیع عالم را و علوم جمیع کائنات را از
قرآن مجید و فرقان حمید میتوان یافت که دلیل
برآن قوله تعالی در سورهٔ انعام وعنده مفاتح
الغیب لا یعلمها الا هو ویعلم ما فی البر والبحر

اسی طرح قرآن کے لئے بھی ظاهر و باطن
مقرر هے ۔ یه معنیٰ علم حدیث مین ملے
گا ۔ پس اگر کہو که قرآن مجید ظاهر هے
اس کا حکم بھی ظاهر هونا چاهئے اور
بطون کا لوگون کے لئے کیا فائدہ هے ؟
جواب یه که یه معنی سالکان خدا کوسیر
سلوک مین پیش آتا هے چنانچه سالک جوکه
سیر الی اللّٰه مین طبقات کونی کے عروج و
نزول مین دورہ کرنے والا اور سیّار هوتا
هے جوکه شریعت ، طریقت ، حقیقت اور
معرفت کے نام سے موسوم هین اگر حکم
قرآنی تمام مراتب انسانی پر دلیل نه هو
تو چاهئے که سیر هائے باطن اور طبقات
سلوک ( یعنی شریعت ، طریقت ، حقیقت
اور معرفت ) کے لئے دوسری کتاب موجود
هو اور ایسا نهین مگر یهی کلام اللّٰه تعالیٰ
هے جوکه کافی هے بلکه تمام عالم کے
احوال اور تمام کائنات کے جملة علوم
اسی مین مل سکتے هین ۔

وما تسقط من ورقة ولا حبة فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ۔ است ۔[1]

فتبارک اللہ احسن الخالقین[2] کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ۔

معنی ہذا القول فی روایة ابن عباس کما جاء فی الوجیز احکم المحولین[3] اورد و بیضاوی معنی احسن الخالقین المقدرین تقدیرا آورد و نیز گفتہ حذف الخبر لدلالة الخالقین علیہ بلکہ اکثر مفسرین بہ معنی مصورین آوردہ اند اما بنزد این فقیر دلیل از دلائل قرآنیہ باید کہ تشفی و تسکین سلیم قلبان شدہ آید پس این میسر نیست مگر از حکم آیت کریمہ کہ تصریح برین معنی نمودہ دلیل جمیل گشت و آن " ہو خیرالرازقین[4] " است کہ رازق بمعنی مجازیست نہ حقیقت پس ہمچنان خلق بمعنی مجاز است نہ حقیقت ---------------- و

تفسیر وجیز میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس قول کا معنٰی احکم المُحوّلین (بزصاحبان تصرّف و احتیال میں سب سے زیادہ مضبوط ) منقول ہے اور امام بیضاوی نے تقدیرا المقدرین لایا ہے نیز کہا ہے کہ خبر محذوف ہے اور خالقین اس پردال ہے بلکہ اکثر مفسرین نے مصورین کے معنی میں لیا ہے مگر اس فقیر کے نزدیک قرآنی آیات سے دلیل پیش کرنی چاہئے تھا تاکہ سلیم القلب حضرت کی تشفی و تسلی ہو جائے اور اس معنی پر قرآن کی آیت ہو خیرالرازقین دلیل جمیل ہے ۔ کیونکہ یہاں رازق مجازی معنی میں ہے نہ کہ حقیقی معنی میں ------------ اور

---

(۱) المعالی ورق ۱۲۳ - ۱۲۳ ۔

(۲) سورۂ مومنون ۲۳ : ۱۴

(۳) یہ روایت تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس از فیروز آبادی طبع ثانی مصطفی بابی ۱۹۵۱ء میں ص ۲۱۲ پر موجود ہے ۔ (۴) سورۂ الجمعة ۶۲ : ۱۱ ۔

در قصة حضرت مهتر عیسی علیه السلام از واقعه حال خبر داد " واذ قالت الطائفة الی قوله فیکون طیرا باذن الله[1]" چون حکم قرآن مجید و فرقان حمید دلیل بر آیت کریمه آید تشفی و تسلی حق طلبان شده آید چنانچه درین باب حکم آیت کریمه قوله تعالی ~~انی~~ انی اخلق لکم الی قوله تعالی فیکون طیرا باذن الله است درین مقام معنی " اخلق " بدرستیکه می سازم و تصویر می کنم " لکم " برای شما " من الطین " از گل " کهیئة الطیر " مانند شکل مرغ "فانفخ" پس میدمیدم نفس خود را " فیه " درآن مرغ از گل ساخته " فیکون " پس میگردد آن گل مصور یعنی که ساخته شده است از گل " طیرا " مرغی زنده و پرواز کننده باذن الله بر امر خداوند تبارک و تعالیٰ شانه پس دلیل معنی تبارک الله احسن الخالقین ازین اوضح و روشن گشت که خالقین بمعنی مصورین است فافهم جدا واعتبر[2] ـ

قصة حضرت عیسیٰ علیه السلام میں اللہ تعالیٰ نے واقعہ حال سے خبر دی فرمایا واذ قالت الطائفة الآیة اور جب قرآن کا حکم بطور دلیل آیا حق طلب حضرات کی تشفی ہو جائے گی ـ اس بارے میں اللّٰہ کا قول انی اخلق لکم من الطین کھیئة الطیر فانفخ فیہ فیکون طیراً باذن اللّٰہ یعنی بدرستیکہ می می سازم از گل مانند شکل مرغ پس میدمیدم نفس خود را درآن مرغ از گل ساختہ پس میگردد آن گل مصور یعنی کہ ساختہ شدہ است از گل مرغی زندہ و پرواز کنندہ بر امر خداوند تبارک و تعالیٰ شانہٗ پس تبارک اللّٰہ احسن الخالقین کا مطلب اس آیت سے خوب روشن و واضح ہوا کہ خالقین ، مصورین کے معنٰی میں ہے ـ

فافهم جدا واغتنم

---

(۱) سورہ العمران ۳ : ۵۵- ۴۹

(۲) المعالی شرح امالی ورق ۳۸۶ - ۳۸۷

اگر چہ قرآ ن کریم کی آیات کی معانی بیان کرتے ہوئے آپ نے بے حد دقت نظری کا مظاہرہ کیا ہے اور بہت سے حقائق و رموز بیان کئے ہیں ۔ مگر اس کے باوجود آپ نے اس سلسلے میں نہایت حزم و احتیاط سے کام لیا ہے اور جہاں قرآ ن و سنت سے تسلی بخش دلیل نہیں ملی ہے وہاں سکوت اختیار فرمایا ہے ۔ مثلا گنہگار مومن کے عذاب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ۔

بعضی برانند کہ عذاب قبر چنین است و بعضی گویند کہ چنان و بعضی برانند کہ تا روز شب جمعۃ آیند و وقتیکہ شب جمعۃ آید چون ہمۃ مومنان را نجات است مومن مسئول را نیز بدستور مومنین اما بنزد این فقیر در مشیت خداوند ایست ہر قدر کہ ہست ہست بحکم قولہ تعالی یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء ۔ (۱)

بعض کا خیال ہے کہ عذاب قبر ایسا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عذاب قبر ویسا ہے اور بعض کا مسلک یہ ہے کہ آنے والے جمعۃ کی رات تک ۔ اور جب جمعۃ کی رات آتی ہے چونکہ تمام مومنین کے لئے نجات ہے مومن گناہگار کو بھی دوسری مومنین کی طرح نجات ملے گی مگر اس فقیر ( محمد عمر ) کے نزدیک مشیت خداوندی پر منحصر ہے جس قدر بھی ہے وہ ہے اللہ کے اس حکم کے مطابق کہ " جیسے چاہے مغفرت فرماتا ہے اور جسے چاہے عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے ۔

کلام ربانی کی کیفیت کے بارے میں لکھتے ہیں ۔

محمدی مشربان را درین باب بجز تسلیم کہ ایمان غیبی ولا ریبی است نہ

محمدی مشرب حضرات کو اس بارے میں بجز تسلیم کے دوسری بات جائز نہیں بھی ایمان

---

(۱) المعالی ص ۸۳۹ ۔

شاید و چون و چرا درین اصلاً جاید
فافہم جدا واغتنم[1] ۔

ضہی اور ایمان لازمی ہے اور اس مین چون
و چرا کرنا ہرگز نہین چاہئے جان لو اور
جان کر مستفید ہو جاؤ ۔

********

(۱) المعالی ص ۳۱۶ ۔

## باب ھفتم

حضرت میان صاحب چمکنی بحیثیت پیر و مرشد

حضرت میان صاحب چمکنیؒ کا خاندان بابرکت و فیض رسان خاندان تھا - اور کئی پشتون سے شریعت و طریقت کا مرکز اور خاص و عام کا آستانہ رہا ھے - مولانا دادینؒ لکھتے ھین کہ :

| | |
|---|---|
| خوشبوئ ئې په تمام عام خوره ده<br>هفت پشته خانواده د ده کرده ده (۱) | تمام عالم پر آپ کی خوشبو پھیلی ھوئی ھے اور آپ کا خاندان سات پشتون سے کھرا ھے - |

حسباً آپ اباً عن جدٍ مرکز ولایت تھے اور آپ کے اسلاف پے در پے طریقہ چشتیہ اور طریقہ قادریہ کے پیروکار گزرے ھین - آپ خود فرماتے ھین کہ :

| | |
|---|---|
| پلار نیکهٔ تمها تیرشوي بزرگان وو<br>څوك په ذیل وو قادري او څوك چشتیان وو (۲) | میرے آباو اجداد بزرگ گزرے ھین - بعض قادری تھے اور بعض چشتی - |

---

(۱) مناقب میان صاحب چمکنیؒ از مولانا دادین (قلمی) ۱۲۱۹ھ ورق ۳۱۵-
مولانا نورمحمدؒ اپنی کتاب نورالبیان (قلمی) کے ورق ۲۱ پر لکھتے ھین کہ

| | |
|---|---|
| دا د خدائې مهر عظیم دي | یہ خدا کا عظیم احسان ھے |
| دې کریم دې هم رحیم دي | وہ کریم بھی ھے اور رحیم بھی |
| پدران هم پسران وو | آبا و اجداد تھے یا بیٹے |
| همه کړې بزرگان وو | سب کو بزرگ پیدا کیا ھے |
| د بزرګئ اواز ې لوئې وو | آپ کی بزرگی کی بہت شہرت تھی |
| په هر ملك ې ګفتګوئ وو | اور ھر ملک مین آپ کا چرچا تھا - |

(۲) توضیح المعانی (قلمی) ص ۱۹ - تفصیل کے لئے ایضاً ملاحظہ ھو نورالبیان ورق ۳۵-

حضرت میان صاحب چمکنیؒ اسی مرکز ولایت خاندان کے چشم و چراغ اور اپنے دور کے ایک عظیم کامل و مکمل[1] روحانی رہبر تھے ۔ آپ کی خانقاہ اپنے دور میں روحانی تعلیمات کی ایک نمایاں درسگاہ تھی ۔ یہاں بے شمار تشنگانِ حقیقت اور محبانِ طریقت آکر آپ کے چشمۂ فیض سے فیضیاب ہوئے اور ہزاروں بلکہ لاکھوں عقیدت مندوں کے قلوب اس نور ہدایت سے منور ہوئے آپ کے روحانی جذب و کشش کا اثر تھا کہ محبانِ خدا کثیر تعداد میں روزانہ پروانہ وار اس محبوب خدا کے گرد جمع رہتے تھے[2] ۔

آپ وہ شمع ہدایت تھے کہ ہزارہا پروانوں کو یہاں آکر سکون و اطمینان نصیب ہوا اور وہ گلستانِ تصوف کے وہ پھول تھے کہ جو بھی بلبل ایک بار اس کے دیدار کے لئے آیا ہمیشہ کے لئے اس سے وابستہ ہو گیا ۔

زړهٔ ې بیا نه کیږي بل لور ته ستا له ډیره نوره
خوك چه م ستا په پاك مجلس اشرف انور براتهٔ دي

آپ کے بیحد انوار سے کوئی پھر دوسری طرف جانا نہیں چاہتا ۔ جو کوئی آپ کی پاک مجلس سے مشرف و منور ہیں۔

---

(۱) شیخ کامل کی علامات یہ ہیں ۔

۱۔ متقی و صالح ہو ۔ ۲۔ متبعِ سنت ہو ۔ ۳۔ علم دین بقدر ضرورت جانتا ہو۔ ۴۔ کسی کامل کی خدمت میں رہ کر فائدہ باطنی حاصل کر لیا ہو ۔ ۵۔ عقلاء و علماء اس کی طرف مائل ہوں ۔ ۶۔ اس کی صحبت موثر ہو ۔ ۷۔ اس سے مریدوں کی حالت کی اصلاح ہوتی ہو ( التکشف از مولانا تھانویؒ ص ۱۲۷ ) ۔

(۲) مولانا دادین لکھتے ہیں ۔ دوئی لیدہ په څمکنو کښې د نمر شمع
څکه شول هر پتنگان واړه په جمع

ترجمہ ( وہ چمکنی میں یہ شمع ( ہدایت ) دیکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ سب پروانے اس کے گرد جمع ہوئے ) ۔

( مناقب میان صاحب چمکنیؒ ( قلمی ) ورق ۲۷ )

| | |
|---|---|
| هغه بیا کله التفات په خوږ وکاندِ د یل<br>چه یِ د زړهٔ په خولهٔ کښې ستا خوږهٔ ثمرباته دي (۱) | وہ پھر کبھی کسی دوست کی شیرینی کی طرف توجہ کرتا ہے جس کے قلب کے منہ میں آپ کے میٹھے پھل موجود ہیں |

آپ اپنے وقت کے بہت بڑے فیضیاب بزرگ تھے اور مانند آفتاب آپ کی فیض رسانی کا سلسلہ بہت عام تھا ۔ اور جو بھی اخلاص لے کر آپ کے پاس آیا وہ ہمیشہ اپنا مقصد لے کر گیا ۔ مولانا دادین فرماتے ہیں ۔

| | |
|---|---|
| خالي احد من النّاس نه دي له تا څوک وتلي<br>تل د مطلب شاهد په غیږ کښې شیخ و شاب (۲) موندلي | لوگوں میں سے کوئی بھی آپ سے خالی ہاتھ نہیں گیا ہے اور پیر و جوان سب نے ہمیشہ اپنے مقصد کو حاصل کیا ہے ۔ |

---

(۱) مناقب میان صاحب چمکنی از مولانا دادین ورق ۲۳۔

حافظ برغزئی لکھتے ہیں

| | |
|---|---|
| په هر ملک په هر دیار | تر عالم کوي گفتار |
| مشهور په خاص و عام دي | د فیضان ئې په لاس جام دي |

(شاهنامۂ احمدی ص ۲۷ - ۲۸)

حقیقت ہے کہ دنیا میں ایسی نادرہ روزگار شخصیات کا وجود شاذ اور ان کا ظہور عرصہ دراز کے بعد ہوتا ہے جن کے چشمہ فیض سے ہزاروں لوگ فیضیاب ہوکر روحانی حیات جاودانی حاصل کرتے ہیں ۔ (فکر و نظر اگست ۱۹۷۱ء اسلام آباد ص ۱۳۶)

(۲) مناقب میان صاحب چمکنی از مولانا دادین ورق ۲۲۔

اسی طرح مولف موصوف دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ ۔ (مناقب ورق ۲۳) پریوزي هغه پربنبي میان صاحب نه دي خالي دادین ــ چه د اخلاص کچکول پلاس راوړي ملنگ

یعنی جو کوئی اخلاص کا کشکول لیکر فقیرانہ آپ کے دربار میں حاضر ہوتا ہے اے دادین اس کو کبھی میان صاحب نے خالی ہاتھ نہیں چھوڑا ہے ۔

## ارشاد و ھدایت اور مذھبی خدمات

دین اسلام کی خدمت آپ کی حیاتِ طیبہ کا نصب العین تھا اور ارشاد و ھدایت اور لوگون کو پند و نصیحت کرنا وہ اپنا فرض اوّلین سمجھتے تھے ۔[1] تبلیغ و ارشاد کی خاطر دور دور تشریف لے جاتے کئی کئی دنون تک وھان قیام کرتے اور لوگون کے عقائد و اعمال کی اصلاح فرماتے ۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ صوبہ سرحد کے دور افتادہ علاقون یعنی باجوڑ ، دیر ، سوات ، کوھاٹ ، بنون اور آفریدی قبائل کے علاوہ افغانستان کی سرزمین مین بھی آپکے مریدین اور عقیدت مندون کا ایک جال پھیل گیا ۔ جنھون نے اصلاح معاشرہ کی تحریک مین نمایان کردار ادا کیا ۔[2]

آپ کی صحبت و کلام مین غیر معمولی اثر تھا اور آپ کی تبلیغی مساعی کی بدولت بہت سے لوگ ریاضت و مجاھدہ مین مشغول ھو کر قربِ الٰھی سے بہرہ ور ھو گئے ۔ اور بہت سے غیر مسلم مشرف بہ اسلام ھو کر اھلِ سنّت والجماعت مین شامل ھو گئے ۔[3]

آپ ایک خدارسیدہ ولی تھے[4] ۔ مالکِ حقیقی کی رضاجوئی کی خاطر اپنی ساری عمر دعوت و تبلیغ مین گزاری ۔ تادمِ آخر اپنے آپ کو جہاد بالمال ، جہاد بالقلم اور جہاد باللسان کے لئے وقف رکھا ۔ اور اس سلسلے مین نمایان خدمات انجام دین ۔ شاہ و گدا سب کو نصیحت فرماتے ۔ مذھبی معاملات مین بادشاہ وقت کی بھی

---

(۱) توضیح المعانی ( قلمی ) ورق ۵۲ ۔

(۲) مناقب میان صاحب چمکنیؒ از مسعود گل ص ۳۰ ۔ ۳۲ ، ۵۷ ۔ ۵۸ ۔ ۸۳ ۔ نورالبیان ورق ۳۷ ، مناقب میان صاحب چمکنیؒ از مولانا دادین اوراق ۱۰۳ ، ۱۰۲ ، ۱۳۳ ۔

(۳) نورالبیان ورق ۱۹ ۔ (۴) لباب المعارف للاسلامیہ مولفہ مولانا عبدالرحیم (۱۹۰۸ء) ج ۱ ص ۱۰۳ ۔ ایضاً نورالبیان ورق ۱۵ ، ۳۳ ، ۳۵ ۔

پروا نہ کرتے ۔ کوئی غلطی دیکھتے تو فوراً روک دیتے ۔ (۱)

شب و روز جہالت و کفر کے خلاف جہاد میں مصروف رہتے اور آپ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بے حد اہتمام فرماتے تھے ۔ آپ کا ہر قول و فعل شریعت مطہرہ اور سنت نبویہ کے عین مطابق تھا ۔ کسی کو خلاف سنت دیکھتے تو سختی سے منع فرماتے ۔ جو لوگ نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ان کے میل جول سے بہت اجتناب کرتے ۔ اور انہیں خواہشات نفسانی کے اتباع سے روکتے ۔ (۲) کیونکہ وصول الی المقصود کی راہ میں یہی سب سے بڑی رکاوٹ ہے ۔

آپ کی زندگی علم و عمل کا حسین امتزاج تھی اور صورت و سیرت ہر دو لحاظ سے شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ دار تھے ۔ آپ صادق القول اور صادق العمل تھے یعنی اپنی زندگی میں صورتاً و معناً دین کے موافق رہے ۔ (۳)

آپ کا جان و مال خدا کے لئے وقف تھا ۔ اخلاق کریمانہ سے متصف تھے ۔ ہر حال میں تنگدست اور نادار لوگوں کی مدد و دستگیری فرماتے ۔ انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے کام کیا ۔ جب غلہ کی قلت پیش آتی تو آپ اپنے ہاں سے غلہ اور دیگر اشیائے خوردنی کے ذریعے لوگوں کی مشکل کشائی کرتے ۔ آپ کی تمام آمدنی دراصل غرباء و مساکین کی ملکیت تھی جس میں آپ مالکانہ نہیں بلکہ ایک متولی اور مہتمم کی حیثیت سے تصرف فرماتے ۔

آپ لوگوں کو اپنی جائیداد پر آباد کراتے اور ان کو مالکانہ حقوق دیتے ۔ آپ موضع چمکنی کے متصل زمین خرید کر مکانات بنوائے اور لوگوں کو یہاں آباد کیا ۔ ان مکانات

---

(۱) المعالی شرح امالی (قلمی) ورق ۳۲ ، ۳۳ ۔

(۲) نورالبیان اوراق ۲۳ ، ۳۲ ، ۷۲ ، مناقب میاں صاحب چمکنی از مسعود گل ص ۲۷ ۔

(۳) ایضاً اوراق ۱۶ ، ۲۲ ، ۲۳ ، ۳۳ ، ۶۶ ، ۷۲ ۔

کے یکجا بننے سے ایک علیحدہ گاؤں وجود میں آیا ۔ جو آج کل " چمکنی اندرونی " کے نام سے موسوم ہے ۔ (۱)

حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کی سوانح حیات اور تصنیفات و تالیفات شاہد ہیں کہ آپ نے اپنے دور میں اشاعتِ دین اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے نہایت کامیاب مہم چلائی ۔ دلائل و براہین کے ذریعے باطل اور اسلام دشمن قوتوں کا مقابلہ کیا ۔ اپنی روحانی قوت و اثر سے یہاں کے روحانی مردوں میں روح پھونک دی ۔ تحریر وتقریر کے ذریعے نفسانی خواہشات کے پجاریوں اور نام نہاد روحانی پیشواؤں کے باطل عقائد سے لوگوں کو آگاہ کیا اسی طرح آپ کی پیہم جدوجہد اور انتھک محنت کی بدولت اس خطۂ زمین میں کافی حد تک دین محمّدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت ہوئی اور بدعات و رسومات کا خاتمہ ہوگیا ۔

حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کو عمر بھر اگر غم رہا تو صرف اس بات کا کہ مخلوق کو کس طرح ان کے خالق کا تابع فرمان بنائے اور آپ کا سب سے بڑھ کر کارنامہ یہ ہے کہ لوگوں کو جہاد فی سبیل اللہ اور اطاعت سلطان کے لئے آمادہ کرکے منظم کیا ۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہؒ دہلویؒ کی دعوت پر جب احمد شاہ درانیؒ کفار ہند کے خلاف لشکر کشی کی غرض سے پشاور سے روانہ ہوگئے ۔ تو یہاں کے لاتعداد لوگوں نے ان کے لشکر میں شرکت کی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس لشکر میں آپ کے دیگر زیرِ اثر لوگوں کے علاوہ ساڑھے سترہ ہزار آپ کے باقاعدہ مرید شامل ہوئے ۔

مندرجۂ بالا خدمات کی بناء پر آپ کا نام اور کام آج تک خلق خدا کی

---

(۱) تاریخ پشاور مرتبۂ گوپال داس ۔

زبانون پر باقی ھے ۔ اور انشاء اللہ تا قیامت زندہ و تابندہ رہے گا (۱)

خداوند رحمان و قہار نے آپ کو " اَشِدَّآءُ علی الکفار رحماء بینھم (۲) " کی مومنانہ صفت سے متصف فرمایا تھا ۔ طبیعت مین اگر ایک طرف حکیمانہ نرمی موجود تھی تو دوسری طرف اصولی سختی بھی بدرجۂ اتم پائی جاتی تھی ۔ یہی وجہ ھے کہ اگر چہ آپ فطرتاً بڑے رحمدل اور ھمدرد واقع ھوئے تھے اور مخلوق خدا کے ساتھ نہایت محبت و مودت کا سلوک کرتے تھے ۔ خصوصاً علماء و فضلاء اور حجاج و حفاظ پر بے حد مہربانی فرماتے تھے ۔ یہان تک کہ غیر مسلمون کے ساتھ بھی نیک برتاؤ کرتے تھے مگر اھل عناد ، باطل پرستون کے ساتھ قطعاً کسی قسم کی نرمی برتنے کے روادار نہ تھے ۔ آپ کے اس حسن اخلاق اور نیک برتاؤ کا اثر تھا کہ مسلمان تو مسلمان غیر مسلم بھی آپ کے گرویدہ ھوکر آپ کی مجلس مین حاضر ھو کر بقدر ظرف استفادہ کیا کرتے تھے (۳) ۔

---

(۱) تفصیلات کے لئے ملاحظہ ھون ۔
نورالبیان ( قلمی ) ورق ۱۰ ، ۱۲ ، ۱۷ ، ۱۸ ، ۲۲ ، ۳۳ ، ۳۵ ، ۴۳ ، ۵۱ ، ۵۳ ۔
مناقب میان صاحب چمکنیؒ از مولانا دادین ( قلمی ) ورق ۱۲ ، ۱۲ ، ۱۷ ، ۱۰۳ ، ۱۳۷ ۔
روحانی ترون از عبدالحلیم اثر ص ۲۷۷ ۔
شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات مکتوب بنامؒ شاھے ۔
تواریخ حافظ رحمت خانی اردو ترجمہ از حافظ رحمت خان اشاعت طبع دوم ۱۹۷۰ء ص ۳۳۲ ، ۳۳۳ ۔

(۲) سورۂ الفتح آیت ۲۸ ۔

(۳) نورالبیان اوراق ۱۱ ، ۱۲ ، ۵۱ ، ۷۲ ، ۷۸ ۔
ایضاً مناقب میان صاحب چمکنیؒ ازمسعود گل ص ۵۳ ، ۵۵ ۔

باطل پیرون کے خلاف جہاد

گیارہوین اور بارہوین صدی ہجری مین یہان کی دینی فضا انتہائی خراب تھی جوبنا گندم فروش اور ضال و مضل بدعتی پیرون کا زور تھا ۔ جو پیری و مریدی کے رنگ مین غلط افکار و خیالات کا پرچار کرتے تھے ۔ اور داعیان علم اور مشیخیت کا لبادہ اوڑھ کر بدعات و اختراعات کو رواج دینے اور ان کے ذریعے عوام الناس کو گمراہ کرنے مین مصروف تھے ۔ جن کی وجہ سے معاشرہ مین ایک عظیم فساد برپا ہوا تھا ۔ آپ نے ان نام نہاد دنیا طلب زہد فروش مشائخ کی بدعات و منکرات کے خلاف احیاء شریعت اور قیام امر بالمعروف کی تحریک کا آغاز کیا ۔ زبان اور قلم دونون کے ذریعے ان کے خلاف جہاد مین حصہ لیا اور لوگون کو ان کے کفریہ عقائد کی حقیقت سے آگاہ کرکے ان کے مضر اثرات سے معاشرہ کو محفوظ رکھنے کی کوشش فرمائی ۔ (۱)

حضرت میان صاحب چمکنی نے ایسے رسمی مشائخ کے عقائد کے خلاف قلم اُٹھایا اور " المعالی " کے نام سے ایسی مدلل کتاب لکھی جس کے سامنے مخالفین کا زورِ دلائل ماند پڑ گیا ـــــ آپ کے اثر و رسوخ ، زور بیان اور قوت علمی سے باطل پرستون کے پھیلائے ہوئے جراثیم کا قلع قمع ہوا اور عوام ایسے پیرون کے عقائد باطلہ سے بیزار ہوکر اہل السنت والجماعت کے دائرہ مین داخل ہو گئے اور یہی آپ کی مذہبی خدمات مین سے ایک بہت بڑا کارنامہ ہے ۔

---

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ن ۔

شاہنامہ احمدشاہ ابدالی ص ۱۹۷ ۔ ۲۰۲ ۔

نورالبیان ( قلمی ) ورق ۹ ، ۱۲ ، ۱۷ ، ۱۸ ، ۲۳ ، ۳۱ ۔

مناقب میان صاحب چمکنیؒ از مسعود گل ص ۲۰

المعالی ( قلمی ) ص ۲۸۷ ۔ ۲۹۰ ۔ ۳۸۹ ۔ ۹۲۶ ، ۹۲۷

حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کے دور میں بھی بعض ایسے کج فہم و کج بین خام نہاد جاہل صوفی موجود تھے جو مرتبۂ نبوت پر پہنچنے کے دعویدار تھے بلکہ بعض تو ختم نبوت کے درجہ پر پہنچنے اور ولایت کو نبوت سے افضل ہونے کا دعوی کرتے تھے ۔

ایسے باطل پرست مشائخ کے عقائد کی تردید کرتے ہوئے حضرت میاں صاحبؒ رقمطراز ہیں ۔

پوشیدہ نہ ماند نیست ولی از اولیای در امتدر هیچ زمان الیٰ یوم القرار که به اعلیٰ مرتبه از نبی بالا تر شده آید فقط بلکه جمیع اولیاء بر مرتبۂ نبی واحد نه رسد چه جائیکه ولی واحد که بر مرتبۂ نبی رسد پس این امریست جلی بلا بحث درین باب تکرار چندان احتیاج ندارد امّا درین زمانه صوفیان خام مقلدین که بمرتبۂ جهالت فرو مانده اند می گویند وبزعم خود میدانند در سیر سلوک که مایان به مرتبۂ کمالات نبوت رسیدیم بلکه رسیدن بر کمالات رسالت خود را ناقص میدانند در هوای " من اتخذ آلهه هواه " ایشانرا

پوشیدہ نہ رہے ( یہ بات ) کہ اولیاء امت میں سے کوئی ولی ایسا نہیں جو کسی وقت نبی سے مرتبہ میں بالاتر ہو گیا ہو اور نہ تا قیامت ایسا ہوگا ۔ بلکہ تمام اولیاء ایک نبی کے مرتبہ کے برابر نہیں ۔ چہ جائیکہ ایک ولی ، نبی کے مرتبہ پر پہنچ جائے پس یہ امر بالکل واضح ہے اور لہٰذا اس میں اتنے ( بحث ) و تکرار کی ضرورت نہیں امّا اس وقت ناپختہ کار صوفی مقلدین جو کہ اپنی جہالت کے سبب پست رہے ہیں کہتے ہیں اور اپنے گمان میں خیال کرتے ہیں کہ سیر سلوک میں ہم مرتبہ نبوت پر پہنچ چکے ہیں بلکہ کمالات

---

= ۱۸۹ ، ۱۸۳ ، ۲۲۳ ، ۲۲۵ ، ۲۳۸ ، ۲۷۸ ، ۲۸۸ ، ۸۲۸ ، ۵۰۷ ،

۵۱۰ ، ۱۹۰ - ۱۹۳- ۲۰۱ ، ۲۰۲ ، ۲۱۵ -

کشیدہ کشیدہ بہ درجات ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز تسکین خاطر نمی کند و ایشان دم مرتبہ خلعت و محبت و محبوبیت میزند و از محبت دنیا و از تعلقات او برگشتن اصلاً و قطعاً چیزی نہ دانند عجب است این مراتب باین خود روان از کجا رسیدہ اند مگر نسبت خود را بہ وہم و خیال محکم ساختہ اند مثل این مشائخ بے معنی چنان است کہ شخصے در بیابان نشیند و گرداگرد دریاب را ملاحظہ کند و خود در بیابان تشنہ نشستہ باشد کہ اصلاً قطرہا آب دران بر نہ دیدہ باشد پس اے سلطان ازین ناخدا ترسان و خدا ناشناسان دور باشید بلکہ بر حذر فافہم جداً خود بیابان مین پیاسا بیٹھا ہے کہ ہرگز ایک واغتنم ۔(۱)

رسالت پر پہنچط بھی ناقص سمجھتے ہین ۔ اور اپنے ہوائے نفسانی مین اتنے بڑھے ہوئے ہین " من اتخذ آلھۃ ھواہ " کے مصداق ہے اب ہوتے ہوتے درجۂ ختم رسالت پر بھی ان کو اطمینان نہین ہوتا اور وہ محبت و محبوبیت اور دوستی کا دم بھرتے ہین ۔ اور حب دنیا اور تعلق دُنیا سے کنارہ کش ہونا اصلاً اور قطعاً نہین جانتے ۔ عجیب بات ہے کہ (اس کے باوجود) یہ مراتب ان خودسرون کو کہان سے حاصل ہوئے ہین اور اپنی نسبت کو اپنے وہم و گمان مین خوب مستحکم بنایا ہے ۔ ان مشائخ بیہودہ کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص صحرا مین بیٹھا ہو اور اپنے گرد دریا کو دیکھتا ہے مگر قطرہ پانی کا حاصل نہین کیا ہے ۔ پس اے سلطانو! ان خداناشناسون اور خداناترسون سے دور رہو بلکہ بر حذر فافہم جداً واغتنم ۔

اس دور مین ایسے رسمی پیر و مشائخ بھی موجود تھے جو اصحاب معرفت ہونے کے دعویدار تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہم اب ایک ایسے مرتبہ پر پہنچ چکے ہین کہ ہمین احکام

---

(۱) المعالی ص ۶۱۸ ۔

شرعیہ کی پابندی کی ضرورت نہین رہی اور اسی کو بہانہ بنا کر مختلف قسم کے فسق و فجور کا ارتکاب کرتے تھے ۔ حضرت میان صاحب چمکنیؒ نے ان کے اس غیر معقول مسلک کی مذمت کی اور فرمایا کہ ایسا کہنا طفل عارف کی صفات کے خلاف اور خداناشناسی کی علامت ہے ۔ لکھتے ہین :۔

پس چون خداشناسی پیشۂ عارف گشت خدا ترسی ازو بیاموز و خداپرستی حال اوست این است حال کمال عارف آنچہ بعضی مشائخ رسمی گویند کہ چون عارف ، عارف گردد حکم طاعت ازو مرتفع گردد آن محض خدا ناشناسان اند فافہم جداً واغتنم (۱) ۔

پس جب خداشناسی عارف کا پیشہ ہے تو خدا ترسی اس سے سیکھو اور خداپرستی جو اس کا حال ہے اور یہی عارف کا کمالِ حال ہے ۔ وہ جو بعض رسمی مشائخ کہتے ہین کہ جب عارف درجۂ معرفت پر پہنچتا ہے تو حکم اطاعت اس سے مرتفع ہو جاتا ہے یہ دعویٰ کرنے والے محض خدا ناشناس ہین فافہم جداً واغتنم ۔

علماء حقانی اور باطل و نام نہاد قسم کے مشائخ کے درمیان خط امتیاز کھینچتے ہوئے فرماتے ہین کہ ۔

اہل اللہ کسے را گویند کہ نظرش بر غیر حق سبحانہٗ نباشد و از غیر او تعالیٰ شانہٗ قطع نظر کردہ بود ---

اہل اللہ اس کو کہتے ہین جس کی نظر ماسویٰ اللہ پر نہین ہوتی اور غیراللہ سے قطع نظر کیا ہوا ہوتا ہے ------------

اولیاء اللہ دوستان حضرت حق و نزدیکان حضرت اویند پس در کنف حمایت خُدا از از خود باقی بہ حق بودہ علی الدوام

اولیاء اللہ خدا کے دوست و قریب ہین پس وہ اللہ کی حمایت مین مخلوق سے جُدا فانی از خود اور باقی بہ حق تعالیٰ ہوکر علی الدوام

---

(۱) المعالی ص ۲۸۹ - ۲۹۰ ۔

مستغرق ہویت[1] حضرت او می باشد[2] ۔ | حق سبحانہٗ کی ہُویّت میں مستغرق ہوتے ہیں

## حضرت میاں صاحب کا مذہب اور عقائد

حضرت میاں صاحب چمکنیؒ اہلِ سنت والجماعت سے تعلق رکھتے تھے[3] ۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث " ہم الذین علیٰ ما انا علیہ و اصحابی "[4] سے یہی گروہ مراد ہے اور ان کا مذہب ہر قسم کی بدعات اور خودرَویِ سے خالی ہے ۔ اہل سنت والجماعت کے عقائد بیان کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ :۔

| | |
|---|---|
| اجماع کردہ اند بر حدوث عالم و بر وجود باری تعالیٰ و می گویند لا خالق سواہ و انہ قدیم متصف بالعلم والقدرہ وسائر الصفات الجلال لا شبہ لہ ولا ندلہ ولا ضد لہ و نیست خداوند در جہت و مکان و نہ متحرک است و نہ منتقل و رویت خداوند تعالیٰ در آخرت حق است ما شاء اللہ کان مالم یشاء لم یکن غنی است غیر محتاج بخلق در ہیچ شیئ و نیست واجب بر خداوند تعالیٰ ہیچ چیزی اگر بہ بخشد فضل | حدوث عالم اور وجود باری تعالیٰ پر ( علماء اہل سنت والجماعت نے ) اجماع کیا ہے اور کہتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی خالق نہیں قدیم ہے علم و قدرت اور جلال کی دوسری تمام صفات سے متصف ہے نہ اس کا شبیہ موجود ہے نہ کوئی اس کا شریک ہے اور نہ اس کا ضد موجود ہے جہت و مکان سے مبرا ہے نہ متحرک ہے اور نہ منتقل اور خدا کا دیدار آخرت میں برحق ہے خدا کی مرضی پر منحصر ہے جسے چاہے اپنا دیدار عطیت |

---

(۱) ہُویّت لفظ ہو سے مشتق ہے جو غائب کی طرف اشارہ کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے ہویت سے حق تعالیٰ سبحانہٗ کی کنہ ذات کی جانب اشارہ ہے باعتبار اس کے اسماء و صفات اور اس کی غیبوبیت کے ۔ ( سر دلبران ص ۳۳۸ )

(۲) ظواہر السرائر ۲ ص ۵۱۸ و المعالی ورق ۲۲۶ ۔

(۳) شمس الہدیٰ ( قلمی ورق ۱۷ ایضاً ملاحظہ ہو مقدمہ المعالی شرح امالی ( قلمی

اوست و اگر عذاب کند عدل اوست نیست
کس را بر فعل او حرفی و نیست حاکم
سوا انو پاک است از جور و ظلم نہ
کل است و نہ بعضی ہست ذات او را
نہ حد و نہایت نہ زیادت و نہ نقصان
و حشر جسمانی حق است و جزاء اعمال و
حساب و صراط و میزان حق اند و جنت
و نار و خلود اہل بہشت در بہشت و
خلود کفار در دوزخ و عفو گناہ و شفاعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق است
فرستادن پیغمبران با معجزات حق است از
حضرت آدم علیہ السلام تا سیدنا حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم و بعد از پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ برحق حضرت
صدیق اکبر است رضی اللہ عنہ و بعد از
جمیع پیغمبران ابوبکر صدیق افضل البشر است
بعد آن حضرت فاروق اعظم بن الخطاب است

کرے گا جسے نہ چاہے نہین دے گا غنی ہے
کسی چیز مین مخلوق کا محتاج نہین خدا پر
کوئی چیز واجب نہین اگر کسی کو بخشے یہ
اس کا فضل ہے اور اگر سزا دے اس کا عدل
ہے ۔ کسی کو اس کے فعل پر اعتراض نہین ہو
سکتا اس کے سوا کوئی حاکم نہین پاک
ہے ظلم و جور سے ۔ نہ کل ہے اور نہ
بعض اس کی ذات کی نہ حد ہے اور نہ
نہایت نہ زیادت اور نہ نقصان ۔ اور حشر
جسمانی حق ہے اور جزاء اعمال و حساب و
صراط اور میزان حق ہین ۔ جنت و دوزخ اور
اہل جنت کا جنت مین ہمیشہ کے لئے رہنا اور
اہل دوزخ کا ہمیشہ کے لئے دوزخ مین رہنا
عفو گناہ اور شفاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم
حق ہے پیغمبرون کو معجزات دے کر بھیجنا حق
ہے ۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک اور
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت
ابوبکر صدیق برحق خلیفہ ہے اور تمام پیغمبرون

---

(۳) مشکوۃ المصابیح کتاب الایمان ۔ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ، الفصل الثانی ۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ و بعد ایشان حضرت عثمان است رضی اللہ عنہ و بعد از ایشان حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ (۱)

کے بعد حضرت ابوبکر افضل البشر ہیں اور اس کے بعد حضرت فاروق اعظم بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہیں اور اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں اور اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ (برحق خلیفہ) ہیں +

حضرت میاں صاحب چمکنیؒ تا دم آخر مذکورہ بالا عقائد پر قائم رہے اور انہی کے پرچار و اشاعت اور مخالفین و معاندین سے ان کی حفاظت کے لئے آپ کی زندگی وقف رہی لہٰ آپ لکھتے ہیں کہ ۔

ای جویندہ گان حقیقت حال و ای آرزو مندان قرب وصال و ای مشتاقان حضرت ذوالجلال بجز حق طلبی عمر را صرف نہ کنید و بجز راہ شریعت براہ دیگر نہ روید و بہ ہوا و ہوس نفس ناسوتی گرفتار نہ شوید و بہ نشو و نمائی دنیا فریفتہ نہ شوید و بجز محمدّی شریعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صورۃً ومعنیً دم و قدم نہ زنید کہ آن مشرب اہل سنت والجماعت است و بہ جان و دل دراں کوشید ۔ (۲)

اے حقیقت حال کے تلاش کرنے والو ۔ اور اے قرب و وصال کے آرزو کرنے والو! اور اے حضرت ذوالجلال کے مشتاقو! بجز حق طلبی کے اپنی عمر صرف نہ کرو اور راہ شریعت کے سوا دوسری راہ پر نہ چلو اور نفس ناسوتی کے ہوا و ہوس میں گرفتار نہ ہو جاؤ ۔ دنیا کی نشو و نمائی پر فریفتہ نہ ہو جاؤ اور صورتاً و معنیً محمدّی مشریعت کے بغیر قدم نہ رکھو کیونکہ یہی اہل سنت والجماعت کا مشرب ہے اور دل و جان سے اس (کے حصول) میں کوشش کرو ۔

---

(۱) المعالی شرح امالی از میاں محمد عمر چمکنیؒ (قلمی) ص ۹۳۸ ۔
(۲) المعالی ص ۷۹ ۔

حضرت میاں صاحب چمکنیؒ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ~~ایسے~~ نہایت کٹر مقلدین میں

سے تھے یہاں تک کہ کفار کے نابالغ بچوں کے مسئلہ کے بارے میں امام ابو حنیفہؒ کے قول کو

ترجیح دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

"درحقِ اطفال کافرین امام ابوحنیفہ سکوت کردہ اند پس ما و شما درین مادہ چہ ضرور است کہ چنین و چنان گوییم فقط" (۱)

کفار کے بچوں کے بارے میں حضرت امام ابو حنیفہؒ نے سکوت فرمایا ہے اس ~~طرح~~ باب میں ہم اور تم کو کیا ضرورت ہے کہ چون و چرا کریں ۔ فقط ۔

**کورانہ تقلید کی مذمت**

مگر اس وصف کے باوجود آپ کورانہ تقلید کو بے حد ناپسند فرماتے تھے ۔ اور ہر وقت علماء دین کو غفلت و سستی سے اجتناب اور اندھا دھند تقلید سے احتراز کی تلقین کرتے اور تقاضائے وقت کے مطابق دینی مسائل کی تحقیق و تدقیق کرتے اور ان کو عوام کے سامنے صحیح رنگ میں پیش کرنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے ۔ (۲) علم کے دعویدار ہوتے ہوئے جو لوگ بلا تحقیق و امتیاز ہر بات کو اختیار کرنے کے حق میں تھے آپ ایسے لوگوں کی سخت مذمت فرماتے۔ (۳)

آپ مذہب اسلام کے سچے شیدائی تھے اور تمام عمر تحریر و تقریر اور عمل سے اس کی اشاعت و حفاظت کے لئے کوشاں رہے ۔ اہل باطل سے ہر محاذ پر نمٹنے کی کوشش کی اور کفر و الحاد جس عنوان اور جس تعبیر سے بھی نمودار ہوا آپ نے فوراً اسے للکارا ۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

---

(۱) المعالی شرح امالی ( قلمی ) ص ۸۳۰ ۔

(۲) دیباچہ لائق السمعہ از صاحبزادہ احمدی ۱۲۰۳ھ مملوکہ کتب خانہ اسلامیہ کالج پشاور

(۳) شمس الہدیٰ ( قلمی ) تالیف حضرت میاں صاحب چمکنیؒ اوراق ۱۹-۳۳-۳۲-۳۰ ۔

معتزلہ(۱) کے عقائد کا رد

آپ نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب " المعالی " مین عقائد اسلامی کی حقانیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے ۔ اور تمام عقائد باطلہ یعنی نفی صفات و اسماء باری تعالیٰ تناسخ ، حلول ، تشبیہہ ، تجسیم اور تعطیل و غیر ذلک کو دلائل و براہین کے سیف قاطع کے ذریعے نیست و نابود کردیا ہے ۔

جہمیہ(۲) اور اہل اعتزال کے عقائد کے بارے مین فرماتے ہین کہ ان کی توحید مجہول و نامعقول اور ان کا عقیدہ غیر مقبول ہے ۔ چونکہ یہ لوگ آزاد خیالی اور خودروی کے علمبردار ہین اس لئے ان کی جانب سے دینداری اور حق اظہاری کا دعویٰ کرنا ہی فضول اور بے معنی ہے ۔ لکھتے ہین کہ ۔

| " منکران صفات علیا خدا شناس و محدّی مشرب نیند پس کسیکہ محدّی مشرب نیست او نیست مگر خودروی و بہ خود روان دینداری و حق اظہاری چہ چہ معنیٰ دارد(۳)" | صفات علیا کے منکر خداشناس اور محدّی مشرب نہین ہین جو شخص کہ محدّی مشرب نہین ہے مگر گروہ خودسر اور خود رو ہے اور سرکشون سے دینداری اور اظہار حق ( کا ظہور ) کیا معنیٰ رکھتا ہے ۔ |
|---|---|

---

(۱) اعتزال کا معنی الگ ہونا ہے جب اس مکتب فکر کے موسّس واصل بن عطاء نے کبائر کے مرتکب کے بارے مین حسن بصریؒ سے اختلاف کیا اور ان کی مجلس سے اٹھ گئے تو اس موقع پر حسن بصری نے فرمایا ۔ اِعتزلَ عنّا واصل ( واصل ہم سے الگ ہو گیا ) اور اس وجہ سے اس فرقے کا نام معتزلہ ( الگ ، جدا ) پڑ گیا ۔ جہمیہ اور معتزلہ دونون کے معتقدات حسب ذیل ہین ۔ ( تارخ معتزلہ ص ۳۴ ایضا ص ۲۷ ) ۔

( ۱) نفی قدر ۔

( ۲) عقیدہ " خلق قرآن ۔

فرماتے ہیں کہ اہل اعتزال صفات ذاتیہ کے بارے میں اوہام و شکوک میں مبتلا ہیں ۔ اور تردد کی حالت میں وہمی اور ظنی دلائل سے صفات باری تعالیٰ کی نفی کرتے ہیں ۔ ان کے عقائد اور اقوال تضادات کا مجموعہ ہیں ۔ ایک طرف وہ صفات کی نفی کرتے ہیں اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ خدا حیّ ہے علیم ہے قدیر ہے سمیع ہے اور بصیر ہے ۔ لکھتے ہیں کہ ۔

اہل اعتزال نفی صفات علیا می نمایند و می گویند کہ حیّ است و علیم و قدیر و سمیع و بصیر پس انکار شان از دو حالت خالی نیست یا از روی جہل است پس جہل را چہ اعتبار قول شان معتبر نیست یا از روی علمیت می گویند ۔ چرا تعدادی

اہل اعتزال صفات علیا کی نفی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حیّ ہے ۔ علیم ہے قدیر ہے اور سمیع و بصیر پس ان کا انکار دو حالتوں سے خالی نہیں ہے یا جہل کی بناء پر ہے پس جہل کو کیا اعتبار ہے ان کی بات کا کوئی اعتبار نہیں یا علم کی بنیاد پر دعویٰ کرتے

---

== (۳) نفی رویت باری تعالیٰ۔

(۴) المنزلۃ بین المنزلتین (یعنی گناہ کبیرہ کے مرتکب کے لئے کفر و ایمان کی درمیانی منزل ۔)

(۵) نفی صفات (تاریخ معتزلہ ص ۱۲۳- ۱۲۴) ۔

(۲) اس فرقے کا سربراہ جہم بن صفوان (۱۲۸ھ مطابق ۷۴۵ء) تھا ۔ اسی وجہ سے یہ فرقہ جہمیہ مشہور ہو گیا ۔ یہ فرقہ اپنے ظہور و وجود میں معتزلہ پر سبقت رکھتا ہے ۔ (تاریخ معتزلہ از زھدی حسن جاراللہ اردو ترجمہ سید اہیس احمد جعفری مطبوعہ ایجوکیشنل پریس کراچی اشاعت اول ۱۹۶۹ء ص ۴۷) ۔

(۳) المعالی ص ۲۰۷ ۔

ایضاً ملاحظہ ہو ص ۲۱۵ ، ۲۱۷ ۔

نماید لفظ حیوة و علم و قدرت و سمع و بصر را چون تعداد نمود وصف گشت (۱)

ہین ( اگر ایسا ہے ) تو تعداد کیون بتاتے ہین ( کیونکہ ) جب لفظ حیات و علم و قدرت و سمع و بصر کو جب تعداد ظاہر کیا تو یہ وصف ہوا ۔

دوسری جگہ فرماتے ہین کہ ۔

منکر صفات طیا کہ منکر کلام اللہ است و کلام صفت قدیم از صفات ذاتیہ (ہ) حضرت حق است پس آن منکر از دو حال خالی نیست یا مومن است و یا کافر اگر کافر است کافر دانید باوی چہ جائی گفتگو است چنانچہ گویند کور را ای کور توکہ چراغ نہ بینی بہ چراغ چہ بینی اگر مومن و منکری از کلام اللہ پس ایمان بہ چہ آوردہ است۔ (۲)

صفات طیا کا منکر کلام اللہ کا منکر ہے ۔ اور کلام اللہ کی صفات ذاتیہ مین سے صفت قدیم ہے پس ایسا منکر دو حالتون سے خالی نہین یا مومن ہے اور یا کافر ۔ اگر کافر ہے تو کافر جانو اس کے ساتھ گفتگو کی کیا ضرورت چنانچہ کہتے ہین اندھے کو کہ اے اندھے جبکہ تو چراغ نہین دیکھتا چراغ کے ذریعے کیا دیکھو گے ۔ اگر مومن ہے اور کلام اللہ سے منکر تو پھر ایمان کس چیز پر لایا ہے ۔

جو لوگ صفات باری تعالیٰ کے منکر ہین ۔ حضرت میان صاحبؒ کے نزدیک وہ چوپایون کا درجہ رکھتے ہین اور دراصل وہ تمام احکام شرعیہ کے منکر ہین لکھتے ہین ۔

---

(۱) المعالی ص ۱۸۸ ایضاً ملاحظہ ہو ص ۹۳۔

(۲) المعالی ص ۲۰۱ ، ۲۰۲ ۔

(ہ) صفات باری کی دو قسمین ہین ۔ صفات ذاتی و صفات فعلی ۔
صفات ذاتی یعنی حیات ، قدرت ، علم ، کلام ، سمع ، بصر اور ارادت ۔
صفات فعلی یعنی تخلیق ، ترزیق ، انشاء ، ابداع ، صنع و ماسوائے ذلک ۔

نفی کلام نیز در انکار صفات مندرج
است ---- پس نفی کنندہ کلام نیست
مگر منکر قرآن مجید و فرقان حمید کہ اورا
کلام اللہ گویند پس منکر صفات علیا منکر کلام
اللہ گشت پس کسے کہ منکر کلام باشد ایمان
بہ چہ آوردہ است و اثبات توحید از چہ
یاوردہ است و احکام از کہ آموختہ است
پس معلوم گشت کہ منکر احکام صلوٰۃ
خواہد بود و منکر زکوٰۃ خواہد بود و منکر
حج بطریق اولیٰ است منکر صوم چگونہ نخواہد
بود - چون منکر احکام گشت کہ ہمگی احکام
شرع فرمان الٰہی تعالیٰ شانہ اند پس منکر
نکاح نیز خواہد بود پس کسے کہ منکر نکاح
است البتہ مادر و خواہر نخواہد شناخت چون
مادر و خواہر نہ شناسد بہایم است پس قول
بہایم را چہ اعتبار باشد یعنی حکم نکاح دلیل
قرآن مجید است قولہ تعالیٰ حُرِّمت علیکم اُمّہٰتکم
و بناتکم الآیۃ پس منکر صفات چون منکر کلام
اللہ گشت اظہر من الشمس است کہ منکر نکاح
نیز خواہد بود پس کسے کہ منکر نکاح است

کلام کی نفی کرنا بھی انکار صفات میں
داخل ہے .... پس کلام کا نفی کرنے
والا نہیں ہے مگر قرآن مجید اور فرقان
حمید کا منکر کہ اس کو کلام اللہ کہتے
ہیں - پس صفات علیا کا منکر کلام اللہ
کا منکر قرار پایا - پس جو کوئی کلام کا
منکر ہے وہ ایمان کس چیز پر لایا ہے اور
اثبات توحید کس چیز سے اخذ کیا ہے اور
احکام کس سے سیکھتے ہیں - پس معلوم
ہوا کہ احکام یعنی صلوٰۃ کا منکر ہوگا
زکوٰۃ کا منکر ہوگا اور حج کا منکر بطریق
اولیٰ ہوگا - روزے کا منکر کیون نہ ہوگا
کیونکہ سب احکام شریعت اللہ تعالیٰ کے
حکم سے ہیں ( اور جب ایسا ہے ) تو
نکاح کا بھی منکر ہوگا پس جو کوئی نکاح
کا منکر ہے البتہ وہ ماں اور بہن کا امتیاز
نہیں کرے گا چوپائے ہیں پس
چوپایوں کے قول کا کیا اعتبار ہوگا یعنی
نکاح کا حکم قرآن سے ثابت ہے - اللہ
تعالیٰ کا قول ہے " حُرِّمت علیکم اُمّہٰتکم

معلوم گشت کہ فرق مادر و خواہر نخواہد کرد فاحذر ایّہا العاقل فاحذر من معتقداتھم ومن سوء خطراتھم و معاذاً باللہ من انکارھم وسوء اقرارھم فافھم واغتنم[1] ۔

وبطانکم الآیہ پس منکر صفات جب کلام اللہ کا منکر ہوا اظہر من الشمس ہے کہ نکاح کا بھی منکر ہو گا ۔ پس جو شخص نکاح کا منکر ہے معلوم ہوا کہ وہ ماں و بہن کا فرق نہیں کرے گا فاحذر ایہا العاقل فاحذر من معتقداتھم ومن سوء خطراتھم و معاذاً باللہ من انکارھم وسوء اقرارھم فافھم واغتنم ۔

تمام صوفیاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے صفات کا ہونا حقیقی طور پر ثابت ہے[2] ۔ اس لئے اس بارے میں بے جا بحث و کرید سے منع فرماتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ ۔

موحد را چون و چرا درذات اقدس تعالیٰ و صفات علیا کہ مذاہب مختلفہ را درآن جولان است ، نباید کرد کہ چون و چرا دریں معنیٰ ازالقاء شیطانیست و از مقصود باز نیست[3] ۔

موحد کو ذات اقدس تعالیٰ کے بارے میں، جس میں مذاہب مختلفہ بحث و کرید کرتے ہیں، چون و چرا نہیں کرنا چاہئے کیونکہ چون و چرا اس سلسلے میں القاء شیطانی کے سبب ہے اور مقصد سے پیچھے رہ جانے ( کے مترادف ہے )

---

(۱) المعالی ص ۱۹۰ - ۱۹۱ ۔

(۲) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو التعرف لمذہب اہل التصوف اردو ترجمہ از ڈاکٹر پیر محمد حسن طبع لاہور ۱۳۹۱ھ ص ۵۱ ، ۵۲ ۔
ایضاً ملاحظہ ہو المعالی ص ۲۱۷ ۔

(۳) المعالی ص ۲۲۵ ۔

## اهل تعطیل

اهل تعطیل کا عقیدہ ہے کہ انسان مجبور محض ہے اور قرآن مخلوق ہے ۔ وہ رویت و صفات باری تعالیٰ کی نفی بھی کرتے ہین[1] ۔ علماء اہل السنت والجماعت نے ان کے عقائد کو باطل قرار دیا ہے اور مذہب تعطیل کی پرزور مخالفت کی ہے ۔

چنانچہ اہل تعطیل کے بارے مین حضرت میان صاحب چمکنیؒ لکھتے ہوں کہ ۔

| | |
|---|---|
| معطلہ طائفہ خدا نشناسان اند که قائل بر تعطیل اند چرا که تعطیل بدو جہت باطل است یکے اینکہ حکم مغلوبیت دارد و دیگر اینکہ تعطیل نقصان است بہر تقدیر مذہب تعطیل از خدا شناسی دور است فافہم جدا و اعتبر ۔[2] | معطلہ خدا ناشناسون کی جماعت ہے کیونکہ تعطیل کے قائل ہین اس لئے کہ تعطیل دو وجوہ کی بناء پر باطل ہے ایک یہ کہ مغلوبیت کا حکم رکھتا ہے اور دوسری وجہ یہ کہ تعطیل نقصان ہے بہرتقدیر مذہب تعطیل خدا شناسی سے دور ہے فافہم جداً واعتبر |

## مذہب حلول

حضرت میان عمر صاحب چمکنیؒ مذہب حلول کے قائل لوگون کو گمراہ سمجھتے ہین ۔ چنانچہ عقیدہ حلول کے رد مین فرماتے ہین ۔

| | |
|---|---|
| و آنچہ مذہب حلول در عالم شائع شدہ است سفاہت محض است تتبع حلولے فساد صریح است بلکہ اہل حلول از جملہ | مذہب حلول جو دنیا مین شائع ہے سفاہت محض ہے حلول کا عقیدہ رکھنے والے کا اتباع صریح فساد ہے بلکہ اہل حلول موحدین مین |

---

(۱) تاریخ معتزلہ از زہدی حسن جاراللہ ترجمہ از رئیس احمد جعفری طبع کراچی ۱۹۶۹ء ص ۵۱ ۔ چونکہ اہل تعطیل نے اللہ تعالیٰ کو اسکی صفات سے معطل قرار دیا تھا اس لئے اس گروہ کا نام معطلہ پڑگیا۔

(۲) المعالی ص ۱۶۱ ، ۱۶۲ ۔

موحدین نیستند مشبہین و مجسمین اند حال و حلول و تشبیہہ و تجسیم داخل چون و چگون است و چون و چگون از صفات محدثات اند چنانچہ اظہر من الشمس است این معنیٰ بہ ادنیٰ اہل تمیز پس از حلول و قواعد عقیدہ شان احتراز اولیٰ گر چہ زاہد و عابد باشد اما موحد نیست بلکہ متردد است اقتداء و صحبت را شاید[1] ۔

سے نہیں ہیں مشبہین اور مجسمین ہیں حلول و تشبیہہ و تجسیم چون و چگون مین داخل ہین اور چون و چگون محدثات مین سے ہین چنانچہ اظہر من الشمس ہے یہ معنیٰ ادنیٰ اہل تمیز پر پس حلول اور ان کے قواعد و عقائد سے احتراز اولیٰ ہے اگر چہ زاہد و عابد ہو مگر موحد نہین بلکہ متردد ہے ۔ اقتداء و صحبت کے لائق نہین ۔

## مسئلہ قضا و قدر

صوفیاء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندون کے تمام افعال کا اسی طرح خالق ہے جس طرح ان کے وجود کا اور یہ کہ ہر نیک و بد کام جو بندے کرتے ہین وہ اللہ کے حکم تقدیر ارادہ اور مشیت سے کرتے ہین[2] ۔

---

(۱) المعالی ص ۲۲۳۔

(۲) ۱۔ قل اللہ خالق کل شیئ ( فرمادیجئے کہ اللہ ہر چیز کا خالق ہے ) سورہ الرعد ۱۳ : ۱۶۔

۲۔ انا کل شیئ خلقناہ بقدر ( ہر چیز جسے ہم نے پیدا کیا ہے اسے ایک اندازے سے پیدا کیا ہے ) سورہ القمر ۵۴ : ۴۹ ۔

۳۔ وکل شیئ فعلوہ فی الزبر ( ہر چیز جسے وہ کرتے ہین کتابون مین درج ہے) سورہ القمر ۵۴ : ۵۲ ۔

۴۔ واللہ خلقکم وما تعملون ( اللہ نے تمہین اور تمہارے اعمال ( دونون ) کو پیدا کیا ہے) سورہ الصافات ۳۷ : ۹۶ ۔

معتزلہ خیر کی نسبت خدا کی طرف کرتے ہیں ۔ اور شر کی نسبت بندے کی طرف

حضرت میاں صاحب چمکنیؒ اس عقیدے کا ابطال کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔ کہ

و آنچہ بزعم معتزلہ است نسبت خیر بہ او سبحانہٗ کردہ اند و خالق شر بندگان را گفتہ این حرف مشعر بر مشرکیت است اگر گوئی کہ خیر و شر مقدرات ازل اند درین نجاتی نیست جواب آنکہ ماموز شدہ بہ عبودیت ایم عمل بر شریعت داریم و ایمان و اعتقاد بر تقدیرات اما واقعۂ تقدیرات از مایان پوشیدہ است و چون مایان ماموز شدہ شریعت ایم امیدوار از فضل و کرم چنان هستیم کہ تقدیر خیر بر ما سبقت نماید از تقدیر شر و درین تمسک داریم سلیم و نمی کنیم بر تقدیرات ربانی بحث سقیم ۔ (۱)

اور وہ جوکہ معتزلہ کا خیال ہے کہ خیر کی نسبت خدا کی طرف کرتے ہیں اور خالق شر بندون کو مانتے ہیں یہ بات شرک کی علامت ہے اگر کہو کہ خیر و شر مقدرات ازل ہیں اس سے نجات ممکن نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم عبودیت و بندگی پر مامور ہیں شریعت پر عمل کرتے ہیں اور تقدیرات پر ایمان و اعتقاد رکھتے ہیں مگر واقعۂ تقدیرات ہم سے پوشیدہ ہے اور چونکہ ہم شریعت پر مامور ہیں ( خداوند کریم کے ) فضل و کرم سے یہ امید رکھتے ہیں کہ تقدیر خیر ہم پر سبقت کریگی تقدیر شر کے مقابلہ میں ۔ اور اسی کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں اور تقدیرات ربانی میں بحث سقیم نہیں کرتے ۔

---

(= نیز فرمایا من شر ما خلق یعنی ان اشیاء کی شر سے جن کو اس نے پیدا کیا یہاں سے معلوم ہوا کہ اللہ کی مخلوق میں شر بھی شامل ہے ۔

(۱) العمالی ص ۱۷۱ - ۱۷۲ ۔

عقیدہ اہل تناسخ (۱)

اس دور مین فلسفہ تناسخ کے علمبردار گمراہ پیر بھی موجود تھے آپ ان کے عقائد کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ھین کہ ۔

| | |
|---|---|
| در فرق گمراہ یک فرقہ جلاحیہ است کہ ایشان قایل اند بہ تناسخ ۔ مذھب ایشان است کہ روح اللہ در آدم علیہ السلام آمد بعد ازان در شیث علیہ السلام آمد بعد ازان در ھر پیغمبر بعد ازان در ائمہ حتی کہ رسید بہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و اولاد ثلثہ و ایشان منکر اند از قیامت و محرمات را حلال می دانند نعوذ باللہ من ذٰلک (۲) ۔ | گمراہ فرقون مین ایک فرقہ جلاحیہ ھے جوکہ تناسخ کے قائل ھین ۔ ان کا عقیدہ ھے کہ روح اللہ آدم علیہ السلام مین آئی اس کے بعد شیث علیہ السلام مین اس کے بعد ھر پیغمبر مین اس کے بعد ائمہ مین حتی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اس کی اولاد تک پہنچی ۔ یہ لوگ قیامت کے منکر ھین اور حرام کو حلال جانتے ھین ۔ نعوذ باللہ من ذٰلک ۔ |

آپ کے خیال مین مذکورہ عقائد بالاتفاق کفریہ عقائد ھین اور اس سے بدرجہ اتم احتراز کرنا لازم ھے ۔ لکھتے ھین کہ ۔

| | |
|---|---|
| عقیدہ تناسخ و مسخ و فسخ و رسخ ..... در دین اسلام از اول وجود آدمیہ الیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم | تناسخ ، مسخ اور فسخ و رسخ کا عقیدہ دین اسلام مین ، وجود آدم سے لے کر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک |

---

(۱) ڈاکٹر زھدی حسن جاراللہ فرماتے ھین ۔ یہ عقیدہ یا تو ھنود سے ماخوذ ھے اور یہی ارجح ھے اور یا جاھلیت قدیمہ کے خرافات مین سے ھے ۔ تاریخ معتزلہ ص ۲۸۷

(۲) المعالی ص ۹۲۶ - ۹۲۷ ۔

امر نہ شدہ است پس چون ازین حکم امر اللہ تعالیٰ نیست و نہ این عقیدہ از عقائد اسلامیان باشد خواہ متفق خواہ مختلف فیہ ازین است کہ عقیدۂ اہل تناسخ بہ اتفاق عقیدۂ کفار است فافہم جداً واغتنم (۱)۔

نہین آیا ہے جب یہ نہ اللہ کا حکم ہے اور نہ یہ مسلمانون کا عقیدہ ہے خواہ متفق خواہ مختلف فیہ ۔ یہی دلیل ہے کہ عقیدۂ اہل تناسخ بالاتفاق کفار کا عقیدہ ہے فافہم جداً واغتنم ۔

اسماء الٰہی کے منکرین کا رد

حضرت میان صاحب چمکنیؒ نے "المعالی" کے بحث چہارم مین اسماء الٰہی پر تفصیل سے گفتگو فرمائی ہے ۔ اہل السنّت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ خدا کے نام و صفات سب کے سب ازلی و ابدی ہین اور وہ ازل سے ان صفات سے متصف ہے ۔ صوفیاء کرام مین سے جمہور نیز ان کے قدماء و کبار کہتے ہین کہ یہ نہین ہو سکتا کہ اللہ مین کوئی نئی صفت پیدا ہو جو پہلے سے نہ ہو اور وہ ازل سے اس کا مستحق نہ ہو ۔ کیونکہ یہ بات ناقص ہونے پر دلالت کرتی ہے اور خدا ان امور سے بلند و بالا ہے (۲) ۔ حضرت میان صاحب(۱) موصوف صفات و اسماء باری تعالیٰ کے ازلی ہونے کے منکرین کے رد مین لکھتے ہین کہ ۔

~~یعنی اسماء الٰہی توقیفی موقوف بانہی شارع اند بعضے بحوالۂ حدیث و بعضے بحوالۂ کتاب پس خلاصۂ عبارت آنکہ اختراع دربن نہ گنجد کہ اختراع افترا است~~ ............

~~اللہ کے تمام نام توقیفی ہین شارع صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر موقوف ہین ۔ بعض کتاب اللہ کے حوالہ سے اور بعض حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے پس خلاصۂ عبارت یہ ہوا کہ اس مین~~

---

(۱) المعالی ص ۳۸۹ ۔ (۲) تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو تعرف ص ۵۵ ، ۵۶ ۔

اختراع کی گنجائش نہین کیونکہ اختراع افتراہے۔

.........

چونکہ بزعم شان حق سبحانہٗ ازلی بودہ است و نامش نہ بود یعنی در ازل بے نام بود معاذ اللہ عن ذلک العقائد پوشیدہ نیست بہ نزد جمیع عقلاء جن و انس و ملائک کرام ذی الاحترام این معنیٰ بلاشک و شبہ و بلا ریب است کہ حق سبحانہٗ جل و علا ازلی و ابدی است فقط و این مسلم نیست بنزد عقلا کہ باوجود ازلیت و ابدیت در ازل ازال بدون اسم باشد یعنی بے اسم بودہ اند کہ اسم نداشتند ـ (۱)

چونکہ ان کے خیال مین خدا ازلی رہا ہے اور اس کا نام نہ تھا یعنی ازل مین بے نام تھا معاذ اللہ عن ذٰلک العقائد ـ جنّ و انس کے تمام عقلاء اور فرشتون پر یہ بات پوشیدہ نہین اور یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے ـ کہ حق سبحانہٗ جل و علا ازلی اور ابدی ہے فقط اور عقلا کے نزدیک یہ بات مسلم نہین ہے کہ ازلیت و ابدیت کے باوجود ازال خود بے نام ہو اور نام نہ رکھتا ہو ـ

خواص اسماء حسنیٰ

اسماء الٰہی کے خواص کے ذیل مین آپ فرماتے ہین کہ سعادت مند اور نیک بخت وہ شخص ہے جو اسماء حسنیٰ کے وِرد مین اپنی زندگی گزارتا ہے کیونکہ اس کے ذکر مین تمام مشکلات و مسائل کا حل موجود ہے ـ لکھتے ہین کہ ـ

اگر کسی بعنوان اوراد بخواند اثر عظیم دارد و بسط عمیم وجود کریم دارد کہ خواندہ اسماء حسنیٰ کہ بصدق اعتقاد

( اسماء حسنیٰ کو ) اگر کوئی اوراد کے طور پر پڑھے عظیم اثر رکھتا ہے اور بسط عمیم اور جود کریم رکھتا ہے کیونکہ اسماء حسنیٰ کا

---

(۱) المعالی ص ۲۸۷ ، ۲۸۸ ـ

جوینده مراد از رب العباد بود به
بخت به دولت ورد اسماء حسنیٰ که عبارت
از نود و نه بود نیک بخت خواهد شود
و بے وقار باوقار گردد و خوار و ذلیل عزیز
و محترم و محتاج غنی و مفلس توانگر و حقیر
قلنی و سفیہ دانا و جاھل عالم گم گشته
حیران با جمعیت و تنگدست فراخ روزی و
گمراه براه و غافل ذاکر و ناسی حافظ و
نامراد بامراد و سعادت مند کسی است که
به ذکر اسماء حسنیٰ ایام حیات به سر برد
فافہم ایہاالصالح فافہم (۱) ۔

پڑھنے والا اگر صدق اعتقاد کے ساتھ اللہ
تعالیٰ سے اپنی مراد چاھنے والا ھو بد بخت
اسماء حسنیٰ ، جو ننانوے ناموں سے عبارت ھے ،
کی بدولت نیک بخت ھو جائے گا بے وقار باوقار
ھو جائے گا خوار و ذلیل عزیز و محترم ھو
جائے گا ۔ محتاج غنی اور مفلس مالدار اور حقیر
حقیر معزز احمق دانا اور جاھل عالم ھو
جائے گا ۔ حیران مطمئن ۔ تنگدست فراخ دست
اور گمراہ راست رو ھو جائے گا ۔ غافل ذاکر
ناسی حافظ اور نامراد بامراد ھو جائے گا ۔
سعادت مند وہ ھے جو اسماء حسنیٰ کے
ذکر میں گزر اوقات کرتا ھے ۔ جان لو! اے
نیک بزرگے جان لو ۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کے دو اسماء یعنی " الکبیر " اور "المتعال"
کے خواص بیان کرتے ھوئے لکھتے ھیں کہ ۔

چون ذاکر این ھر دو اسمای الٰہی
به خضوع و خشوع تمام و طہارت صوری
و معنوی به کمال تصدیق روی بحضرت جلّ

جب ان دو ناموں کا ذکر کرنے والا مکمل
خشوع و خضوع و طہارت ظاھری و باطنی
اور کمال تصدیق کے ساتھ خدا کی طرف متوجہ

---

(۱) المعالی شرح امالی ( قلمی ) ورق ۱۳۵ ۔

و علا آرد از فضل و کرم و عطائی غیر مجذوذ ذاکر مذکور چون ذاکر گردد علی الدوام از همه احتیاجات مستغنی گردد و نیز همچنان ذاکر اسماء یا ملیک یا مالک متصرف ملک و ملکوت گردد و فرمان روا و کارکشاء عالم به التجا و دعا به درگاه پروردگار قاضی الحاجات در صدرت از خانه ولایت گیری ممتاز خواهد بود و این دولت عظمیٰ دست نه دهد مگر محمّدی مشربان را صلی اللہ علیه وآله وسلم - (۱)

ہو جاتا ہے اور ذاکر اس ذکر پر دوام رکھتا ہے - تو خداوند تعالیٰ اس کو اپنے فضل و کرم اور لا محدود بخشش سے احتیاجات سے مستغنی کر دیتا ہے - اور اسی طرح ملیک یا مالک کا ورد کرنے والا ملک و ملکوت میں متصرف ہوجاتا ہے - اور فرمانروا اور کارکشا عالم - اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں دعا سے اس کو ولایت گیری سے سرفراز فرماتا ہے - اور یہ دولت عظمیٰ سوائے محمدی مشرب حضرات کے کسی کو حاصل نہیں ہوسکتا -

عقیدہ جبریہ (۲)

اس دور میں ایسے لوگ بھی موجود تھے جو یہ کہہ کر لوگوں کو گمراہ کرتے تھے کہ گناہ کے سبب اللہ تعالیٰ گناہگاروں کو سزا نہیں دیتا کیونکہ ایسا کرنا بندوں پر جبر کے مترادف ہوگا - آپ اس پرفساد عقیدہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ -

---

(۱) المعالی ص ۷۹

(۲) جبر کے معنی یہ ہے کہ آدمی کسی ایسے کام کو کرنا چاہے جسے وہ ناپسند کرتا ہے - جبکہ اس کے مقابلے میں وہ کسی اور کام کو پسند کرتا ہے - پھر مجبور ہوکر وہ ناپسندیدہ کام کو اختیار کرے اور اپنی پسند کے کام کو ترک کر دے اگر اسے مجبور نہ کیا جاتا تو وہ اپنی پسند کا ترک شدہ فعل کو اختیار کرتا اور جس کام کو اس نے کیا ہے اسے نہ کرتا - کفر و ایمان اور اطاعت و معصیت میں یہ بات نہیں پائی جاتی کیونکہ مؤمن ارادتاً ایمان کو اختیار کرتا ہے - اور اسے پسند کرتا ہے اور اسے اچھا سمجھتا ہے - اور اس کی ضد یعنی کفر پر اسے ترجیح دیتا ہے - اسی طرح کافر بھی اپنے اختیار پسند اور سمجھ ارادہ کے مطابق کفر کو ===

" چونکه او سبحانهٗ در جمیع مخلوقات هر گونه و بهر عنوان که تصرف کند جبر نیست چه جائیکه به سبب ارتکاب نہی معذب شوند و بے خردان آن را جبر خوانند بگوش هوش بشنو هر گونه تصرف که در کائنات به آنچه خواهند او سبحانهٗ بحکم تقدیر کائنات نیست و نابود گرداند چنانچه قوله تعالیٰ "کل شیئٍ هالک الا وجهه"(۱) آنرا جبر نخوانی که هیچ یکے از متکلمین موافق و مخالف برین عقیدہ نہ رفته و اگر جبر می بود "کل شیئٍ هالک" جبر می بودہ چونکه هلاک جمیع کائنات جبر نیست و تعذیب فساق و فجار که از حیثیت عصیان و کفر چگونه جبر باشد و دیگر آنکه درین بحث حرکت شیطانی صریح است اما هر یک را برآن اطلاع نیست و ما هیتش چنان باشد که معترض برین معامله که حکم جبر می نماید از دو حال خالی نیست چون مذکور مناظره در اثبات جبر می نمایند مخالف از نص صریح مجادله یا کلام اللہ

چونکه اللہ تعالیٰ تمام مخلوق مین جس طرح اور جس عنوان سے تصرف کرتا ہے جبر نہین ہے چہ جائیکه گناہ کی وجه سے سزا ملے اور بے وقوف اس کو جبر کہین - خوب کان لگا کر سن لو که اللہ تعالیٰ کائنات کی جس چیز کو چاہے بحکم تقدیر اس کو نیست و نابود کرتا ہے - چنانچه اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے که " ہر چیز فنا ہونے والی ہے سوائے اللہ کی ذات کے " اس کو جبر نہ کہو کیونکه موافق اور مخالف متکلمین دونون مین سے کسی نے بھی یه عقیدہ اختیار نہین کیا ہے اور اگر جبر ہوتا ~~ہے~~ تو "کل شیئٍ هالک" جبر مین داخل ہوتا ہے اور اور جب تمام مخلوقات کی ہلاکت جبر نہین تو تو فاسق اور فاجر لوگون کو سزا دینا — جو که کفر و عصیان کے سبب ہوتا ہے — کس طرح جبر شمار ہوگا - دوسری بات یه که اس بحث مین حرکت شیطانی کا صریح دخل ہے مگر [illegible]

---

لے اختیار کر لیتا ہے - اللہ تعالیٰ تمام امور کا خالق ہے مگر ان دونون یعنی کافر و مومن مین سے کسی کو بھی اس چیز کی ضد سے منع نہین کیا گیا - جیسے اس نے اختیار کر رکھا ہے اور نہ ہی اسے اس چیز کے کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے جسے وہ حاصل کرتا ہے - بلکه اسے فکر و عمل کی آزادی حاصل ہے - واللہ اعلم - *****

(۱) سورہ القصص آیت ۸۸ -

می کشد چنانچه می فرماید " ان اللہ لا یظلم الناس شیئا ولکن الناس انفسہم یظلمون " (۱) پس مجاہد و مجوز جبر مفتری افتری علی اللہ کذبا می نماید و دیگر آنکہ چون سلسلہ جبر می جنباند این نیست مگر حیلہ و حوالہ کارسازی فجار و فساق می نماید چراگاہ نفس امارہ را پرورش می دہد و این عقیدہٴ مجوز جبر مفضی بر فساد است ۔ (۲)

ہر ایک کو اس کی خبر نہین ہوتی ۔ اس کی ماہیت یہ ہے کہ اس معاملہ پر اعتراض کرنے والا جبر کا حکم لگاتا ہے مجبرہ ووسلطی دو حال سے خالی نہین ایک یہ کہ نص صریح کا مخالف اور کلام اللہ کے ساتھ مجادلہ کرتا ہے ۔ اللہ کا ارشاد ہے " بیشک خدا لوگون پر ظلم نہین کرتا مگر لوگ اپنے آپ پر ظلم کرتے ہین " پس معلوم ہوا کہ جبر کا اثبات کرنے والا اور اس مین مجادلہ کرنے والا مفتری ہے خدا پر جھوٹا بہتان لگاتا ہے ۔ دوم یہ کہ جو شخص جبر کا عقیدہ مانتا ہے وہ صرف فاجر اور فاسق لوگون کے لئے ( جواز فسق و فجور کا ) حیلہ و حوالہ تلاش کرتا ہے اور ان کا کام بناتا ہے ۔ چراگاہ نفس امارہ کی پرورش کرتا ہے لئے جبر کو درست عقیدہ ماننا موجب فساد ہے ۔

## رقص و سماع کے بارے مین حضرت میان صاحب چمکنیؒ کی رائے

آپ سے کچھ مدت پہلے اس خطہ ارض مین بایزید انصاریؒ شیخ کبیر بن شیخ قاسم غوری خیل ، شاہ اسماعیل ، میرعلی اور ابوبکر وغیرہ جیسے بیشمار سماع پسند گزرے تھے

---

(۱) سورہٴ یونس ۱۰ : ۲۳

(۲) المعالی شرح امالی ص ۱۸۹- ۱۹۰ -

جو رقص و سرود کو جائز سمجھتے تھے ۔ ان میں سے بایزید انصاری تو یہاں تک اس کا حامی تھا کہ اس نے خود اس میں کئی راگ بھی ایجاد کئے[1]۔

ایسے لوگ حضرت میاں صاحب جمکنی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں بھی موجود تھے ۔ جو رقص و سرود کے جواز و اباحت کا پرچار کرتے تھے ان کی محفلوں میں جو سماع ہوتا تھا اس کا صوفیاء کرام کے بیان کردہ سماع سے کوئی تعلق نہیں تھا ۔ لہٰذا آپ نے اس کے خلاف آواز بلند کی اور مصلحت وقت کے پیش نظر رقص و سرود اور دوسری غیر شرعی رسومات کی بڑے شد و مد کے ساتھ مخالفت کی ۔ چنانچہ فرماتے ہیں ۔

پس معلوم گشت خلاصۂ کلام کہ جن پرستی بت پرستی است چرا کہ معلم آن ابلیس است و در فرمان ابلیس بودن بت پرستی است ..... چون دانستی کہ معلم بت پرستی ابلیس است پس معلم سماع نیز ابلیس را دانی و منشاء سماع کہ مراد ازان سرور باشد چنان دانی ۔ ابلیس روزی بر گوشۂ صحرا میگذشت دید بر درختی کہ بوزنہ از یک شاخ بہ دیگری برجستہ چوبی

خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ جن پرستی بت پرستی ہے کیونکہ اس کا معلّم ابلیس ہے اور ابلیس کی فرمانبرداری کرنا بت پرستی ( کفر کے مانند ) ہے ..... جب تجھے معلوم ہوا کہ بت پرستی کا معلّم ابلیس ہے پس سماع کا استاد بھی ابلیس ہی سمجھ لو اور سماع کی منشاء جس سے سرور مراد ہے بھی اسی طرح سمجھ لو ۔ ابلیس ایک دن صحرا میں سے گزرتا تھا دیکھا کہ ایک بندر ایک درخت کی ایک شاخ

---

(۱) تذکرۃ الابرار والاشرار از اخوند درویزہ ۱۸۲-۱۸۵ ۔
خیرالبیان تصنیف بایزید انصاری ص ۸۱ حواشی از مولانا عبدالقدوس صاحب چیرمین شعبہ اسلامیات پشاور یونیورسٹی ۔

( مطبوعہ پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی )

در شکمش خلیده شکمش را پاره کرده
دور هاى بوزنه چون تارها بر چوبها
اویزان ماندند چون تارها الات موسیقی
بر لوح افراشته چون که خشک شدند
باد برو و زید نغمهٔ دلربا ودلکش ازو
برخاست ابلیس این معنیٰ را غنیمت داشته
توشهٔ آدم فریبی ساخت بے چارہ آدمی
در دام ابلیسے گشت (۱) ۔

سے دوسری شاخ کو چھلانگ لگاتے ہوئے اس کے
پیٹ میں ایک لکڑی چبھ گئی ۔ اس سے بندر کا
پیٹ پھٹ گیا اور اس کی انتڑیاں تار کے مانند
لکڑیوں پر لٹک گئیں اور یہ تار آلات موسیقی
کی طرح پھیل کر جب خشک ہو گئے اور ان کو
ہوا لگی تو اس سے ایک دلربا اور دلکش نغمہ
پیدا ہوا ۔ ابلیس نے یہ دیکھ کر غنیمت جانا اور
اور اس کو انسان کے فریب کا ذریعہ بنایا اور
اس طرح بیچارہ انسان ابلیس کے دام میں پھنس
گیا ۔

آپ فرماتے ہیں کہ رقص کا موجد الیسیر بن جان بن الجان بن مارجہ ہے ۔
کیونکہ وہ جب اپنی اولاد کو رقص سکھانا چاہتا تو ان کو ایک جگہ جمع کرتا ۔ پہلے خود
رقص کا آغاز کرتا اور اس کے بعد اس کی اولاد اس کی تقلید کرتی ۔ لکھتے ہیں کہ ۔

پائی کوبی و رقص منشا از دیوان
بود و از دیوی ها ~~وابلیس~~ پس چون ابلیس
علیہ اللعنۃ از جملہ جنّ است بدلیل قولہ
تعالیٰ وکان من الجن ـــ الیسیر کہ برادر
ابلیس بود از جملہ دیوان است و رقص کہ آ
آنرا سماع نیز در لغت گفتہ اند بے چارہ

پاؤں مارنا اور رقص دراصل جنّات کا فعل ہے
چونکہ ابلیس علیہ اللعنۃ جنات میں سے ہے
خدا کے اس قول کی رو سے کہ " وہ جنات
میں سے ہے " ـــ الیسیر جوکہ ابلیس کا
بھائی ~~بھی~~ تھا جنوں میں سے تھا اور رقص جس
کو لغت میں سماع بھی کہتے ہیں بیچارہ

(۱) المعالی ص ۱۲۶ ۔

آدمیان را که مائل به هوا و شهوات نفسانی باشند پائی کوبی و رقص آموزانند درین زمانه خصوصاً مشائخ رسمی را خلفاء خود گردانند که سماع و رقص را که عمل دیوان است حالت درویشی دانند. پس بر همی بودن عمل شیطانی اگر مومنی و مسلمانی بشنو "یا بنی آدم ان لا تعبدوا الشیطن انه لکم عدو مبین" چون از عمل شیطانی روی گردان شوی ترا عمل بر امر الٰهی و به پیروی آنسرور عالمیان صلی اللّٰه علیه وسلم باید بدلیل قوله تعالیٰ "و ان اعبدونی هذا صراط مستقیم" (۱) ۔

انسانوں کو جوکہ نفسانی خواہشات کی طرف مائل تھے ، رقص سکھایا ۔ اس زمانہ میں خصوصاً رسمی مشائخ کو اپنا نائب بنایا ہے ۔ سماع و رقص کو' جوکہ جنات کا عمل ہے' درویشی کے احوال میں سے سمجھتے ہیں ۔ پس اگر تو مومن ہے اور مسلمان ہے تو عمل شیطانی سے احتراز تم پرلازم ہے ۔ اللہ کا ارشاد ہے کہ " اے بنی آدم شیطان کی عبادت مت کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے تجھے اللہ کے حکم اور آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنا چاہئے ۔ اللہ کا حکم ہے اور یہ کہ تم میری عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے" ۔

---

(۱) المعالی ص ۲۲۰ ۔

مسموعات میں سے اولیٰ ترین خداوند تعالیٰ کا کلام ہے اور تمام مسلمان اس کےسماع پر مامور ہیں ۔ قرآن کریم کا اعجاز یہ ہے کہ طبیعت اس کے پڑھنے اور سننے سے نہیں اکتاتی ۔ اس میں عظیم اثر موجود ہے ۔ اور اس کی سحرانگیزی تاریخی مسلمات میں سے ہے ۔ پس مومن کی شایان شان یہ ہے کہ وہ قرآن کریم کے سماع سے لذت حاصل کرتا رہے ۔

حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قاری قرآن پڑھتا تھا ۔ صحابہ کرام سنتے تھے اور آپ کا بھی ایسی مجالس میں موجود ہونا ثابت ہے ۔ ( مشکوۃ شریف

= کتاب فضائل القرآن، کشف المحجوب از علی بن عثمان ہجویری ( متوفی بین ۴۸۱ھ تا ۵۰۰ ھ ) فارسی مطبوعہ نوائے وقت پرنٹرز لاہور ۱۹۶۸ء ص ۳۴۷ ) -

قرآن کریم کے علاوہ شعر سننا بھی مباح ہے - حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شعر کہے بھی اور سنے بھی - ( ملاحظہ ہو مشکوٰۃ شریف باب البیان والشعر ) - شعر کے متعلق آپ سے سوال کیا گیا تو فرمایا کہ کلام حسنہٗ حسنٌ و قبیحہ قبیحٌ - ( مشکوٰۃ المصابیح باب البیان والشعر الفصل الثالث حدیث ۳ ) یعنی وہ ایک کلام ہے اس کا اچھا اچھا ہے اور برا برا ہے -

دراصل جن باتوں کا نثر میں سننا حلال ہے تو انہی باتوں کا نظم میں بھی سن لینا حلال ہے اور جن کا نثر میں سننا حرام ہے ان کا نظم میں بھی سن لینا حرام ہے - اگر ایسی نظمیں پڑھی جائیں جن میں ایمان ، توجہ الی اللہ اور اعمال صالحہ کی ترغیب اور فسوق و فجور سے اجتناب کرنے کا حکم ہو تو ایسی نظم خوانی کی افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا البتہ جن نظموں سے نفسانی خواہشات میں ہیجان پیدا ہونے اور فسق و فجور کی طرف مائل ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسی نظموں کا ضرر ہرطرح بھی اظہر من الشمس ہے اور ان کے سماع کی حرمت میں صوفیاء کرام اور علماء حقانی میں سے کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے - حضرت فقیراللہ شاہ شکارپوری اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ -

" اگر سماع ، سماع قرآن و موعظہ باشد جائز است و مستحب و اگر سماع غنا باشد حرام است چہ غنا و سماع غنا حرام است " ( مکتوبات فقیراللہ شاہ مکتوب ۵۸

ابو عبداللہ نباجی فرماتے ہیں کہ سماع وہ ہے جو فکر کے لئے مہمیز کا کام کرے اور جس سے انسان عبرت حاصل کرے اس کے علاوہ جو بھی سماع ہے وہ آزمائش اور فتنہ ہے - ( تعرف ص ۲۶۰ ) -

فقہا کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جب راگ کا ساز و سامان نہ ہو اور آواز کے سننے سے دل میں فسق پیدا ہو جانے کا ڈر نہ ہو تو ایسا سماع مباح ہے - مگر جہاں

= تک آج کل کی مروجہ موسیقی اور ساز و آواز کی محافل کا تعلق ہے جن مین محبوب کے قد و رخسار کا ذکر اور عورتون کی وصف بیانی ہو اس کا سماع صوفیاء سے دور کا بھی واسطہ نہین ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر بن محمد شہاب الدین سہروردی ( المتوفی ۶۳۲ھ ۔ ۱۲۳۴ء ) فرماتے ہین کہ ایسی محفلون مین دیانتدار حضرات کا گذر تک بھی نہین ہونا چاہئے ۔ ( عوارف المعارف ( اردو ترجمہ ) از سید رشیداحمد لاہور ۱۹۶۲ء ص ۲۲۶ ۔ )

بعض صوفیاء محققین سے سماع کے مفید ہونے کے بارے مین جو اقوال منقول ہین اس سے وہ سماع مراد ہے جس کا مقصد پند و نصیحت اور خدا و رسول کی محبت کا احساس پیدا کرنا ہو اور علماء کرام اور صوفیائے عظام کے بیان کردہ آداب و شرائط کے حدود کے اندر ہو پھر ایسے سماع کے بارے مین کسی کو اختلاف نہین ہے البتہ بعد مین گمراہ اور نفس پرست قسم کے لوگون نے ان کے اقوال کو غلط رنگ مین پیش کیا ۔ ان کے مقررکردہ آداب و شرائط کو نظر انداز کرکے سماع کی غلط ترجمانی کی اور وہ خود بھی گمراہ ہوئے ۔ اور دوسرون کو بھی گمراہ کرنے لگے ۔ اس لئے علماء کرام نے اس برائی کے سد باب کے لئے جدوجہد کا آغاز کیا اور عوام الناس کو اس فتنہ سے بچانے کی خاطر نہایت سختی سے سماع کی تردید فرمائی ۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانیؒ ( م ۱۰۳۴ھ ۔ ۱۶۲۴ء ) فرماتے ہین کہ ۔

" سماع و رقص فی الحقیقت داخل لہو و لعب است آیت کریمہ "و من الناس من یشتری لہو الحدیث" ( سورۂ لقمان ۳۱ : ۶ ) در شان منع سرود نازل شدہ است ....... آیات و احادیث و روایات فقہیہ در حرمت غنا بسیار است بحدے کہ احصاء آن متعسر است مع ذلک اگر شخصے حدیث منسوخ یا روایت شاذہ ( یعنی روایت غیر معتبرہ خلاف اصول روایت ) را در اباحت سرود بیارد اعتبار نباید کرد زیرا کہ ہیچ فقیہے در ہیچ وقتے و زمانے فتوی بہ اباحۃ سرود نہ دادہ است و رقص و پاکوبی را جائز نہ داشتہ ...... و عمل صوفیہ در حل و حرمت سند نیست .... اینجا قول امام ابوحنیفہ و امام ابی یوسف و امام محمد معتبر است نہ عمل ابی بکر شبلی =

........................................................................

== ( م ۳۳۴ھ - ۹۴۵ء ) و ابی حسن نوری ( م ۲۹۵ھ - ۹۰۷ء ) ..... صوفیاء خام این وقت عمل پیران خود را بہانہ ساختہ سرود و رقص را دین و ملت خود گرفتہ اند و طاعت و عبادت ساختہ اولئک الذین اتخذوا دینہم لہوا و لعبا ( سورہ اعراف ۷ : آیت ۵۱ ) ---- کسیکہ فعل حرام را مستحسن داند از زمرہ اسلام می برآید و مرتد می گردد - پس خیال باید کرد کہ تعظیم مجلس سماع و رقص نمودن بلکہ آنرا طاعت و عبادت دانستن چہ شفاعت دارد للہ سبحانہ الحمد والمنتہ کہ پیران ما بہ این امر مبتلا نہ شدند " - ( مکتوبات دفتر اول حصہ ۴ مکتوب ۲۶۶ ) -

ترجمہ - یعنی سماع و رقص فی الحقیقت لہو و لعب میں داخل ہے آیت " ومن الناس من یشتری لہو الحدیث " سماع و سرود کی ممانعت کے بارے میں نازل ہوئی ہے - .... آیات ، احادیث اور فقہی روایات غنا کی حرمت کے بارے میں اتنی زیادہ ہیں کہ ان کا گننا مشکل ہے - اس کے باوجود اگر کوئی شخص حدیث منسوخ یا روایت شاذہ کو سرود کی اباحت میں پیش کرتا ہے تو اس کا اعتبار نہیں کرنا چاہئے اس لئے کہ کسی فقیہہ نے کسی وقت اور کسی زمانے میں سرود کی اباحت کا فتوی نہیں دیا ہے اور رقص و پاکوبی کو جائز نہیں کیا ہے - اور صوفیہ کا حل و حرمت کے سلسلے میں سند نہیں .... یہاں امام ابوحنیفہ امام ابویوسف اور امام محمد کا قول معتبر ہے نہ کہ ابوبکر شبلی ( المتوفی ۳۳۴ھ - ۹۴۵ء ) اور ابوحسن نوری ( المتوفی ۲۹۵ھ - ۹۰۷ء ) کا عمل ........

ان دنوں صوفیانِ خام نے اپنے پیروں کے اس عمل کو بہانہ بنا کر رقص و سرود کو اپنا دین و ملت بنایا ہے اور عبادت و طاعت تصور کرتے ہیں - یہی لوگ " اولئک الذین اتخذوا دینہم لہوا و لعبا " کے حکم میں شامل ہیں - جو شخص فعل حرام کو اچھا سمجھتا ہے وہ زمرہ اسلام سے خارج ہے اور مرتد ہے پس خیال کرنا چاہئے کہ مجلس سماع و رقص کا احترام کرنا بلکہ اس کو عبادت و طاعت سمجھنا کس قدر بڑی خرابی ہے - اللہ کا شکر و ثناء ہے کہ ہمارے ( طریقہ نقشبندیہ کے پیروکار ) پیر اس کام میں مبتلا نہیں ہوئے ہیں - ==

حضرت مجددؒ موصوف فرماتے ھیں کہ چونکہ اس وقت شرائط و آداب سماع مفقود ھین لہٰذا ایسا بلا آداب و شرائط سماع قطعاً مفید نہین ھے ۔ لکھتے ھین کہ ۔

شرائط سماع کہ اکثر آنہا در ابطائی این وقت مفقود است بلکہ این قسم سماع و رقص کہ درین وقت شائع شدہ است و این نوع اجتماع کہ درین اوان متعارف گشتہ است شک نیست کہ مضر است و منافی عروج دران معنی نہ دارد و صعود دران صورت متصور نیست امداد و اعانت از سماع درین محل مفقود است مضرت و منافات موجود ۔

( مکتوبات دفتر اول حصہ ۵ مکتوب ۲۸۵ ) ۔

محققین صوفیاء کرام کے نزدیک رقص و سرود اور اس کا ساز و سامان شیطانی امور ھین اور شریعت اسلامی مین اس کی کوئی اصل موجود نہین ھے ۔ حضرت داتاگنج بخش متوفی ۴۸۱ھ تا ۵۰۰ھ ( ۱۰۸۸ء تا ۱۱۰۶ء ) فرماتے ھین کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا تو ان کو وہ خوش الحانی عطا کی کہ ان کی آواز سے پہاڑ بھی نرم ہوکر بہہ جاتے تھے ۔ یہان تک وحشی جانور ان کی آواز پر جمع ہوتے تھے اور پرندے اڑتے ہوئے گر پڑتے تھے ..... یہ دیکھ کر شیطان بیقرار ہوا ۔ اس نے بانسری او ر طنبور بنایا اور حضرت داؤد علیہ السلام کی مجلس کے بالمقابل اپنی مجلس جمائی ۔ لوگ دو گروہون مین بٹ گئے یعنی اہل شقاوت اور اہل سعادت ۔ اہل شقاوت شیطان کے ساز و طنبور وغیرہ کی طرف مائل ہوتے تھے اور ہوتے رھین گے اور اہل سعادت حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف مائل ہوتے تھے اور ہوتے رھین گے ۔ آگے چل کر آپ فرماتے ھین کہ جان لینا چاھئے کہ شریعت و طریقت مین رقص کی کوئی اصل نہین ھے ۔ کیونکہ رقص جب وجد کے ساتھ ہو تو تمام عقلاء کے نزدیک لہو ہوتا ھے اور جب ہزل کے ساتھ ہو تو لغو ہوتا ھے اور مشائخ مین سے کسی نے بھی اس کو اچھا نہین سمجھا اور نہ ھی اس مین انہون نے غلو کیا اور " بھرتی شدہ " صوفی ہر اثر کو جو اس بارے مین پیش کرتے ھین وہ سب باطل ھین۔

( کشف المحجوب طبع نوائے وقت پرنٹرز لاہور ۱۹۶۸ء ص ۳۵۸ ، ۳۷۱ ) ۔

صاحب عوارف المعارف حضرت عمر بن محمد شہاب الدین سہروردی فرماتے ھین کہ

= مشائخ کرام اور روحانی پیشواوؤن کے لئے رقص کرنا مناسب نہین کیونکہ اس مین لہو و لعب کے ساتھ مشابہت ہے جوان کے منصب اور سنجیدگی کے شایان شان نہین -

حضرت فقیراللہ شاہ شکارپوری (المتوفی ۱۱۹۵ھ) فرماتے ہین کہ -

سرود کردن و رقص نمودن حرام است و نفی کردن از بلا و کسان راکہ بلہو و رقص دعوت کنند ابلغ است در صیانت و امثل است در دیانت تا قطع فتنہ از عامہ مومنان صورت گیرد در ذخیرہ آوردہ است کہ رقص کردن گناہ کبیرہ است و از بعض مشائخ کہ رقص سرزدہ است حرکت او در حالت سماع مثل حرکت مرتعش بود - (مکتوبات فقیراللہ شاہ مکتوب ۸۵) -

ترجمہ - سرود و رقص حرام ہے اور جو لوگ کہ لہو و رقص کی دعوت دیتے ہین ان کی نفی کرنا از روئے صیانت زیادہ ابلغ اور از روئے دیانت زیادہ امثل ہے تاکہ عام مومنین سے یہ فتنہ ختم ہو جائے - ذخیرہ مین آیا ہے کہ رقص کرنا گناہ کبیرہ ہے اور جو بعض مشائخ سے رقص سرزد ہوا ہے حالت سماع مین اس کی حرکت مرتعش کی حرکت کے مشابہ ہے -

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہین کہ -

جہلاء صوفیہ نے سماع مین یہان تک غلو کیا ہے کہ عورتون کا یا آلات کے ساتھ گانا سنتے ہین حدیث شریف مین دونون کی سخت مذمت کی گئی ہے - (مشکوۃ شریف باب الشرائط الساعۃ فصل سوم حدیث ۳ - ۴ -)

آداب و شرائط :

صوفیاء کرام نے سماع کے لئے جو آداب و شرائط بیان کئے ہین - وہ نہایت واضح ہین - اگر وہ شرائط موجود ہون تو سماع جائز ہے - وہ شرائط حسب ذیل ہین -

۱ - سماع بالمزامیر نہ ہو یعنی راگ کا ساز و سامان موجود نہ ہو -

۲ - آواز سے دل مین فسق و فجور پیدا ہوجانے کا ڈر نہ ہو -

۳ - محفل سماع کے سب شرکاء صوفی ہون یہان تک کہ قوال بھی فاسق نہ ہون -

۴ - سماع کا مقصد عبادت اور نیک کامون کی ترغیب دلانا ہو -

۵ - (عورت تو درکنار) نو عمر لڑکے بھی سماع مین موجود نہ ہون -

۶ - سماع کی جگہ عوام سے خالی ہو -

پیر و مرشد سماع کے وقت موجود ہو اور

۷ - اہل دنیا اور مبتدع محفل سماع مین موجود نہ ہون - (عوارف المعارف (اردو ترجمہ) =

~~فلسفہ کی کتابوں کے سبب لوگوں کے عقائد میں ترد~~

فلسفہ اورعلم کلام کے بارے میں حضرت میان صاحب جمکنیؒ کی رائے -

حضرت میان صاحب جمکنیؒ ان علماء حقانی میں سے ہیں جنہوں نے فلسفۂ یونان کی پرزور الفاظ میں تردید فرمائی ہے - آپ نے اپنے دور میں جب لوگوں کے "فساد عقائد" کے اسباب کا کھوج لگایا تو معلوم ہوا کہ اس مرض کا اصل سبب فلسفہ کی کتابوں کی کثرت ہے - جس کی وجہ سے نو آموز طلباء اپنی کم علمی کے سبب تردد و تذبذب کا شکار ہوکر راہ راست سے بھٹک جاتے ہیں (۱) "المعالی" کا سبب تصنیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ -

"تردید در عقائد بہ سببِ کتبِ فلسفیہ شائع گشتہ و چون اکثر فضلاء از عقیدۂ اہل سنّت و جماعت عاری بودند بلکہ عقیدۂ فلسفیہ درپیش گرفتند دعاگوئی لاجار برائے ارشاد مسلمانان تنقیح آوردہ عقیدۂ صحیحہ سنّیہ سَنیّہ مختار برآورد" -

فلسفہ کی کتابوں کے سبب (لوگوں کے) عقائد میں تردّد و اختلاف پیدا ہوا اور چونکہ اکثر علماء و فضلاء اہل سنّت والجماعت کے عقائد سے عاری تھے بلکہ فلاسفہ کے عقیدہ کو اپنایا دعاگوئی (محمّد عمر) نے مجبوراً مسلمانوں کے ارشاد و ہدایت کے لئے عقائد کی تنقیح کرتے ہوئے اہل سنّت والجماعت کا صحیح اعلیٰ اور پسندیدہ عقیدہ پیش کیا

---

== از سید رشید احمد اشاعت اول طبع لاہور ۱۹۶۲ء ص ۲۲۳ - ۲۴۳ -

کشف المحجوب طبع نوائے وقت پرنٹرز لاہور ۱۹۶۸ء ص ۴۴۳ - ۴۸۱ -

تعرف از امام ابوبکر بن ابو اسحاق (متوفی اواخر چہارم صدی ہجری) اردو ترجمہ ڈاکٹر پیر محمد حسن طبع المعارف لاہور ۱۳۹۱ھ ص ۲۵۸ -

مکتوبات شیخ فقیراللہ شکارپوریؒ مطبوعہ اسلامیہ پریس لاہور - مکتوب ۸۵ ص ۳۴۸) —

ان شرائط کو پیش نظر رکھ کر جائز و ناجائز سماع کی تعیین نہایت آسان ہوجاتی ہے اور یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ صوفیاء کرام سماع سے کیا مراد لیتے ہیں اور ان کے ==

فرماتے ہین کہ اُمم سابقہ مین سے اکثر کافر فرقے (یعنی صابئین مجوس اور فلاسفہ بے دین) ہمیشہ سے اسلام اور مسلمانون کے خلاف مناقشہ و مجادلہ مین مصروف رہے اس غرض سے بے شمار کتابین لکھین جس کی ترویج و اشاعت کی وجہ سے عقائد مین ایک عظیم فساد رونما ہوا - فلسفہ کے اس فساد کا تاریخی پس منظر اور غرض و غایت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہین کہ -

فلاسفہ مذکور دران عصر یک فرقہ بودند فلاسفہ اصلی کہ آن کفار بودہ اند و کتب شان بہ لغت یونانی بودند ۰۰۰۰ مگر من بعد تابعین چند کس از اسلامیین اتباع کتب فلاسفہ کردند و آن عقیدہ بر بیدولتان مرغوب گشت ۰۰۰۰۰ بعضی اعمال آن کتب و سلسلہ فلاسفہ را اسلامیین مذکور بہ لغت عربی از یونانی برآوردہ بہ عربی قرار دادہ اند عقیدہ پُر فساد شان سبب خلل عقائد محمدیان گشت الٰی یومنا ہمان کتب متداولہ موقوف علیہ تحصیل شدند و از ماہیت این معنی واقف نیند کہ منشاء این شبہات از کیست و این کارخانہ ظلمت افزا را بنا بر چیست - (۱)

فلاسفہ مذکور اُس زمانے مین ایک جماعت تھی ـــــ اصلی فلاسفہ - اور وہ کافر تھے اور ان کی کتابین یونانی زبان مین تھین ۰۰ مگر تابعین اور تبع تابعین کے بعد مسلمانون مین سے کچھ لوگون نے فلاسفہ کی کتابون کا اتباع کیا - اور بدبختون کو وہ عقیدہ پسند آیا ۰۰۰۰۰ اس کے بعد فلسفہ کی کتابون کے بعض اعمال و سلاسل وہ مسلمان یونانی سے عربی مین ترجمہ کر چکے ہین ان کا عقیدہ پُر فساد محمدی مشرب حضرات کے عقائد مین خلل ڈالنے کا سبب بنا اور آج تک وہی کتابین متداول ہین اور ان پر تحصیل کا دار و مدار ہے اور اس بات سے واقف نہین ہین کہ ان شکوک و شبہات کی

---

= نزدیک سماع کا نصب العین کیا ہے - (۱) العمالی شرح امالی (قلمی) ورق ۴ -

******

(۱) العمالی شرح امالی (قلمی) ورق ۱۰ -

| | منشاء کیا ہے اور اس کارخانۂ ظلمت افزا کی بناء کس چیز پر ہے - |
|---|---|

آپ فرماتے ہین کہ فلسفہ کا اصل محرّک کفار کا عناد و تعصب اور اس کا اصل مقصد اسلام علوم اور مسلمانون کی مخالفت ہے - چنانچہ لکھتے ہین کہ -

| " منشاء آن عناداً از منکران حق است ۰۰۰۰۰ چون دین اسلام به عنایات بیغایات سبحانهٗ به دلیل قوله تعالیٰ اِنّ ھذا صراطی مستقیماً (۱) - اظهار یافته و به دلیل قوله تعالیٰ وقل جاء الحق وزهق الباطل (۲) - کارخانهٔ کفر و کافری برهم شد و صلاحیت کارخانهٔ اسلام و نُنَزّل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنین (۳) - مهیاّ ساخت و وجود پُرجود حضرت رسالت پناهی صلی الله علیه وسلم برای تکمیل مؤمنان وما ارسلناك اِلاّ رحمة للعالمین (۴) رحمت آیات آمد و هدایت سبحانی مؤمنان را اِنّ عبادی لیس لك علیهم سلطان (۵) - دستگیری کرد خاك بر سر | اس کی منشاء عناداً منکرین حق سے ہے ۰۰۰۰۰ جب دین اسلام اللّٰہ کی عنایات بیغایات سے بدلیل قوله تعالیٰ "کہ بے شک یہ میری سیدھی راہ ہے" ظاہر ہوا اور بدلیل قوله تعالیٰ "اور حق آیا اور باطل فنا ہوگیا" کفر کا کارخانہ درہم برہم ہوا اور بدلیل قوله تعالیٰ "اور قرآن سے ہم نازل کرتے ہین (ایسے احکام) جوکہ مؤمنین کےلئے شفا و رحمت ہے" - صلاحیت کارخانۂ اسلام کو مہیا کیا اور بدلیل قوله تعالیٰ "ہم نے نہین بھیجا ہے مگر مؤمنین کے لئے رحمت" حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے وُجود پُرجود اور ذاتِ رحمت آیات کا ظہور ہوا اور بدلیل قوله تعالیٰ "کہا اے شیطان) میرے بندون پر تو غالب |
|---|---|

---

(۱) سورهٔ الانعام ۶ : ۱۵۳ - (۲) سورهٔ الاسراء ۱۷ : ۸۱ -
(۳) سورهٔ الاسراء ۱۷ : ۸۲ - (۴) سورهٔ الانبیاء ۲۱ : ۱۰۷ -
(۵) سورهٔ الحجر ۱۵ : ۴۲ -

کافران که حصه نصیب آن بدولتان شقاوت پیشه ومن عصیٰ فعلیھا است در هر دو جہان گرفتاری بدولتان است " - (۱)

نہین هوسکتا " خدا کی هدایت نے مؤمنین کی دستگیری کی خاک بر سرِ کافران که ان بدبخت شقاوت پیشه لوگون کا حصه "ومن عصیٰ فعلیھا" هے اور دونون جہانون مین ان بدبختون کے لئے (مصیبت مین) گرفتاری هے -

جب اهل عناد دولت هدایت سے محروم رهے تو مسلمانون کی عداوت و مخالفت کو اپنا پیشه بنایا اور اپنی ساری همت اسی پر صرف کرکے مذهب اسلام کے خلاف مہم کا آغاز کیا - اسلام کے خلاف کتابین لکھین اور اس طرح جہنّم کے عذاب کے مستحق هوگئے - لکھتے هین -

از شامتِ شقاوت پیشگی با دین متین مزاحمان مخالفان کافران مایوسان رحمت بسیاری چیزها عناداً و فساداً به مناقشه با اهل اسلام درپیش آمدند و همتہای خود بر آن باختند و در مخالفت و عداوت پیشگی کتابہائی ساختند لکن چون فضل ایزدی شامل حال بندگان دستگیری کرد نگذاشت که از راه روند ..... و بندگان را چیزی آموخته که جگر هائی کافران ازان سوخته همگی رخت به جہنّم برده و می برند - (۲)

شامت بدبختی کی بناء پر کافر مخالفین جو خدا کی رحمت سے مایوس هین از راه عناد و فساد اهل اسلام کے ساتھ مناقشه کے لئے آگے بڑھے اور اپنی همت اسی پر صرف کی اور مسلمانون کی مخالفت مین پیشگی کتابین لکھین مگر جب خدا کے فضل و کرم نے اپنے بندون کی دستگیری کی اور ان کا شامل حال رها کسی نے بے راه روی اختیار نه کی .... اپنے بندون کو وه کچھ سکھایا جسے دیکھ کر کافر جل بھن گئے - سب جہنّم مین گئے اور جارهے هین -

---

(۱) المعالی ورق ۱۰ - ۱۱

(۲) " " ۱۴

فرماتے ہین کہ اس قسم کی کتابون کے ذریعے مسلمانون کے عقائد کو کمزور کرنے اور شکوک و شبہات مین مبتلا کرنے کی مسلسل کوشش کی گئی اور نئے نئے پیچیدہ مسائل کو چھیڑ کر تردد و تذبذب کی فضا پیدا کی گئی ۔فلاسفہ کے بے بنیاد عقائد کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہین کہ:

"در مقابل جمیع عقائد اسلامیان تردیدات و تشکیکات انداختند و آن بحث ذات و صفات و بحث افعال و اسماءو بحث کلام آوردند ازین است کہ خواندن علم کلام ممنوع گفته اند و بحث در تشبیه و مشبهه و مجسّمه می کنند که او سبحانہٗ عز شانہٗ را جوهر گویند و از اطلاق شیئیت انکار آرند ۰۰۰۰و همچنان مبحث ملائکہ و مبحث انبیاءو رسل و مبحث معراج و مبحث میزان و صراطو دوزخ و جنت و حور و قصور و خلود و نعیم و انفاس اهل جنت و استواءعلی العرش و لقاءاو سبحانه جل و علی چون بر بیدولتان معرفت آن دشوار آمد بحث به تعریض در پیش آوردند بعده پس مبحث کائنات برپا نمودند بعضی اشیاء را اوهام گویند و بعضی لا ادریه شدند و بعضی عندیه کائنات را تابع اعتقاد دانستند چنانچه از عقائد سوفسطائیه این معنی روشن است و نیز آن بیدولتان احداث مبحث جبر و قدر و نفی خیر

مسلمانون کے تمام عقائد کے مقابلہ مین شکوک و شبہات کو ہوا دی اور خدا کی ذات و صفات افعال و اسماءاور کلام مین بحث و کرید شروع کی یہی وجہ ہے کہ علماء علم کلام کو ممنوع قرار دیتے ہین ۔اور تشبیہ و تجسیم کی بحث چھیڑتے ہین کہ اللہ سبحانہٗ کو جوہر کہتے ہین اور شیئیت کے اطلاق سے انکار کرتے ہین ۔ اوراس طرح ملائکہ انبیاءو رسل معراج میزان صراط دوزخ جنت حور قصور خلود نعیم انفاس اہل جنت استواءعلی العرش اور لقاء خداوندی مین چون و چرا کرتے ہین اور جب ان بدبختون کے لئے ان (حقائق مذکورہ) کا جاننا مشکل ہوا توانکار و تعریض پر اتر آئے پس کائنات کی بحث کا آغاز کیا بعض اشیاء کواوہام سے تعبیر کرتے ہین ۔ بعض "لا ادریہ" ہوگئے اور بعض "عندیہ" ہوکر کائنات کو تابع اعتقاد سمجھنے لگے چنانچہ سوفسطائیون کے عقائد سے یہ

و شر و قدم عالم بالنوع و قدم طبع جائز
آورد قائل هیولی و صورت گشتند و انکار از
ترکیب جز لا یتجزی آوردند و بعضی منکر جن
و ملائک چیزها گفتند و تخلیق افعال العباد
من العباد گویند و در حل و حرمت ماکولات و
و مشروبات کذا و کذا گویند و حجت خرق و
التیام در معراج آرند و در وسعت بهشت و
علوم الهیه و ما سوی ذلک جزئیات هذا الفن
موشگافی در تردید و تشکیک می اندازند خداوند
تعالی حافظ و ناصر مومنان از فتنهٔ این ها
نگهدارند ۔ (۱)

حقیقت صاف روشن ہے ۔ اور نیز وہ بدبخت
احداث جبر و قدر نفی خیر و شر ، قدم عالم
عالم بالنوع اور قدم طبع کو جائز کہنے
لگے ہیولی اور صورت کے قائل ہو گئے اور جز
لا یتجزی کا انکار کیا اور بعض جنّ و ملائک
منکر ہوئے اور تخلیق افعال العباد من العباد
کے قائل ہوئے اور ماکولات و مشروبات کے حل و
حرمت کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں اور معراج
کے سلسلہ میں خرق و التیام کی دلیل پیش
کرتے ہیں اور بہشت کی وسعت اور علوم الٰہیہ
اور اس فن کے دیگر جزئیات میں شکوک و
شبہات پیدا کرتے ہیں خداوند تعالی مومنین
کا حافظ و ناصر ہو اور ان کو ان فتنوں سے
محفوظ و مامون رکھے ۔

حضرت فرماتے ہیں کہ چونکہ یہ تمام علوم فلسفیہ وہم و خیال پر مبنی ہیں
لہذا اس کے علمبردار دولت استقامت اور حلاوت دیانت سے محروم رہے ہیں ۔

" خود او شان اشاعهٔ علوم وهمیه
در پیش کرده اند بعضی اشراقیین و بعضی
خود مشائیین نامند و قواعد علمی شان علوم

خود وہ علوم وہمیہ کے پیچھے پڑ گئے ہیں بعض
اپنے آپ کو اشراقیین اور بعض اپنے آپ کو مشائیین
کے نام سے یاد کرتے ہیں اور ان کے قواعد علمی

(۱) المعالی ورق ۱۱ ۔

هیئت فلکی است کہ منازل افلاک و کواکب سیارہ و ثوابت و سیر کواکب فوق السماء و تحت الارض و گردش فلک و قواعد تثلیث و تربیع و تسدیس و امثال ذٰلک من قواعد القرآن فیما بین النجوم وبحث فیما بین العناصر وھوا و خلاء و ملاء و حیوان و انسان و معادن و جبال و ابحار و امطار و اشجار و ریاح و ماسوئ ذٰلک من علومہم مشغول ساختہ کہ نہ دران ذکر دین است و نہ حصول یقین است ازین است کہ اجلہ ازعلماء علوم فلسفیہ گرچہ خود را اسلامیین خوانند لکن حلاوت دیانت و حصول استقامت اصلاً نہ دارند صدق آنہا در تردید است استقامت ازکجا آرند " (۱)

علوم ہیئت فلکیات ہین - کہ افلاک و کواکب اور سیارات و ثوابت کے منازل ، سیر کواکب فوق السماء اور تحت الارض ، گردش فلک ، قواعد تثلیث و تربیع و تسدیس اور اس قسم کے دیگر مباحث سے قرآنی نجوم و عناصر و ھوا وخلاء و ملاء و حیوان ، انسان ، معادن ، جبال ابحار ، امطار ، اشجار اور ریاح وغیرہ دیگر مباحث مین مصروف رہتے ہین - کہ نہ تو ان مباحث مین دین کا ذکر ہے اور نہ حصول یقین یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے فلاسفہ اگر چہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہین لیکن حلاوت دیانت اور حصول استقامت سے یکسر عاری ہین - ان کی صداقت مشکوک ہے استقامت وہ کہان سے لائین گے -

حضرت میان صاحب چمکنیؒ بارھوین صدی ھجری مین فلاسفہ کی فلسفیانہ موشگافیون کو انتشار و انقلاب عقائد کا اصل سبب بتاتے ہین - کیونکہ جب لوگ اس کی طرف متوجہ ہو جاتے ہین تو قرآن و حدیث کا کما حقہٗ علم نہ ہونے کے باعث شکوک و شبہات کے گرداب مین پھنس کر اپنی عمر گرانمایہ کو ضائع و برباد کر دیتے ہین - لکھتے ہین -

" در سنہ یک صد و پنجاہ و ھشت | ۱۱۵۸ھ - ۱۷۴۵ء مین ایسے گوناگون تغیرات

---

(۱) المعالی ورق ۱۱ -

( ۱۱۵۸ھ - ۱۲۳۵ھ ) آفات گوناگون و روزگار بوقلمون بظہور آمد کہ آناً فاناً نوع نوع چیز ہا سرزد انقلاب در عقائد مروج گشت خصوصاً فتنہائی ابحاث علمی پر وسواس تردید انداختند و تقلیب در قواعد مذاہب کثیرالوقوع پیدا شد وکتابہائی معتبرہ مخلوط و مملو شدند از مخترعات ناشائستہ و افتراء بدخواہان نو خواستہ و دلائل زنادقہ و ملاحدہ بہ مثل نو باوہ ازخود تراشی بر فساد عقائد شائع شدند اکثر طلاب نو آموز از سبب کم علمی و عدم اطلاع بر حقیقت آیات و حدیث سبب تضییع اوقات شدید ایام عزیزہ خود را صرف بر آن شغل داشتند ۔ (۱)

پیدا ہوئیں کہ آناً فاناً قسم قسم کی چیزیں سرزد ہوئیں اور عقائد میں مروج انقلاب آیا خصوصاً شکوک و وساوس سے لبریز علمی مباحث کے فتنے شروع ہو گئے اور قواعد علمی میں رد و بدل رونما ہوا اور معتبر کتابیں بدخواہوں اور معاندین کی ناشائستہ افترا پردازیوں اور زنادقہ اور ملاحدہ کے عجیب و غریب دلائل سے بھر گئیں ( جن کی وجہ سے ) عقائد میں فساد برپا ہوا اور اکثر نو آموز طلباء کم علمی اور آیات و حدیث کی حقیقت پر عدم اطلاع کے سبب اپنا وقت ضائع کرتے ہیں اور اپنی عمر گران مایہ اسی شغل میں برباد کرتے ہیں ۔

آپ نے اس خیال کو بھی مسترد کیا ہے کہ قرآن و سنت کے علم کے حصول کے لئے فلسفہ اور علم کلام کی تحصیل مفید ہے ۔ فرماتے ہیں کہ یہ ایک خیالِ خام ہے اور طالب علم کے قواعد و ضوابط کے سراسر منافی ہے کیونکہ اکثر سادہ لوح طلباء صحیح و سقیم میں امتیاز کی استعداد نہ رکھنے کے سبب شکوک و شبہات کے سیلِ متلاطم میں ایسے بہہ جاتے ہیں کہ پھر عمر بھر ان کے لئے ساحلِ نجات پر پہنچنا محال ہو جاتا ہے ۔

---

(۱) المعانی ورق ۸ ۔

لکھتے ہیں -

" لوح سادہ لوحان رنگین بہ عقائد نامناسب گشتہ نادم حیات بہ ساحل نجات نہ رسند بلکہ طلاب نو آموز بوالہوسان چون چشم تمیز نہ داشتند و حق را از باطل جدا نمی توان کرد ہر سواد و بیاض را خط صحیح دانند و ہر ناقل و ناتراشیدہ را از جملہ اہل فضل خوانند در مفسدہ عظیم و در مہلکۂ عمیم افتادہ و عقائد ناموجہہ را دین و آئین دانستہ صحیح و سقیم بے چارہ گان نو آموز یکسان گشت گر چہ صادق العہد عالی ہمتان دامنِ علم را محکم گرفتہ اند و جویندگان عقیدۂ سلیم اند و گریزان از عقائد سقیم اند صرف ایّام بہ امید راہ نجات و رفع درجات عظمٰی اُخروی نمایند لٰکن از قواعد و ضابطۂ طلب منحرف شدہ بہ فتنہ رجماً بالغیب روی بہ کتب حکمائیہ و دہریہ آوردہ اند " (۱)

ان سادہ لوح مسلمانون کے لوح ذہن پر رنگارنگ نامناسب عقائد نقش ہوکر نادمِ حیات ہوئے نجات نصیب ہونے سے محروم ہو جاتے ہین - بلکہ نوآموز و بوالہوس طلباء ، امتیاز کی اہلیت نہ رکھتے ہوئے ، ہر کتاب کو صحیح سمجھتے ہین اور ہر کُندہ ناتراش کو عالم و فاضل خیال کرتے ہین - ایک عظیم فساد و ہلاکت کے شکار ہوگئے کیونکہ ان کے بے بنیاد عقائد کو دین و آئین مان کر صحیح وسقیم کو بے چارے یکسان تصور کرنے لگے ہین - اگر چہ عالی ہمّت ، صادق العہد دامنِ علم کو مضبوط پکڑے ہوئے ہین اور عقائد سقیمہ سے احتراز کرتے ہین اور اپنی عمر راہ نجات اور رفع درجات کے حصول کی اُمید مین صرف کرتے ہین مگر قواعد اور ضابطۂ طلب سے منحرف ہوکر رجماً بالغیب فتنہ مین مبتلا ہو کر حکمائیہ اور دہریین کی کتابون کی طرف متوجہ ہوئے ہین -

---

(۱) المعالی ورق ۸ -

فرماتے ہیں کہ طلب حق اور حصول علم دین کے سلسلے میں طالب علم کے لئے بنیادی ضرورت یہ ہے کہ اولاً قواعد صحیحہ کے مطابق کلام اللہ کی تلاوت سیکھ کر کسی متقی سلیم الطبع اُستاد سے بقدر ضرورت لفظی ترجمہ سیکھے اور اس کے بعد صرف و نحو اور علم فقہ کا حصول ضروری ہے ۔ لکھتے ہیں کہ :

" اول کلام اللہ را بہ قواعد صحیح دریابد من بعد آن تفاسیر را و من بعد آن حلاوتِ علم فقہ بہ حصول آرد بلکہ من بعد حصول تلاوت کلام اللہ تعالیٰ ترجمہ قرآنی مقدار تحت لفظی از اُستاد متقی سلیم الطبع بقدر مایحتاج وقوف بر مدلول حاصل نماید و همین قدر ما یحتاج از علم فقہ تا هدایہ و بعضی شروح کہ سواد علم عربیت من حیث العمل بدست آرد وفیما بین ترجمہ قرآنی و فقہ مذکور کہ صرف و نحو برحصول فقہ روآرد تکمیل آن بوجہ احسن دست خواهد داد و اگر تا کافیہ و شرح ملا بدست آید غنیمت است غایت الطلب من بعد ترجمہ قرآنی مذکور قواعد صرف و نحو فقہ از جمیع ضروریات اهلِ سلیم است " (۱)

کہ پہلے پہل کلام اللہ کو قواعد صحیحہ کے مطابق سیکھیں اس کے بعد تفاسیر اور علم فقہ حاصل کریں بلکہ حصول تلاوت کے بعد کسی متقی سلیم الطبع استاد سے بقدر حاجت وقوف برمدلول کے مطابق تحت اللفظ ترجمہ سیکھیں اور علم فقہ ہدایہ تک اور بعض دیگر شروح عربی کو پڑھے لیکن اگر ترجمہ اور فقہ کے درمیان میں صرف و نحو سیکھنے کا موقعہ ہاتھ آئے تو حصول فقہ کی تکمیل احسن طریقے پر ہو جائے گی اور اگر کافیہ اور شرح ملا تک پڑھنا میسر ہو جائے تو غنیمت ہے ۔ غایت الطلب ترجمہ کے بعد قواعد صرف و نحو و حصول فقہ دین متین کے جملہ ضروریات میں سے ہے ۔

---

(۱) المعالی ورق ۸ ۔

اس کے علاوہ علوم دینیہ کے جو دیگر جزئیات ہیں آپ ان کے حصول کی بھی ترغیب دیتے ہیں ۔ مگر اس سلسلے میں آپ کا اصول یہ ہے کہ صرف اس چیز کو اپنا مطلوب بنایا جائے ۔ جو انجام کے لحاظ سے مفید اور کارگر ہو ۔ لکھتے ہیں ۔

" و سوائی ازان هز جزئیات علوم دینیه دریابد طلب چیزی باید که درآن سوال آن بروز قیامت از فضل و کرم نجات شده آید پس در روز قیامت از علوم منطقیه و حکمائیه که بعضی دهریه و بعضی فلاسفه و بعضی کتب معتزله باشد و ما سوائی ذلک من کتب غیر المعمول سوال نه کرده خواهد شد و بر حصول آن البته که سوال کرده خواهد شد که چرا تضییع وقت کردید " (۱)

اس کے علاوہ دیگر جزئیات علوم دینیہ کو حاصل کرنے (مگر) اس چیز کی طلب کرنی چاہئے جس کے بارے میں قیامت کے دن سوال و جواب ہوگا اور جس کی برکت سے نجات ملے ۔ علوم منطقیہ اور دہری و معتزلہ فلاسفہ کی کی کتابوں کے مطالعہ کے بارے میں باز پرس نہیں ہوگی البتہ اگر سوال ہوگا تو یہ کہ کیوں اس میں اپنا وقت ضائع کیا ہے ۔

آپ علم سے زیادہ عمل اور ظاہر سے زیادہ باطن کی صفائی پر زور دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں بزرگان دین کی کتابوں کے مطالعہ کی ترغیب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کہ :

" واگر فرصت ایام حیات باشد کتب بزرگان مطالعه نماید که صفائی صدر و کمال یقین را واسطه است هر چه کوشد در عمل کوشد نه " (۲)

اور اگر فرصت حاصل ہوئی تو بزرگان دین کی کتابوں کا مطالعہ کریں جوکہ صفائی صدر اور کمال یقین کے حصول کا ذریعہ ہے جتنی کوشش کی جائے عمل میں کوشش کی جائے ۔

---

(۱) المعالی ورق ۸ ۔ (۲) ایضاً ورق ۸ ۔

علم دین کے حصول کے اصول بتلاتے ہوئے فرماتے ہین کہ ہر سواد و بیاض قابل اعتماد نہین بلکہ دینی معلومات حاصل کرنے کے لئے صرف ان کتابون کی طرف رجوع کرنا چاہئے جس کے مصنف کا نام اور عقیدہ معلوم ہو ورنہ وہ بازیچہ مفسدہ ہوگا - جسے لائق التفات ہی نہین سمجھنا چاہئے لکھتے ہین -

" سندی از اسانید دین متین جویند از کتابی کہ نام راوی و عقیدہ اش معلوم باشد من بعد آن کتابش بر اعتبار من حیث العمل در توحید و طاعت حضرت پروردگار عالم و عالمیان معتبر بہ اعتبار کلیت عمل را شاید و اگر اسم مصنفش نامعلوم است و عقیدہ فاسدہ اش نامعقول و مذہبش مجہول است آن کتاب نیست مگر لفظ ایست بے اصل کہ اعتبار و اعتقاد و انقیاد بر آن نہ شاید خوف آن باشد کہ آن بازیچہ مفسدہ شیطان خواہد بود چرا کہ عقائد فاسدہ و اقوال ناموجہہ درین زمانہ بسیار شدند بسیاری از کتب بے اعتبار گشتند و ہر سواد بیاض را کتاب معمول ندانی چرا کہ ہفتاد و دو ملت را نیز کتابہا بودہ اند بہ تحقیق تمیز فیما بین المذہب و مشارب ہر طالب نوآموز را درکی نیست نہ شود کہ عقیدہ مفخرزہ ــــــــ را برباد دہد "[1] -

دین متین کی دلیل ایسی کتاب سے تلاش کرنی چاہئے جس کا راوی اور اس کا عقیدہ معلوم ہو اس کے بعد وہ من حیث العمل توحید و طاعت کے سلسلے مین وہ معتمد ہے اور بہ اعتبار کلیت لائق عمل ہے اور اگر اس کے مصنف کا نام اور اس کا عقیدہ فاسدہ معلوم نہین اس کا مذہب مجہول و نامعلوم ہے ایسی کتاب کتاب نہین بلکہ ایک بے لفظ اصل لفظ کے مانند ہے جو کہ اعتبار اعتقاد اور انقیاد کی لائق نہین اس بات کا خدشہ ہے کہ وہ شیطانی کھلونا ہو اس لئے کہ اس زمانے مین نامعقول عقائد کی بہتات ہے اکثر کتابین غیر معتبر ہوگئی ہین - ہر سواد و بیاض کو کتاب نہ سمجھو اس لئے کہ ۷۲ گروہون کی بھی کتابین گزر چکی ہین - ہر طالب نوآموز مین یہ استعداد موجود نہین کہ صحیح و غیر صحیح مذہب مین امتیاز کر سکے ایسا نہ ہو کہ عقیدہ

(۱) المعالی ورق ۱۰ -

علمِ دین کے حصول کے اصول بتلاتے ہوئے فرماتے ہین کہ ہر سواد و بیاض قابل اعتماد نہین بلکہ دینی معلومات حاصل کرنے کے لئے صرف ان کتابون کی طرف رجوع کرنا چاہئے جس کے مصنف کا نام اور عقیدہ معلوم ہو ورنہ وہ بازیچہ مفسدہ ہوگا ۔جسے لائقِ التفات ہی نہین سمجھنا چاہئے لکھتے ہین ۔

" سندی از اسانیدِ دینِ متین جویند از کتابی کہ نامِ راوی و عقیدہ اش معلوم باشد من بعد آن کتابش پُر اعتبار من حیث العمل در توحید و طاعہ حضرت پروردگار عالم و عالمیان معتبر بہ اعتبار کلیہّ عمل را شاید و اگر اسم مصنفّش نامعلوم است و عقیدہ فاسدہ اش نامعقول و مذھبش مجہول است آن کتاب نیست مگر لفظ ایست بے اصل کہ اعتبار و اعتقاد و انقیاد برآن نہ شاید خوف آن باشد کہ آن بازیچہ مفسدہ شیطان خواھد بود چرا کہ عقائد فاسدہ و اقوال ناموجہہ درین زمانہ بسیار شدند بسیاری از کتب بے اعتبار گشتند و ہر سواد بیاض را کتاب معمول ندانی چرا کہ ھفتاد و دو ملت را نیز کتابہا بودہ اند بہ تحقیق تمیز فیما بین المذھب و مشارب ہر طالب نوآموز را درکی نیست نہ شود کہ عقیدہ خود را برباد دھد "۔ (۱)

دین متین کی دلیل ایسی کتاب سے تلاش کرنی چاہئے جس کا راوی اور اس کا عقیدہ معلوم ہو اس کے بعد وہ من حیث العمل توحید و طاعت کے سلسلے مین وہ معتمد ہے اور بہ اعتبار کلیت لائق عمل ہے اور اگر اس کے مصنف کا نام اور اس کا عقیدہ فاسدہ معلوم نہین اس کا مذہب مجہول و نامعلوم ہے ایسی کتاب کتاب نہین بلکہ ایک بے اصل لفظ کے مانند ہے جو کہ اعتبار، اعتقاد، اور انقیاد کی لائق نہین اس بات کا خدشہ ہے کہ وہ شیطانی کھلونا ہو اس لئے کہ اس زمانے مین نامعقول عقائد کی بہتات ہے اکثر کتابین غیر معتبر ہوگئی ہین ۔ہر سواد و بیاض کو کتاب نہ سمجھو اس لئے کہ ۷۲ گروہون کی بھی کتابین گزر چکی ہین ۔ہر طالب نوآموز مین یہ استعداد موجود نہین کہ صحیح و غیرصحیح مذہب مین امتیاز کر سکے ایسا نہ ہو کہ عقیدہ

(۱) المعالی ورق ۱۰ ۔

عزیزہ کی بربادی کا موجب بنے -

آپ نے فلسفہ کی کتابون کے مطالعہ کی نہایت شدت کے ساتھ مخالفت کی ھے - فرماتے ھین کہ یونانی فلسفہ کی کتابون کے مطالعہ اور درس و تدریس سے بجز ضرر اور نقصان کے کسی منفعت کی کوئی امید نہین ھوسکتی - قرآن و حدیث کے ھوتے ھوئے کفار کی کتابون کی طرف رجوع کرنا مسلمانون کی بے حسی اور بے غیرتی کی علامت ھے - لکھتے ھین کہ :

" دروقت نزول قرآن کفار از یہود و نصارٰی و صائبین و مجوس مزاحمین و مخالفین بودند من بعد آن دھریہ و فلاسفہ زاید آمدند در دیانت و امانت جوفہا می زنند و بہ آیات قرآنی مزاحمت دارند پس کسی کہ مزاحم و مخالف کلام اللّٰہ است آن دشمن خداوند تعالٰی کافر است بہ کافران چہ موافقت و از کتب آنہا چہ منفعت ......... حیف ھزار حیف کہ مؤمنان صالح بے غیرت شدہ کتابہائ کفار را مطالعہ می نمایند باوجود آنکہ کتب دینیہ از عجائب ملک و ملکوت خبردارند وکوتاھی درین ھیچگہ نیاوردہ اند "(1) -

نزول قرآن کے وقت یہود و نصارٰی اور صائبین و مجوس مخالف و مزاحم تھے اس کے بعد دھریہ اور فلاسفہ آئے کہ قرآن کی دیانت اور امانت مین گفتگو کرتے ھین اورآیات قرآنی کی مخالفت کرتے ھین - پس جو کوئی کلام اللّٰہ کا مخالف ھے وہ دشمن خدا کافر ھے - کفار کے ساتھ کیا موافقت ھوگی اوران کی کتابون سے کیا منفعت حاصل ھوگی .... افسوس ھزار بار افسوس کہ مؤمنین صالحین بے غیرتی کا شکار ھوگئے کفار کی کتابون کا مطالعہ کرتے ھین اور درآنحالیکہ دینی کتابین مُلک و ملکوت کی عجائبات سے آگاہ کرتی ھین اور اس سلسلے مین کوئی کوتاھی نہین کی ھے -

---

(1) المعالی ورق ۹ -

فرماتے هین که جو لوگ ان عقائد فاسده کے علمبردار هین وه خدا کی درگاه مین مردود هین - پس جو اسی قسم کے عقائد و اقوال کی پیروکاری کا دعوی کرتے هین وه کس طرح خدا کی رحمت کے مستحق اور خدا کی درگاه مین مقبولیت کے امیدوار هوسکتے هین -

" معلوم باد که خوانندهٔ علوم فلسفیه و دهریه و تناسخه و ماسوی ذلک من المنکرین بے وقار و بے اعتبار و سفیه روزگار و به نزد صلحاء هیچ کار و بے مدار در دین سست و در رغبت دنیا چست بے صبر و بے توکل گردِ اهل دنیا و در کوچهٔ اهل دنیا طواف کنان بحاجت کننده کفاف خوش‌آمد گوئی دنیاجوئی خواهد بود چونکه در کتب نا اهلان علامت دین و یقین نیست که استقامت گیرند و منظر رحمت شوند پس مقتدایان این علوم و قاری نبوده است در درگاه او سبحانهٗ عزّ شانهٗ چه دران درگاه مردود اند پس کسے که عاقل بر اقوال آنها باشد چگونه مقبول خواهد بود"(1)

معلوم رهے که ملحدین، فلاسفه اور اهل تناسخ وغیره بے وقار و بے اعتبار، سفهاءِ روزگار، صلحاء کے نزدیک بے مدار، دین کے کام مین سست اور دنیا کے کامون مین چست - بے صبر و بے توکل - دنیا پرست - دنیاجو اور خوش‌آمد کرنے والے هوتے هین چونکه ان نااهلون کی کتابین دین ویقین کی علامت سے خالی هیں تاکه ان کی وجه سے استقامت حاصل کی جائے اور رحمت نازل هو پس ان علوم کے پیشوا خدا کی درگاه مین بے وقار رهے هین - مردود هین - تو جو کوئی ان کے علوم کی پیروی کرے گا وه کس طرح مقبول هوگا -

فرماتے هین ~~...~~ که جس ملک کے باشندے ان عقائد فلسفیه کی طرف راغب هوکر ان کے حصول کے پیچھے پڑتے هین خداوند تعالیٰ ان کو گوناگون آفات و بلیات مین مبتلا کر دیتا هے - لکھتے ہیں کہ:

---

(1) المعالی ورق ۹ -

در هر ملکه که دستور این علم شائع گردد و اهل آن دیار برآن راغب شدند من کل الوجوه بحصول آن متوجه گردند و آن ملک ملک مسلمانان باشد آفتهائی آسمانی بر ساکنان آن دیار نازل خواهند شود و از طائفه کافران اند خود وقود النّار هستند خاحذر ایّها العاقل فاحذر من کتب الخالفین فاحذر"۔ (۱)

جس ملک میں یہ علم رائج و شائع ہوجائے اور اس ملک کے باشندے اس کی طرف مائل ہوجائیں اور من کل الوجوہ اس علم کے حصول کی طرف متوجہ ہوجائیں اوروہ ملک مسلمانوں کا ملک ہو اس ملک کے باشندوں پر آسمانی آفات و مصائب نازل ہوں گی طائفہ کفار میں شمار ہونگے اورجہنّم کا ایندھن ہیں ۔ فاحذر ایہا العاقل فاحذر من الکتب المخالفین فاحذر ۔

---

(۱) المعالی ورق ۹ ——

یہ ایک متفق علیہ امر ہے کہ ارسطو فلسفہ اور علم منطق کا بانی ہے اور سب سے پہلے اسی نے اس علم کی تدوین کی ہے ۔فلسفہ کی کتابیں چونکہ ابتداء میں عام طور پر متداول نہ تھیں لہٰذا صرف خاص خاص کتب خانوں تک محدود رہیں ۔اس قسم کا سب سے بڑا کتب خانہ دولت سامانیہ کے پاس موجود تھا اور فلسفہ ٔ ارسطو کا مقلد بوعلی سینا اسی کتب خانے کا خوشہ چین تھا ۔مگر یہ کتب خانہ بھی بوعلی سینا ہی کے زمانے میں نذرآتش ہوکر خاکستر ہوگیا ۔اور اس طرح گویا کہ فلسفہ ٔ ارسطو کا تمام اصل سرمایہ اسکی زندگی ہی میں محو ہو گیا تھا ۔

اس کے بعد بوعلی سینا نے خود فلسفہ پر قلم اٹھایا اور اس کی ہر شاخ پر نہایت کثرت سے کتابیں لکھیں جو بعد میں تمام دنیا میں پھیل گئیں ۔عباسیوں کا دور آیا تو عباسی خلفاء نے یونانی کتابوں کے ترجمے کرائے اور جس وقت امام غزالی فلسفہ کی طرف متوجہ ہوئے تو یہی سرمایہ ان کے ہاتھ آگیا ۔جسے امام موصوف نے نصاب تعلیم میں داخل کیا اور اس وقت سے یہ فن عام طور پر رواج پا گیا ۔

مسلمانوں میں ابتداء ہی سے ایک گروہ ایسا موجود تھا جس نے فلسفہ ٔ ارسطو کو مسترد

بت تراشی اور تصویر کشی

بت تراشی' جاندار ذی روح چیزوں کی تصویر سازی یا ایسی تصاویر کے استعمال کو شریعت اسلام نے حرام قرار دیا ہے - حضرت میاں صاحب جھکنیؒ نے بت پرستی کے آغاز اور بتان خمسہ یعنی (۱) "ود" "سواع" "یغوث" اور "یعوق" اور "نسر" کے رواج پر مفصل گفتگو فرمائی ہے - اور صور اشکالیہ کی جانب میلان و محبت کو بت پرستی اور اکثر اقوام سابقہ کی تباہی کی بنیاد قرار دیا ہے - بت تراش اور نقاشی سے کلی اجتناب کی تلقین کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ :

---

= کر دیا تھا - رفتہ رفتہ یہ اختلاف زور پکڑتا گیا یہاں تک کہ علامہ ابن رشد - یحییٰ نحوی ابوعلی جبائی - حسن بن موسی نوبختی اور علامہ شہرستانی جیسے نامور فلاسفہ نے اس کے رد میں معرکۃ الآراء کتابیں لکھیں -

چھٹی صدی ہجری میں یہ مذاق عام ہوگیا - فلسفہ یونان کی مخالفت میں نہایت کثرت سے کتابیں لکھی گئیں جن میں ابوالبرکات بغدادی شیخ الاشراق اور امام رازی کی تصنیفات خاص طور پر قابل ذکر ہیں - ان حضرات نے دلائل و براہین کے ذریعے فلسفہ ارسطو کے اکثر مسائل کو غلط ثابت کردیا اور بالخصوص حضرت امام رازی نے فلسفہ کے ساتھ جو سلوک کیا اور جس طرح اس کی دھجیاں اڑا دیں وہ فلسفہ کے کسی طالب سے پوشیدہ نہیں آخر میں علامہ ابن تیمیہ آئے جنہوں نے اپنے تبحر علمی اور زور بیان کے بل بوتے پر ایسا رد کردیا کہ اس کی رہی سہی عزت بھی خاک میں مل گئی - علامہ موصوف فلسفہ ارسطو کا تجزیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ : " ارسطو کا یہ حال ہے کہ الٰہیات میں اپنے کلام کی بنیاد ان مقدمات پر قائم کرتا ہے جو بالکل لغو اور بظاہر فریب ہیں " -

دوسری جگہ لکھتے ہیں -

" ہم کو اس میں نزاع نہیں ہے کہ متکلمین کے اکثر اقوال لغو ہیں لیکن اگر انصاف اور حق پسندی سے کام لیا جائے اور معلم اول (ارسطو) کے کلام کا ان متکلمین سے مقابلہ کیا جائے جو مسلمانوں کے نزدیک بدترین متکلمین ہیں (یعنی معتزلہ اور جہمیہ وغیرہ) تو صاف معلوم ہوجائے گا کہ ارسطو وغیرہ ان متکلمین کی بہ نسبت بہت زیادہ جاہل ہیں - =

" بت‌تراشی و نقاشی از استادی برهمان بن الیسیر بن جان بن الجان بن مارجه که مارجه از نار است بدان این است اختراع بتان تصویر صور بت نما که الیوم مردم بران الفت میگرند و آن را تماشای عجائب و غرائب می دانند این نیست مگر مشرب سفهاء احتراز از این اولیٰ است " (۱) -

بت تراشی اور نقاشی کا استاد برهمان بن الیسیر بن جان بن الجان بن مارجه اور مارجه آگ سے پیدا هے سمجهو -یهین سے بتون اور تصاویر بت نما کا اختراع هوگیا هے -اور آج لوگ اس کو پسند کرتے هین اور اس کو لغو عجائب و غرائب کا تماشه سمجهتے هین -یه بے وقوفون کا مسلک هے اور اس سے اجتناب کرنا اولیٰ هے -

دوسری جگه بت تراشی اور تصویر کشی کی مذمت کرتے هوئے فرماتے هین که :

" زنهار ای مسلمانان زنهار ترغیب بر صور اشکالیه نه نمائید و رغبت بران ندارید که پیشینهانرا همین هیئت شکلی طوق لعنت شده به دوزخ کشید و در عتاب قوله تعالیٰ افتعبدون من دون الله مالا ینفعکم ولا یضرکم انداخته پس نه شود که در روز قیامت در جمیع صورت پرستان بحکم من تشبه بقوم فهو (۲)

اے مسلمانو! هوشیار رهو صور اشکالیه کی ترغیب نه دو اور نه خود اس کی طرف میلان رکهو کیونکه گذشته لوگون کے لئے یهی هیئت شکلی طوق لعنت بن کر جهنم رسید هوگئے اور الله کے معتوب هوگئے -ارشاد باری تعالیٰ هے که کیا تو ان کی عبادت کرتے هو جو نه تمهین نفع دے سکتے هین اور نه نقصان ایسا نه هو که

---

= (ملخصاً ماخوذ از مقالات شبلی ج ۷ طبع اعظم گڑھ ۱۹۳۸ء ) -

*******

= (۱) ملاحظه هو فتح الباری کتاب اللباس ج ۱۰ -

ایضاً تصویر کے شرعی احکام از مولانا مفتی شفیع کراچی ۱۹۷۳ء -

*******

(۱) المعالی ورق ۹۸ -

(۲)

منھم گرفتار شدہ آید فافھم جداً واغتنم۔ (۱)

قیامت کے دن تصویر پرستوں میں شامل ہوجاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے "من تشبہ بقوم فھو منھم" فافھم جداً واغتنم۔ (۲)

اھل قبلہ کے بارے میں ایک شبہ اور اس کا ازالہ

اھل قبلہ کے بارے میں ایک شبہ اور اس کے ازالہ کے سلسلے میں فرماتے ھیں کہ بعض فرقوں کے بارے میں یہ کہا جاتا ھے کہ وہ چونکہ اھل قبلہ ھیں اس لئے ان کو اسلام سے خارج نہیں کرنا چاھئے۔حضرت میاں صاحب جمکنیؒ اس سوال کا جواب دیتے ھوئے لکھتے ھیں کہ ۔

مایان نیز حکم کفر و کافری و خروج از اسلام و نسبت بہائمیت بہ اھل قبلہ نہ کردہ ایم و نہ بہ معتزلہ این نسبت داریم اگر چہ اھل اعتزال اند لکن چون اھل قبلہ گفتہ می شود این چنین ناشائستگی بہ اھل قبلہ کی روا داریم و اگر از سر انصاف بنگرید کسی کہ منکر صفات علیا باشد آن منکر کلام اللہ و کلام اللہ صفت حق است و صفت حضرت حق قدیم است۔پس آن منکر بچہ عنوان نسبت بہ اھل قبلہ دارد کہ دلیل بر حقیقت قبلہ قولہ تعالیٰ وَّجعلنا القبلۃ التی کنت علیھا

ھم نے بھی اھل قبلہ ان کے کفر اور اسلام سے خارج کو دینے کا حکم نہیں کیا ھے اور نہ بہائمیت کی نسبت ان کی طرف کی ھے ۔اور نہ معتزلہ کے بارے میں ایسا کہتے ھیں اگرچہ اھل اعتزال ھیں لیکن چونکہ اھل قبلہ (کی جانب) میں شمار کئے جاتے ھیں تو اھل قبلہ (کی جانب) اس قسم کی ناشائستگی منسوب کرنا کیونکر جائز سمجھیں اور اگر انصاف سے دیکھا جائے تو جو کوئی کہ صفات علیا کا منکر ھے وہ کلام اللہ کا منکر ھے اور کلام اللہ خدا کی برحق صفت ھے اور خدا کی صفت قدیم ھے پس منکر کلام اللہ کس طرح اھل قبلہ ھونے کا دعوی کرتا ھے کیونکہ قبلہ تو اللہ کے کلام وجعلنا القبلۃ التی کنت

(۱) مشکوۃ شریف کتاب اللباس ۔الفصل الثانی ۔

(۲) المعالی ورق ۴۱ ۔

| (۱) است - پس اگر منکر کلام الله است کافر نیست | علیها --- سے ثابت ہے - پس اگر کلام الله کا منکر |
| --- | --- |
| پس ہیچ کس در جہان کافر نیست فقط ۰۰۰۰۰ | کافر نہیں پس دنیا میں کوئی بھی کافر نہیں فقط ۰۰۰ |
| منکران کلام الله از کفر خارج نیند خواه معتزله | کلام الله کے منکر دائرہ کفر سے خارج نہیں خواه |
| خواه نیک و خواه بد"۔ (۲) | معتزلہ ہوں خواه نیک و خواه بد - |

## عقیدہ تجدد امثال

عقیدہ تجدد امثال کے رد میں آپ فرماتے ہیں کہ اہل تناسخ کے نزدیک ایک سال میں بارہ سورج نکلتے ہیں - یعنی پہلا آفتاب مٹ جاتا ہے اور ویسا ہی دوسرا آفتاب نکل آتا ہے - پس اس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں - اول یہ کہ پہلے سورج کی موجودگی میں دوسرا سورج نکل آیا حالانکہ یہ جھوٹ ہے - کیونکہ دنیا کو وجود میں آئے ہوئے مدتیں گزر چکی ہیں - پس آسمان کو آفتابوں سے پر ہونا چاہئے تھا - حالانکہ ایسا نہیں ہے - مگر ایک سورج اور ایک چاند جن کو تمام خاص و عام اور عاقل و جاہل مشاہدہ کرتے ہیں - دوم یہ کہ پہلے آفتاب کے غائب ہونے کے بعد دوسرا آفتاب نمودار ہوا تو یہ بھی سراسر غلط ہے - کیونکہ قرآن مجید میں صرف ایک آفتاب اور ایک مہتاب کا ذکر آیا ہے - الله تعالی کا ارشاد ہے -

والشمس والقمر قدرناه منازل حتی عاد کالعرجون القدیم -

پس جہاں تک تعداد کا تعلق ہے وہ تعداد منازل ہے نہ کہ تعداد شمس و قمر -

اصحاب فکر سلیم کے لئے یہ معاملہ قابل غور ہے کیونکہ نہ تو قرآن مجید میں تجدد امثال کے اثبات میں کوئی آیت وارد ہوئی ہے نہ سرور کائنات صلی الله علیہ وسلم نے کہیں اس کا ذکر کیا ہے - اور نہ صحابہ کرام، ائمہ دین، اور علماء حقانی نے اس کو جائز سمجھا ہے - پس حیرت و عجب

---

(۱) سورہ البقرہ ۲ : ۱۲۳ -
(۲) المعالی ص ۱۹۲ - ۱۹۳ -

تعجب ہے ان لوگوں پر جو ایک طرف تو دین اسلام کا دم بھرتے ہیں اور دوسری طرف تجدّد امثال کے قائل ہیں ۔

فاحذر ایہا العاقل من ہذہ العقیدۃ الفاسدۃ فاحذر ۔ (۱)

**جھوٹی سیادت کے دعویدار اور حضرت میاں صاحب جھکٹیؒ کی رائے**

جیسا کہ ہر دور میں ہوتا ہے حضرت میاں صاحب جھکٹیؒ کے دور میں بھی ایسے نام نہاد سیّد موجود تھے جو سیادت اور اہل بیت ہونے کا دعویٰ کرتے تھے ۔مگر اس کے باوجود منہیات اور خلاف شرع امور کا ارتکاب کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہمارے سب گناہ معاف ہیں ۔آپ فرماتے ہیں کہ سادات کی شایانِ شان یہ ہے کہ وہ تمام ناشائستہ امور سے اجتناب کریں کیونکہ وہ تب قابل تقلید اور لائق احترام ہیں کہ وہ خود پیغمبر اسلام صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر عملی نمونہ پیش کریں اور جو سیادت کے دعویدار ہوتے ہوئے سنّت رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی خلاف ورزی کریں وہ سیادت کا دعویٰ کیسے کر سکتے ہیں ۔ فرماتے ہیں کہ ۔

مایان کہ پس روان پیغمبر خود ایم آنچہ پیغمبر ما آنچہ دل پرور ما و جان پرورما و بہ حق رہبر ما کردہ اند و فرمودہ اند بہ جان و دل ہواں کوشیم پس کسانیکہ دعویٰ سیادت پناہی داوند ۔ مصرع

بچہ شیر ہم شیر بود

چون حضرات انبیاء بہ گذاشتن ناشائستگیہا معصوم بودہ اند ۔پس کیکہ دعوی اہل بیتی

ہم اپنے پیغمبر (محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم) کے پیرو ہیں جو کچھکہ ہمارے پیغمبر ۔ہمارے دل پرور ہمارے جان پرور اور راہبر حق نے کہا ہے اور فرمایا ہے جان و دل سے اس (کی تکمیل) کے لئے کوشش کریں گے پس جو کوئی کہ سیادت کا دعویٰ کرتا ہے تو "بچہ شیر ہم شیر بود" کے مصداق (اسے بھی پیغمبر کے اخلاق سے متصف ہونا ضروری ہے) چونکہ انبیاء علیہم السلام ناشائستہ امور کے ترک

(۱) المعالی شرح امالی (قلمی) ص ۳۸۲ ۔

دارد گذاشتن عصیان من کل الوجوہ از دل و جان از حواس و اعضاء سبب عصمت ایشان است نہ کہ ہر چہ کنند ایشان معصوم اند بلکہ عصمت ایشان تبعی است و شرعی است و متابعت نبوی است نہ بہ خود روی فافہم جداً واغتنم ۔ (۱)

کرنے کی وجہ سے معصوم ہوئے ہیں پس جو کوئی کہ اہل بیت ہونے کا دعویٰ رکھتا ہے تو گناہ کو من کل الوجوہ یعنی دل و جان اور حواس و اعضاء سے ترک کرنا ان کی عصمت کا سبب ہے نہ یہ کہ جو کچھ وہ کریں گے وہ معصوم ہیں ( ان کو کرنے کی اجازت ہے) بلکہ ان کی عصمت تبعی ہے اور شرعی ہے ۔ متابعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے نہ کہ خود روی کی بناء پر فافہم جداً واغتنم ۔

گناہ و عصیان بدبختی ، بے شعوری ، بے اعتباری ، پیغمبر سے دوری اور شیطان لعین سے قربت کا سبب ہے ۔ اور اس کا ضرر و نقصان عقل و نقل دونوں سے ثابت ہے ۔ پس سادات سے ایسے امور کے ارتکاب کی توقع کیونکر ہو سکتی ہے ۔ فرماتے ہیں کہ .

حرام خوری و مردار خوری خوئے سگان است پس باید دید کہ مردارخور چہ قدر بے وقار است و دیگر شراب خوری است کہ زوال عقل بےہوشی و مدہوشی و خرابی و شرمندگی و پراگندگیست و بدخوئی و بدبوئی است کدام شراب خور خوشگوار است و دیگر زناکار کہ ازین سفیہ تر کسی

حرام خوری اور مردار خوری کتوں کی خصلت ہے پس دیکھنا چاہئے کہ مردار خور کتنا بے وقار ہے ۔ دوسری چیز شراب خوری ہے کہ زوال عقل ، بےہوشی ، مدہوشی ، خرابی، شرمندگی اور پراگندگی سے عبارت ہے اوربدخوئی اور بدبوئی ہے کونسا شراب خور خوشگوار ہے ۔ اور تیسرا زناکار کہ اس سے زیادہ احمق کوئی

---

(۱) المعالی ص ۵۰۶ ۔

نیست و دیگر خون ریزاست پس خون ریزی
به لاحق شرمندگی دنیا و آخرت و فتنه
انگیزی میان آدمیان است ۔ و امثال آن
گناه کبائر و صغائر محض بے مزه گی و بے
کاری و نسبت نظر حقارت و نسبت سفاهت
و بدذاتی است پس سادات راکه شریف ترین
است ارتکاب به این اعمال میراث از کی
رسیده اگر کسی که شمهٔ عقل دارد این
معامله را خواهد دریافت که سادات مقتدا
باشند و پیشوا باشند و در اعمال از همه
اعلیٰ باشند نه چنین و چنان کنندگان سادات
باشند مردم اگر پیروی چنین سادات کنند
این پیغمبر خدا را بگذاشتند معاذالله ...
پس کسانیکه دعویٰ دوستی خداوند تعالیٰ
و دوستی حبیب و قریب او نمایند ودعویٰ
سیادت کنند و سیه کاری پیشه دارند عجب
است که این معامله را از کجا پیدا آورده
اند فاحذر ایها العاقل فاحذر عن هواء النفس
و لعوف اغواء الشیطان فاحذر ۔ (۱)

نهین هے چوتهی چیز خون ریزی هے پس لاحق
خون ریزی دنیا و آخرت دونون مین موجب
شرمندگی اور لوگون کے درمیان فتنه انگیزی کا
ذریعه هے ۔ اور اس قسم کے دیگر کبیره اور
صغیره گناه محض بدمزگی بےکاری ، نظر حقارت
اور سفاهت و بدذاتی کا موجب هے ۔ پس سادات
جوکه شریف ترین هین انکو ان امور کے ارتکاب کا جواز
کس سے ورثے مین ملا هے جس مین ذره برابر بهی
عقل موجود هو اس کو یه معلوم هوگا که سادات
مقتدا ، پیشوا اور اعمال مین سب سے اعلیٰ هوتے
هین نه که ایسے ویسے اعمال کرنے والے سادات
مین شمار هونگے لوگ اگر ایسے سادات کی پیروی
کرین گے تو گویا که پیغمبر خدا صلی اللّٰه علیه
وسلم کو چهوڑ گئے معاذاللّٰه .... پس جوکوئی
خدا اور اس کے حبیب و قریب صلی اللّٰه علیه
وسلم کی دوستی کا دم بهرتا هے دعوی سیادت
کرتا هے اور بدکاری کو اپنا پیشه بنایا هوا هے
تعجب هے که یه معامله کهان سے لایا هے ۔
اے عاقل احتراز کرتے رهو اور هوائے نفسانی اور
اغواء شیطانی سے بچتے رهو ۔

(۱) تفصیلات کے لئے ملاحظه هو المعالی ص ۵۰۷ ـ ۵۱۰ ـ

## باب هشتم

## متفرقات

### سلاطین و امراء کے ساتھ روابط اور تعلقات

حضرت میان صاحب جمکنیؒ کو خداوند تعالیٰ نے فقیری میں سلطانی عطا فرمائی تھی - بڑے بڑے ذی جاہ سلاطین و امراء آپ کی درگاہ میں حاضری دنیا اپنے لئے بلکہ باعثِ فخر سمجھتے تھے - (۱) بادشاہ وقت احمد شاہ درانیؒ ان کے وزراء و امراءؒ صوبہ سرحد کے خوانین و سردار' تیمور شاہ درانی - نادرشاہ افشار - بلخ و قاشغار اور بدخشان کے فرمانروا اور بغداد و مصر کے شہزادے آپ کی قدمبوسی کے لئے جمکنی آئے اور آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا (۲) - جہان تک تاریخ افغان کے عظیم مدبّر حکمران حضرت احمد شاہ باباؒ کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ وہ آپ کے نہایت مطیع و منقاد مرید تھے - اور تخت نشینی کے بعد ۱۱۶۷ھ/۱۷۵۳ء کو جب وہ پہلی بار پشاور تشریف لائے تو حضرت میان صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ کے حلقۂ مریدین میں شامل ہوگئے - مولانا مسعود گل لکھتے ہیں کہ -

---

(۱) مولانا دادین لکھتے ہیں -

دا میان صاحب قطب مدار قطب الاغواث وگوره
چه په درگاه کښې ورته رغږي هر یو شاهِ زمان
(مناقب میان صاحب (قلمی) ورق ۸۷)

(۲) مناقب از مولانا دادین ورق ۱۵۸-۱۵۹ اور نورالبیان ورق ۴۱ - صاحبِ نورالبیان کی اصل عبارت حسب ذیل ہے -

په احمد شاه باند خبر دَيِ — دا ژوندي عَالَم اکثر دي
د خطا د ختن یار ه — باد شاهان راغلي شماره
د فقراء په صورت وو — د سوداګرو په هیئت وو

=

چه واصل په پیښور په ځمکنو شه
دې طائف پـه پیرخانو د پښتنو شه
په خدمت د میان صاحب کښې چه واصل شه
دې له نورو پیرخانو وایم فاضِل شه (۱)

پشاور پہنچ کر پٹھانون کے (مختلف) پیرخانون کی زیارت کی - مگر چمکنی جاکر جب حضرت میان صاحب چمکنیؒ کی خدمت مین حاضری دی تو اس کے بعد دیگر پیرخانون سے کنارہ کش ہو گئے -

حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے ساتھ احمد شاہ درانیؒ کے کمالِ عقیدت مندی کا یہ حال تھا کہ جب قندھار سے پشاور آتے تو آپ کی خدمت مین حاضر ہوکر قدمبوسی کا شرف حاصل کرتے - مولانا مسعود گل فرماتے ھین -

---

= د بلخ د بادشاه یاره — د راتلو واوره دلداره
د قاشقار د بدخشان — وو راغلې بـادشاهان
د بغداد د مصر گوره — شهزادگان راغلې وروره
هم له هنـده شاه نادر — د مخدوم ته شه حاضر

(نورالبیان (قلمی) ورق ۴۱ ---- خطا : چین کا ایک شہر جو مشک کیلئے مشہور ھے اور ختن : چینی ترکستان کا ایک علاقہ جہان کا مشک مشہور ھے (فیروز اللغات از مولوی فیروز الدین)) -

********

(۱) مناقب از مولانا مسعود گل مطبوعہ دھلی ۱۲۹۹ ھ ص ۶۸ ایضاً ملاحظہ ہو مجموعہ نظم ھائے افغانی مرتبہ مولوی عبدالرحیم (قلمی) ورق ۲ کتب خانہ پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی -

مولانا دادین اس بارے مین لکھتے ھین کہ :
شاهِ دران چه اسم ستاسی کړ طغرا د جبین
نورې جارې شه سلطنت د ځمکنو کامـلً
(مناقب ورق ۴۳)

چه باد شاه د زمانې جهان پناه
مسمیٰ وه په نامه د احمد شاه
ډیر محکم وه په اخلاص په اعتقاد
په خدمت د میان صاحب وه ډیر منقاد

چه به راغې پیښور ته نور به تل
په گلذار د څمکنو به وه بلبل[1]

جو اپنے زمانے کے جہان پناہ بادشاہ تھے
اور احمد شاہ کے نام سے موسوم تھے
وہ حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے ساتھ نہایت مضبوط عقیدت و اخلاص رکھتے تھے ۔ اور آپ کے بیحد تابع فرمان تھے ۔
جب پشاور آتے تو ہمیشہ گلزارِ چمکنی کے بلبل بن کر آپ کی خدمت مین حاضری دیتے تھے ۔

حضرت میان صاحبؒ کے ساتھ عقیدت اور تعظیم و احترام کا یہ عالم تھا کہ موضع چمکنی کے حدود مین داخل ہونے سے پہلے باڑہ پل کے قریب شاہی سواری سے اترتے اور پا پیادہ چل کر آپ کی خدمت مین حاضری دیتے تھے ۔[2]

سکھائے فقر کے آداب تو نے بادشاہی کو
جلال قیصری بخشا جمال خانقاہی کو[3]

بعض معاصر تذکرہ نگارون نے چشم دید واقعات کے حوالے سے لکھا ہے کہ احمد شاہ درانیؒ کو سرزمین ہند کی اسلام دشمن قوتون کے مقابلے مین جو کامیابی نصیب ہوئی

---

(۱) مناقب میان صاحب چمکنی از مسعود گل ص ۳ ۔

(۲) مناقب میان صاحب چمکنی از مسعود گل ص ۲۵ ۔

(۳) معیت الٰہیہ از شاہ عبدالغنی صاحب ص ۱۳۰ ۔
رمزی اثاوی کا شعر مولانا اشرف علی تھانویؒ کی شان مین ۔

*****

تھی اس مین ان کے پیر و مرشد حضرت میان صاحب چمکنیؒ کی دعاؤن اور روحانی تصرفات و تائیدات کا بڑا دخل تھا ۔ خان محمد ماھوری احمدشاہ درانیؒ کی فتوحات ھند کا سبب بتلاتے ھوئے فرماتے ھین ۔

په دا دهرکښې یو ځوان دې
دې په اصل کښې افغان دې
په نامه د دویم یار دې
په دا وخت کښې دې سردار دې
داد دده قوت تائید دې
هغه کس دده مرید دې
ننګیالې د خپل بادشاه دې
د تمام افغان درا دې (۱)

اس زمانے مین ایک جوان ھین جو نسلاً افغان ھین ۔ خلیفۂ دوم ( حضرت عمرؓ ) کے ھمنام ھین اور اس وقت قائد و رھنما ھین ۔ یہ ان کی قوت و تائید ھے اور وہ شخص ( احمدشاہ ) ان کے مرید ھین ۔ وہ اپنے بادشاہ کے ننگ و ناموس کے محافظ اور تمام افغانون کے لئے ( بانگ ) درا کے مانند ھین۔

اسی طرح جان محمد درانیؒ ایک چشم دید واقعہ بیان کرتے ھوئے کہتے ھین کہ ایک بار مرھٹون کے خلاف لشکرکشی مین مجاھدین اسلام کو بے حد مشکلات کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ انھون نے مسلمانون کی رسد رسانی کا راستہ بند کر دیا تھا ۔ مسلمانون نے کئی بار دریا کو عبور کرنے کی کوشش کی مگر گھاٹ معلوم نہ ھونے کی وجہ سے ناکامی ھوئی ۔ مصیبت کا وقت تھا اور بظاھر حالات نہایت حوصلہ شکن تھے ۔ ظاھری اسباب و وسائل کی ناکامی دیکھ کر احمدشاہ نے درگاہ الٰہی مین ھاتھ اٹھائے اور اپنے پیر و مرشد کے روحانی تصرف کے خواستگار ھوئے ۔ مولانا مسعود گل اس موقعہ پر احمدشاہ درانیؒ کے دعائیہ کلمات یون نقل کرتے ھین ۔

---

(۱) مناقب میان صاحب چمکنی از نورمحمد ورق ۳۹ ۔

| | |
|---|---|
| پہ پدرِ مہربان ماې تهٔ یادکړې | (روحانی) پدر مہربان کے طور پر آپ کو یاد |
| ستا فرزند پہ هند کښې بند غمونو وړې | کیا ہے ۔ آپ کا روحانی فرزند ہند میں |
| وقت دې وقت څما صاحب ملګرې کړه | غمزدہ ہیں ۔ اے میرے صاحب ۔ یہ مدد کا |
| بند پہ هند کښې د فرزند خپل دستګیرې کړه (۱) | وقت ہے ۔ میرا ساتھ دو اور ہند میں اپنے |
| | پھنسے ہوئے فرزند کی دستگیری کر ۔ |

راوی کہتا ہے کہ حضرت میاں صاحبؒ کو کشف کے ذریعے اس کا حال معلوم ہوا اور راستہ معلوم کرنے کے لئے بادشاہ کو دریا میں تیر پھینکنے کی تلقین کی ۔ بادشاہ نے ایسا ہی کیا جس کی وجہ سے راستہ کی نشاندہی ہو سکی ۔ افواج اسلامی نے اس کے بعد دریا کو عبور کیا اور دشمن پر حملہ آور ہوکر ان کو بری طرح شکست دی ۔(۲)

ہند سے واپسی پر احمد شاہ درانیؒ میاں صاحب چمکنیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فتح کے حالات بیان کرتے ہوئے میاں صاحبؒ سے مدد نہ کرنے کا گلہ کیا ۔ میاں صاحبؒ نے بادشاہ کے جواب میں فوراً اس پر گزرے ہوئے تمام حالات کی تفصیل بیان کی ۔ اس کے بعد احمد شاہ درانیؒ نے کہا کہ یہ سب کچھ درست ہے ۔ میں پیران و مشائخ کی مدد کا منکر نہیں مگر میرا مقصد یہ تھا کہ میرے امراء و سرداروں کو یقین آ جائے ۔

| | |
|---|---|
| منکر نہ یم لہ مدده د پیـرانو | میں مرشدین اور پیروں کی مدد کا منکر نہیں |
| ما یقین حاصله وهٔ د خپلو امیرانو | مگر (مقصد یہ تھا) کہ میرے امراء کو بھی اس بات کا یقین |
| | حسب ہو جائے ۔ |

احمد شاہ درانیؒ کا تخت قندھار پر جلوہ افروز ہونا بھی حضرت میاں صاحبؒ کی دعا کی مرہون منت ہے ۔ ایک معاصر مورخ اور پشتو کے مشہور شاعر اور صوفی عالم حضرت

---

(۱) مناقب میاں صاحب چمکنی از مسعود گل ص ۶۵۔
(۲) ایضاً ص ۶۵ ۔ (۳) ایضاً ص ۶۶ ۔

حافظ مرغزی کا بیان ہے کہ نادرشاہ افشار کا زمانہ تھا ۔ اور اس کے ظلم و ستم سے مخلوق خدا پر عرصۂ حیات تنگ ہو گیا تھا ۔ انہی ایام میں ایک بار آپ لاہور تشریف لے گئے ۔ اہل لاہور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نادرشاہ افشار کے ظلم و جور کی داستان بیان کرکے آپ سے مدد و دعا کی درخواست کی ۔ حافظ موصوف یہ واقعہ بیان کرتے لکھتے ہیں کہ ۔

په دنیا د ظلم اور دي لگیدلې په هرکور دي
کل عالم شه گرفتار د نادر په ظلم خوار
ته صاحب زبان اثر ئې مهربان غریب پرور ئې

دنیا میں ہر گھر میں ظلم کی آگ لگ گئی ہے ۔ تمام لوگ نادرشاہ کے ظلم میں مبتلا ہوکر ذلیل و خوار ہو گئے ۔ آپ کی گفت میں تاثیر ہے اور آپ مہربان اور غریب پرور ہیں ۔

پــه درگاه دخدائې قبول ئې
په مجلس د پاك رسول ئې
چه ته غوث ئې د جهان
درست عالم په تا ودان

آپ خدا کی درگاہ میں مقبول اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کے شرف سے مشرف ہیں ۔ آپ غوث عالم ہیں اور سارا جہان آپ پر آباد ہے

پــه نظر د دا جهان
صغیر نوك دي نمایان
مهربان ئې پــه مظلوم
دغه حال دي رامعلوم
ستا دعا ده مستجابــه
له درگاه عالیجنــا به

آپ کی نظر کے سامنے یہ ساری دنیا ایک چھوٹے ناخن کے مانند ظاہر ہے یہ مجھے معلوم ہے کہ آپ مظلوم پر مہربانی فرماتے ہیں ۔ خدا کی درگاہ میں آپ کی دعا مقبول ہے ۔

| | |
|---|---|
| ستا دعا لری اثر | آپ کی دعا مین اثر ہے یہان تک کہ |
| ماتوي د غرونو سر | پہاڑون کو بھی توڑ دیتی ہے آپ اِس |
| اوس دعا که پـه دا باب | بارے مین دعا کرین کہ نادرشاہ تباہ و |
| چه نادر که خدائې خراب | برباد ہو جائے ۔ تاکہ اور اس کا وجود گرد |
| درست عالم شي ځنې پاك | و غبار کے مانند ہوا مین اڑ کر یہ دنیا |
| په هوا شي لکه خاك | اس سے پاک ہو جائے ۔ |

حضرت میان صاحب علیہ الرحمۃ والغفران مظلوم خلق خدا کی یہ آہ و بکا سن کر بے حد متاثر ہوئے اور تھوڑی دیر سکوت و تأمل کے بعد ذات مجیب الدعوات کی بارگاہ مین ہاتھ اٹھا کر فرمایا +

| | |
|---|---|
| خدایه خاورې کړې نادر | اے خدایا ! نادرشاہ کو ہلاک کردے تو |
| ته پـه هر څیز ئې قادر | ہر چیز پر قادر ہے ۔ |
| ته قبله ئې د حاجات | اے خدایا ! تو قبلہ حاجات اور مجیب |
| ته مجیب ئې د دعوات | الدعوات ہے ۔ |
| پـه تجدید د شهر یـار | بادشاہ کی تجدید کے ذریعے یہ ملک |
| منور کړې دا دیـار | منوّر کردے |
| چه رونق شي د اسلام | تاکہ اس کی برکت سے اسلام مین رونق |
| بـر عروج راشي تمام | پیدا ہو اور رو بہ ترقی ہو جائے ۔ اور |
| مکرم شي علماء معزز شي خوشنما | تاکہ علماء معزّز و مکرم اور خوشنما ہو |

| | |
|---|---|
| | جائیں ۔ |
| بنه سني وي د چاریار | ایسا بادشاہ کہ سنّی العقیدہ ہو اور |
| شي مضبوط د دین په کار | دین کے کام میں خوب مضبوط و مستحکم ہو |
| پرې جهان کړي منـور | اس کے ذریعے یہ دنیا منوّر کردے تاکہ |
| چه پیدا شي کل ثمـر | ہر چیز میں برکت آ جائے ۔ |
| دا ارزو کـه بندګان | اے خدایا! تو مہربانی کر ۔ تیرے بندے |
| خدایه ته شې مهربان | بھی آرزو کرتے ہیں ۔ |

اس دعا کے بعد آپ نے لوگوں کی تسلّی و تشفّی فرماکر یہ بشارت دی ۔

| | |
|---|---|
| په دا لور د قندهار | قندھار کی جانب سے دوسرا بادشاہ آ |
| بل به راشي شهریار | جائے گا ۔ |
| مصفا صوفي مذهب وي | مصفا صوفی مذہب اور بلند اخلاق والا |
| په اخلاق بلند مشرب وي | ہوگا ۔ یہ جو بھی پوشیدہ اسرار تھے |
| په تقدیر چـه وو اسرار | دنیا میں ظاہر ہوئے ۔ |
| پـه عالم شـو نمودار (۱) | |

احمدشاہ درانیؒ کو اس حقیقت کا اعتراف تھا کہ اس کا تاج و تخت اور شان و شوکت میاں صاحب چمکنیؒ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے ۔ اور کئی مواقع پر اس کا اظہار بھی کیا ہے - - (۲)

احمدشاہ درانیؒ جب قندھار میں تخت سلطنت پر متمکن ہوئے تو اس وقت ھندوستان میں مغلوں کی حکومت کا آفتاب لبِ بام تھا ۔ اور ہر شعبہٴ حیات میں زوال و انحطاط کے

---

(۱) شاھنامہ احمدشاہ ابدالی از حافظ پشاور ۱۹۶۵ء ص ۲۵ ، ۲۶ ۔
(۲) مناقب میاں صاحب چمکنی از مسعود گل ص ۳۱ ۔

اثرات رونما ہوئے تھے ۔ ہر طرف بدنظمی اور طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا ۔ مرہٹون سکھون اور جاٹون کے قتل و غارت گری کا بازار گرم تھا ۔ اور ہندوستان کے مسلمانون کی حالت ناگفتہ بہ تھی ۔ حالات کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد اٹھارہوین صدی کے نامور مدبّر اور عظیم محرّک حضرت شاہ ولی اللہؒ نے مسلمانون کو کفار کے دست ظلم سے نجات دلانے کے لئے ایک ہمہ گیر مہم کا آغاز کیا ۔ ایک طرف مسلمانان ہند کو منظم اور بیدار کرنے کی تحریک چلائی تو دوسری طرف اسلام پر کفار کے یلغار کی روک تھام اور مرہٹون سے خلاصی دلانے کی خاطر کسی مصلحؒ بہادرؒ اور غیرت مند مسلمان بادشاہ کی تلاش و جستجو مین رہے ۔ اس غرض سے آپ نے چاردانگ سے دنیا مین اپنی دوربین نظر دوڑائی تو حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے مرید و عقیدت مند فرمانروا احمدشاہ درانیؒ پر ان کی نظر انتخاب پڑی ۔ چنانچہ ایک خط مین سرزمین ہند کے مسلمانون کی حالت زار لکھ کر ان کو ہندوستان پر حملہ کرنے کی دعوت دی ۔ احمدشاہ درانیؒ کو جب حضرت شاہ صاحب کا دردانگیز خط ملا تو بے حد متأثر ہوئے اور ہند پر لشکر کشی کے ارادے سے قندھار سے روانہ ہوکر چمکنی پہنچے ۔ حضرت میان صاحب چمکنیؒ کو اپنے ارادے کی اطلاع دی اور دعا و مدد کی درخواست کی ۔ اس موقعہ پر حضرت میان صاحبؒ نے احمدشاہ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ ۔

مین قدم بہ قدم تمہارا مددگار ہون تمہارے دل مین اسلام کی محبت ہے ۔ جو ہدایات ابتداء مین تمہین دی گئی تھین ان پر تمہارا عمل رہا ہے ۔ مین تمہین کامیاب دیکھتا ہون ۔ تمہارا سینہ غیرتِ ایمانی سے لبریز ہے انشاء اللہ تمہاری فتح یقینی ہے ۔ تمہارے لشکر مین خدا کے نیک بندے شامل ہین ۔ مرہٹے تمہارا مقابلہ نہین کر سکتے جاوٴ خدا تمہین کامیابی و کامرانی سے ہمکنار فرمائے ۔[1]

---

(۱) ننگیالی پشتانہ ( پشتو ) از الحاج محمد خاضیر ہلالی ص ۱۳۳ ، پشاور ۱۳۷۷ھ

حضرت میان صاحبؒ نے بادشاہ پر بے حد مہربانی فرمائی اور " همراه خود همه وقت مرا پندازی[1] " کی یقین دہانی[2] کی اور ان کو اپنے پیر و مرشد حضرت سراالاعظمؒ کی خدمت مین حاضر ہونے کی ہدایت کرکے ان کو خدا حافظ کہا[3] ۔

اس تاریخی جنگ مین آپ نے ہر قسم مادی اور روحانی مدد فرمائی کیونکہ ایک طرف اگر آپ درگاہ الٰہی مین مسلمانون کی فتح و نصرت کے لئے دونون ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے تو دوسری طرف آپ کے ہزارون مرید و معتقدین میدان کارزار مین سر بہ کف ہوکر دشمنان اسلام کے خلاف صف آراء نظر آتے ہین ۔

تاریخ شاہد ہے کہ ان مقبولانِ خداوندی کی دعاؤں کا اثر یہ ہوا کہ باوجود قلت ساز و سامان اور قلت تعداد کے اپنے سے کئی گنا طاقتور لشکر کو تہس نہس کردیا اور حضرت شاہ ولی اللہ کے " سجائے ہوئے میدان کارزار " مین ان کو ایسی شکست فاش دی جس نے تاریخ کا رخ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بدل دیا[4] ۔

---

= اولیائے کرام سلسلہ مطبوعات اباسین نمبر ۳ مضمون " د حکمتو میان عمر صاحب " از مولانا لطف اللہ صاحب ص ۱۰۸ ۔

روحانی تڑون ازعبدالحلیم اثر ص ۲۸۷ ، پشاور ۱۹۶۶ء ۔

تذکرہ علمائے سرحد از مولانا امیرشاہ قادری ص ۹۸۔

******

(۱) ترجمہ = مجھے ہر وقت اپنے ساتھ تصور کرنا ۔

(۲) تذکرہ علماء و مشائخ سرحد ص ۹۸ ۔

(۳) مجموعہ نظم ہائے افغانی ( قلمی ) کتب خانہ پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی ۔ ورق

(۴) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ۔ شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات از خلیق احمد نظامی ص ۱۶ ۔ ۱۸ علیگڑھ ۱۹۵۰ء ۔۔۔۔

مذکورہ واقعات کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے =

= کہ حق و باطل کی اس کشمکش میں دو نامور تاریخ ساز ہستیوں یعنی حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کو بڑی اہمیت حاصل ہے ۔ کیونکہ جب حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ نے احمدشاہ درانی کو ہند پر لشکر کشی کرنے کی دعوت دی اور احمدشاہ درانی نے اس خط کا جواب اثبات میں دیا تو اس وقت شاہ صاحب موصوف نے سرزمین ہند میں اپنے معتقدین و متوسلین کو منظم کرکے حالات سازگار بنانے کی مہم کا آغاز کیا ۔ دوسری طرف سرزمین سرحد میں جناب میاں صاحب چمکنیؒ نے احمدشاہ درانی کو ہر قسم کی مدد و معاونت کی یقین دہانی کی اور مجاہدین اسلام کو جہاد کے لئے تیار کرنے لگے ۔ اس پوری مہم میں آپ نے مرکزی کردار ادا کیا ہے ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جب مجاہدین اسلام کفار ہند پر یلغار کے لئے جب پشاور پہنچے تو بادشاہ اسلام یہاں سے کوچ کرنے سے پہلے میاں صاحب کی خانقاہ میں حاضری دیتا ہے اور آپ کی دعا کے شمشیر آبدار سے مسلح ہوکر دشمن پر حملہ آور ہوتا ہے ۔ فتح و نصرت کے بعد جب لشکر اسلام واپس آتا ہے تو شاہِ زمان احمدشاہ دوران حالات جنگ سناتا ہوا پھر درگاہِ عالی جاہ میں حاضر نظر آتا ہے ۔ ( مناقب از مولانا دادین ورق ۱۴۹ ، مناقب از مولانا مسعودگل ص ۶۳ ، ۶۸ ، ۶-۷ ، ۲۵-۲۷ ) ۔

ان دونوں حضرات نے کفار ہند کے خلاف جس مہم کی بنیاد رکھی تھی اس کے بہت دور رس نتائج برآمد ہوئے کیونکہ سید احمد شہید بریلویؒ کی ۱۲۴۶ھ کی اور حضرت سید اسماعیل شہیدؒ کی ۱۳۴۲ھ کی جدوجہد اور اس کے مابعد کی تمام تحریکات میں خصوصیت کے ساتھ یہی عناصر کارفرما رہے ۔ ان تحاریک میں جن حضرات نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور مالی و جانی قربانیاں دیں ان میں ایک طرف اگر حضرت شاہ ولی اللہؒ کے مکتب فکر درخشندہ ستارے موجود تھے تو دوسری طرف اس خطہ ارض میں جن لوگوں نے اس تحریک کو لبیک کہکر اس کا ساتھ دیا ۔ ان میں سے اکثر و بیشتر حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کی خانقاہ عالیہ سے وابستہ تھے ۔

ان واقعات سے اس بات کی بھی شاہدی ہوتی ہے کہ ان دونوں مکاتیب فکر کے علماء و مشائخ اور معتقدین و متوسلین کے درمیان گہرا روحانی ربط موجود تھا جس نے =

احمد شاہ درانیؒ کو جب کوئی مشکل پیش آتی تو میاں صاحب چمکنیؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر دعا کی درخواست کرتے - ملا یوسف درانی بیان کرتا ہے کہ احمد شاہ درانی کے تیمور شاہ کے علاوہ اور کوئی نرینہ اولاد نہ تھی اور اس کو اس بات کا بہت صدمہ تھا - چنانچہ اہل حرم کی خواہش پر حضرت میاں صاحبؒ کو ایک عریضہ لکھا جس میں دعا کی درخواست کی گئی تھی - بادشاہ اس سلسلے میں بذات خود بھی حاضر خدمت ہوئے اور زبانی اپنا مقصد بیان کرکے آپ کے سامنے تعظیماً سر جھکائے ہوئے تشریف فرما تھے - مولانا مسعود گلؒ شاہ درانی کی اس وقت کی کیفیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ -

زبانی ہم حال احوال شہ ورمبین
شاہ لہ شرمہ سرنگون گورہ زمین (۱)

زبانی بھی تمام حال بیان ہوا -
اور بادشاہ شرم و حیا کے مارے سرنگوں ہوکر نیچے دیکھتا تھا -

حضرت میاں صاحب چمکنیؒ متوجہ ہوکر ان کے حق میں دعا فرمائی - مجیب الدعوات کی درگاہ میں دعا کو شرف قبولیت حاصل ہوا - جس کے نتیجے میں ان کے ہاں یکے بعد دیگرے شہزادہ سلیمان - شہزادہ سکندرشاہ - شہزادہ سنجر اور شہزادہ فیروز پیدا ہوئے - (۲)

ایک بار احمد شاہ درانیؒ نے ہرات پر لشکر کشی کی - مسلسل تین ماہ تک یہ مہم جاری رہی مگر کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا - مجاہدین کو تکلیف تھی چنانچہ بادشاہ نے ایک عریضہ لکھا اور اس میں آپ سے دعا کی درخواست کی - قاصد نے جاکر آپ کو خط دیا - چنانچہ آپ نے فوراً دست بہ دعا ہوکر خدا سے فتح و نصرت کی درخواست کی - اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ اسی دن قلعہ

---

== ایک پورے دور کو نہایت ہمہ گیر انداز میں متأثر کیا ہے - واللہ اعلم -

(روحانی تڑون از عبدالحلیم اثر ص ۹۱۹ - ۹۲۰)

*********

(۱) مناقب میاں صاحب چمکنی از مسعود گل ص ۱۷ - (۲) ایضاً ص ۱۸ -

کی ایک دیوار اچانک گھوکر زمین بوس ہو گئی اور اس طرح بآسانی ہرات کا یہ مضبوط قلعہ مسلمانون کے ہاتھون فتح ہوگیا - مولانا دادین نے خوب لکھا ہے کہ -

به ازل کښ چه خدائې اوسپنه پیدا کړه
دائې دوه نیمه لا هلته هوېــــدا کړه
ساز له نیمې شهٔ شمشیر له بادشاهانو
بله نیمه ئې کړه ژبـــــه د بزرګانــو
چه دا نیمه د بزرګانــو ورســره شي
تیغ هاله د بادشاهانــو نوربوره شي (۱)

جب ازل مین خدا نے لوہا پیدا کیا تو وہین اس کے دو حصے کر دئیے -
ایک حصہ سے بادشاہون کی شمشیر وجود مین آئی اور دوسرے آدھے حصے سے بزرگانِ دین کی زبان پیدا ہوگی - جب بزرگون کا یہ آدھا حصہ اس کے ساتھ مل جاتا ہے تب بادشاہون کی تلوار مکمل ہوکر (غلبہ حاصل کرتی ہے)

احمد شاہ درانیؒ آپ کے مشورون اور ہدایات کو بہت اہمیت دیا کرتے تھے - جب تخت شاہی پر متمکن ہوئے تو آپ کی ہدایت پر دَرِّ دران لقب اختیار کیا اور اپنے قبیلے ابدالی کا نام بھی بدل کر درانی رکھا - (۲)

احمد شاہ درانیؒ سے پہلے افغانستان کو باقاعدہ مملکت کی حیثیت حاصل نہ تھی - جب ملا احمد شاہ تخت نشین ہوئے تو حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے مشورہ سے اس کا نام "افغانستان" رکھا اور اس طرح یہ ملک ایک مستقل مملکت کی حیثیت سے دنیا کے نقشے پر نمودار ہوا - (۳)

---

(۱) مناقب میان صاحب چمکنی از مولانا دادین (قلمی) ص ۴۱ -
(۲) احمد شاہ از پروفیسر گنڈا سنگھ ص ۲۸
تنگیالی پشتانه (پشتو) از محمد خان میر ہلالی ص ۱۲۹ - ۱۳۰ طبع پشاور ۱۳۷۷ ھ
اولیائے کرام (سلسلہ مطبوعات اباسین) ص ۱۰۷ طبع پشاور ۱۹۶۴ء
(۳) تواریخ حافظ رحمت خانی مترجمہ روشن خان اشاعت دوم ص ۳۲۲ - ۳۲۳ طبع پشاور ۱۹۷۰ء

احمدشاہ درانیؒ آپ کی سفارش پر لوگوں کو جاگیریں دیتے اور آپ کی تجویز پر خانی اور سرداری جیسے مناصب پر لوگوں کو مامور کرتے ۔ مثلا علاقہ کمالزئی میں قاضی قابل اور علاقہ پشاور میں حافظ میر عبداللہؒ کو آپ کی سفارش پر قضا کے عہدے دئیے گئے (۱) ۔ اسی طرح ایک بار اپنے مرید بلندخان دولت زئی ساکن زیدہ کی سفارش کی تو بادشاہ نے تعمیل فرمان کرکے بلند خان کو خانی کا لقب عطا کیا اور علاقہ چھچھ و اتمان نامہ کا حاکم مقرر کرکے معقول جاگیر عطا فرمائی (۲) ۔

اس کے علاوہ انہوں نے میاں صاحب موصوف کی خانقاہ اور لنگرخانہ کے اخراجات کے لئے تیرہ ہزار جریب زمین بطور سیری دے دی تھی (۳) ۔ جس میں گڑھی کپورہ ، گڑھی دولت زائی ، اسماعیل زئی ، موضع چمکنی اور کچوڑی مطہ میرہ شامل ہیں (۴) ۔ کچوڑی اس سے پہلے ضابطہ خان کی جاگیر تھی لیکن کوئی قابل قدر خدمت انجام نہ دینے کی وجہ سے احمدشاہ درانیؒ نے ضابطہ خان بن رحیم خان مہمند ساکن چمکنی سے یہ جاگیر ضبط کرلی۔ اور حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کے نام منتقل کردی (۵) ۔

---

(۱) د چمکنو میاں عمر صاحب مولفہ نصراللہ خان نصر ص ۱۱ طبع پشاور ۱۹۵۱ء و تحفۃ الاولیاء ۔

(۲) تاریخ پشاور مرتبہ گوپال داس ( ۱۸۶۹ء - ۱۸۷۴ء ) ص ۲۷۶ ۔

(۳) اولیاء کرام ( مطبوعات اباسین نمبر ۳ ) ص ۱۰۸ ۔

اردو دائرہ معارف اسلامیہ اشاعت اول ج ۵ طبع لاہور ۱۹۷۱ء مضمون میاں عمر صاحب

(۴) تاریخ پشاور ص ۲۶۱ ، ۳۳۰ ، ننگیالی پختانہ ص ۱۳۳ ۔

(۵) تاریخ پشاور ص ۲۶۱ ۔

******

احمد شاہ درانیؒ کی سیرت و کردار پر آپ کے روحانی فیض کا گہرا رنگ چڑھا ہوا تھا ۔ یہی وجہ ہے کہ وہ انتظامی امور میں ہمیشہ دروغگوئی سے بہت اجتناب کرتے اور ایک صادق القول اور راسخ العقیدہ باعمل مسلمان کی حیثیت سے نہایت پراطمینان اور پاک زندگی گزارتے رہے ۔

تمنا درد دل کی ہو تو خدمت کر فقیروں کی

نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

( اقبالؒ )

حضرت میاں صاحب چمکنی ان کو خدائی اطاعت عدل و انصاف اور خدمت خلق کی بہت تاکید فرماتے ۔ آپ ان کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ ۔

تم ہر وقت اپنے خالق و مالک کا فرمانبردار رہو ۔ مخلوق تمہارا تابع فرمان ہوگی اور یاد رکھو کہ اگر تم نے اپنے خالق سے بغاوت کی مخلوق کا غلام بنوگے ۔ نماز باقاعدگی کے ساتھ ادا کیا کرو ۔ نشہ سے اجتناب کرو ۔ اگر تم بے نمازی اور نشائی بنے تو رعیت بھی بے نمازی اور نشائی بنے گی اور نتیجتاً تم سے بغاوت کرے گی ۔ (۱)

---

(۱) اولیائے کرام ( پشتو ) سلسلہؑ مطبوعات اباسین نمبر ۳ ص ۱۰۷ مضمون میاں عمر چمکنی از مولانا لطف اللہ طبع پشاور ۱۹۶۳ء ---

شاہان وقت اور امراء و حکام سلطنت کے ساتھ روابط و تعلقات رکھنا اصلاح احوال کا ایک موثر طریقہ ہے ۔ صوفیائے کرام میں اس طریق کار کے سب سے پرزور ترجمان طریقہ نقشبندیہ کے مشائخ رہے ہیں ۔ ان کا موقف یہ ہے کہ شریعت کی قوت و اشاعت سلاطین وقت کی اعانت و مدد کے بغیر میسر نہیں ہو سکتی ۔ ( رشحات عین الحیات ( قلمی ) ورق ۲۷۳ ۔ ۲۸۷ کتب خانہ اسلامیہ کالج پشاور ایضاً ملاحظہ ہو تاریخ مشائخ چشت از خلیق احمد نظامی ص ۱۹۱ طبع دہلی ۱۹۵۳ء ) ۔

خواجہ عبیداللہ احرار فرماتے ہیں کہ ۔

—

آپکی خانقاہ | حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کی خانقاہ اسلامی خانقاہی نظام کی ایک مضبوط کڑی ہے اور اس کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ بارھویں صدی ہجری میں سرزمین پاک و ہند میں اس کو نہایت اہم مرکزی حیثیت حاصل تھی اور یہاں تک کہ جب احمد شاہ درانی

---

= " اگر ما شیخی می کردیم درین روزگار هیچ شیخ مرید نمی یافت لیکن مارا کار دیگر فرموده اند که مسلمانان را از شر ظلم نگاهداریم بواسطه این به بادشاهان بالیست اختلاط کردن و نفوس ایشان را مسخر گردانیدن و به توسط این عمل مقصود مسلمین بر آوردن "

اگر ہم شیخی ( پیری و مریدی ) کرتے تو اس زمانے میں کوئی دوسرا شیخ مرید نہ پاتا ( یعنی سب ہمارے مرید ہو جاتے ) مگر ہم دوسرے کام پر مامور ہیں وہ یہ کہ مسلمانوں کو بادشاہان وقت کی وساطت سے ظلم و شر سے محفوظ رکھیں ۔ پس ہمیں چاہئے کہ ان کے ساتھ میل جول رکھیں اور ان کے نفوس کو مسخر کرکے اس طرح مسلمانوں کی مطلب براری کریں ۔

( رود کوثر مؤلفہ شیخ محمد اکرام ص ۱۲۷ طبع کراچی )

اس طرز عمل سے دربار شاہی اور ارباب اقتدار کے نفوس کو مسخر کرکے ان کو اپنا ہمنوا اور تابع بناتے ہیں ۔ ان کے عقائد و اعمال کی اصلاح ہوتی ہے اور اس طرح مسلمان ان کے ظلم و ضرر سے محفوظ ہو جاتے ہیں ۔ دوسری طرف جب امراء وسلاطین کو زیر اثر لایا جاتا ہے تو لازمی طور پر ان کے اہل و عیال ، اہل مجلس اور رفقائے کار بھی اس سے متاثر ہوتے ہیں ۔ اور اس طرح اصلاح احوال اور ارشاد و ہدایت کا دائرہ رفتہ رفتہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جاتا ہے ۔ تاآنکہ ایک دن سارے معاشرے کو اپنے لپیٹ میں لے لیتا ہے ۔

اس کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ اصلاح عقائد و اعمال کے ساتھ ساتھ ایک مضبوط سیاسی نظام کی تشکیل کے لئے راہ ہموار ہو جاتی ہے ۔ کیونکہ ایک مضبوط اور مستحکم سیاسی نظام کا انحصار ایک منظم سوسائیٹی پر مبنی ہوتا ہے اور جب مضبوط سیاسی نظام عمل میں آجاتا ہے تو اس کے بعد اہل اسلام کو اس کے زیرسایہ =

حضرت شاہ ولی اللہ کی تحریک پر کفار ہند کے خلاف لشکر کشی پر آمادہ ہوئے تو ~~~~
~~~~ اس ساری مہم میں اسی خانقاہ سے ہدایات اور مدد حاصل کرتے رہے ۔ (۱)

---

= اطمینان کا سانس لینا نصیب ہو جاتا ہے ۔

حضرت میاں صاحب چمکنیؒ نے اصلاح عقائد و اعمال کی خاطر اسی طریق کار کو اپنایا ہوا تھا جس کا خاطرخواہ نتیجہ برآمد ہوا ۔ آپ نے اپنی زندگی ہی میں سلسلہٗ نقشبندیہ کی جڑوں کو مضبوط کرکے اس کے اثرات کو دور دور تک پہنچا دیا تھا اور جس کا اثر آج بھی ہمارے معاشرے میں موجود ہے ۔ اور اس خطہٗ زمین میں بیشمار ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو خود بھی آپ کے عقیدت مند اور پیروکار ہیں ۔ اوردوسروں کو بھی آپ کے بتلائے ہوئے طریقے پر چلنے کی تلقین کرتے ہیں ۔

\*\*\*\*\*\*\*

(۱) مناقب حضرت میاں صاحب چمکنی از مولانا مسعود گل ص ۶۳ـ ۶۶ ایضا کرامت نامہ میاں صاحب چمکنی از نورمحمد ( قلمی ) ورق ۳۸ ، ۳۹ـ
ایضا ملاحظہ ہو تیمورشاہ درانی ازعزیزالدین وکیلی ص ۶۷۸ ـ مطبوعہ انجمن تاریخ کابل طبع دوم ج دوم ۱۳۴۶ھ ـ

دین اسلام کی ترویج و تبلیغ اور نشرو اشاعت میں خانقاہی نظام کو بڑا دخل ہے قرآن کریم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد تلاوت آیات ، تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیہ باطن بیان کئے ہیں ۔ ان میں سے پہلے دو اجزاء یعنی تلاوت آیات اور تعلیم کتاب و حکمت ~~~~ کی تکمیل اور نفاذ دینی مدارس کا مرہون منت ہے ۔ جبکہ تزکیہ باطن کا مقدس فریضہ ہمیشہ سے صوفیائے کرام نے انجام دیا ہے ۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں اصحاب صفہ کی درسگاہ قائم ہوئی اور اس طرح تعلیم و تعلم اور تربیت و تزکیہ کے باقاعدہ اہتمام کی داغ بیل پڑگئی تھی اور دراصل یہی اسرار طریقت سلاسل ولایت اور خانقاہی نظام کا نقطہ آغاز ہے ۔ =
~~~~

حضرت میان صاحب جمکنی کی خانقاہ سے متعلق جائیداد

حضرت میان صاحب جمکنی کے حلقہ اثر میں ایسے جان نثار و فداکار بکثرت موجود تھے - جو ہر وقت اپنا جان و مال آپ پر نچھاور کرنے کے لئے تیار رہتے تھے - یہی وجہ ہے کہ آپ کے بہت سے مریدین و معتقدین نے آپ کی خانقاہ اور لنگرخانہ کے اخراجات کے لئے ہزاروں جریب زمین آپ کے نام وقف کر دی تھی - چنانچہ جب ۱۰/مارچ ۱۸۹۸ء کو فضل ہادی خان سجادہ نشین مقرر ہوا تو ۳۲ ہزار جریب زمین

---

لے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مبارکہ کے اثرات تقریباً تین صدیوں تک جاری رہے مگر اس کے بعد جوں جوں آپ کے زمانہ سے لوگ دور ہوتے گئے اور آپ کی صحبت کے فیض یافتہ حضرات دنیا سے اٹھ کو لوگوں پر ان کی تعلیمات کی گرفت ڈھیلی پڑنے لگی تو صوفیائے امت نے ایک بار پھر باطنی تربیت و تزکیہ کی ضرورت محسوس کی اور اس غرض کے لئے خانقاہی نظام کی بنیاد ڈالی - اور منظم طور پر اپنی خانقاہوں میں شریعت مطہرہ اور سنت نبوی کے کامل اتباع کی ضرورت و اہمیت پر زور دینے لگے - چنانچہ دیگر بلاد اسلامیہ کی طرح برصغیر پاک و ہند میں بھی اکثر اولیائے کرام نے یہاں اپنے تربیتی مراکز قائم کئے جہاں بے شمار تشنگان معرفت ان کے چشمہ ہائے فیض سے سیراب ہوتے تھے - گیارہویں اور بارہویں صدی ہجری کی خانقاہوں میں سب سے نمایاں اور ممتاز حیثیت حضرت مجدد الف ثانی کی خانقاہ کو حاصل ہے جہاں سے لاکھوں لوگ فیضیاب ہوئے اور ہزاروں کی تعداد میں آپ کے خلفاء و مریدین اطراف و جوانب میں پھیل گئے کر سرزمین ہندوپاک میں متعدد اہم مقامات پر خانقاہیں قائم کیں - ان میں سے حضرت سید آدم بنوری کی بارگاہ عالیہ خاص اہمیت کی حامل ہے - آپ کے خلفاء و مریدین کا دائرہ بہت وسیع تھا - جن میں شیخ سعدی لاہوری جیسے مقتدر حضرات پیدا ہوئے جنہوں نے لاہور میں اپنا تربیتی مرکز قائم کیا - جہاں سے حضرت شیخ یحیٰی المعروف حضرت جی اکہ اور حضرت محمدعمر جمکنی جیسی بزرگ ہستیوں نے تربیت حاصل کرکے ارشاد و ہدایت کا بلند مقام حاصل کیا -

*******

اس کی ملکیت مین آگئی ۔ ۱۳۴۹ھ / ۱۹۲۷ء مین فضل ھادی خان کا انتقال ھوا تو اس کے ورثاء اس جائیداد کے سلسلے مین آپس مین دست و گریبان ھوگئے ۔اس کشمکش سے فائدہ اُٹھا کر ۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۸ء مین حکومت وقت نے اس تمام جائیداد کا انتظام و انصرام محکمہ اوقاف صوبہ سرحد کے سپرد کردیا ۔ (۱)

مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ حالات بدلتے گئے ۔ لہٰذا جو زمین جس کے تصرف مین تھی وہ اس پر قابض ھوا ۔ یہان تک کہ صرف بارہ ھزار نو سو پانچ جریب ۲ کنال اور پونے تیوہ مرلے زمین ایسی رہ گئی جو ۵۹-۱۳۵۸ھ / ۴۰-۱۹۳۹ء سے آج تک محکمہ اوقاف کی تحویل مین چلی آرھی ھے ۔

۵۹-۱۳۵۸ھ / ۴۰-۱۹۳۹ء مین حضرت میان صاحب چمکنیؒ کی خانقاہ کے اوقاف کے لئے جو کمیٹی تشکیل دی گئی تھی وہ حسب ذیل ارکان پر مشتمل تھی ۔

۱) خان بہادر نواب حاجی حمید اللہ خان آف طورو (صدر)

۲) خان محمد شاہ آف اسماعیلہ (نائب صدر)

۳) خان بہادر قلی خان ( ) (آن ریری سیکرٹری )

۴) ڈپٹی کمشنر پشاور

۵) خان بہادر محمد اکرم خان ساکن لنڈ ئی

۶) خان بہادر محمد سرفراز خان ساکن چمکنی

۷) خان بہادر محمد زمان خان ساکن اکوڑہ خٹک

۸) ارباب شیر علی خان ساکن تہکال

۹) میان فضل الٰہی گوڑوارہ

---

(۱) میان عمر صاحب چمکنیؒ از نصراللہ خان نصر (پشتو) پشاور ۱۹۵۱ء ص ۷ ۔

۱۰) مولوی عبدالقہار معروف مروت ملا صاحب

۱۱) خان بہادر سعدالدین‌خان ساکن ڈیرہ اسماعیل خان

۱۲) گل زمان‌خان ساکن لوند خوڑ

۱۳) محمداکرم خان ساکن مانیریؒ (تحصیل صوابی)

۱۴) خان بہادر میاں آفتاب گل ساکن ابازئی

۱۵) خان بہادر غلام صمدانی ساکن پشاور

۱۶) محمدیونس‌خان سیکرٹری میونسپل کمیٹی پشاور

۱۷) خان مدد خان ساکن تنگی

۱۸) محمد ظفرخان ساکن اتمانزئی

۱۹) کیپٹن عبدالحمید خان ساکن زیدہ

۲۰) مبارز خان ساکن سورکاوی (مردان)

بعد میں اس کمیٹی میں حسب ضرورت تبدیلیاں ہوتی رہیں - لہٰذا مولوی عبدالقہار صاحب کی جگہ مولوی شمس‌الوہاب ساکن نوشہرہ کلان - خان بہادر میاں آفتاب گل کی جگہ میاں یوسف گل ساکن ابازئی اور خان بہادر سعدالدین خان کی جگہ وکیل نورالٰہی خان ساکن پشاور اس کمیٹی کے رکن مقرر کئے گئے - (۱)

یہ وقف جائیداد ضلع پشاور ضلع مردان اورضلع کوہاٹ کے جن دیہات میں موجود ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے -

ضلع مردان : -

موضع جلالہ - خان کلے - موضع گوجو گڑھی - خاوو - کنڈر - شہباز گڑھ - گڑھی کپورہ - مچئ

---

(۱) ملاحظہ ہو ریکارڈ اوقاف کمیٹی اوقاف میاں صاحب جمکنیؒ دفتر محکمہ اوقاف پشاور -

امان کوٹ ۔ موضع ادینہ ۔ چک شیوہ ۔ صوابی ۔ بام خیل ۔

ضلع پشاور :

موضع تنگی اور علی جان کورونہ ۔

ضلع کوہاٹ :

بانڈہ محسن خان اور بلی ٹنگ ۔

اس کے علاوہ پڑانگ درہ تپہ براتی زئی ( سوات ) کیجوڑی میرہ ۔ رشید پورہ اور موضع میان عیسٰی کی آٹھ سو جریب زمین امازو گڑھی کی ڈھائی ہزار جریب زمین اور محب سولہ کی سولہ جریب زمین بھی میاں صاحب کی خانقاہ کے زیر تصرف تھی ۔

مندرجہ بالا جائیداد مین سے کیجوڑی میرہ جو ہزارون جریب پر مشتمل ہے ۔ خاص طور پر قابل ذکر ہے ۔ اور جسے احمد شاہ درانیؒ نے حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کے لنگرخانہ کے اخراجات کے لئے آپ کے سپرد کر دی تھی ۔ مگر بعد مین آپ کے دو صاحبزادون حضرت میاں محمدؒ اور صاحبزادہ احمدؒ کی وفات کے بعد لاوارثی کی بناء پر سرکار کی تحویل مین دے دی گئی ۔ بعد مین اربابان لنڈی (پشاور) نے اس پر ملکیت کا دعوٰی دائر کردیا ۔ اور ایک طویل مقدمہ کے بعد وہ ان پر قابض ہوگئے ۔ الحال یہ زمین ارباب نورمحمد خان ساکن لنڈی کی اولاد کے قبضہ مین ہے ۔ (۱)

---

(۱) تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو مناقب میاں صاحب چمکنیؒ از مولانا دادین ص ۲۰۸ ۔ ۲۳۲
مناقب میاں صاحب چمکنیؒ از مولانا مسعود گل ص ۵ ۔ ۹۹ ؛
ایضاً ریکارڈ محکمہ اوقاف میاں عمر چمکنیؒ ۔ دفتر اوقاف صوبہ سرحد پشاور ۔؛
ایضاً ششتی گل چمن (متوفی ۱۹۴۹ء) کی قلمی یاداشتین مملوکہ فضل سبحان برادرزادہ ششتی گل موصوف ساکن موضع چمکنی ؛
ایضاً میاں عمر صاحب چمکنیؒ از نصراللہ خان نصر ص ۶ پشاور ۱۹۵۱ء؛
ہو تاریخ پشاور از گوپال داس ص ۴۳۰ ایضاً سرکاری ریکارڈ محفظ خانہ پشاور

اس کے علاوہ افغانستان ، دیر ، سوات ، باجوڑ اور صوبہ سرحد کے دیگر قبائلی علاقہ جات کے خوانین اور نوابانِ وقت نے بھی ہزارون جریب زمین حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے نام پر وقف کر دی تھی ۔

یہ تمام جائیداد آپ کے زیر تصرف تھی ۔ مگر اس کی آمدنی ذاتی آسائش اور عیش و عشرت پر نہین بلکہ مجاہدین کے جنگی ساز و سامان غرباء و مساکین کی خوراک و پوشاک علماء و طلباء کی ضروریات اور طالبان راہ طریقت کی مہمان نوازی پر صرف ہوتی تھی اس بات مین کوئی شک نہین کہ جس طرح آپ کی زندگی خدا کے دین کی خدمت کے لئے وقف تھی اسی طرح آپ کا مال و دولت بھی دین محمدیؐ اور مخلوق خداوندی کی خدمت کے لئے وقف رہا ۔

آپ کی خانقاہ کے متصل ایک عظیم لنگرخانہ موجود تھا جس مین ہروقت خواص و عوام ہزارون کی تعداد مین جمع رہتے تھے ۔ اور ان تمام کے طعام و قیام کا بندوبست لنگرخانہ کے ذمے تھا ۔ اس لنگرخانہ کے علاوہ مختلف دوسرے مقامات پر خیرات خانے بھی قائم کئے گئے تھے ۔ جہان غرباء و فقراء کے اکل و شرب کا اہتمام کیا جاتا تھا (۱) ۔

---

(۱) تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہون ۔
نورالبیان ورق ۶۸
کتابچہ د چمکنو میان صاحب از نصراللہ خان نصر
د چمکنو میان عمر صاحب از مولانا لطف اللہ سلسلۂ مطبوعات اباسین نمبر ۳ ص ۱۰۸ ،
۱۰۹ ———

حضرت میان صاحب چمکنی کے نام اتنی کثیر وقف جائیداد اگر ایک طرف آپ کی بے پناہ مقبولیت پر ایک زندہ و تابندہ ثبوت ہے تو دوسری طرف اس جائیداد کے مصارف کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم یہ دعویٰ کرنے مین حق بجانب ہین کہ آپ نے اپنی

حضرت میان صاحب چمکنی کے مزار کے موجودہ سجادہ نشینوں کا شجرہ نسب اور حالات

جان محمد درانی

محمد عالم :--- صاحبزادہ محمدی کی بیوی مسماۃ سیدہ بی بی کا بھائی تھا اور درانی قبیلہ کی محمدزئی شاخ سے تعلق رکھتا تھا ۔

اخوند زادہ محمد قاسم :- احمدشاہ درانی کا چچازاد بھائی تھا ۔ محلہ قاضی خیلان پشاور میں سکونت رکھتا تھا ۔ صاحبزادہ محمدی اور صاحبزادہ احمدی کی وفات کے بعد ان کے ہان نرینہ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے محمدقاسم برادر زادہ سیدہ بی بی (بیوہ محمدی صاحبزادہ بن محمدعمر بن

---

== زندگی میں دنیا کو کسی وقت بھی اصلاً و قطعاً اپنے دل میں جگہ نہیں دی ۔ اور نہ دین کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنایا بلکہ دنیا کو دین کی خدمت اور اخروی درجات کے حصول کا وسیلہ بنا کر راہ خدا میں صرف فرمایا ۔

خود حضرت میان صاحبؒ کی زندگی نہایت سادہ اور درویشانہ تھی ۔ آپ کے بعد آپ کی اولاد بھی اسی روش پر قائم رہی اور اتنے کثیر مال و دولت کے باوجود تمام عمر ایک کچے مکان میں گزر اوقات کرتے رہے ۔ آپ کی یہی رہائش گاہ آج بھی موجود ہے اور آپ کی خاکساری اور سادگی پسندی پر بزبان حال گواہی دے رہی ہے ۔

*****

حضرت میاں محمد عمر چمکنی رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کا ایک منظر

حجرۂ حضرت میاں محمد عمر چمکنی رحمۃ اللہ علیہ

ابراھیم قوم افغان موسیٰ خیل) حضرت میان صاحب
چمکنیؒ کی خانقاہ سے متعلق جملہ تمام جائیداد
پر قابض ھوا ۔
سید محمد ساکن جہدول ( ضلع دیر )
محمد طاہر
لاوارث فوت ھوا اور ۱۸۷۰ء کے
بندوبست تحصیل مردان نمبرشمار
۷۲-۱۷۲ کے مطابق محمد قاسم
کے بعد حضرت میان صاحب چمکنیؒ
کی جائیداد کا متصرف رہا ۔
فضل ھادی خان ( متوفی ۱۹۲۵ء مدفون
موضع چمکنی ) محمد طاہر کا
بھتیجا اور داماد تھا ۔ محمد طاہر
کی وفات کے بعد سجادہ نشین
مقرر ھوا ۔
عبدالحکیم جان ( مزار موضع چمکنی
مین واقع ھے ) ۔
سردارخان (معروف سردار اخوندزادہ )
اس کا مزار جہدول مین واقع ھے ۔ اپنے والد
فضل ھادی خان کی وفات کے بعد تقریباً دو
برس تک سجادہ نشین رھا ۔ اس کے بعد
انگریزون کے دور مین یہ جائیداد اوقاف کمیٹی
صوبہ سرحد کے سپرد کر دی گئی ۔
شاھی ملک
عمر باچا
جان باچا

سردار خان اخوند زادہ کے فرزند عمر باچا ہے

جو آج کل حضرت میان صاحب چمکنی کے مزار مبارک کی نگہداشت کے فرائض انجام دے رہا ہے ۔ اور مزار کی ہدایا اور تحائف کی آمدنی کا متصرف ہے ۔

( مندرجہ بالا تفصیلات بندوبست ۱۸۷۰ء تحصیل مردان ، ریکارڈ اوقاف میان صاحب چمکنی دفتر اوقاف محکمہ پشاور ، روحانی تڑون ص ۸۲۱ اور مزار کے موجودہ سجادہ نشین کے زبانی بیانات کی روشنی میں مرتب کی گئی ہیں ) ۔

حضرت میان صاحب چمکنیؒ ایک عالم مآب اور مرجع خلائق بزرگ تھے اور آپ کا دربار ایک علمی ادارہ اسلامی علوم و فنون کا مصدر اور علماء و فضلاء کا مرکز تھا ۔ دور دور سے پروانگان علم یہاں آکر اپنی پیاس بجھاتے تھے اور ہر وقت علمی بحث و تمحیص اور دینی مسائل کی تحقیق و تدقیق کا بازار گرم رہتا تھا ۔

آپ ایک مرجع خلائق بزرگ تھے

حضرت صاحبزادہ احمدیؒ آپ کی مجالس کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

" انی قد کنتُ احضر عندأبی و مولایا
فی مجلسہ الاقدس ومحفلہ المقدس وکانت
زمر العلماء والفضلاء من کل الاطراف ورھط
الکبراء والعظماء من جمیع الاکناف جاء وا
من کل فج عمیق وفازوا لدیہ کلھم بکل
حق حقیق یذاکرون فی تحقیق احکام الصیام
والصلوات ویباحثون فی تدقیق تبیان الجمعہ
والجماعات " (۱)

---

(۱) مولانا مسعود گل لکھتے ہیں ۔ =

په خدمت کښې د صاحب ډیر عالمان وو
هم د ښهر هم د ملکو فاضـــلان وو
په باغچه د میان صاحب کښ دائره وو
فضلاء علماء ناست تـر چاپیـره وو
هم د ملکو عالمان وارہ د لې دي
فقیران او بادشاهان وارہ د ې دي
امیران او ملکان او وزیـــــران
حاجت منـد او مظلومان او رنځوران
لکه ملخ میږي لښکـرې پـر ډیره وې
کلې کور ور باند ډکې هم میـره وې

(مناقب ص ۱۱ـ ۱۲)

مو مولانا نورمحمد لکھتے ھین :

په دا زمان کښې چـه بزرګان وو
همه وارہ پـه فـرمان وو
ومخدوم وتـه محتاج وو
هم ګدا هم اهل تاج وو

(مناقب ورق ۴۱)

کاظم خان شیدا لکھتے ھین :

شاه و ګدا ئې په درحاضـر وو
مرجع د خلقو عالم ماب وو

(دیوان کاظم خان (قلمی) ورق ۱۸۰)

عالم مآب اور مرجع خلائق ھونا ولایت و مشیخیت کی ایک علامت ھے ۔ علماء محققین فرماتے ھین کہ ھر دور مین چھ خدا کے چھ بندے ایسے بھی ھوتے ھین جن کا وجود ستارون کے مرکز شمسی کی طرح تمام انسانون کا مرکز محبت اور کعبۂ انجذاب ھوتا ھے اور جس طرح نظام شمسی کا ھر متحرک ستارہ صرف اس لئے ھے کہ کعبۂ

= شمس کا طواف کرے اس طرح انسانون کے اور آبادیون کے ھجوم بھی صرف اس لئے ھوتے ھین کہ اس مرکز انسانیت اور کعبۂ ھدایت کا طواف کرین ۔ زمین والون پر ھی موقوف نہین آسمانون مین بھی صرف انہی کے کارنامون کی پکار ھوتی ھے ( ملاحظہ ھو دارالعلوم دیوبند نمبر ۱۹۷۶ء ص ۵۶۷ بحوالہ تذکرۂ ابوالکلام آزاد ) قرآن کریم مین ارشاد ھے اِنّ الّذین آمنوا وعملو الصالحات سیجعل لھم الرحمٰن وُداً ( سورۂ مریم آیت ۹۶ ) یعنی بلا شبہ جو لوگ ایمان لائے اور انھون نے اچھے کام کئے اللہ تعالیٰ ان کے لئے محبت پیدا کردے گا ۔ ( اپنی مخلوق کے دلون مین ) ۔ حدیث شریف مین وارد ھے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کو محبوب بناتے ھین تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر ارشاد فرماتے ھین کہ ھم فلان شخص سے محبت کرتے ھین تم بھی اس سے محبت رکھو ۔ پس جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگتے ھین ۔ پھر جبرئیل علیہ السلام آسمان مین ندا کرتے ھین کہ اللہ تعالیٰ فلان شخص کو چاھتے ھین تم سب اس سے محبت رکھو ۔ سو آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ھین ۔ اس کے بعد اھل زمین مین بھی اس شخص کی مقبولیت رکھ دی جاتی ھے ۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اس حدیث کی تشریح کرتے ھوئے لکھتے ھین کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبین کے لئے ان کے ایمان کے سبب اھل زمین کے دلون مین مودت و محبت پیدا فرمادیتے ھین ۔ یہی ولایت کی ایک کھلی دلیل ھے اور اولیاء کی جز اولیاء سے شناخت کی ایک علامت کیونکہ بلا سبب و تعلق اور بلا طمع و ضرر دنیوی کے اکثر مخلوق خدا کا کسی کی طرف میلان قلبی اور گمان نیک ھونا اس شخص کے مقبول و منظور نظر ھونے کا بین ثبوت ھے اور بعینہٖ اس طرح بلا کسی طمع و ضرر ظاھری کے اکثر لوگون کی کسی سے نفرت کرنا اور اس کا اچھا نہ سمجھنا غیر مقبول عنداللہ ھونے کی علامت ھے ۔ البتہ جو صداقت یا عداوت کسی احسان یا رشتہ داری یا ضرر و ناموافقت معاملہ سے ھو اس کا اعتبار نہین اور جن لوگون کی سرشت مین خُبث و فساد غالب ھے ان کا ادراک بھی غیر معتبر اور نامقبول ھے ۔ ( ملاحظہ ھو التکشف عن مہمات التصوف از مولانا اشرف علی تھانوی طبع دھلی ۱۳۳۵ھ ص ۳۲۵ و ۳۷۵ ایضا ملاحظہ ھو بیان القرآن =

یعنی مین اپنے والد بزرگوار جو میرے مولا بھی ھین کی مجلس اقدس مین حاضر رھتا تھا ۔ اور علماء و فضلاء اور کبراء و عظماء اطراف و جوانب سے آپ کے پاس آیا کرتے تھے احکام صلوٰة و صیام کی تحقیق پر مذاکرات کرتے تھے اور جمعہ کے احکام کی تحقیق و توضیح پر بحث کرتے تھے ۔

**علمائے وقت کی خبرگیری**

حضرت میان صاحب چمکنیؒ علماء دین کا ملجا و ماوٰی تھے ۔ ھر وقت ان کی خبرگیری کرتے ۔ امراء و حکام کو ان کی مدد و معاونت کی بہت تاکید فرمایا کرتے تھے اور کسی کو آپ کے خوف سے علماء کے ساتھ برا سلوک کرنے کی جراٴت نہ ھوتی تھی (۱) ۔ مولانا دادین فرماتے ھین ۔

| | |
|---|---|
| دې په ننګ د علماؤ تـل ولاړ وو | آپ ھمیشہ علماء کے حامی اور مددگار تھے ۔ |
| تاته وایم کـه پـه ژمي که په هاړ وو | اور ھر وقت اور ھر حال مین (اُن کا ساتھ دیتے تھے) |
| دا ټولې د علماؤ حزب اللّٰه دي | علماء کی جماعت حزب اللّٰہ ھے اور |
| (۲) میان صاحب په کښې دا رنګ سیف الله دي | حضرت میان صاحبؒ اس مین سیف اللّٰہ (کے مانند) ھین ۔ |

**حضرت میان صاحب چمکنی بحیثیت شاعر**

اچھے شعر کی سحر انگیزی مسلّمات مین سے ھے اور اس سے کسی کو انکار نہین کہ شعر نثر کی بہ نسبت انسان کو زیادہ متأثر کرتا ھے ۔ اور اس مین تہیج و تاثیر کی جو کیفیت موجود ھے وہ نثر مین نہین ھوتی

---

= سورۂ مریم آیت ۹۶) ۔

******

(۱) ملاحظہ ھو تفصیل کے لئے مناقب میان صاحب چمکنی (قلمی) از مولانا دادین ورق ۱۷ ، ۱۸ ۔ (۲) ایضا ورق ۱۸ ۔

یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شعر کو حکمت سے تعبیر فرمایا ہے[1] -

شاعری بذاتِ خود کوئی مقصد نہیں بلکہ حصول مقصد کا ایک موثر ذریعہ ہے - حضرت میاں صاحب چمکنیؒ نے اسی وسیلہ اظہار کے ذریعے بھی دینی مسائل کے سمجھانے جستجوئے حق کی راہ میں انسانی تگ و دو کو ابھارنے اور صحیح رہنمائی کرنے کی کوشش فرمائی ہے - اور پشتو - فارسی اور عربی تینوں زبانوں میں اشعار کہے ہیں - آپ کے اشعار میں توحید - ترغیبِ آخرت اور زھد فی الدنیا کی تعلیم و تلقین موجود ہے -

خالقِ حقیقی کی اطاعت و عبادت اور ذکر و فکر کی اھمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں -

| | |
|---|---|
| غافل مه شه له ثنا د کردګار خپل<br>شپه او ورځ ستایه بنده پروردګار خپل | اپنے پروردگار کی حمد سے غافل نہ ہو اور اے بندہ! رات دن اپنے پروردگار کی ثناء و صفت بیان کیا کرو - |
| دي په کل اوصاف موصوف دي دارنګ وایه<br>مبرا دي د کل عیب دی له ځایه | یہ کہو کہ وہ تمام اوصاف (حمیدہ) سے متصف ہے اور وہ تمام عیوب سے پاک و مبرا ہے - |
| هر چه کاندِ هغه کیږي توانا دي<br>د هرچا په هر احوال دانا بینا دي | جو کچھ کرنا چاہے وہ ہوتا ہے اس لئے وہ طاقتور و توانا ہے اور ہر ایک کے ہر حال کو جاننے والا اور دیکھنے والا ہے |
| بې پروا دي کبریا هم مستعان دي<br>هم کریم دي هم رحیم هم مهربان دي | وہ بے پرواہ، کبریا اور مستعان ہے اور کریم بھی ہے رحیم بھی اور مہربان بھی ہے - |
| سر په خاورو دِ سجده د اخلاص کیږ ده<br>اوس د کبر د غرور خبري پریږده | اخلاص کے ساتھ خاک پر اپنی پیشانی رکھ کر سجدہ کرو اور کبر و غرور کی باتیں ترک کردو |

(۱) حدیث کے الفاظ یہ ہیں :
ان من الشعر حکمة مشکواة باب البیان والشعر الفصل الاول -

ورته وايه بنده ستا يم تا به ستايم
تا به ستائم خوژوندي په دا دنيا يم
په سحر له خوبه پاسه ورته ژاړه
د حضرت په روئ بخښنه خدائې نه غواړه (۱)

کہو کہ اے خدا مین تیرا بندہ ہون اور تیری ہی تعریف کرون گا -
جب تک دنیامین زندہ ہون -صُبح جب نیند سے اٹھو تواللہ کے حضور مین رو رو کر محمد رسول اللہ صلی‌اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے مغفرت مانگا کرو-

فرماتے ہین کہ کائنات کا ذرہ ذرہ خالق حقیقی کا تابع فرمان و ثناخوان ہے -اور خصوصاً بنی نوع انسان پر خدا کے احسانات ہین -ان کے بدلے مین وہ جتنا بھی شکر ادا کرے کم ہے - لکھتے ہین :

که څما شی هر وېښته* هزار دهان
هر دهان کښې شي گويا هزار زبان
هر زبان م که ثنا هزار لغت
شپه او ورځ نه شم وزگار له د خدمت
يو ذره به ې له حال بيان نه کړم
يو قطر به ې له درياب بيان نه کړم (۲)

اگر میرے ہر بال کے ہزار منہ بن جائین
اور پھر ہر منہ مین ہزار ہزار زبان ہوجائین
اور پھر ہر زبان ہزار زبانون مین خدا کی حمد بیان کرے
اوراُ شب و روز اس کے ذکر مین مصروف رہین تو اس کے باوجود بھی اس کے حال سے ذرہ بھر بیان نہ ہوگا اورآپ کی صفات کے دریا سے ایک قطرے کا حال بھی بیان نہ کرسکون گا -

دوسری جگہ ذکر و فکر کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہین کہ :

---

(۱) توضیح المعانی (قلمی) ص۳ -

(۲) توضیح المعانی " ص۳ —— یہ اشعار قرآن کریم کی اس آیت کا مفہوم بیان کرتے ہین قل لو کان البحر مداداً لکلماتِ ربیّ لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربیّ -

په توحید سره ثنا د پاك سبحان ده
وظیفه زما د ژبې هــر زمان ده
د صفاتو پــه زړه کښې تفکر کړم
او په ژبه اسم ذاتې تذکر کړم
چه نه فکر او نه ذکر د انسان وي
هغه کسم په مثال کښې د حیوان وي
له حیوان لا بدتر هغه کسان وي
چه له خدایه دوئ غافل وي بې‌ایمان وي
غافلي کفر پنهان دې بې زناره
هیڅ کم نه دې دا غافل له زناردار (۱)

توحید کے ذریعے خدا کا حمد بیان کرتا ہون -
اور یہ ہر وقت میری زبان کا وظیفہ ہے
دل مین خدا کی صفات کے بارے مین غور و فکر کرتا
ہون اور زبان پر اسم ذات (اللّٰہ) جاری ہے -
جو انسان نہ ذکر کرتا ہے اور نہ غور و فکر
تو وہ حیوان کے مانند ہے -
بلکہ جو لوگ غافل ہین اور مؤمن نہین وہ حیوان
سے بھی بدتر ہین -غفلت کفر پنہان کے مترادف
ہے اگرچہ وہ زناردار (غافل) نہین لیکن زنار دار کافر
سے درجہ مین کم بھی نہین ہے -

فرماتے ہین کہ درحقیقت سعادت مند وہ ہے جو ظاہر و باطن دونون مین انسانی صفات
کا حامل ہو اور جس شخص کے ظاہر و باطن مین تضاد موجود ہو وہ بدبخت اور حیوان سے بھی
بدتر ہے -لکھتے ہین -

بعضې په دنیا کښې په صورت بني ادم دي
ګوره ې عمل ته په باطن وي ګیدي خر

بعض لوگ دنیا مین صورتاً بنی آدم ہین
مگر ان کے عمل کو اگر دیکھا جائے تو بڑے گدھے کے
برابر ہین -

بعضې په ظاهر او په باطن باندسړي وي
دا به دوه بخته وي په دوه کونه بختور (۲)

بعض لوگ ظاہر و باطن دونون مین انسان ہین
یہ لوگ سعادت مند اور دونون جہانون مین
نیک بخت (کامیاب) ہونگے -

---

(۱) توضیح المعانی (قلمی) ص ۱ - ۲
(۲) ایضاً ص ۱۰۵

حضرت میاں صاحب چمکنی نے عربی زبان میں جو شعرگوئی کی ہے اور اہل السنۃ والجماعت کے عقائد کی اشاعت و ترویج کے لئے اسے جس نہایت موثر انداز میں استعمال کیا ہے - بطور نمونہ آپ کی تصنیف "اللآلی علی نعج قوافی الامالی" کے چند ابیات مندرجہ ذیل ہیں -

بحمداللہ نفتح فی اللآلی
بفضل اللہ نور قد تلالٰ

دوام الحمد للہ التعالٰ
یوفقنا علی ھذا لمقالٰ

رسول ھاشمی ذی جمالٰ
وشمس العٰلمین بلا خفالٰ

فلیس لھٰذالشمس غرب
طلع ھذا علی افق الکمال

ھوالشمس الضحیٰ نور السرائر
کطلع البدر فی جوف اللیالٰ

حضرت میاں صاحب چمکنی نے فارسی زبان میں "ظواھر السرائر" میں اپنے پیران عظام یعنی حضرت شیخ سعدی لاھوری اور حضرت شیخ محمد یحییٰ کی شان میں جو قصائد و قطعات قلمبند کئے ہیں - وہ آپ کی شاعرانہ صلاحیتوں کے آئینہ دار ہیں - ان میں سے نمونہ کے طور پر ایک قصیدہ اورایک مثنوی یہاں درج کیا جاتا ہے -

قصیدہ حضرت شیخ محمد یحییٰ کی شان میں -

کنوز علم لدن معدن رموز و حکم
مغنی مہر فیوض و منیر بدر کرم

مشیر خاص رسولِ خدا بود یَحییٰ

که هست مُلہم رایش خبیر لوح و قلم

بپوش دیده ز مرآت روی او زنہار

که هست آئینه اش را ظهور ذاتِ قدم

طراز خلعتِ او اِنَّ اولیاءَ اللّٰه

فراز مسند او فاستقم امرت عَلَم

بکنه فقر حقیقی رسیده رایت او

که فخر کرده بآن خود نَبِی ستوده شِیَم

بظاهر ارچه ز نوع بشر بود لیکن

مجسم است ز رحمت ز فرق تا به قدم

فلک ستاره همه آرزوئی سجده بوند

بهرکجا که به روزی نهاده است قدم

نیامده است عبد سویش مرده دل که زنده نه گشت

همه ز چشمهٔ حیوان بوند جان در دم

ز شرق و غرب همه نور او گرفته جهان

ز فرش و عرش خبیر و خبیر فوقش هم

عدیشزود رفعت قدرشز مشرق و مغرب

نمانده هیچ ولی که نه کرده گردن خم

ز قطب و غوث به پیش رسول بوتر شد

به هر که یک نظر لطف او شده مُنعَم

قسم خورد به وعده وجود تو افسر تجوید

که از سر جو تو شاهی نیافته زیهم

سریر فقر بگوید که چون تو شاهنشاه

نه مانده پا بسوم تا به عالم آمده ام

بپائی تو که ندیدم جو پائی تو پائی

که نقش‌پائی ترا عرش گفته تاج سرم

علم کش‌تو بود مهر ماه در شب و روز

که داده باطن تو نور هر دو را بهم

براه حق همگی همته بود مصروف

حقیقته نتوان یافت جون مقصر اند هم

صفائی دیدهٔ دلها ز روئ فرزندت

ببین که نقش‌نگین فتوت است کرم

برائے حق همه قائم مقام تسلیم است

رضا و هم عمل و علم جمع کرده بهم

توئی که قافلهٔ اهل حق به لطف تو شد

به منزلی که بگویند مقصد اعظم

هرآنکه این طلبش هست او ز قافله است

روا مدار که ماند ز قافله به کرم

نمانده هیچکس از لطف تو ز قافله پس

یقین من همه این است و این یقین است هم

برآورد ست عنایت ز جیب و سوے کش

کسی که مانده پس از قافله ببین که منم

اگر چه لائق تو نیستم غریب تو ام

فتاده ام به در ت رد مزن مرا بر خم

بہر گناہ غریب تو امر ھمی خواھم

که هر چه غیر تو باشد برآورش ز دلم

چه شد که تام من آمد عمو خرابم و زار

خدائرا نظری بر گمار و کن عمو م (۱)

---

مثنوی حضرت شیخ سعدیؒ

لاہوری کی منقبت میں

خواهدم دل که نغمه آغاز د | از سر نو ترانهٔ سازد
دهد از گوشمال چنگ سخن | در فضائی قبول ز یکه سخن
نکته پیرائی کند تازه | عارض نکته را کند غازه
بزبانے ز میزبانے خویش | مدح گوید دل نکو اندیش
مدح آن پیشوائی مقبولان | مدح آن خواجهٔ خدا طلبان
که بوند از کلام او ملکوت | از پے جان خویش بہره و قوت
من که باشم که مدح او گویم | یا بوصفش ره سخن پویم
از پے مدح او زبانم کو | در زبان باشدم بیانم کو

۱) ظواهر ص ۹۷۳ تا ۹۷۶ ـ

از پے مدح اوجو او باید　　تا سراید ز مدح او شاید

لیکن اندر جهان پے بنیاد　　نیست در راه حق جو او استاد

وارمن از شوق اوسخن گویم　　سرخ روئی ز مدح او جهه جویم

نه منم راه و صف او جویا　　ملهمم بر زبان بود گویا

هر چه او برزبان کند تعلیم　　من نهم پیش‌او سر تسلیم

میرسیدی ندا بگوشم وی　　قبله* مقبلان حق سعدی

عاشقان بهر حج نهند جوگام　　بسر کوئی او کنند احرام

روی او قبله قبله گاه عالم را　　این شرف از پسر پس‌آدم را

پے ان رو که آن بزرگ خدا　　منزل فقراء ست رهنما

پے امر نهی شتا بنده　　دلش‌از نور ایزدی زنده

متکی مقام او ادنیے　　شمس‌روز جزا رسول خدا

گر نگفتے که لا نَبِیَّ بعدِیْ　　بود این جامه بر قدِ سعدی

ختم شد نامه* نبوت اگر　　از ولایت لباس او بنگر

نه ولایت که هر کسے باید　　بر دل هر که نور او تابد

نیست این خاصه* اخص خواص　　خاصه این خاص‌بهر او شد خاص

مانده* مهر پس‌نه چون شفق است　　او مرات شهود ذات حق است

---

بجهان یا جهانش کاری نه　　زاهل او بردلش غباری نه

بفقیری فقیر مطلق اوست　　به حقیقت خلیفه* حق اوست

هر کجا حلقه کرده بنشینید　　خدمتش را فراشته بگزیند

حلقه درگوش اوست جنّ و ملک — فرش پایش بگاه سیر فلک

قدسیان حلقه حلقه بودر او — چنبر چرخ چنبر در او

خالی از ذکر غیر محفل او — سخن غیر نیست در دل او

به زبان نیست تا به دل چه رسد — خود ز غیر خدا به دل چه رسد

بس که پرشد دلش ز یکتائی — غیرخود را نمانده گنجائی

سخن اصحابش ار کنند قریب — للتوافق لهم وللتقریب

سخن غیر گر کند ناگاه — لیس مشهوده لغیرالله

هر که با او دمی حریف شود — گر وضیع است خود شریف شود

هر که در صحبتش دمی بنشست — خود ۰۰۰۰۰۰۰ و ماهی است

فیض عامش رسیده هر که و مه — تا توانی سرت به پائش نه

دیدنش را نتیجه یاد خدا — قل لمن دق بابه طوبا

ای ترا گر تو خدا طلبی است — هوس رفتنت براه نبی ست

کیست این خواجه ۰۰۰۰۰۰ — مظهر ذات قدس ربانی

کیست این خواجه گر تو میگوی — سر بر دفتر خدا جوی

کیست این خواجه نکو در عهد — فلک فتر راست چنبر سعد

کیست این خواجه گوش بامن کن — مایه دارد ز گنج علم لدن

مادر دهر تا شد آبستن — خون دل خورده در پسر زادن

عمر ها برده رنج زادن و درد — تا چو سعدی پسر سعید آورد

چرخ تا سال عمر او بشمرد — اختر سعد ازو سعادت برد

گر ترا گوش دل بود شنوا — گوش کن نکته ملایک را

از ملائک زنزد حق بحضور

شده جمعی بدین سخن ماءور

کم رسیدند این سخن گویان

همچنین بر گزیده گان بجهان

الحق ار چرخ قرنها گردد　　آرزو را بمدعا گردد

عرق آرد ز دل به پیشانی　　یابد از همچو اختر ارزانی

سالها مهر آسمان تابد　　تا چو او لعل را جهان یابد

گر شود ابر لطف گوهر بار　　باشد شعر ها همه این کار

قطره بارد ز محض لطف خدا　　تا چو او گوهری شود پیدا

ای من جان من سگ کویش　　خرمن برق خورده از رویش

نیست در دل جز این تمنای　　که نهم سر به زیر آ پای

گر خود آن پا سزد فلک را تاج　　کفش ان پا بود کشد چودراج

نقش پایش براه حق جوی　　هست جام جهان نما گوی

می نماید به طالبان آنجام　　منزل قصد کرده را به تمام

بس کن آخر که قصه خوانی چند　　از حدت پای پیش مانی چند

سر این رشته را بدار نگاه　　سخن شوق کسے شود کوتاه

تو ز شوقست انچه میگوئی　　لیکن اخر به بین چه میگوی

بر زمینے تو او بر اوج سماست　　نتوان روی مه بدست آراست

شوق هر چند دست بالا کرد　　لیکه کرے پنجه باثریا کرد

حق وصفش نمی توان گفتن　　در مدحش کجا توان سفتن

اوست خورشید عزت و خوبی | برگزیدن خدا به محبوبی
هر که آرد به پیش پایهٔ خویش | پای ماند بحد پایهٔ خویش
شیرک از کجا شد این گستاخ | که نشیند به مهر در یک کاخ
تو دعا گو که این دعا گوے | بر تو مهتر ز مدعا جوی
ای خدای جهان و رب کریم | بخودیٔ خودی تو ذات قدیم
تا که این مهر آسمان گرد است | و هر آیست راحت ودرد است

قصه کوته که تا جهان باشد
سایهٔ خواجه سایه بان باشد

بر سر خلق هر که هست در عالم
خاصه انکو زد از سگانش دم

هست گر کین سگے عمر او را | کار می ناید ش تنگ و دورا
زوست امید لطف در دل او | ورنه بیحاصلی ست حاصل او
یارب امید دارد از تو به دل | دامنش را ز دست او مگسل
تا شود دامنش بروز جزا | به لقایٔ تو عروة و ثقی
عاشقان را بجز تو نیست مراد | عاشقان ترا لقای تو باد

خستگان را رخ تو مطلوب است
هرچه خواهی بکن که محبوب است (۱)

حقیقت یہی ہے کہ حضرت میاں صاحب کا فارسی کلام نہایت دلکش اور خوبصورت ہے ۔ اس میں سادگی بھی ہے اورروانی بھی ۔ اس میں موزون الفاظ اور برمحل محاورات و کنایات کا استعمال بھی

---

(۱) ظواهر السرائر (قلمی) ص ۳۱۹ ـ ۳۲۰ ـ

کیا گیا ہے ۔ اور بلند تخیلات اور رنگین بیانی سے بھی آراستہ و پیراستہ ہے ۔

خواجگان نقشبند کی مدح سرائی کرتے ہوئے لکھتے ہیں =

سر فرو بردہ بہ جیب اند ہمہ غنچہ صفت

چون گل از خندہ ربائید دلِ صد عیّار (۱)

اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ سعدیؒ کی وفات حسرت آیات پر اپنے غم اندوہ کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

از بسکہ بود منتظرش حق بمحض لطف

او ہم ز شوق پردہ حد از میان شکست

در فرقتش کسی کہ چو گل جان نہ کردہ چاک

نادیدہ خود شگفتگی و رائیگان شکست

ہر مدعی کہ ظاہرش از غم دگر نہ شد

خود خار تفرقہ فلکش در نہان شکست

ہر کہ بخون دل نہ شست از فراق او

مانند غنچہ لب نہ کشود و زبان شکست

گر خون دل ز دیدہ بر آید عجب مدار

خار یتیمم بہ دل ناتوان شکست (۲)

حضرت سعدیؒ کی پشاور میں آمد کے موقعہ پر استقبال اور جوش و مسرت کا نقشہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔

---

(۱) ظواہر السرائر (قلمی) ص ۶۹۹

(۲) ایضا ص ۷۲۸

سبزہ از تشنگی زبان دراز

از زمین بہر اوست بوزدہ سر

لالہ را زوست داغ مادر زاد

زرد شد از غمش گل جعفر

نازم این عشق را کہ رعنا زوست*

دل پرخون و عارض اصفر

از غم عشق جامہ نیلی

شدہ پشتش دوتا بنفشہ نگر

ہست ز انعام عشق نرگس را

مژہ از صاف سیم و دیدۂ زر

سرو آزاد کردۂ عشق است

زوست این تا ز گیش پا تا سر

دارد از جوش عشق و گرمی او

ارغوان زار جامۂ احمر (۱)

* * * * *

تمباکو ۔ گنے اور مرچ کی کاشت سے ممانعت

حضرت میاں صاحب جمکنیؒ ایک مدبّر اور دوراندیش بزرگ تھے ۔ اور معاشرے کی ہر برائی پر کڑی نظر رکھے ہوئے تھے ۔ آپ نے نہ صرف سلوک و تصوف کا راستہ بتایا اور نہ صرف ایک واعظ و مبلّغ کی حیثیت سے اصلاح معاشرہ کی کوشش کی بلکہ اخروی فوز و فلاح کے ساتھ ساتھ دنیاوی زندگی کے اہم مسائل کو حل کرنے کی بھی سعی فرمائی۔

---

(۱) ظواہر السرائر ( قلمی ) ص ۲۴۳ ۔ ۲۴۴

* ہر دو رنگی شے ۔

اور یہی وجہ ھے کہ آپ نے اپنی زندگی مین ایک بہت بڑی مصلحت کے پیش نظر تین چیزون یعنی گنے مرچ اور تمباکو کی کاشت کی ممانعت کی - اور اپنی زندگی مین ھمیشہ اپنے متوسلین و معتقدین کو ان اشیاء کی کاشت نہ کرنے کی ھدایت فرماتے رھے -(۱)

---

(۱) اولیاء کرام سلسلہ مطبوعات اباسین طبع کراچی اپریل ۱۹۶۴ء ص ۱۰۶ -

اللہ تعالٰی کے نیک بندون کی بات تاثیر سے خالی نہین ھواکرتی - چنانچہ آج بھی آپ کی گفت کا اثر باقی ھےاور اکثر لوگ جھکنی کے رقبہ زمین مین اس کی کاشت سے احتراز کرتے ھین بعض ثقہ سفیدریش حضرات نے اپنے چشم دید واقعات بیان کرتے ھوئے راقم الحروف کو بتایا کہ جس شخص نے ممنوعہ رقبہ زمین مین ان اشیاء خصوصاً تمباکو کی کاشت کی ھے اس نے ضرور ضرور نقصان اٹھایا ھے - اور بالآخر غربت و افلاس کا شکار ھوکر ذلیل و خوار ھوچکا ھے -

جہان تک گنے اور مرچ کی کاشت کی ممانعت کا تعلق ھے تو اس کا سبب یہ بتایا جاتا ھے کہ یہ دونون ایسی فصلین ھین جو حیاتِ انسانی کی بنیادی ضروریات مین سے نہین ھین اس کے برعکس غلہ پر انسان کی زندگی کا دار و مدار ھے - لہٰذا آپ نے مفاد عامہ کے پیش نظر ان چیزون کی کاشت کو منع فرمایا تھا تاکہ اس طرح مرچ اور گنے کی کاشت غلہ کی پیداوار پر اثر انداز ھوکر عام لوگون کی پریشانی کا باعث نہ بنے - یہی وجہ ھے کہ آپ نے قلت خوراک جیسے اھم معاشی مسئلہ پر قابو پانے کی غرض سے احتیاطی تدابیر کے طور پر ان چیزون کی کاشت کو ممنوع قرار دیا تھا -

مرچ اور گنے کی نسبت تمباکو کی کاشت کا مسئلہ زیادہ اھمیت کا حامل ھے - اس لئے کہ مرچ اور گنا اگر دنیاوی زندگی پر اثرانداز ھوتے ھین تو تمباکو کی فصل دنیا اورآخرت دونون کو متأثر کرتی ھے -

گیارھوین صدی ھجری مین تمباکو نوشی کا ظہور ھوا تو علماء وقت نے اس کی خرابیون کو مدنظر رکھ کر اس کے خلاف صف آراء ھوئے اور عقلی و نقلی دلائل سے اس کی تباہ کاریون اور برے اثرات کو لوگون پر آشکارا کرنے کے لئے ایک باقاعدہ مہم کا آغاز کیا اور اسے اسراف مضر - فعل عبث - عام البلیہ - باعث فساد عقل اور محدثات الامور ثابت کرکے حرام قرار دیا - (تفصیل کے لئے ملاحظہ ھو - رسالہ نصیحۃ عباد اللہ وامۃ محمد رسول اللہ ص ۲-۱۲)

**حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کے چند مخالفین اور ان کا انجام بد**

تاریخ شاہد ہے کہ ہر دور میں علماء حقانی اعلاء کلمۃ الحق اور ترویج و تبلیغ دین کی خاطر میدان عمل میں مصروف کار رہے ہیں - اور ہر دور میں دنیا پرست اہل ہوا کا ایک گروہ بھی ایسا رہا ہے جو اہل اللہ کی مخالفت میں صف آراء ہوجاتے ہیں - حالانکہ اولیاء اللہ کے ساتھ عداوت و دشمنی خدا کے ساتھ اعلان جنگ کے مترادف ہے - حضرت ابو عبداللہ القرشی فرماتے ہیں کہ -

---

= مطبع نظامی کانپور ۱۳۰۰ھ - ایضاً ملاحظہ ہو رسالہ تبیان فی احکام شرب الدخان مؤلفہ ابوالخیر محمد معین الدین الکروی الکاظمی المشہدی مطبع نولکشور ۱۲۹۵ھ -

ان تمام خرابیوں کے علاوہ تمباکو اگر ایک طرف قلت غلہ کا مسئلہ پیدا کرتا ہے تو دوسری طرف اس کا استعمال انسان کی صحت کو بری طرح متأثر کرتا ہے - اور جدید ڈاکٹری تحقیق نے تو اس کے مضر صحت ہونے پر یہ کہکر مہر تصدیق ثبت کردی - کہ "انسان تمباکو کا دھواں کھینچتا ہے اور تمباکو انسان کی روح کو کھینچ کر اس کی موت کا سبب بنتا ہے" - (مضمون "تمباکو نوشی" از ڈاکٹر محمود عالم روزنامہ "مشرق پشاور ۷/ جون ۱۹۷۵ء) -

حضرت میاں صاحب چمکنی کا زمانہ وہ زمانہ ہے ~~جبکہ~~ جس میں معاندین اسلام الحاد و بیدینی کے طرح طرح کے بت تراش رہے تھے اور برصغیر کے مسلمان دشمنان اسلام کے خلاف اپنے دین کی حفاظت میں مصروف تھے - یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ میدان جہاد میں ایک طرف اگر غیر متزلزل ایمان و جذبہ کی ضرورت ہوتی ہے تو دوسری طرف اچھی جسمانی صحت کا ہونا بھی اشد ضروری ہے اور اس طرح دونوں لحاظ سے مضبوط سپاہی ہی میدان جہاد میں دشمن کو ٹھکانے لگا سکتا ہے - اوریہی وجہ تھی کہ ~~لہذا~~ آپ نے تمباکو نوشی کے تدارک کے لئے اس کی کاشت کو ممنوع فرمایا تھا - واللہ اعلم -

***********

من غض من ولی اللہ عز وجل ضرب فی قلبه بسهم مسموم ولم یمت حتی تفسد عقیدته ویخاف علیه من سوء الخاتمة -(۱)

جوکسی ولی اللہ کے ساتھ بغض و عداوت رکھتا ہے تو اس کے دل میں زہریلا تیر ملا مارا جاتا ہے - وہ نہیں مرتا یہاں تک کہ اس کا عقیدہ فاسد ہوجاتا ہے اور اس کے سوء خاتمہ کا اندیشہ ہوتا ہے -

اسی طرح حضرت ابوتراب بخشی فرماتے ہیں کہ -

اذ الف القلب الاعراض عن اللہ صحبته الوقیعة فی اولیاء اللہ -(۲)

جب کسی کے دل میں اعراض عن اللہ کی طرف میلان پیدا ہوجاتا ہے تو اولیاء کے ساتھ حسد و عناد اس کا ساتھ دیتا ہے -

معاصر تذکرہ نگاروں کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کے دور میں بھی بعض ایسے لوگ موجود تھے جو آپ کے ساتھ حسد و عداوت رکھتے تھے - ایسے چند مشہور معاندین ومخالفین کے نام درج ذیل ہیں -

۱) یاقوت خان - حاکم پشاور -(۳)

۲) نواز جنگ کوہاٹی حاکم پشاور -(۴)

۳) ملا محمد غوث(۵)

۴) سید غلام ساکن کنڑ (افغانستان)(۶)

---

(۱) الیواقیت والجواهر (قلمی) تالیف شیخ عبدالوهاب الشعرانی ورق ۸ کتب خانه اسلامیه کالج پشاور -

(۲) ایضاً ورق ۸ کتبخانه اسلامیه کالج پشاور -

(۳) مناقب میاں صاحب چمکنی از مسعود گل ص ۵۶ -

ایضاً از مسعود گل اوراق ۹۰ - ۹۱

(۴) مناقب میاں صاحب چمکنی از مولانا دادین ورق ۸۸ - ۸۹ -

=

۵) رحمت خان گگیانی ساکن دوآبہ (پشاور) (۱) (۲)

۶) محبت‌خان ساکن دوآبہ

۷) ضابطہ خان ساکن جمکنی (۳)

۸) نائب خان حاکم پشاور (۴)

۹) ارباب محسن خان (۵)

۱۰) محمد عمر ساکن سرآسیا گیٹ (پشاور شہر)

مذکورہ بالا افراد مین‌سے بعض‌تو ذلت کی موت مر گئیے اور بعض‌نے ندامت و پشیمانی کااظہار کرکے آپ کی فرمانبرداری اختیار کی ۔ مولانا مسعودگل نائب خان حاکم پشاور کی عداوت اور بعد مین آپ کی مریدی اختیار کرنے کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہین کہ ۔

---

= (۵) نورالبیان (نورمحمد قریشی) اوراق ۵۰ ۔
(۶)

******

(۱) نورالبیان (نورمحمد قریشی) ورق ۱۲ ـ ۱۳

(۲) ایضاً ورق ۱۲ ـ ۱۳

(۳) مناقب میان صاحب جمکنی از مولانا دادین ورق ۱۲۶ ـ ۱۲۸

(۴) ملاحظہ ہو تفصیل کے لئیے مناقب میان صاحب جمکنی از مولانا مسعودگل ص۶۹ ـ ۷۰

(۵) مناقب میان صاحب جمکنی از مولانا مسعودگل ص ۸۹ ـ ۹۰ و ۱۰۱ ـ ۱۰۲ و ۹۹ـ۱۰۱ ـ

مناقب میان صاحب جمکنی از مولانا مسعودگل ورق ۱۱۷ ـ ۱۱۸ ـ

******

| | |
|---|---|
| نائیب خان نوم ئې حاکم د پېښور وو | نائب خان حاکم پشاور |
| بې تدبیره بدخصلته کینه ور وو | بدخو، کینه جو، اور غیر مدبّر آدمی تھا - |
| د دنیا په حکومت کښې فهمیده وو | دنیاوی حکومت (کے سلسلے) مین سمجھدار تھا - |
| دې منکر له بزرگانو کوریده وو | مگر وہ کوریدہ سر بزرگون کا منکر تھا - |
| خصوصا له میان صاحب سره عناد | خصوصاً حضرت میان صاحب جمکنیؒ کے ساتھ |
| همیشه به دهٔ کاوٗ مفسد فساد (۱) | یہ مفسد عناد و فساد سے کام لیتا تھا - |

اس فساد و عناد کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ بہت خوار و ذلیل ہوگیا - اور آخر کار مجبور ہوکر معافی مانگی اور آپ کے حلقہ خدام مین شامل ہوگیا - مولانا موصوف لکھتے ہین کہ -

| | |
|---|---|
| په خلوت کښې نائب خان شه ډیر تائب | تنہائی مین نائب خان بہت توبہ تائب ہوا |
| زهٔ غلام یم د صاحب صاحب صاحب (۲) | اور بار بار یہ عہد کرکے اقرار کیا کہ |
| | مین حضرت میان صاحبؒ کا خادم و غلام ہون |

محمدعمر کی عداوت کا حال بیان کرتے ہوئے مولانا دادین لکھتے ہین کہ :

| | |
|---|---|
| یو همنام د شمکنو د صاحب وایم | حضرت میان صاحب جمکنیؒ کا ایک ھمنام جس کا |
| زهٔ ئې کور په اسیا کښې درته نمایم | گھر سرآسیا مین تھا - مین تمھین بتاتا ہون |
| خباثت جبلی د دهٔ په زړهٔ وو | ان کے دل مین فطری خباثت موجود تھی - |
| ولې پټ ئې په خاطر لکه د پرهٔ وو | لیکن شکست خوردہ کی طرح اپنے دل مین چھپائے |
| دا حاسد چه اوسیدهٔ په سرآسیا کښې | ہوئے تھا - یہ حاسد سرآسیا مین رہتا تھا - |
| سپیرهٔ مخ شهٔ د خجلت په بدا سیاکښې (۳) | بدبختی کا شکار ہوکر منحوس و شرمندہ ہوگیا - |

مولانا مسعود گل، ارباب لشکرخان کی زبانی ارباب محسن خان کی عداوت کا حال بیان

---

(۱) و (۲) مناقب میان صاحب جمکنی از مولانا مسعود گل ص ۶۹ - ۷۰ -

کرتے ہوئے لکھتے ہین کہ -

دا رنګ نقل کوي د ي چه محسن خان
له خدمته د صاحب وه٬ روګردان
ازلي د د ه٬ نصیب وه٬ شقاوت
تل غالب وه٬ په د ه٬ جهل عداوت
چه ماده ي اماده په شرعناد وه
همیشه ي رنځ د بغض‌اوعناد وه
پیدا شوي په طالع د بدبختۍ وه
له صاحب سره چه کار ي د سختۍ وه
همیشه به مخالف له د جناب وه
لاس ي نه رسیده٬ هیڅکله که د ي ارباب وه (۱)

وہ اس طرح بیان کرتا ہے کہ محسن‌خان
حضرت میاں صاحب چمکنیؒ سے روگردانی کرتا تھا
ازلی شقی تھا -
اور ہمیشہ سے اس پر جہل و عداوت غالب تھا -
اس کا مادہ شر و عناد پر آمادہ تھا - اس لئے
ہمیشہ سے بغض و عداوت کی بیماری مین مبتلا تھا
پیدائشی بدبخت تھا
حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کے ساتھ سختی سے کام
لیتا تھا - ہمیشہ آپ کی مخالفت کرتا - اگرچہ
ارباب تھا مگر اس سلسلہ مین کچھ بس نہین
چلتا تھا -

ایک اور معاصر تذکرہ نگار ارباب مذکور کے انجام بد کے بارے مین لکھتے ہین کہ -

شقاوت چه څما جانه د چا مل شي
و بزرګانو د د ه٬ په زړ ه٬ خلل شي
دا ارباب چه روګردان له د جناب شه٬
خود خبرئ چه د ي څه خانه خراب شه٬ (۲)

اے دوست - شقاوت و بدبختی جس کا ساتھ دیتی ہے
تو بزرگون کے بارے مین اس کے دل مین خلل پیدا
ہوجاتا ہے - یہ ارباب مذکور جب میاں صاحبؒ سے
روگردان ہوا تو تجھے کیا معلوم کہ نتیجتاً وہ کتنا
ذلیل و خوار ہوگیا -

---

(۲) مناقب میاں صاحب چمکنی از مولانا دادین ورق ۱۲۴ - ۱۲۵ -

******

(۱) مناقب میاں صاحب چمکنی از مسعودگل ص ۸۹ -

| حضرت میان صاحب جمکنی رح کا خاندان ـ | پختونخواہ کی تاریخ مین حضرت اخوند درویزہ المتوفی ۱۰۴۸ھ / ۱۶۳۸ء خوشحال خان خٹک المتوفی ۱۱۰۱ھ / ۱۶۸۹ء ـ حافظ |
|---|---|

رحمت خان ( شہید ۱۱۸۸ھ / ۱۷۷۴ء ) اور میان صاحب جمکنی المتوفی ۱۱۹۰ھ / ۱۷۷۶ء کے خاندان کو زیادہ شہرت حاصل ھے اور ان مین سے ہر ایک نے اپنے اپنے نقطۂ نظر اور دائرہ کار کے اندر نمایان کام کئے ھین ـ مگر حضرت میان صاحب رح کے خاندان کا طرہ امتیاز یہ ھے کہ زندگی کے کسی خاص پہلو کے ساتھ اپنے آپ کو محدود نہین رکھا بلکہ مذھب ـ سیاست ـ رفاہ عامہ اور علم وادب ہر میدان مین نہایت گرانقدر خدمات انجام دی ـ اور کئی پشتون سے نہایت بابرکت ـ فیض بخش، باعظمت، اور تاریخ افغان کا نہایت نامور اور معزز آستانہ رہا ـ مولانا دادین نے سچ فرمایا ھے ـ

| د میان صاحب رتبه بلنده تر خورشیده ونم / نشته دا هسې خاندان بیشکه فیض رسان (۱) | حضرت میان صاحب جمکنی کا مرتبہ خورشید ( درخشان ) سے بلند ھے ـ اور بیشک دوسرا ایسا فیض رسان خاندان کہین نہین ھے ـ |
|---|---|

(۲) مناقب میان صاحب جمکنی از مولانا دادین ورق ۱۴۱ ـ

مولانا دادین حضرت میان صاحب کے مناقب مین لکھتے ھین ـ
میان صاحب وو سیف الله راشه وګوره

بې ادبه مختورن بیایئ تر ګوره

یعنی دیکھو ـ حضرت میان صاحب سیف الله ھین اور آپ کی بے ادبی کا مرتکب شرمندگی اور ذلت کی موت مرتا ھے ـ

دوسری جگہ لکھتے ھین ـ

ډیرم لیدلي په دا سترګو بدان ستا د درګاه

در بدر ګرځي هسې بدرنګ پــــرېوزي

عجب پښتون دې ننګیالي د سره بن دستانو

چه بدخواهان د خاندان ې سپك تر بنګ پرېوزي (مناقب ورق ۲۳)

اللہ تعالیٰ نے بارھوین صدی ھجری مین دین متین کی خدمت کے لئے سرزمین ھند مین جس طرح ولی اللہی خاندان کو منتخب فرمایا تھا اسی طرح یہ کام یہان سرزمین سرحد مین حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے خاندان کے حصہ مین آیا اور "این خانہ ھمہ آفتاب است" کے مصداق اس خاندان کا ھر ایک فرد اپنے دور مین زھد و تقویٰ اور علم و عمل کا ایک درخشندہ ستارہ بن کر چمکا - تحریر و تقریر کے ذریعے لادینی قوتون کا مقابلہ کیا - اپنے مؤیدین و معتقدین کا جال پھیلا کر برائیون کا سدباب کیا - بدعات و رسومات کی مخالفت کی - لوگون کے عقائد و اعمال کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا - علم ادب کی اشاعت و حفاظت کا کارنامہ انجام دیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ لوگ ان کی وجہ سے ایک مرکز پر جمع ھونے لگے جس سے ایک مضبوط اور مستحکم حکومت کے قیام مین بڑی مدد ملی -

حضرت میان صاحب چمکنیؒ نے جس تحریک کا آغاز کیا تھا وہ نہایت مستحکم بنیادون پر قائم تھی - آپ کی وفات کے بعد نہایت زور و شور سے جاری رھی اور عرصہ دراز تک اس کے اثرات ثبت رھے - میجر راورٹی حضرت میان صاحب کی وفات کے تقریباً سوسال بعد اس خاندان کے اثرات کے بارے مین لکھتا ھے :-

---

= ( ) مناقب میان صاحب چمکنی از مولانا دادین ورق ۸۷ ھ - مولانا موصوف دوسری جگہ لکھتے ھین -

د تمام سړبن د ولس ستانې وائ
قابو نشته د هیچا چه ې وستائ
له ستانو د سړبن غوره ستانــه
د ه د میان صاحب عجب شاهانه
چه شاهان ې د دنیا تعظیم ته راغله
چه د د ه درته راتله څکه د وئ شاغله

کہتے ھین کہ تمام سڑبن شاخ مین بارہ آستانے ھین - اور کسی مین ان کے بیان کی قوت موجود نہین ھے -
سڑبن افغانون کے تمام آستانون مین حضرت میان صاحب کا آستانہ افضل ھے - دنیا کے بادشاہ آپ کی تعظیم کے لئے آپ کے پاس آئے اور چونکہ آپ کے پاس آتے تھے اس لئے معزز ھوئے -

Up to this day the descendants of this reputed Saint occupy his position, and devote themselves to the welfare of the inhabitants, and the people of the country-round are their disciples.(1)

## حضرت میاں صاحبؒ کا دعویٰ سیادت

حضرت میاں صاحب جمکنی دادی کی نسبت سے سیادت کا دعویٰ کرتے تھے - اپنی کتاب توضیح المعانی مین لکھتے ھین -

~~زامن د ولس د نبي مهتر يعقوب وو~~
گوره به خبني سره زه یاد شومه پښتون
بل د سیادت ځما سره دي پیوستون

دیکھو مین خشی خیل افغان ھون اور دوسری بات یہ کہ مین سلسلہ سیادت سے وابستہ ھون -

= زامن د ولس د نبي مهتر يعقوب وو
د مهتر یوسف په خیر کله مرغوب وو
که همه په فرزندئ د نبي ښاد وو
د مهتر یوسف په خیر کله د وئ یاد وو
که ستائې د سر بن دي ښائسته
ولې ډیره د صاحب ده بائسته
(مناقب ورق ۱۵۸ - ۱۵۹)

حضرت مہتر یعقوب کے بارہ فرزند تھے مگر حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح محبوب و مرغوب کب تھے اگر چہ سب پیغمبر کے بیٹے تھے مگر حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح شہرت سب کو کب حاصل تھی سڑبن کے تمام استانے خوبصورت تھے مگر میاں صاحب کا دربار انتہائی بے حد خوبصورت تھا -

(1) Note on Afghanistan by Maj. H.G. Roverty, 1888, PP 34-35.

دې ځما نیکونه چه پیـدا له سیدې
زه یمه سید په دې نسبت په وجه دې (۱)

میرا دادا سیدہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے -
اور اسی نسبت اور اسی وجہ سے میں سید ہوں

حضرت میاں صاحب جمکنیؒ کی شخصیت
القاب کے آئینہ میں -

بہت سارے معاصر علماء کرام اور صوفیائے عظام کے ایسے کئی بیانات محفوظ ہیں جس میں انہوں نے حضرت میاں صاحب جمکنیؒ کی عظمت شان اور علمی مقام کے اعتراف واظہار کے طور پر آپ کو بڑے بڑے القاب وآداب کے ساتھ یاد کیا ہے اور ان القاب میں آپ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو نہایت حسن و خوبی کے ساتھ ایسا بیان کیا ہے کہ پڑھ کر آپ کی صفات و خصوصیات کا ایک مکمل خاکہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے -

"مشتے نمونہ خروار" کے مصداق چند القاب حسب ذیل ہیں -

---

(۱) توضیح المعانی (قلمی) ص ۹ - ایضاً ملاحظہ ہو شمس الہدیٰ (قلمی) از میاں صاحب جمکنی ورق ۱۷ -

صاحبزادہ احمدی اپنے شجرہ نسب میں لکھتے ہیں کہ -

گرچه باباجی م په دا ځای کښې یاد افغان دې
دې په سیادت سره مشهور په هندوستان دې
دا نسبت صحیح د سیادت ئې بې نقصان دې
دا نسب اسحاق او اسماعیل سره عیان دې

--- یہ ایک متنازعہ فیہ مسئلہ ہے اور علماء نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے کہ جس کا باپ سید نہ ہو اور ماں سیدہ ہو کیا وہ سید ہے یا نہیں - علماء کرام کا ایک گروہ کہتا ہے کہ من کان له امهٔ سیدة فهو سید - (تذکرۃ الابرار والاشرار ص ۱۰۵)
حضرت میاں صاحب جمکنیؒ نے اس مسئلے میں یہی مسلک اختیار کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ

الكامل المحقق والعالم المدقق جيد العصر والزمان فريد الدهر والدوان

مروج الشريعة الغراء مقوى الملة البيضاء قامع رسوم الجهالة هادم قواعد

البدعة والضلالة معاذ العلماء ملاذ الفضلاء مفسر الآيات ميسر المغلقات فاتح

الاسرار مبين الاخبار كاشف سرائر العرفان واقف رموز الوجدان ناهج مناهج

الطريقة سالک مسالک الحقيقة مزين محافل الاولياء منور مجالس الاصفياء

(۱)

قدوة الموحدين اسوة المجددين - سلطان العلماء مقدام الفضلاء قدوۃ

(۳) (۲)

العارفين زبدة الكاملين — الشيخ فضائل پناه حقائق دستگاه —

(۴)

قطب الاقطاب غوث العالم - شیخ کامل ولی الاکمل - قطب الاقطاب مرجع

(۵)

خلائق عالم مآب — زبدة السالكين عمدة الواصلين - واقف الاسرار الشيخ

(۷) (۶)

الکبار محبت و خصوصیت دستگاه محب الفقراء -

---

== دادی کے واسطے سے اپنی طرف سیادت منسوب کرتے ھیں - میری رائے یہ ھے کہ یہاں حقیقی سیادت مراد نہیں بلکہ مجازاً سیادت کی نسبت اپنی طرف کی گئی ھے -

~~تذکرۃ الابرار والاشرار از اخوند درویزہ - ص ۱۰۵ -~~

******

(۱) لائق السمعه فی تحقیق الجمعه مؤلفه عبدالله المعروف میان گل تالیف ۱۲۰۳ ھ (قلمی) کتب خانه اسلامیه کالج پشاور -

(۲) نصیحۃ عباد الله ص ۱ - ۲۴ مطبع النظامی کانپور ۱۳۰۰ ھ -

(۳) مکتوبات شیخ فقیرالله شکارپوری مکتوب ۴۵ -

(۴) شجرۂ طریقت از عبیدالله (قلمی) - (۵) دیوان کاظم خان شیدا -

(۶) شرح صلوۃ مسعودیه از مولانا عبدالاحد بن بایزید (قلمی) کتب خانه اسلامیه کالج پشاور -

(۷) ظواهر السرائر (قلمی) مکتوب خواجه محمد عیسیٰ ولد شیخ سعدی لاهوریؒ بنام میان صاحب چمکنی ص ۵۲۲ -

زبدۃ السالکین قدوۃ المحققین عمدۃ المتورعین برگزیدہ روزگار جہدہ محبان کردگار (۱)
ستودہ بزرگان کبار - زبدۃ السالکین عمدۃ المحققین قدوۃ المتورعین -غوث الزمان (۲)
قطب الاقطاب غوث الاغواث قطب مدار غوث افغان در یتیم افغان کان علم (۳)
بحر علم -فخر علماء -فیض بخش و فیض رسان شاہ عارفان - شاہ شاہان -غوث اکبر (۴)
قطب الاقطاب -قطب الآفاق -شمس الاطباق -سرتاج علماء محی السنۃ پیر کامل - (۵)
غوث جہان -مدار زمان -صاحب کشف و عرفان -مستجاب الدعاء -بحر فیضان عالم
ذوالکرم - باطن صفا - معدن علم لدن -مظہر صفات -مستقر کرامات - زبدہ (۶)
سالکان روزگار - برگزیدہ محققان پروردگار - ستودہ محبان حضرت جبار عمدہ
عارفان کردگار - شیخ آفاق عارف حق سر اقطاب زمان - غوث الزمان قطب (۷) (۸)
الاوان - (۹)

معاصر علماء کے علاوہ متأخرین اہل قلم نے بھی القاب کی صورت مین آپ کو (۱۰) اپنا نذرانہ عقیدہ پیش کیا ہے -مگر اختصار کے پیش نظر ان کو یہان نقل نہین کیا گیا -

---

(۱) توضیح المعانی (قلمی) ص ۱۱۳ کتب خانہ بہانہ ماڑی پشاور شہر -

(۲) المعالی شرح امالی ( قلمی ) ص ۸۳۹ " "

(۳) مناقب میان صاحب چمکنی از مولانا دادین (قلمی )

(۴) ایضاً از شیخ نورمحمد (قلمی )

(۵) کرامات میان صاحب چمکنی از مسعودگل ص ۱۰ - ۳۲ - ۵۰ - ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ - ۸۶ - ۱۰۵

(۶) شاہنامہ احمدی از حافظ مرغزی ص ص ۲۳ - ۲۸ و ۱۹۱ - ۲۰۲

(۷) شمس الہدیٰ (قلمی ) ص ۲۲۲ کتب خانہ اسلامیہ کالج پشاور

(۸) تیمورشاہ درانی ص ۲۱۱ جلد اول از عزیزالدین وکیلی بحوالہ اشعار مرزاہادی خان درباری منشی تیمورشاہ درانی -

(۹) صلوۃ محمدی (قلمی ) از صاحبزادہ محمدی ورق ۲۴ -مملوکہ جناب ڈاکٹرسلیم صاحب

حواله

حضرت میان صاحب چمکنیؒ کا آستانۂ عالیہ ۔

حضرت میان صاحب چمکنیؒ رحمۃ اللہ علیہ جس باغیچہ مین مخلوق خدا کو ارشاد و ھدایت فرمایا کرتے تھے وہ مقام آج تک باغیچہ کے نام مشہور ھے ۔ اس کے گرد کچی چار دیواری بنی ھوئی ھے ۔ جس کے اندر آپ کے والد ابراھیم خانؒ ، دادی امّان اور والدہ ماجدہ کے علاوہ کئی دیگر اھم شخصیتون کے مزارات موجود ھین ۔

آپ کا مزار بھی اسی چاردیواری کے اندر مسجدِ کلان سے مغرب کی جانب چند گز کے فاصلہ پر واقع ھے ۔ اس کی عمارت پختہ ھے ۔ اور اس کے اوپر سفید گنبد بنا ھوا ھے سطح زمین سے اونچا ھے ۔ سیڑھیان چڑھنے کے بعد صحن شروع ھوتا ھے جس مین اندر جانے کے لئے دروازہ لگا ھوا ھے ۔

آپ کا مزار زیارت گاہ خاص و عام ھے اور روزانہ خصوصا جمعرات کے دن کثیر تعداد مین مرد و زن اس مرد کامل کے مزار پر عقیدتمندانہ حاضری دیتے ھین ۔

تاریخ پشاور کے مؤلف نے صاحبزادہ محمدیؒ کو اس کا بانی بتایا ھے (١) جبکہ زبانی سینہ بہ سینہ روایات کے مطابق اس عمارت کو صاحبزادہ محمدیؒ کی وفات کے بعد ان کی بیوی سید بی بی نے تعمیر کروایا ھے ۔ واللہ اعلم ۔

---

(٩) ~~[illegible]~~ شعبہ پاشتی پشاور یونیورسٹی ۔

(١) ملاحظہ ھو ۔ اردو دائرۂ معارف اسلامیہ مضمون میان عمر چمکنی ج ٥ ص ٦٣٣ ۔
علماء و مشائخ سرحد ازامیرشاہ قادری ج ١ مضمون حضرت میان صاحب چمکنی ۔
تذکرہ صوفیائے سرحد ازاعجازالحق قدوسی مضمون حضرت میان عمر چمکنی ص ٣٥٠ ۔
روحانی رابطہ از عبدالحلیم اثر مضمون میان محمد عمر د چمکنو ص ٧٥٥ ۔
دیباچہ شمائل نبوی ازسید محمد ایوب جان بنوری ۔
پختانۂ شعراء حصہ ١ از عبدالحئی حبیبی ص ٢٣٨ ۔
د پختو د ادب تاریخ از صدیق اللہ رشتین کابل ، ص ٧٦ ۔ تاریخ پشاور ص ٣٧١ ۔
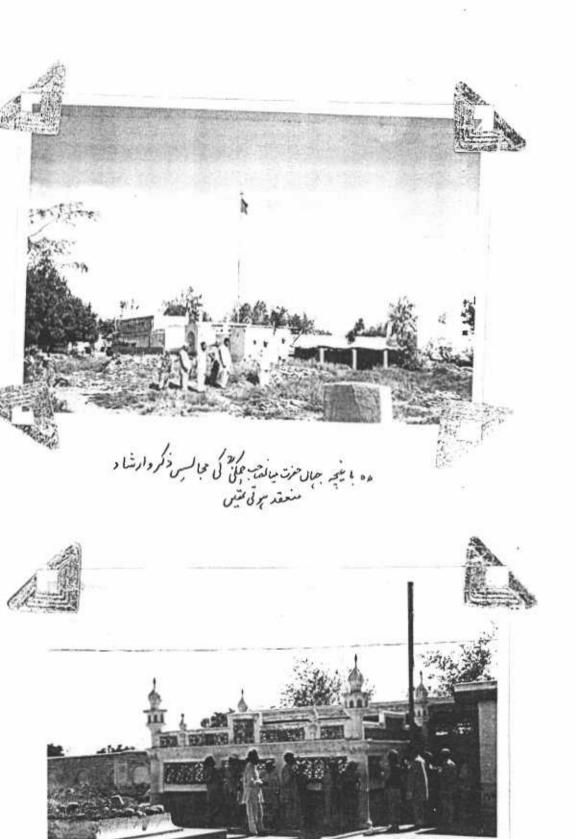
وہ باغیچہ جہاں حضرت میاں صاحب جمکی (رح) کی مجالس ذکر و ارشاد منعقد ہوتی تھیں

روضۂ حضرت میاں صاحب جمکی رحمۃ اللہ علیہ

**حضرت میان صاحب چمکنیؒ کا سالانہ عرس**

حضرت میان صاحب چمکنیؒ کا شمار ان بزرگان دین مین سے ہوتا ہے جن کے عقیدت مند ہر سال آپ کے عرس کا اہتمام کرتے ہین ۔ ہر سال عرس ماہِ رجب کی ابتداء مین بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب کو نہایت عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے اور کثیر تعداد مین آپ کے معتقدین اس تقریب سعید مین شرکت کرتے ہین ۔ اس موقعہ پر علاقہ کے مشہور و معروف علماء کرام کو مدعو کیا جاتا ہے ۔ اور رات کو منعقدہ ایک مجلس مین اس شب زندہ دار درویش اور باصفا صوفی عالم کی حیات مبارکہ اور تعلیمات و ارشادات سے لوگون کو روشناس کیا جاتا ہے ۔(۱)

---

= (۱) تاریخ پشاور مرتبہ گوپال داس ص ۳۷۱۔

******

(۱) برصغیر پاک و ہند مین اسلام کی اشاعت و حفاظت زیادہ تر علماء و مشائخ عظام کی مرہون منت ہے ۔ ہر بزرگان دین نہایت ناسازگار حالات مین ظلمت کدۂ ہند مین تشریف لائے اور یہان اسلام کا پودا لگائے اور خون جگر سے اس کی آبیاری کرنے کو بہت کوشش کی ۔ ان حضرات کی بے لوث اور مخلصانہ جدوجہد سے پاک و ہند کے در و دیوار اسلام کے نام سے آشنا ہوکر بے شمار بندگان خدا مشرف بہ اسلام ہو گئے ۔
قرون اولیٰ سے لے کر آج تک تمام اولیاءؒ و صوفیاء توحید خالص اور اتباع سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچار کرتے رہے ہین ۔ اور ان کا سرمایہ عمر گرانمایہ اسی مقصد عظیم کے لئے وقف رہا ۔ عرس دراصل انہین محبوبان الٰہی کے کارہائے نمایان کو زندہ رکھنے کا ایک ذریعہ ہے ۔ اور اس کی غرض و غایت صرف یہ ہے کہ اجتماعی طور پر ان برگزیدہ ہستیون کی تعلیمات و خدمات کی یاد تازہ کی جائے اور ایک نیا عزم لے کر ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کی جائے ۔ ( روح اسلام مطبوعہ فیروزسنز لمیٹڈ لاہور ۱۹۶۴ء ) ۔
عرس سے اگر ایک طرف ان مقدس ہستیون کی یادتازہ ہوتی ہے تو دوسری طرف یہ ان کی تعلیمات کو دوبارہ لوگون کی زندگیون مین داخل کرنے کا ایک بہترین =

حضرت میان صاحبؒ کے چند نصائح و وصایا

حضرت میان صاحب چمکنیؒ نے اپنی عمر گرامایۂ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مین گزاری ۔ آپ کا سینہ خوف خدا اور عشق رسول سے لبریز تھا ۔ شریعت اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بے حد پابند تھے اور منہیات و محرکات سے کلی اجتناب فرماتے تھے ۔ اسی پر آپ کا خاتمہ ہوا اور اپنی اولاد اور عزیز و اقارب کو بھی ہمیشہ اسی کی نصیحت فرماتے رہے ۔

آپ وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہین کہ ۔

" فی ایام تاریخ الہجری غقج ( ۱۱۸۳ھ ) لی ابناء اسمیہما محمدی و احمدی فاوصیت ہما و اوصیت اخی موسٰی و اولادہ جمیع بتقوی اللہ والاجتناب عن جمیع ما نہی اللہ تعالٰی واوصیت بہم جمیعاً بذکراللہ جمیع انبیاء اللہ تعالٰی علی نبینا وعلیکم الصلوۃ والسلام من الرسل و اولوالعزم من الرسل حسباً و نسباً والاعطاء لہذا الذکر الخیر قولاً و فعلاً صورتاً و معنًی ظاہراً و باطناً بذکر الخیر جمیع ابائہ الکرام وامہات الطاہرات نذر الاحترام سیدنا علیہ و آلہ الصلوۃ والسلام والاجتناب من کل الوجہ عن الحاق العیب من العیوب والنقصان من النقائص والبہتان بوالدیہ وآلہ الصلوۃ والسلام ۔" (۱)

---

= ذریعہ بھی ہے ۔ عرس فی نفسہ مفید ذریعہ رشد و ہدایت اور مسلمانون کو اپنے اسلاف کی عظیم خدمات سے آگاہ کرنے کا ایک موثر ذریعہ ہے ۔ یہ الگ بات ہے کہ رفتہ رفتہ لوگون نے عرس کے محافل مین غلط رسومات اور بدعات کو داخل کرلیا جس کی وجہ سے اس کی اصل شکل مسخ ہوکر رہ گئی ۔ واللہ اعلم ۔

(۱) شمس الہدٰی از میان محمد عمر چمکنی ( قلمی ) ورق ۱۷ ۔

یعنی ۱۱۸۳ھ میں میرے دو فرزند ہیں ایک کا نام محمدی اور دوسرے کا نام احمدی ہے ۔ میں نے ان دونوں کو اور برادرم موسیٰ اور اس کی اولاد کو تقویٰ اور نواہی سے اجتناب کی وصیت کی ہے ۔ اور ان کو یہ وصیت کی ہے کہ رسولوں اور انبیاء کا ذکرخیر کیا کرو اور حسباً و نسباً ان کو عالی سمجھو اور ( بالخصوص ) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء کرام اور امہات الطاهرات کے بارے میں ان کو یہ وصیت کی ہے کہ ہر اعتبار سے یعنی ظاهراً و باطناً قولاً و فعلاً صورتاً اور معناً ان کا ذکر خیر کرو اور آپ کے والدین میں سے کسی میں عیب و نقصان نہ نکالو اور نہ ان پر بہتان لگاؤ ۔ انتہیٰ کلامہٗ ۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ: "ہر آدمی زاد را باید کہ در راہ حضرت خداوند تبارک و تعالیٰ جانباز شود چرا کہ آخر الامر جدائی است ازین سرائی غافلان و ازین مقام خودبینان پس باید کہ در زندگانی خود حق شناسی و حق ترسی پیشہ کند تا ز غم آخرت و حسرت محفوظ ماند و از دولت جاوید محروم نہ ماند"(۱) ۔

یعنی ہر انسان کو چاہئے کہ خدا کی راہ میں جانبازی کا مظاہرہ کرے ۔ کیونکہ آخرکار اس غافلوں کی سرائے مغرور و خودبینوں کے مقام ( دنیا ) سے جانا ہے پس ضروری ہے کہ اپنی زندگی میں حق شناسی اور خداترسی کو اپنا پیشہ بنائے تاکہ آخرت کے غم و حسرت سے محفوظ رہے اور ( جنت کے ) دولت جاودانی سے محروم نہ رہے ۔

حضرت میاں صاحب چمکنی فرماتے ہیں کہ ۔

علماء ورثۃ الانبیاء ، کی شرافت سے مشرف ہوتے ہیں لہٰذا چاہئے کہ عالم صورت و سیرت ہر لحاظ سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرے اور بدعات سے احتراز کرتا رہے ۔ لکھتے ہیں کہ ۔

---

(۱) المعالی شرح امالی ص ۲۹۷ ۔

باید کہ عالم بہ صورت ومعنٰی در متابعت پیغمبر خود صلی اللّٰہ علیہ وسلم شدہ آید وتے از ورطہ ہلاک کہ بدعت است بدرآید ۔ (۱)

یعنی چاہئے کہ صورتاً و معناً اپنے پیغمبر صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا اتباع کرے اور بدعت کے ورطہ ہلاکت سے باہر نکل آئے ۔

حضرت میاں صاحب جمکنیؒ
کا شجرہ طریقت ۔

حضرت محمّد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللّٰہ علیہ وسلم (المتوفی ۱۱ھ / ۶۳۲ء)

|

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللّٰہ عنہ (المتوفی ۱۳ھ / ۶۳۴ء)

|

حضرت سلمان فارسی (المتوفی ۳۳ھ / ۶۵۳ء)

|

حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۱۰۶ھ / یا ۱۰۷ھ)
(۷۲۴ء یا ۷۲۵ء)

|

حضرت امام جعفر صادق (المتوفی ۱۴۸ھ / ۷۶۵ء بمقام مدینہ)

|

سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامیؒ (المتوفی ۲۶۱ھ / ۸۷۴ء بمقام بسطام)

|

حضرت ابوالحسن خرقانیؒ (المتوفی ۴۲۴ھ / ۱۰۳۲ء بمقام خرقان)

|

حضرت ابوالقاسم گرگانیؒ (المتوفی ۴۵۰ھ / ۱۰۵۸ء)

|

حضرت بوعلی فارمدی طوسیؒ (المتوفی ۴۷۷ھ / ۱۰۸۴ء بمقام طوس)

|

حضرت خواجہ یوسف الہمدانیؒ (المتوفی ۵۳۵ھ بمقام مرو)

|

---

(۱) المعالی شرح امالی ص۳۰۲ ۔

سرحلقہ خواجگان حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رح (۱) (المتوفی ۵۷۵ھ/ ۱۱۴۰ء)

حضرت خواجہ عارف ریوگری رح (۲) (المتوفی ۶۱۶ھ/ ۱۲۱۹ء بمقام ریوگر (بخارا))

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رح (۳) (المتوفی ۷۱۵ھ/ ۱۳۱۵ء بمقام انجیر فغنو۔ بخارا)

حضرت خواجہ عزیزان رح (المتوفی ۷۲۱ھ/ ۱۳۲۱ء مدفون بمقام خوارزم)

حضرت خواجہ باباالسماسی رح (المتوفی ۷۵۵ھ/ ۱۳۵۴ء)

حضرت خواجہ امیرکلال رح (المتوفی ۷۷۲ھ/ ۱۳۷۰ء)

قطب الاقطاب صاحب الطریقہ حضرت خواجہ بہاوالدین نقشبند رح (المتوفی ۷۹۱ھ/ ۱۳۲۶ء

شیخ الشیوخ صاحب العلم والعمل حضرت یعقوب جوخی رح (۴) (المتوفی ۸۵۱ھ/ ۱۴۸۹ء مدفون بمقام هلغتور)

قدوۃ الابرار حضرت خواجہ احرار رح (المتوفی ۸۹۵ھ/ ۱۴۸۹ء)

حضرت خواجہ محمد زاهد رح (المتوفی ۹۳۶ھ / ۱۵۲۹ء)

حضرت خواجہ درویش محمد رح (المتوفی ۹۷۰ھ/ ۱۵۶۲ء مدفون شہر سبز ماوراءالنهر)

---

(۱) غجدوان شہر بخارا سے تھوڑے فاصلے پر ایک گاوں کا نام ھے ۔رشحات ورق ۲۳۔۵۰

(۲) ریوگر شہر بخارا سے آٹھ میل کے فاصلے پر واقع ھے اور خواجہ عارف کا مولد ھے ۔ رشحات ورق ۲۳ ۔

(۳) انجیر فغنو بخارا کے دیہات میں سے ایک گاوں کا نام ھے جو خواجہ محمود کا مولد ھے ۔ رشحات عین الحیات از علی بن حسین الواعظ الکاشفی متوفی ۹۰۹ھ (قلمی) ورق ۱۷ کتب خانہ اسلامیہ کالج پشاور ۔

(۴) جوخ ولایت غزنین میں ایک گاون کا نام ھے اور مولانا یعقوب کا مولد ھے ۔رشحات ورق ۴۷۔

حضرت خواجہ امکنگیؒ ( المتوفی ۱۰۰۸ھ - ۱۵۹۹ء )

|

ناشرالطریقۃ النقشبندیۃ فی الہند حضرت خواجہ باقی باللہؒ ( المتوفی ۱۰۱۲ھ - ۱۶۰۳ء )

|

الشیخ الاجل مجدد الف ثانیؒ حضرت شیخ احمد الفاروقی السرہندی ( المتوفی ۱۰۳۴ھ ۱۶۲۴ء )

|

سیدالسادات حضرت سید آدم بنوریؒ ( المتوفی ۱۰۵۳ھ - ۱۶۴۳ء )

|

حضرت شیخ سعدی لاہوریؒ ( المتوفی ۱۱۰۸ھ - ۱۶۹۶ء )

|

سرالاعظم حضرت شیخ محمد یحییٰؒ المعروف حضرت جی اٹک ( المتوفی ۱۱۳۱ھ - ۱۷۷۶ء )

|

قطب الاقطاب حضرت محمد عمر بن ابراھیم المعروف حضرت میان صاحب چمکنیؒ ( المتوفی ۱۱۹۰ھ - ۱۷۷۶ء )(۱)

شجرۂ نسب حضرت میان صاحب چمکنیؒ -

سیدنا حضرت بابا آدم علیہ السلام

|

---

( نوٹ ) سنینِ وفات کے سلسلے میں محمد حسن نقشبندی کی کتاب حالات مشائخ نقشبندیہ طبع مراد آباد ۱۳۲۲ھ، حضرت میان صاحب چمکنیؒ کی کتاب ظواھرالسرائر ( قلمی ) اور حضرت عبدالرحمٰن جامیؒ کی کتاب نفحات الانس اور مفتی غلام سرور لاہوری طبع لاہور ۱۹۵۷ء - کی کتاب خزینۃ الاصفیاء ج ۱ و ج ۲ اور تقویم تاریخی مرتبہ عبدالقدوس ہاشمی طبع کراچی ۱۹۶۵ء سے استفادہ کیا گیا ہے -

(۱) توضیح المعانی ( قلمی ) از حضرت میان صاحب چمکنیؒ ص ۱۹- ۲۲، ۱۲۲۷ھ -

حضرت شیث علیه السلام

حضرت مہتر انوش

قینان

مہلائیل (۱)

یرد (۲)

مہتر ادریس علیه السلام

اخنوخ

متوشلخ

لام علیه السلام

نوح علیه السلام

سام

ارفخشد

شالخ

مہتر ہود علیه السلام

ساروغ

ناخور

تارخ (۳)

حضرت ابراهیم علیه السلام

حضرت اسحاق علیه السلام

حضرت یعقوب علیه السلام

یہودا

روئیل

---

(۱) اصل نسخه مین مہایل لکھا ہے جبکه صحیح مہلئیل یا مہلائیل ہے ـ

(۲) اصل نسخه مین برد لکھا ہے جبکه صحیح یرد یا یارد ہے ـ

(ملاحظه ہو قصص القرآن از محمد حفظ الرحمٰن طبع دهلی ۱۹۵۳ء ج ۱ ص ۵۱)

(۳) مولّفین کا اس بارے مین اختلاف ہے که حضرت ابراهیم علیه السلام کے والد تارخ تھا یا آذر ـ حضرت میان صاحب چمکنیؒ نے اُن محققین کے قول کو ترجیح دی ہے جو آذر

عیص
|
عتبہ
|
قیص
|
مَلِک طالوت
|
ساؤل (۱)
|
ارمیہ
|
افذ یہ
|
سلم
|
معدول
|
ارزہ
|
تارخ
|
عامیل

لوئی
|
طلل
|
صہیب
|
علی
|
قمرود
|
ہارون
|
اشمویل
|
علیم
|
قیص
|
منہال
|
حذیفہ
|
محال

= کو ابراہیم علیہ السلام کا چچا اور تارخ کو ان کا باپ بتاتے ہیں ۔ واللّٰہ اعلم

*****

(۱) اصل نسخہ میں ساروں لکھا ہے اور صحیح تلفظ ساؤل ہے ۔ قصص القرآن ج ۱ص۵۱

(۱) میاں صاحب چمکنیؒ نے کند کا نام خیرالدین لکھا ہے جبکہ افغانون کے دوسرے شجرہ ہائے نسب مین کند کے باپ کا نام خیرالدین بتایا گیا ہے ۔

(۲) توضیح المعانی ( قلمی از میاں صاحب چمکنی ص ۱۱- ۱۵ المعالی ورق ۱۲ ( قلمی ) از میاں صاحب چمکنی شجرہ نسب از صاحبزادہ احمدی ( قلمی )

نوٹ۔ تاریخ پشاور کے بیان کے مطابق سید بی بی اور بی بی صنمہ دونوں مہاراجہ رنجیت سنگھ کی پہلی بار پشاور پر حملہ کے وقت زندہ تھیں ۔ رنجیت سنگھ کی آمد سے پہلے دونوں باجوڑ چلی گئی تھیں ۔ بعد میں سردار یارمحمد خان کے حسب الطلب ایک بی بی واپس آگئیں ۔ ( ملاحظہ ہو تاریخ پشاور از گوپال داس ص ۱۸۰ )

* * * * *

۲ ترکانی قبیلے کا شجرہ نسب اور بعض ضروری توضیحات

قیس ( عبدالرشید )

|

سڑبن ( ابراہیم )

|

خیرالدّین ( المعروف خرشبون )

کند — جمند — کاسی

جمند

شیخی — غوری

شیخی
عمر
یوسف
اولاد یوسفزی
گگ ( گگیانی )
ترک ( ترکاڑی ) اولاد
موسیٰ
شعیب ( شعیب کی اولاد نعمان اور ننگرھار کے مختلف دیہات مین آباد ھین)
محمود
اسماعیل
حسن
عیسیٰ
مدے
ھارون
مور
ان مین سے تین شاخین یعنی
اولاد (ماموند) ، اولاد (اسماعیل زئی) اور اولاد ( ایسوزئی) زیادہ مشہور ھین ۔ باقی ماندہ کو زیادہ شہرت حاصل نہین ھوئی ۔ ان تین
مشہور شاخون کی تفصیل حسب ذیل ھے ۔
احمدین ( امدین )
سعدالدین ( سدین )
مھموند یا ماموند ( ۱ )
۱۔ طاقۃ ماموند ( باجوڑ ) مین موضع خلوزئی کے قریب ڈاک کے مقام پر مدفون ھین)
۔ سلارزئی ۔۔
۲۔ ککازئی شاخ کے بعض گھرانے جالندھر لاھور ، گوجرانوالہ بٹالہ اور سیالکوٹ مین آباد ھین ۔
۔۔ ککاوڑئی ( لوئی ماموند)
۱۔ مسعود خیل
۲۔ یوسف خیل
معذود خیل
دولت خیل
۳۔ خلوزی
طاقۃ لوئی ماموند طاقۃ باجوڑ مین آباد ھین
۳ ۔۔ وڑ
( یعنی واڑہ ماموند)
برم کازی
وریازی
بڑونی
بدول زی

۲) صبوزی یا السیوزی ---
( وادی جدول اور میدان مین آباد هین )
مست خیل
علی بیگ خیل
موسی خیل
مشوانی
تنگی خیل
سوارا غڈی خیل
ظریف خیل
کدهاری خیل
الائیها خیل
اَپر برول باڈه اور جدول (ضلع دیر) مین آباد هین ۔
شیخ خیل
مدی نی
سن زی
خواجوزی
اصلاً ترکانی نهین هین ۔
وادی جدول مین آباد هین
۳) اسماعیل زی
--- اکاخیل
نوراخیل
کاراخیل
برهان خیل
ابراهیم خیل
میدان مین آباد هین
کټورزی
سوڈی خیل
زیاده تر بدخشان اور چترال مین آباد هین ۔
جابی خیل
بهادرشاه خیل
سیدخیل
توره خیل
کالوت خیل
طبد خانخیل
بچه خیل
میدان مین آباد هین
اترابی خیل
طاقتور قبیله هے ۔ یه

میدان مین آباد هین ۔

| وادی میدان | حرم زی |
| --- | --- |
| ( دیر ) مین آباد هین۔ | شید زی (۱) |

********

---

(۱) ذاتی معلومات کے علاوہ یہ تفصیلات زیادہ "تر " A HAND BOOK OF PATHANS. ( انگریزی ناقص الطرفین ) اور تواریخ حافظ رحمت خانی اردو ترجمہ ازخان روشن خان سے ماخوذ هین ۔
نوٹ :-

## باب نہم

### تصنیفات و تالیفات

********

حضرت میان صاحب جمکنیؒ کی زندگی اگر چہ زیادہ تر عبادت و ریاضت ارشاد و ہدایت اور وعظ و نصیحت مین گزر چکی مگر چونکہ خداوند کریم نے آپ کو نہایت بابرکت زندگی عطا فرمائی تھی لہٰذا مذکورہ مصروفیات کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کے میدان مین بھی آپ نے بڑی گران قدر خدمات انجام دیں -

آپ اپنے دور کے ایک متبحر عالم اور بلندپایہ اہل قلم تھے -لہٰذا اگرایک جانب آپ ایک واعظ و مبلغ -محدث و مفسر اور فقیہ و مناظر کی حیثیت سے دین متین کی اشاعت و پرچار کا بیڑا اٹھائے ہوئے تھے تو دوسری جانب ایک ادیب و مورخ اور مولف و مصنف کی حیثیت سے جہاد بالقلم مین مصروف تھے -

آپ ایک کثیرالتصانیف بزرگ تھے اور مختلف علوم پر مختلف زبانون مین بہت سی کتابین لکھین اپنی تصانیف کے بارے مین آپ خود فرماتے ہین کہ :-

| | |
|---|---|
| تصانیف له دِ فقیره چه عیان دي | اس فقیر ( محمدعمر ) کی تصانیف |
| په فارسئ په عربئ کښې نمایان دي | فارسی اور عربی زبانون مین نمایان ہین - |
| په پښتو ژبه هم ما کړي بسیار دي | پشتو زبان مین بھی مین نے بہت کتابین لکھی ہین |
| ځیني ځیني بیا مشهور په هر دیار دي (۱) | اوران مین سے بعض تو ہر ملک مین مشہور ہین - |

آپ کی مذکورہ "بسیار" تصانیف مین سے جو مجھے دستیاب ہوئے ان کا مختصر تعارف حسب ذیل ہے -

---

(۱) توضیح المعانی شرح خلاصہ کیدانی ( قلمی ) از میان صاحب جمکنیؒ ص ۷ -

اَللآلی علیٰ نہج قوافی الامالی
(قصیدہ)

حضرت میان صاحبؒ نے یہ قصیدہ اپنے دو صاحبزادون یعنی صاحبزادہ محمدیؒ اور صاحبزادہ احمدیؒ کی درخواست پر لکھا ھے - اس کی زبان عربی اور موضوع علم توحید ھے - علامہ محمد الاوشی کے مشہور قصیدہ أمالی کے طرز پر مرتب کیا گیا ھے اور کل ۳۲۴ اشعار پر مشتمل ھے - علامہ اوشی قصیدہ امالی کی ابتداء کرتے ہوئے فرماتے ھین —

یقول العبد فی بدءِ الامالِ      لتوحید بنظمٍ کاللآلِ

حضرت میان صاحب جمکنیؒ ان کے طرز کی تقلید کرتے ہوئے لکھتے ھین -

بحمداللّٰہ نفتح فی اللآلِ      بفضل اللّٰہ نورٌ قد تلالِ

دوام الحمد للّٰہ التّعال      یوفقنا علیٰ ھذاالمقالِ

در حقیقت قصیدہ اللآلی بھی آپ کی تحریک اصلاح عقائد کا ایک حصہ ھے - چونکہ شعر نثر کے مقابلہ مین مختصر مگر جامع اور زیادہ موثر ہوتا ھے اور اس کے حفظ کرنے مین بھی آسانی ہوتی ھے - یہی وجہ ھے کہ آپ نے اس خطہ ارض مین مروجہ تینون زبانون یعنی پشتو، فارسی اور عربی مین شعر لکھنے کو حصول مقصد کے ذریعے کے طور پر استعمال کیا ھے -

یہ قصیدہ اھل سنّۃ والجماعت کے عقائد کو شامل ھے اور بالاجمال اس مین تمام عقائد باطلہ کا رد کیا گیا ھے -

قصیدہ اللآلی حضرت میان صاحبؒ کے اھم ادبی آثار مین سے ھے - آپ اس علاقے کے پٹھان علماء مین سے وہ واحد شخصیت ھین جس نے اھل سنۃ والجماعت کے عقائد کو منظوم عربی زبان مین پیش کرنے کی کامیاب سعی فرمائی ھے -

یہ قصیدہ اگر ایک طرف دین کے ساتھ آپ کی بے انتہا محبت و اخلاص کی نشاندھی کرتا ھے تو دوسری طرف آپ کی وسعتِ مطالعہ - تبحّر علمی - استعداد و اھلیت اور تحقیق وتدقیق

کی ایک ناقابل تردید ثبوت ہے -

جامعہ ازہر کے عالم و فاضل مصری استاد جناب المصطفیٰ الکومی (۱) اس قصیدہ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں -

هذه القصيدة تدلّ دلالة واضحة على ان المولف رحمہ الله قرء كثيراً حتّى اخرج لنا هذه القصيدة التى لا يستطيع احد ان يشك فيما قاله فيها ۰ قرء المذاهب المختلفة الصحيحة منها والفاسدة فابطل فى قصيدته كل مذهب يخالف الكتاب والسنة وقدرّ حجّ دائماً مذهب اهل السنة فى كل ما قاله و هذا المذهب هوالمذهب الصحيح والمعتمد عن باقى المذاهب الاسلامية - فهذا نعتبره عالماً وناقداً وكتب قصيدته هذه على بصيرة نيّرة فلم يدع لاحد ان يشك او يرتاب فيما قال والله اعلم -

یہ قصیدہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ مولف رحمہ اللہ نے کافی مطالعہ کیا یہاں تک کہ یہ قصیدہ ہمیں پیش کیا اور جس میں کہ آپ نے جو کچھ فرمایا کسی کو اس میں شک کی گنجائش نہیں - مختلف باطل اور صحیح مذاہب کو پڑھا پس اپنے قصیدہ میں ہر اس مذہب کا ابطال کیا جو کتاب و سنت کے مخالف ہے اور اپنے تمام بیان میں اہل سنت والجماعت کے مذہب کو ترجیح دی ہے - اوریہی مذہب صحیح مذہب ہے اور باقی مذاہب اسلامی میں زیادہ معتمد اور قابل اعتبار ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم اس کو عالم اور ناقد سمجھتے ہیں - یہ قصیدہ آپ نے ایسی عجیب بصیرت کے ساتھ لکھا ہے کہ کسی کو یہ موقعہ نہیں ملتا کہ اس میں شک و شبہ کرے - واللہ اعلم -

---

(۱) جناب مصطفیٰ الکومی صاحب جامعہ ازہر کے فارغ التحصیل ہیں - مصر کے رہنے والے ہیں بڑے عالم و فاضل آدمی ہیں - آج کل شعبہ اسلامیات میں بحیثیت پروفیسر کام کر رہے ہیں راقم الحروف نے یہ قصیدہ ان کو مطالعہ کرنے کے لئے دیا تھا - مطالعہ کرنے کے بعد

قصیدہ اللآلی کی ترتیب و تفصیل حسب ذیل ہے

حمد و درود اور خلفائے اربعہ کی منقبت کے بعد علم اور علماء دین کی مدح سرائی کرتے ہوئے لکھتے ہین -

لانّ العلم عند اللّٰہ عزیز وکذا العلماء فی دین التّمال

وعلم الدین حق فی الصحیح بدونہ لیس فی العلم الکمال

فرماتے ہین کہ علم کے مصادر جن سے گلشنِ دین کی آبیاری ہوتی ہے جار ہین یعنی کتاب اللّٰہ، سنّت رسول، اجماع امت اور قیاس - اور جو لوگ کہتے ہین کہ اجتہاد کا دروازہ بند ہو چکا ہے وہ غلطی پر ہین - لکھتے ہین -

و اصل الاجتہاد من صحیح

فاھل الاجتہاد اھل الکمال

وکان المجتہد مخطیٔ مصیب

بفضل اللّٰہ ھم صاحب کمال

خداوند کریم کی ذات علیہ صفات حوادث سے پاک و منزہ ہے - اور کلام اللّٰہ اس کی ذات کا قدیم وصف ہے - اس مین بحث و کرید مناسب نہین - فرماتے ہین -

جہات ستة للاشیاء قطعاً

تعالیٰ شانہ ما فی الخیال

ھوالذی لا شیٔ مثلہ

ھوالقدوس عن کل اختلال

---

= انہون نے قصیدہ کے متعلق اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے مندرجہ بالا بیان لکھ کر واپس کر دیا -

*****

کلام اللہ قدیم وصف ذات

ولیس البحث فیہ اھل الکمال

اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ جس طرح جسم سے منزّہ ھے اس طرح وہ شکل و صورت سے پاک و منزہ ھے ـ فرماتے ھین ـ

لأن الجسم ترکیب من الجزء

وجزء جوھر لا اختلال

لأن الشکل جسم زوجھات

ومعدود ومحدود الفصال

ذات پاک کے بیان کے بعد ایمان بالغیب کی وضاحت کی گئی ھے اور یہ ایک طبیعی ترتیب ھے کیونکہ ایمان بالغیب در حقیقت خدا کا ایک وصف ھے ـ نوعیات ایمان کے بیان کے ذیل مین فرماتے ھین کہ ایمان کی ایک قسم تقلیدی ھے اور دوسری قسم تصدیقی اور جو علماء مقلّد کے ایمان کا انکار کرتے ھین ان کا مسلک صحیح نہین ھے ـ

لأن الابتداء تقلید فی الدین

فبعد العبد فضل من جلال

خلق و تکوین خدا کے خواص مین سے ھین اور سوائے خدا کے تمام مخلوق مکوّن و محدث ھین ـ اس بات کی وضاحت کرتے ھوئے لکھتے ھین کہ ـ

ولا التکوین وحد بالمکون

ولا یخفی علی اھل الکمال

لأن المکون مخلوق ومحدث

وقد تکوین وصف للتعالی

دھریین کے عقیدہ کا رد کرتے ہوئے فرماتے ھین کہ جو لوگ کہتے ھین کہ "ماھیَ الا حیاتنا الدّنیا وما یحلکنا الاّالدھر" ان کا یہ عقیدہ کفر صریح اور دھریون کا مسلک ھے -اس کے بعد فرماتے ھین کہ امکان کی دو قسمین ھین - امکان عام اور امکان خاص اور جو علماء کہتے ھین کہ ایک امکان قدیم ھے اور ایک امکان حادث ھے ان کا یہ قول باطل اور ایک پُرفساد عقیدہ ھے اس سے احتراز لازم ھے -لکھتے ھین -

ومنھم قال فی الامکان بحث

قدیم حادث تلک المقال

علیک الاحتراز عن ذلک القول

فساد فیہ و احرز کل حال

افعال عباد کے ضمن مین جبریہ کے عقیدے کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ھین کہ ان کے اس عقیدے کا' کہ انسان دنیاوی زندگی مین مجبور محض کی حیثیت رکھتا ھے' اھل حق کے مذھب سے دور کا بھی واسطہ نہین کیونکہ اختیار ھی انسان کا کمال ھے اور جو شخص اھل اختیار مین سے نہ ھو وہ مرد کامل نہین ھو سکتا -لکھتے ھین -

ولیس الجبر مذھب اھل حق

ولاکل وجزء کل حال

ومن ھو لیس من اھل اختیار

فھو لیس من کمل الرجال

لانّ الاختیار کمال شخص

بدونہ لیس تکمیل الرجال

اس کے بعد فرماتے ھین کہ عقائد صحیحہ مین سے ایک یہ ھے کہ ھر مسلمان یہ

عقیدہ رکھے کہ عودِ معدوم اللہ کے دائرہ اختیار مین داخل ہے اس کی ایک مثال یہ موجود ہے کہ شہداء اپنی قبرون مین زندہ ہین اور یہی عود معدوم کی قطعی دلیل ہے -

فصح العود للمعدوم لا شک

وکذا الجمل من حال لحال

فلاسفہ کے عقائد پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہین کہ فلاسفہ اور ان کے پیروکار اہل جہل مین سے ہین اور کفر و ضلالت مین مبتلا ہین - ان کے علوم اوہام پر مبنی ہین اور ان کے عقائد کا دین حق کے ساتھ کوئی تعلق نہین ہے ان کا عقیدہ ہیولیٰ بے بنیاد غلط اور ایک وہمی امر ہے۔ (۱)

اس کے بعد رویتہ اللہ ، اجل، افعال عباد کے حسن و قبح، امارات قیامت اور علم غیب کی تشریح کی گئی ہے - اس کے بعد فرماتے ہین کہ اقرار بالکفر کی چار حالتین ہین - یعنی اقرار فی حالۃ السکر - اقرار فی الهزل اقرار فی غیرالاختیار اور اقرار فی العمد - مذکورہ حالتون مین سے اقرار سکران بالکفر عذر مین داخل ہے - جبکہ اقرار هزل اقرار عمد مین شمار ہوتا ہے - اور اقرار فی غیر الاختیار کی وجہ سے کفر لازم نہین آتا - عذاب قبر اور پل صراط حق ہین حساب کتاب کے بعد کفار ابدی عذاب مین رہین گے - لکھتے ہین -

وللکفار درکات عمیق

ففیہ الخلد للکفار غال

شفاعت فی الآخرۃ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہین کہ اس کی دو قسمین ہین - ایک شفاعت صالحین کی طرف سے گناهگارون کے حق مین ہوگی اور دوسری شفاعت عظمیٰ ہے جو کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اُمتِ محمدیہ کے حق مین ہوگی - اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا کی رحمت سے ناامید ہونا درست نہین ہے -

---

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اللآلی (قلمی) ورق ۵

لئلا تقنطوا من رحمة اللّٰہ

دلیل العفو فی القرآن دال

عقیدہ بعث بعد الموت پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہین کہ جو علماء کہتے ہین کہ بعث عود معدوم سے عبارت ہے ان کا یہ خیال غلط ہے کیونکہ معدوم عذاب و نعیم کو محسوس نہین کر سکتا جبکہ میت کو ان دونون کا احساس ہوتا ہے - لکھتے ہین -

وفیمن قالھا عود لمعدوم

کلاماً لیس فی حسن المقال

فکیف یکون للمعدوم تنعیم

وتعذیب فذلہ فی ای حال

میزان، عرش و کرسی، اور جنت و دوزخ کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہین کہ یہ سب چیزین حق ہین اور جنت و نعم کا عطا فرمانا خدا پر واجب نہین بلکہ یہ اس کا اپنے بندون پر فضل و احسان ہے -

وحق وزن اعمال بلا شک

فبعد الحشر وزن لانفصال

ولیس وزن و اعمال محال

لان القدر من عند التعال

فللابرار روضات و جنات

لھم خور و مقصور عند التعال

ولا یجب وعلی اللّٰہ لعبادہ

لہ فضل لنا فی کل حال

عصمت انبیاء کے ذیل میں نبوتِ نساء کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ ایک لابدی امر ہے کہ ہر نبی مرد ہوگا نہ کہ عورت اس لئے کہ عورت تبلیغ پر قادر نہیں کیونکہ تبلیغ دراصل نشرو جہاد کا نام ہے اور عورت کما حقہٗ یہ فریضہ انجام نہیں دے سکتی - لکھتے ہیں -

ولیس النبوۃ من وصف انثیٰ

ولا ارسال من عند التعال

لانّ الاعتذار لھا صریح

فلیست ھن من اھل الرّسال

لانّ الاعتذار بالتبلیغ نشر

ولا لانثیٰ بذلکہ من اھال

عصمت ملائکہ کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ یہ خدا کی ایک فرمانبردار مخلوق ہے اور جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ فرشتے عورتیں ہیں وہ کفر صریح کے مرتکب ہو رہے ہیں -

فھم لیسوا ذکوراً ولا اناثاً

عُبید اللّٰہ مخلوق التعال

صریح الکفر من قالوا بذلکہ

وھذا القول من اھل الضّلال

(۱)

ابلیس جنات میں سے تھے اور ملائکہ کی صفوں میں کھڑے ہوتے تھے مگر فرشتوں میں سے نہیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ ابلیس فرشتوں میں سے ہے وہ جاہل ہیں - انبیاء اور رسل ہرگز جنات میں سے نہیں ہو سکتے کیونکہ جنات میں سے اکثریت شریروں اور جھوٹوں کی ہے

---

(۱) اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ الا ابلیس کان من الجنّ ففسقَ عن امر ربہٖ - سورہ الکہف -

اور ابلیس لعین ان مین سب سے زیادہ شریر تھا -

اس کے بعد نجاتِ والدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گفتگو کی ہے - فرماتے ھین کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین دین ابراھیمی پر قائم تھے اوراس سلسلے مین برا ستد حکم لگانے سے احتراز کرنا چاھئے - آپ نے اس بات سے انکار کیا ھے -کہ امام اعظمؒ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کی نجات کے بارے مین کلام کیا ھے -فرماتے ھین کہ "اھل اعتزال کی طرف سے ان پر بہتان لگایا گیا ھے -علامہ ہروی کے اس قول "کہ آپ صلعم کے والدین نجات کے اھل نہ تھے "-کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت میان صاحب چمکنیؒ فرماتے ھین کہ علامہ ہروی اس سلسلے مین سہو کے مرتکب ہو چکے ھین -(۱)

قصیدہ کے آخر مین معجزات انبیاء اور کرامات اولیاء پر بحث کی ھے -فرماتے ھین کہ معجزات خارق عادت امور مین سے ھین اور خدا یہ اپنے انبیاء کی تائید اور مخالفین کی تعجیز کے لئے ان کے ھاتھ پر ظاھر فرماتا ھے - معجزات حق ھین کیونکہ انبیاء کی معجزات پر نص وارد ھے اور نص چونکہ قطعی الدلالت ہوتا ھے اس لئے اس بارے مین قیل و قال سے اجتناب لازم ھے -

معجزات کی طرح کرامات اولیاء بھی حق ھین -معجزہ نبی سے صادر ہوتا ھے اور کرامت ولی سے -معجزہ انبیاء کی خصوصیت ھے اور ختم رسالت کے ساتھ معجزات کا بھی خاتمہ ہو چکا ھے -ولی اپنی کرامات کی وجہ سے درجہ نبوت پر نہین پہنچ سکتا کیونکہ ولی نبی کا تابع ہوتا ھے اور کسی بھی حال مین نبی کے اتباع سے مستغنی نہین ہوسکتا وہ نبی سے استفادہ کرتا ھے کیونکہ اس کے بغیر وہ کرامت کا مقام حاصل نہین کر سکتا -نص قطعی سے ثابت ھے کہ اولیاء حصنِ حصین

---

(۱) اللآلی ورق ۷ - ۸ - نیز اس مسئلہ کی تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو حضرت میان صاحب چمکنی کی تصنیف "شمس الہدیٰ" (قلمی) کتب خانہ اسلامیہ کالج پشاور -

(١)
مین هوتے هین -

اور یه ولی پر خدا کا فضل و احسان هوتا هے نه که اس کے عمل کا نتیجه - لکھتے هین -

وذلک من فضل الله ربی

علی عبدالولی من قرب خال

ابتدائے کتاب یون هے -

رب یسر ولا تعسر وتمم بالخیر

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی شرح صدورنا بانوار العقائد السنیة الحنفیة واطلعنا علی غوامض العلوم الدینیة الیقینیة اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له شهادة اعدها الرب بحضرته واشهد ان سیدنا وسندنا وشفیعنا محمداً عبده ورسوله البشیر النذیر بواضح شریعته شهادة تنجی قائلها عن حوادثات الدارین و ملحوفات المقامین صلی الله تعالیٰ علیه وعلی آله و اصحابه وسلم الناقلین الینا بدین العالیته واحکام الملة الحنیفته وبعد فیقول العبد الفقیر الی لطف رب الغنی محمد عمر بن ابراهیم الجمکنی عامله الله تعالیٰ وبوالدیه بلطفه الخفی والجلی ——— وسمیته باللآلی علی نهج قوافی الامالی وما توفیقی الا بالله علیه توکلت والیه انیب -

اور انتها یون : ——

فحمد الله علی ختم العقائد *
(٢)
بفضل الله قد تمت اللآلی -

---

(١) الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون الذین آمنوا وکانوا یتقون لهم البشریٰ فی الحیاة الدنیا وفی الآخرة - (سوره یونس ١٠ : ٦٢)

(٢) "اللآلی علی نهج قوافی الامالی" کی نقل راقم الحروف کے پاس محفوظ هے -

| المعالی شرح قصیدہ امالی ( سن تالیف ۱۱۵۸ھ ) | قصیدہ امالی علم کلام کے موضوع پر علامہ سراج الملۃ والدّین علی بن عثمان الاوشی کی مشہور تصنیف ہے ۔ اس کی |
|---|---|

زبان عربی اور کل ۶۶ ابیات پر مشتمل ہے ۔ اس قصیدہ مین علامہ موصوف نے اہل سنت والجماعت کے عقائد کے ساتھ ساتھ فرق باطلہ کے عقائد کی تردید کی ہے ۔ حضرت میان صاحب چمکنیؒ کی تصنیف " المعالی " اس قصیدہ امالی کی شرح ہے ۔ جس مین آپ نے نہایت معقول طریقے سے اہل باطل کے عقائد کا رد فرمایا ہے اور یہی کتاب آپ کے علمی تبحر ، سوزِ درون ، احساسات و جذبات ، اعتقادات و نظریات اور مذہبی جوش کی مکمل آئینہ دار ہے ۔

کتاب کا انداز نہایت محققانہ ہے اور ہر موضوع پر آپ نے نہایت مفصل و مدلل بحث کی ہے ۔ زبان فارسی ہے اور یہ کتاب اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ کا مطالعہ نہایت وسیع تھا اور آپ کو فارسی اور عربی دونون زبانون پر کافی عبور حاصل تھا ۔ طور توضیح مقاصد کی خاطر زیادہ تر قرآن مجید اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ فقہ اکبر ، شرح مواقف ، عقائد نسفی، شرح عقائد اور تمہید ابوشکور سالمی سے استدلال کیا گیا ہے ۔

آپ کا اصول یہ ہے کہ ہر سواد و بیاض کو قابل اعتبار نہین مانتے ۔ آپ فرماتے ہین کہ جس کتاب کا مصنف اور اس کا مذہب معلوم نہ ہو توحید اور اطاعت پروردگار کے سلسلے مین اس پر اعتماد نہین کیا جاسکتا ۔ لکھتے ہین کہ ۔

| " سعی از اساعید دین متین جوید از کتابے کہ نامِ راوی وعقیدہ اش و مذہبش معلوم باشد من بعد آن | دین متین کے لئے دلیل ایسی کتاب مین تلاش کرین کہ راوی کا نام اس کا عقیدہ اور مذہب معلوم ہو اس کے بعد توحید اور اطاعت پروردگار |
|---|---|

کتابش بر اعتبار من جہتہ العمل در توحید و طاعت حضرت پروردگار عالم و عالمیان معتبر بہ اعتبار کلیّت علم عمل را شاید و اگر اسم مصنفش نامعلوم است و عقیدہ فاسدہ اش نامعقول و مذہبش مجہول است آ ن کتاب نیست مگر لغظ الیست بے اصل کہ اعتبار و اعتقاد وانقیاد برآ ن نہ شاید خوف آ ن باشد کہ آ ن بازیچہ مفسدۂ شیطانی خواہد بود[1] ۔

عالمین کے بارے مین عمل کی رو سے وہ کتاب پر اعتبار اور بہ اعتبار کلیت عمل کے لائق ہے اور اگر اس ( کتاب ) کا مصنف معلوم نہین اور اس کا عقیدہ نامعقول اور اس کا مذہب مجہول ہے وہ کتاب نہین مگر ایک بے بنیاد لغظ ہے جس پر اعتبار ، اعتقاد اور انقیاد نہین چاہئے اس بات کا خدشہ ہوتا ہے کہ وہ ایک پرفساد شیطانی کھلونا ہو ۔

" المعالی " دس ابواب پر منقسم اور کل ۹۳۸ صفحات پر مشتمل ہے ۔

ابواب کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔

باب اول ۔

باب کی ابتداء مین مبدء مخلوقات ، ارواح انسانی ، روح پرفتوح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ، بت پرستی کے آغاز ، اور بالخصوص ہندوون کے عقائد و مذاہب پر نہایت دلچسپ اور معلوماتی تبصرہ کیا گیا ہے ۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل پانچ مباحث پر گفتگو فرمائی ہے ۔

ذات باری تعالیٰ

صفات ذاتیہ

صفات فعلیہ

---

(۱) المعالی ( قلمی ) ص ۱۰ ۔

## اسماءِ الٰہیہ اور

## رویت باری تعالیٰ

باب دوم ۔

اس باب مین واقعۂ معراج ، عصمت انبیاء ، عورتون کی نبوت کی نفی ، احوال ذوالقرنین ، احوال حضرت لقمان ، نزول عیسیٰ اور احوال دجّال پر تفصیلی بحث کی گئی ہے ۔

باب سوم ۔

باب سوم مین کرامت ، ولایت اور معجزہ کی تشریح کی گئی ہے اور بعدازان بالتّرتیب حضرت ابوبکر صدیقؓ ، حضرت عمر فاروقؓ ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مراتب کا بیان کیا گیا ہے ۔ اس کے بعد امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کی فضیلت پر بحث کی گئی ہے ۔

باب چہارم ۔

باب چہارم مین احوال یزید پر گفتگو کی گئی ہے ۔

باب پنجم ۔

اس باب مین ایمان ، کفر اور حکم ارتداد کا مفصل بیان موجود ہے ۔

باب ششم ۔

یہ باب معدوم ، تفرقۂ مکون و تکوین اور جُز لا یتجزّی وغیرہ موضوعات کو شامل ہے ۔

باب ہفتم ۔

اس باب مین سوال و عذاب قبر ، رزق و حساب کتاب بعد البعث ، وزن اعمال نامہ ہائے اعمال ، پل صراط ، شفاعت ، تاثیر و اجابت دعا ، ہیولیٰ اور اسباب اجل کی

وضاحت کی گئی ھے ۔

باب هشتم ۔ خاتمۂ ابیات متن

باب نہم :۔

اس باب مین ولی ، ولایت ، مراتب ولایت ، ھر زمانہ مین اولیاء کی تعداد معینہ کا وجود اور مرتبۂ ولایت تک وصول اور اس کے حصول کے طریقے کی تحقیق کی گئی ھے ۔

باب دھم ۔

باب دھم مین حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک ماھیات مذھب اور تفرقۂ ملل کی توضیح و تشریح کی گئی ھے ۔

یہ کتاب عقائد کے موضوع پر معلومات کا ایک بہترین اور نادر مجموعہ ھے اور یہ اس لحاظ سے بھی نہایت اھم ھے کہ اس مین مصنف موصوف نے بعض تاریخی اور تصوفی مسائل کے بارے مین نہایت محققانہ اور عالمانہ انداز مین گفتگو فرمائی ھے ۔ واللہ اعلم ۔

" المعالیؔ" کے ماخذ و مصادر

۱۔ تفسیر ابن کثیر از حافظ عمادالدین اسماعیل بن کثیر ( المتوفی ۷۷۴ھ )

۲۔ تسیر جلالین از جلال الدین محلی ( متوفی ۸۵۴ھ ۔ ۱۴۵۰ء ) و جلال الدین سیوطی ( متوفی ۹۱۱ھ ۔ ۱۵۰۵ء )

۳۔ تفسیر مواھب ۔

۴۔ تفسیر مدارک از ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی ( المتوفی ۷۱۰ھ ۔ ۱۳۱۰ء )

۵۔ تفسیر بیضاوی از عبداللہ بن عمر البیضاوی ( المتوفی ۶۸۵ھ ۔ ۱۲۸۶ء )

۶- تفسیر جامع البیان از شیخ نورالدین سید معین بن سید صفی الدین ( المتوفی ۸۹۳ھ ) -

۷- تفسیر معالم التنزیل از ابومحمد حسین ابن مسعود الفراء البغوی ( المتوفی ۵۱۶ھ ۱۱۱۶ء )

۸- تفسیر حسینی از ملا حسین واعظ کاشفی ( المتوفی ۹۱۰ھ - ۱۵۰۳ء )

۹- تفسیر توضیح القرآن -

۱۰- تفسیر معانی

۱۱- تفسیر در منثور از جلال الدین سیوطی ( المتوفی ۹۱۱ھ - ۱۵۰۵ء )

۱۲- تفسیر ابوبکر قریشی

۱۳- السنن الکبریٰ للبیہقی از ابوبکر احمد بن حسین بیہقی ( المتوفی ۴۵۸ھ -۱۰۶۶ء

۱۴- تفسیر وجیز ازسلطان المفسرین حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ

۱۵- طبری از ابوجعفر بن جرتیر طبری ( المتوفی ۳۱۰ھ - ۹۲۲ء )

۱۶- فقہ اکبر از امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نعمان بن ثابت کوفی ( المتوفی ۱۵۰ھ ۷۶۷ء )

۱۷- شرح عقائد النفی (النسفی) از سعدالدین مسعود بن عمر تفتازانی ( المتوفی ۷۹۲ھ )

۱۸- شرح عقائد ملا جلال الدین دوانی ( المتوفی ۹۰۸ھ - ۱۵۰۲ء )

۱۹- شرح مقاصد

۲۰- شرح مسند امام اعظم المعروف شرح ملا علی قاری از علی بن سلطان محمد هروی قاری ( المتوفی ۱۰۱۴ھ )

۲۱- شرح مواقف ازسید شریف جرجانی ( المتوفی ۸۱۶ھ - ۱۴۱۳ء )

۲۲- تمہید از ابوشکور محمد بن عبدالسید بن شعیب الکشی الحنفی السالمی -

۲۳- عقائد نسفیہ از نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد نسفی ( المتوفی ۵۳۷ھ )

۲۴- خیالی از ملا خیال

۲۵- صحیح بخاری از محمد بن اسماعیل بخاری ( المتوفی ۲۵۶ھ - ۸۷۰ء )

۲۶- مشکوۃ المصابیح از ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی ( مؤلفہ ۷۳۷ھ )

۲۷- صحیح مسلم از مسلم بن حجاج قشیری ( المتوفی ۲۶۱ھ - ۸۷۳ء )

۲۸- مستدرک حاکم از ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ المعروف ابحاکم النیسابوری (المتوفی ۴۰۵ھ )

۲۹- سنن نسائی از ابو عبدالرحمن احمد بن علی بن شعیب النسائی ( المتوفی ۳۰۳ھ - ۹۱۵ء )

۳۰- ترمذی شریف ازابوعیسیٰ ترمذی ( المتوفی ۲۷۹ھ - ۸۹۲ء )

۳۱- سنن ابوداؤد از ابوداؤد سلیمان الاشعث الازدی السجستانی ( المتوفی ۲۷۵ھ - ۸۸۸ء )

۳۲- قروتی

۳۳- صحیح ابن حبان از ابو عبداللہ محمد بن محمد بن جعفر البستی المعروف بابی الشیخ الحافظ ( المتوفی ۳۵۴ھ )

۳۴- سنن دارقطنی از ابوالحسین علی بن عمر دار قطنی ( المتوفی ۳۸۵ھ )

۳۵- طبرانی از ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی ( المتوفی ۳۷۰ھ )

۳۶- جامع المتفرقات

۳۷- حجۃ الہند از عمر محرابی

۳۸- حسامی

۳۹- سراجی از سراج الدین ابو طاہر محمد بن عبدالرشید السجاوندی ( المتوفی ساتویں صدی ہجری ) -

۴۰- جامع الکتاب

۴۱- بحر الانساب از امام فخرالدین ، رازی

۴۲- قصیدہ "بانت سعاد از کعب بن زہیر ابن ابی سلمی المزنی الصحابی -

۴۳- بحر الحقائق

۴۴- مناقب حضرت عمر فاروق از امام ابن الجوز ی

۴۵- خزینۃ الروایات

۴۶- خلاصۃ المضمرات

۴۷- تاریخ ابراہیم شاہی

۴۸- چلپی حاشیۃ بیضاوی از علامہ حسن چلپی المعروف اخی زادہ ( المتوفی ۸۸۶ھ - ۱۴۸۱ء )

۴۹- نہج البلاغۃ از الشریف المرتضی ابوالقاسم علی بن طاہرالحسینی ( المتوفی ۴۳۶ھ )

۵۰- توضیح علی از قاضی صدر الشریعۃ عبیداللہ بن مسعود البخاری الحنفی ( المتوفی ۷۴۷ھ ) -

---

نوٹ ) کتابوں اور ان کے مصنفین کے مکمل نام معلوم کرنے کے لئے کاتب چلپی ( المتوفی ۱۰۶۹ھ - ۱۶۵۸ء ) کی کتاب " کشف الظنون " اور مولانا عبدالرحیم کی کتاب " لباب المعارف العلمیۃ " ج اول اور جلد دوم سے استفادہ کیا گیا ہے -

کتاب کا آغاز اس طرح ہوتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدینا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدینا اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق والصلوۃ والسلام علی خیرالخلائق وشفیع یوم محشر سیدنا مولینا محمد دائما ابداً من عداللہ العزیز الحمید الذی لہ ملک السموات والارض ولہ الحمد فی الاولیٰ والآخرۃ ولہ الحکم والیہ ترجعون ۔ لیس لہ ضد ولا ند ولا شبہ ولا شریک ولا مثل ولا مثال ولا یشاکلہ احد وھو الصمد الذی لیس لہ خوف ولا جوف ولا معقب لحکمہ وقضائہ وتقدیرہ وھو الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد وعلی آلہ واصحابہ واھل بیتہ صلوۃ تکون لک رضاء ولحقہ اداء واجعلہ بحرمتہ فی الدارین لنا صلاحا وفلاحا یا رب العالمین ------

پس این فقیر کہ محمد عمر بن ابراھیم محمدی مشرب است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ---
امیدوار از فضل حضرت پروردگار تحقیق مذھب صحیح اھل سنت و جماعت بہ احسن الوجوہ خواھد آورد کہ مادہ تردید منفی محض شدہ آید ۔

اختتام کتاب یوں ہے :-

بہ اتمام رسید این کتاب مسمیٰ بمعالی شرح قصیدہ امالی تصنیف حضرت زبدۃ السالکین عمدۃ المحققین قدوۃ المتورعین میان صاحب میان محمد عمر چمکنی موجب فرمودہ صاحبزادہ عالی جناب فیضمآب صاحبزادہ میان گل جیو ولد میان صاحب معز الیہ بدستخط فقیر الحقیر محمد شفیق خٹک تحریر یافت واقعۃ محرم ۱۲۲۹ھ - ۱۸۱۳ء -

******

توضیح المعانی

توضیح المعانی فقه کی مشہور کتاب " خلاصہ کیدانی " کا منظوم پشتو ترجمہ ہے ۔ اس کی اصل غرض و غایت پٹھانوں کو دینی مسائل سمجھانا اور ان کو اطاعت خداوندی کی ترغیب دلانا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے آخر مین ارشاد و ہدایت کی غرض سے وعظ و نصیحت پر مشتمل چند بے بہا حکایات کا اضافہ کیا گیا ہے ۔ یہ کتاب آپ نے اپنے چھوٹے فرزند صاحبزادہ احمدی المعروف بہ میاں گل کی درخواست پر لکھی ہے ۔ سبب تالیف بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہین کہ ۔

نورالعین محمدّي مشر فرزند
وریسې عبیدالله دې ارجمند
په میانګل سره مشهور په هر دیار
راغې کیناست ونیو ده ما کنار
بارِ دا کتاب په ژبه عربي دې
کله پوهه پر طالب غبي صبي دې
مسائل د خلاصې که اوس پښتو شي
پر یره کار به دا کتاب د پښتنو شي
په بار بار چه د میانګل وه دا الحاح
په پښتو ژبه ما وشوه صلاح (۱)

نورالعین محمدّی ( میرا ) بڑا بیٹا ( ہے )
اس کے بعد عبیداللہ ہے ( میرا بہ فرزند ) ارجمند
ہر ملک مین میاں گل نام سے مشہور ہے ' وہ
آیا اور میرے پہلو مین بیٹھ گیا
(کہا کہ) چونکہ یہ عربی زبان مین ہے
اس کو مبتدی اور کند ذہن طالب علم کب سمجھ سکتا ہے ۔
اگر خلاصہ ( کیدانی ) کے مسائل پشتو زبان مین ترجمہ کئے جائین تو یہ کتاب پٹھانون کی بہت کام آئے گی ۔
چونکہ میاں گل بار بار یہ کہتا تھا لہٰذا پشتو زبان ( مین ترجمہ کرنے ) پر مین راضی ہوا ۔

(۱) توضیح المعانی ( قلمی ) ص ۷ - ۸ ۔ مذکورہ بیان اگر ایک طرف اس بات =

توضیح المعانی کی نظم مثنوی اور اس کا شعر نہایت روان اور سادہ ہے ۔
اور پند و نصیحت کے مضامین کو نہایت موثر اور خوبصورت انداز مین بیان کیا گیا ہے ۔
یہ کتاب تاریخی لحاظ سے بہت اہم ہے اس مین آپ نے اپنے آباء و اجداد کے حالات بیان
کئے ہین ۔ اپنا شجرہ طریقت اور شجرہ نسب قلبند کیا ہے اور خصوصاً افغانون کے نسب نامے
کے بارے مین نہایت گران قدر معلومات فراہم کی ہین ۔

اس کا ایک قلمی نسخہ مولانا فضل صمدانیؒ کے کتب خانہ واقع بہانہ ماڑی
پشاور شہر مین موجود ہے ۔ جو کل ۱۱۳ صفحات یعنی تقریباً ساڑھے بارہ سو اشعار پر
مشتمل ہے ۔ اس کا دوسرا نسخہ خان روشن خان ساکن صوابی کے پاس محفوظ ہے ۔

عبدالحلیم اثر لکھتے ہین کہ توضیح المعانی کا ایک نسخہ مطبع فہیم طام
( دھلی ) سے ۱۲۹۸ھ ـ ۱۸۸۰ء مین چھپ چکا ہے ۔ مگر وہ ناقص ہے ۔ (۱)

آغاز کتاب یون فرمایا ہے

یا فتاح

رب یسر بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم وتمم بالخیر

---

= کی دلیل ہے کہ میان صاحب چمکنیؒ اور ان کے صاحبزادون نے سلطانون کی اصلاح پر
بالعموم اور پٹھانون کی اصلاح پر بالخصوص ہر حیثیت سے خاص توجہ دی ہے تو دوسری
طرف یہ ان کی دور اندیشی اور تدبر کی ایک بہت بڑی علامت ہے کہ آج پٹھان جس
چیز کی ضرورت و اہمیت محسوس کر رہے ہین اس کو آج سے دو سو برس پہلے انہون نے
محسوس کیا تھا ۔ یہی وجہ ہے کہ انہون نے اپنی زندگی مین پشتو مین کتابین لکھنے،
ترجمہ کرانے اور پشتو ادب کا سرمایہ محفوظ کرنے کا خاص اہتمام فرمایا تھا ۔

******

(۱) روحانی تڑون از عبدالحلیم اثر ص ۷۷۰ ۔

نوٹ ) یہ مطبوعہ نسخہ مجھے اب تک دستیاب نہین ہو سکا ہے ۔

حمد ثنا د هغه خدائي چه ذوالجلال دي

او په مونږ يې د ايمان فضل كمال دي

خداوند دي د زمين او د اسمان

په تسبيح ي ملائك هم انس و جان

دي مايل تمام مخلوق وكړه يقين

شك پر نشته په د ي لفظ چه دي امين

معرفت لـه پيدا بني ادم كـه

بيا ادم ي پـه خپل فضل مكرم كه

پيژندل د خداي په عقل اول بـويه

بيا دليل شرعي شته قوي نيك خويه

په قران كښې د توحيد آيات كثيـر دي

مخالف په دام د كفـر كښې اسيـر دي

په توحيـد سره ثنا د پاك سبحان ده

وظيفه زما د ژبې هـر زمان ده

د صفاتو ي په زړه كښې تفكـر كړم

اوبـه ژبه اسم ذات ي تذكر كـړم

اختتام يون هے :۔

تم تم تصنيف حضرت زبدة السالكين قدوة المحققين عمدة المتورعين برگزيدهٔ سالكان روزگار چيده محبان كردگار ستودهٔ بزرگان كبار حضرت ميان صاحب چمكنئ قدس سره ونور مرقده ورحم روحه حسب الفرموده حضرت صاحبزاده عالي گوهر صاحبزاده ميان گل جيو بدستخط

فقیر اضعف عباد اللہ محمد شفیق خٹک بتاریخ دویم صفر المظفر ۱۲۲۷ھ/۱۸۱۲ء سنہ

جلوس محمود شاہ ۳ بود

د پستنو نسب نامہ

(پٹھانوں کا نسب نامہ)

یہ کتاب منظوم اور اس کی زبان پشتو ھے ۔ تاریخی لحاظ سے بہت اہم ھے اور اس میں افغان قوم کے شجرہ ھائے نسب کی تفصیلات موجود ھیں ۔ صولت افغانی کے مولف زرداد خان اور حیات افغانی کے مولف محمد حیات نے اپنی تالیفات میں بعض مقامات پر اس سے استفادہ کرنے کا ذکر کیا ھے ۔ (۱)

حضرت میاں صاحب جمکنیؒ افغان قوم کی تاریخ سے خاصی دلچسپی رکھتے تھے ۔ اور مذکورہ تالیف آپ کی اس دلچسپی کی واضح علامت ھے ۔ اگر چہ یہ کتاب آج کل دستیاب نہیں ھے تاھم یہ بات یقینی ھے کہ آپ افغان قوم کے مختلف قبیلوں کے نسب ناموں کے متعلق کافی واقفیت رکھتے تھے اور اس سلسلے میں آپ نے بعض گرانقدر معلومات فراہم کی ھیں ۔ مثال کے طور پر ترکانڑی قبیلہ کے جد امجد ترک کے باپ شیخی پر الزام ھے کہ اس نے مرجانہ اور بسو نامی دو بہنوں کو نکاح میں لیا تھا ۔ جو شریعت کی رو سے حرام ھے ۔ حضرت اخوند درویزہؒ نے اپنی کتاب تذکرۃ الابرار اور گوپال داس نے تاریخ پشاور میں اس روایت کو نقل کیا ھے ۔ (۲)

---

(۱) صولت افغانی از زرداد خان نافر خویشگی ص ۳۲۹ طبع حیدرآباد دکن ۱۸۷۶ء ۔
حیات افغانی از نواب محمد حیات خان ص ۱۵۲ ۔
اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۵ ص ۶۳۳ ۔

(۲) تذکرۃ الابرار والاشرار طبع پشاور ص ۸۷ ۔
تاریخ پشاور از گوپال داس ص ۴۴۶ ۔

حضرت میاں صاحب جمکنیؒ نے مذکورہ روایت کے بارے میں تحقیق کرکے تاریخی شواھد کی روشنی میں اس کو غلط ثابت کر دیا ھے - آپ فرماتے ھیں کہ یہ بات درست نہیں کہ موجانہ اور بسو دونوں ایک ماں باپ کی اولاد ھیں - اس لئے کہ موجانہ کی ماں کا نام سلطانہ ھے جبکہ بسو کی ماں کا نام مہرانہ ھے اور دونوں افغان قبیلوں کی دو مختلف شاخوں یعنی زکریاز ئیؒ اور حسین زئی سے تعلق رکھتی تھیں - دونوں کا نسب نامہ آپ نے حسب ذیل بیان کیا ھے -

موجان بنت جلال بن خالو بن زکریا -

بسو بنت خالق داد (المعروف خالو)[1] بن جلال بن برھان بن حسین -

آپ کی اس تحقیق سے ھمخی خیل افغانوں کے متعلق ایک تاریخی غلط فہمی کا ازالہ ھوجاتا ھے - اور مذکورہ بالا الزام بے معنیٰ ھوکررہ جاتا ھے -

## شمائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

زیرِ نظر کتاب شمائل نبوی پر ایک مختصر کتاب ھے - اور منظوم پشتو زبان میں لکھی گئی ھے - اس کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ بہانہ ماڑی پشاور شہر میں جس کا سن کتابت ۱۱۷۲ھ ۱۷۵۸ء ھے موجود ھے - اس کا دوسرا نسخہ عبدالحلیم اثر ساکن تخت بھائی کے پاس محفوظ ھے - اس کتاب کے حسن و خوبی کی بڑی دلیل یہ ھے کہ مولوی دادین جیسے جید عالم و صوفی اور سخنور و سخندان شاعر نے اس کی بہت شاندار الفاظ میں تعریف کی ھے -[2]

کتاب کے آغاز میں حضرت میاں صاحب جمکنی فرماتے ھیں کہ -

| | |
|---|---|
| تل ثنا د ھغه پاک پروردګار | ھمیشہ اس پروردگار پاک کے لئے حمدو ثناء ھے - |
| چه ممکن ې له نابوده کړ اظهار | کہ نیستی سے (کون و مکان کو) ھستی میں لایا - |

(۱) توضیح المعانی (قلمی) ص ۱۶ - ۱۹ -

(۲) ملاحظہ ھو مناقب میاں صاحب جمکنیؒ از مولوی دادین ص ۴۵ - ص ۱۳۶ -

بیاې غوره په عالم کښې پاک رسول کړ
هم ئې مونږ د ده٬ امت کړو ایماندار
او درود دې پاك الله په ده٬ وئیلې
بیاې مونږ ه بر مامور کړ و په دا کار
دغه پس شمائیل د پاك رسول دې
چه لستوني منور شي پـه انـوا ر

پھر عالم میں پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب
کیا اور ہم آپؐ کی امت کو زیور ۂ ایمان سے آراستہ کیا
اور خدا نے آپ پر درود بھیجا ہے
پھر ہمیں اس کام ( درود بھیجنے ) کا حکم دیا
اس کے بعد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل
ہیں تاکہ پڑھنے والا اس کے انوار سے منوّر ہوجائے ۔

## شمس الہدیٰ

شمس الہدیٰ کا پورا نام " شمس الہدیٰ بدرالدجیٰ فی ذکر ایمان والدي خیرالوریٰ " ہے ۔اور جیساکہ اس کے نام سے ظاہر ہے اس کتاب کا موضوع حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان کا اثبات ہے ۔

شمس الہدیٰ کا ایک مکمل قلمی نسخہ اسلامیہ کالج پشاور کے کتب خانہ میں موجود ہے ۔ اس کی زبان عربی ہے اور کل ۲۲۲ اوراق پر مشتمل ہے ۔ اس کا سن تالیف ۱۱۸۳ ھ ہے اور اس کی کتابت سن تالیف کے سو سال بعد یعنی ۱۲۸۳ ھ مطابق ۱۸۶۶ء میں ہوئی ہے اور اس میں کتابت کی بے شمار غلطیاں موجود ہیں ۔

کتاب نہایت مدلل اور محققانہ انداز میں لکھی گئی ہے اور ثبات والدین رسول کے خلاف تمام روایات کا نہایت معقول تجزیہ کیا گیا ہے ۔اور یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ یہ تمام روایات من گھڑت اور اہلِ عناد کے فتنہ و فساد کا شاخسانہ ہے ۔بعد میں اہل غفلت جاہل مقلدین نے بغیر تحقیق کے اس کی تقلید شروع کی جس سے مسلمانوں کے عقائد میں ایک عظیم فساد و تردد کا آغاز ہوا ۔

اس کتاب میں ارادتاً تطویل اور تکرار کا راستہ اختیار کیا گیا ہے اور اس تکرار پر اعتراض کے

جواب میں آپ خود تحریر فرماتے ہیں کہ -

فالجواب فی التکرار امر الحق بالحق فوائد لا یعد ولا یحصیٰ الاتریٰ مسئلۃ التوحید مسئلۃ الایمان مسئلۃ واحدۃ ففی القرآن کلام الرحمٰن تعالیٰ وتقدس قد جاء تکرارھا تعلیماً للغافلین وجاء تنبیہاً وارشاداً للامۃ الا تریٰ جاء قولہ تعالیٰ فاذکراللہ ذکراً کثیراً لعلکم تفلحون لان کثرۃ الذکر سبب التقرب وکذا مسئلۃ الصلوٰۃ والزکوٰۃ جاء فی القرآن فی کثیر من المواضع لہا فوائد فیہا لا یعد ولا یحصیٰ لان التکرار تقرر والتقرر ثبوت الحق فی قلوب اھل الایمان - (۱)

یعنی تکرار کا جواب یہ ھے حق کا امر کرنا حق کے ساتھ - اس میں بے حد و بےشمار فائدے ھیں کیا تو نہیں دیکھتا کہ مسئلہ توحید ایک ھی مسئلہ ھے - پس قرآن مجید میں یہ بار بار آیا ھے غافل لوگوں کی تعلیم کے لئے اور امت کے لئے ارشاد و تنبیہ کے طور پر - اللہ کا ارشاد ھے اللہ کو زیادہ یاد کیا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ - اس لئے کہ کثرت ذکر تقرب کا سبب ھے اور اسی طرح نماز و زکوۃ کا مسئلہ ھے کہ قرآن میں کئی مقامات پر آیا ھے اس میں ان گنت فوائد ھیں کیونکہ تکرار سے تقرر (پیدا ھوتا) ھے اور تقرر سے اھل ایمان کے قلوب میں حق قائم و ثابت ھو جاتا ھے

حضرت میاں صاحب چمکنیؒ اس کتاب کے آغاز میں لکھتے ھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء کرام اور امہات طاھرات کا ذکرِ خیر اھل ایمان کا حصہ ھے - اور کافر ومنافق دونوں اس سے محروم ھیں - آپ صلعم کے آباء و اجداد اور امہات طاھرات اول تا آخر سب توحید و ایمان پر قائم تھے یہ بات کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت ھے - اور یہی اھل سنت والجماعت کا عقیدہ ھے -

آپ صلعم کے نسب کو بری نسبت کرنا آپ کی توھین و استخفاف ھے اور انبیاء علیہم السلام کا استخفاف بالاتفاق کفر ھے -

---

(۱) شمس الہدیٰ ورق ۱۲ -

اہل سنۃ والجماعت کا عقیدہ ہے کہ جو آدمی حسباً و نسباً انبیاء کے کمالات کے حسن تام پر یقین رکھتا ہے وہی حقیقی مؤمن ہے اور جو ان میں کسی طرح سے عیب جوئی کرے وہ بلا شک و شبہ کافر ہے ۔

جو شخص ایک طرف انبیاء پر ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اور دوسری طرف انبیاء کرام کے آباء و اجداد پر کفر کا بہتان لگاتا ہے وہ کیسے مومن ہوسکتا ہے ۔ کیونکہ انبیاء پر ایمان اور ان کا استخفاف دونوں ایک آدمی میں بیک وقت جمع نہیں ہوسکتے ۔ (۱)

آگے چل کر فرماتے ہیں کہ انبیاء میں کسی قسم کی عیب جوئی کرنا ان کے آباء و اجداد پر کفر کا بہتان لگانا انبیاء کرام سے مخلوق کے قلوب کے متنفر کرنے کا سبب ہے ان کی جانب شرک کی نسبت کرنا بدترین گالی کے مترادف ہے اور جو شخص اس کا مرتکب ہوجاتا ہے وہ دو حالتوں سے خالی نہیں یا تو وہ کافر ہوگا اور یا منافق ۔

اسلام کے صدر اول میں کفار و منافقین خصوصاً یہود و نصاریٰ آپ کے والدین پر کفر کا بہتان لگاتے تھے اس کے بعد اس امۃ کے اہل غفلۃ میں جہل مفرط کے سبب یہ بات آگئی اور رفتہ رفتہ جن و انس کے شیاطین نے اس کو مغرب و مشرق تک عام کردیا ۔ آپ کے طاہر و مطہر نسب پر بہتان لگانا دراصل کفار و منافقین کا خاصہ ہے مؤمنین کو اس سے احتراز کرنا چاہئے ۔ فرماتے ہیں ۔

بہتان الشرک بنسب الطاہر المطہر سیدنا علیہ وآلہ الصلوۃ والسلام سبۃٌ من اشدّ السبّاب فاحذر ایہا المؤمنون لعلکم تفلحون ۔ (۲)

یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طاہر و مطہر نسب پر شرک کا بہتان

---

(۱) شمس الہدیٰ ورق ۳ ۔ ۴ ورق ۵

(۲) ایضاً ورق ۳۳ ۔ ۳۴ ورق ۶

لگانا سخت توہین گالی ہے -پس اے مومنو! ڈرتے رہو تاکہ فلاح پاؤ -

انبیاء کو خدا نے حسن مطلق سے نوازا ہے یعنی صورتاً معناً فعلاً قولاً ظاہراً باطناً اور حسباً و نسباً وہ پاک اور ہر قسم کے عیب و نقصان سے خالی ہوتے ہیں اور جو شخص انبیاء میں کسی قسم کے نقصان کا اعتقاد رکھتا ہے وہ انبیاء میں حسن مقید الایمان رکھتا ہے -وہ کامل مومن نہیں اس لئے کہ حسن و قبح اضداد میں سے ہیں اور انبیاء میں حسن مطلق کے عقیدے کا منافی ہے -

انبیاء میں عیب نکالنا طعن فی الدین کے مترادف ہے -اور طعن فی الدین مومنین کے خواص میں سے نہیں ہے -تم نہیں دیکھتے نصاری حضرت عیسی علیہ السلام پر ایمان لائے ہیں مگر اس کے نسب میں طعن بھی کرتے ہیں لہٰذا کافر ہوکر تباہی کے شکار ہوگئے - (۱)

آپ کے والدین اہل فترۃ میں سے نہیں تھے - کیونکہ اس میں علماء کا اختلاف ہے - اور خیرالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین یقیناً توحید ابراہیمی پر قائم تھے اور اسی پر ان کا خاتمہ ہوگیا ہے - (۲)

جو لوگ نجات و ایمانِ والدین رسول کے بارے میں توقف کے قایل ہیں وہ کتمانِ حق کا ارتکاب کرتے ہیں - کیونکہ یہ بات کتاب و سنت اور اجماع امت تینوں سے ثابت ہے لہٰذا جملہ ضروریاتِ دین میں توقف کرنا کتمان حق کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے - یہ توقف اظہار حق کی تعطیل ہے اور تعطیل سوء ظن سے خالی نہیں ہوسکتی اور نبی صلعم کے کمالات والفیوضات و برکات میں سوء ظن کا مرتکب ہونا قطعی کفر ہے - (۳)

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ نزول عیسیٰ کے وقت ان کی دعا پر ان کو زندہ کیا جائیگا

---

(۱) شمس الہدیٰ ورق ۵ - ۶ ورق ۱۹ (۲) ایضاً ورق ۹ -

(۳) ایضاً ورق ۱۰ - ۱۱

اور وہ ایمان لے آئیں گے - وہ جاهل هین اور ان کو حضرت عیسیٰ علیه السلام پر همارے نبی صلی الله علیه وسلم کی فضیلت کا علم نہیں هے - (۱) جو لوگ یه کہتے هین که والدین رسول کفر کی حالت مین فوت هو چکے هین - بعد مین ان کو دوبارہ زندہ کیا گیا اور ایمان لا کر دوبارہ فوت هوئے - آپ فرماتے هین که یه روافض کا عقیدہ هے - اس سلسلے مین مروی روایات کا حضرت میان صاحب جهگئیؒ نے تجزیه کر کے ان کو موضوع ثابت کیا هے - (۲) خصوصاً علامه زمخشری کی تفسیر کشاف مین منقول روایات کو هدف تنقید بنا کر ان پر کڑی نکته چینی کی هے - [illegible]

[illegible] -

آپ صلی الله علیه وسلم کے والدین پر کفر و شرک کا بہتان لگانا ایک ظلم عظیم اور فتنه جسیم هے - جہال مقلدین اس کو حضرت امام ابوحنیفه کا مذهب سمجھتے هین - وہ اندها دهند تقلید کرتے هین جو کچھ سنتے هین اور پاتے هین - وہ بلا تحقیق و امتیاز نقل کرتے هین - حق و باطل مین امتیاز نہیں کر سکتے پھر بھی اپنی علمیت پر مغرور هین - وهی باتون سے استدلال کرتے هین اور ورثة الانبیاء هونے کا دعوی کرتے هوئے بھی وہ انبیاء پر بہتان تراشی سے دریغ نہیں کرتے - (۳)

حضرت میان صاحب جهگئیؒ فرماتے هین که امام اعظمؒ کے فقه اکبر مین جو عبارت موجود هے وہ تحریف اور رد و بدل کا نتیجه هے - اور ان کی جانب یه عقیدہ غلط طور پر منسوب کیا گیا هے فرماتے هین که غیلان بن ربان المعتزلی الدمشقی الجهمی کے شاگرد جعلان بن عیلان بن کنان بصری

---

(۱) شمس الهدیٰ ورق ۸ - ۱۰

(۲) ایضاً ورق ۱۰ - ۱۱

(۳) ایضاً ورق ۱۶، ورق ۳۰ - ۳۱

نے فقہ اکبر مین تحریف کرکے یہ عقیدہ امام موصوف کی جانب منسوب کیا ہے "اگر چہ اس نے بعد مین اس سے رجوع کرکے ندامت و پشیمانی کا اظہار کیا مگر اس کے نسخے اطراف و اکناف پھیل چکے تھے - اور اس طرح یہ فساد تمام دنیا مین پھیل گیا - آپ فرماتے ہین کہ مین نے بعض نسخون مین خود اپنی آنکھون سے دیکھا ہے جن مین یہ عبارت درج ہے کہ :

ولا ماتا والدا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی الکفر (۱) - یعنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے والدین کفر کی حالت مین فوت نہین ہوئے ہین -

اہل نفاق نے بعد مین اس طرح سے " لا " کو حذف کر دیا ہے -

آپ فرماتے ہین کہ میرے پاس فقہ اکبر کا ایک نسخہ موجود ہے جس مین آپ کے والدین کے بارے مین مندرجہ ذیل عبارت درج ہے -

ووالدا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قد کانا ماتا علی ملۃ الحنیفۃ وھی الملۃ خلیل الرحمٰن علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام وھما ماتا علیٰ توحید رب المجید علی الایمان (۲) -

امام ابوحنیفہؒ کا یہ ہرگز عقیدہ نہین تھا کہ والدین رسول کفر کی حالت مین وفات ہوچکے ہین - یہ اہل عناد کی ریشہ دوانیون کی ایک کڑی ہے تاکہ اس طرح لوگ امام ابوحنیفہؒ کے مذہب سے متنفر ہوکر اس کے ابطال پر آمادہ ہوجائین (۳) -

---

(۱) شمس الہدیٰ ورق ۱۸ - (۲) ایضاً ورق ۱۹ -

(۳) ایضاً ورق ۶ -

کتاب کے آخر میں غزوات نبوی، معراج، وفات نبی اور غسل وتدفین، رویت باری تعالیٰ اور عفتِ ام المومنین حضرت عائشہؓ پر بالاجمال گفتگو کی گئی ہے ۔

یہ کتاب تاریخی اعتبار سے بھی نہایت اہم ہے اور خصوصاً علم الانساب کے شائقین کے لئے دلچسپ معلومات کا ایک زبردست خزینہ ہے ۔

کتاب کا آغاز یوں ہے

رب یسر وتمم بالخیر

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لِلّٰہ الذی خلق الخلائق وحدہٗ الواحد الذی دائم البھاء والکبریاء ومجدہ الماجد الصمد الذی دوام الفناء وحمدہ والدائم الاحد الذی باقی الثناء وحدہ المالک الحق الذی لا الٰہ الا ھو سبحان من لم یزل ولا تزال باسمائہٗ وصفاتہ تعالیٰ وتقدس اعلیٰ واجل جلالہٗ وعلو کبریائہ وعظمۃ سبحانہ وتعالیٰ عما یقول الظالمون ظلماً وزوراً و ھوالذی سبحانہٗ ربنا رب العالمین خالق کل شیئٍ ورازق کل شیئٍ ومالک کل شیئٍ وبیدہ ملکوت کل شیئٍ وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیئٍ قدیر ۔ لا الٰہ الا ھو لا شریک لہ فی الخلق ولا فی الملک ولا فی الامر ولا فی الحمد لہ الحمد فی الاولیٰ والاخرۃ ولہ الحکم والیہ ترجعون ..........................

....... ھذا الکتاب المستطاب تالیفی المسمی بشمس الھدیٰ بدر الدجی فی ذکر ایمان آباء خیر الوریٰ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم ........... واسمی محمد عمر بن ابراھیم .... (۱)

کتاب کے آخر میں یہ عبارت درج ہے

نسخہ میمونہ متبرکہ مسمی بہ شمس الھدیٰ تصنیف حضرت زبدہ سالکان روزگار برگزیدہ محققان پروردگار ستودہ محبان حضرت جبار عمدہ عارفان کردگار حضرت میاں محمد عمر بن محمد ابراھیم

(۱) شمس الھدیٰ ورق ۱ ۔ ۱۷

ساکن جمکی قدس سرہ العزیز بحسب فرمائش ستون دین میان سراج الدین تحریر یافتہ تحریر بتاریخ چہاردہم شہر رمضان المبارک بروز دوشنبہ وقت چاشت نقل گردید ۱۲۸۳ ھ / ۱۸۶۶ ء ۔

ظواہر السرائر

ظواہر السرائر فارسی زبان میں لکھی گئی ہے اور تاریخی لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل (۱)

---

(۱) کتاب کے نام "ظواہر السرائر" کی تحقیق

مفتی غلام سرور لاہوری نے اپنی کتاب خزینۃ الاصفیاء میں اس کتاب کا نام "جواہر الاسرار" بتایا ہے (خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۶۴۷ طبع لاہور ۱۲۸۰ ھ) ۔ محمد دین کلیم نے اس کا نام جواہر السرائر لکھا ہے (لاہور میں اولیاء نقشبند کی سرگرمیاں ص ۱۳۱) جبکہ عبدالحلیم اثر اور مولانا امیرشاہ قادری نے اس کو سرالاسرار اور خزینۃ الاسرار دو ناموں سے یاد کیا ہے (روحانی تڑون از عبدالحلیم اثر ص ۴۷۷ و علماء و مشائخ سرحد از مولانا امیرشاہ قادری ص۹۸) مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ سب نام درست نہیں ہیں اور عبدالحلیم اثر نے اس کتاب کے نام کے سلسلے میں جو عبارت اپنی کتاب میں نقل کی ہے وہ محل نظر ہے اس لئے کہ اس کتاب کے دونوں دستیاب نسخوں یعنی اورینٹل لائبریری پنجاب یونیورسٹی کے نسخے اور کرنل سلطان شاہ (کوہاٹ) کے مملوکہ نسخے میں یہ عبارت کہیں موجود نہیں ہے ۔

اس کتاب کا درست نام "ظواہر السرائر" ہے کیونکہ حضرت میاں صاحب جمکی خود اس کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ ۔

" مراد ازین مجموعہ ایراد بعض احوال و اذواق و خوارق عادات حضرت ایشان (شیخ سعدی لاہوری رح) است علیہ الرحمۃ والرضوان لیکن بحکم عند ذکر الاولیاء الصالحین تنزل الرحمۃ سلسلہ خواجگان را بر سبیل

اس مجموعے کا مطلب حضرت ایشان (شیخ سعدی لاہوری رح) کے بعض احوال و اذواق اور کرامات کا ذکر کرنا ہے لیکن بمصداق اس کے کہ "اولیاء کرام کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے" ۔ کتاب کی

ہے۔ اس کتاب کو ایک روزنامچہ کی حیثیت حاصل ہے اور اس میں ۱۱۱۲ھ/۱۷۰۰ء تک آپ کی تمام مصروفیات اور سرگرمیوں کا ریکارڈ محفوظ کیا گیا ہے۔

اس کتاب کے لکھنے کا اصل مقصد اگرچہ اپنے پیر و مرشد شیخ سعدی لاہوریؒ کے احوال اور خوارق عادات کو قلمبند کرنا ہے مگر ضمناً سید آدم بنوریؒ سے لے کر مؤلف موصوف کے زمانے تک ہندوپاک کے تقریباً تمام بڑے بڑے نقشبندی اولیاء و علماء تبلیغی اطوار اور آپس میں ان کے تعلقات

---

= اجمال تمامی در اول اول این کتاب نمود و هر جاکه از لطائف و معارف این طائفه علیه قدس الله اسرارهم سخنی و نکته پرداخت اول آنرا بجهة فاصله به لفظ "ظاهره" موضح و مظهر ساخت وجون ظواهر این سخنان مشعر و مبنی بود از کمالات سرائر و بواطن اهل الله پس این مجموعه را که متضمن آن سخنان بود مسمّی و نامیده شد به "ظواهر السرائر" و از نوادر اتفاقات آنکه تاریخ اتمام کتاب "ظواهر" از عدد حروف وی که یک هزار و یک صد و دوازده است اتفاق افتاد"

(ظواهر السرائر (قلمی) مملوکه کرنل سلطان شاه (کوهاٹ) ص ۶-۷ ایضاً ملاحظه هو ظواهر السرائر (قلمی) مملوکه اورینٹل لائبریری پنجاب ص ۱۰-۱۱

ابتدا میں پورے اجمال کے ساتھ خواجگان (نقشبندیہ رحمہم اللہ) کا ذکر ہوا اور جہاں اس طائفہ قدس اللہ اسرارہم کے لطائف و معارف کی کوئی بات اور نکتہ تھا تو پہلے اسے جدا کرنے کے خیال سے "ظاہرہ" کے لفظ سے واضح اور ظاہر کیا اور چونکہ ان باتوں کے ظواہر اہل اللہ کے اسرار و کمالات کے مظہر تھے تو اس لئے اس مجموعہ کو جو انہی باتوں پر مشتمل ہے "ظواہر السرائر" کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اور عجیب اتفاق یہ ہوا کہ "ظواہر" کی تاریخ اختتام جو ۱۱۱۲ھ ہے اس کتاب کے حروف (ظواہر) کے عدد (۱۱۱۲) کے مطابق برآمد ہوئی۔

*****

و روابط کو ایسے مربوط و خوبصورت انداز مین بیان کیا ھے کہ انسانی جسم مین رگ و ریشون کا پھیلا ھوا جال جیسا معلوم ھوتا ھے اور یہ ثابت کیا گیا ھے جس طرح جسم کے ھر حصے کو رگون کے ذریعے خون پہنچتا ھے ۔ بعینہ اسی طرح ان بزرگان دین نے دنیا کے گوشے گوشے مین آباد انسانون کو روحانی غذا بہم پہنچانے کا اھتمام فرمایا ھے ۔

اس کے علاوہ اس کتاب کے مطالعہ سے یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آجاتی ھے کہ سرزمین ھندوپاک مین اشاعت و حفاظت اسلام کا سہرا صرف اور صرف صوفیاء اور علماء کرام کے سر ھے ۔

اس کتاب کی ایک اور خوبی یہ ھے کہ اس کی زبان سادہ اور واقعات کے ساتھ ربط کا اھتمام کیا گیا ھے ۔

اس کتاب کے چار قلمی نسخے مندرجہ ذیل مقامات پر موجود ھین ۔

۱۔ اورینٹل لائبریری پنجاب یونیورسٹی لاھور ( شیرانی کلکشن ) یہ نسخہ ۸۰۴ صفحات پر مشتمل ھے ۔

۲۔ کتب خانہ شیخ محمد محدث واقع رامپور ( انڈیا )(۱)

۳۔ پشتو ادبی ټولنہ لائبریری ( کابل )(۲)

۴۔ کتب خانہ کرنل سلطان علی‌شاہ ( ریٹائرڈ ) مہتمم مدرسہ علوم اسلامیہ عسکری مسجد کوھاٹ چھاونی ۔ یہ نسخہ ۷۲۸ صفحات پر مشتمل ھے ناقص الآخر ھے اور نہایت خوشخط لکھا ھوا ھے ۔

---

1 Journal of the Asiatic Society of Bengal, 1917. Article: Various Libraries of India by Nazir Ahmad.

(۲) روحانی تڑون ازعبدالحلیم اثر ص ۷۷۲۔

( نوٹ ) ۱ اور نمبر ۳ نسخے دونون مین نے خود مطالعہ کرکے ان سے اقتباسات لئے ھین۔

## تقسیم ابواب

ظواهر السرائر ایک تمہید اور تین مناظر پر مشتمل ہے ـ تمہید کے دو حصے ہین پہلے حصے مین اهل اللّٰہ کی صحبت پر ترغیب و تشویق اور ان کے اقوال و ارشادات کا بیان ہے ـ اور دوسرے حصے مین خواجگانِ نقشبند قدس اللہ اسرارهم کے حالات مندرج ہین۔

منظر اوّل :

اس مین شیخ سعدی لاهوریؒ کی ولادت ، ایام طفولیت کے احوال و خوارق ، سید آدم بنوریؒ کی خدمت مین ان کی حاضری ، زیارت حرمین ، شادی اور ابتدائی حال کے فقر و تجرد کے حالات پر نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے ـ

منظر دوم :ـ

منظر دوم مین شیخ سعدیؒ کے بعض حقائق و لطائف اور خوارق و معارف کا بیان ہے ـ

منظر سوم :ـ

کتاب کے اس حصہ مین شیخ سعدیؒ کے صاحبزادون ، بعض مشاهیر اصحاب اور ان کے بعض کرامات کی تفصیل ہے ـ

کتاب کے آخر مین شیخ سعدیؒ کی وفات و کیفیت وفات کا بیان ہے ـ اور ان کی تاریخ وفات پر مشتمل قطعات و فقرات قلمبند کئے گئے ہین ـ

آغاز کتاب یون ہے

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لمن زیّن ظواهر الاولیاء باتصافهم باخلاق الصفاتیہ ونور بواطنهم بمشاهدہ انوار تجلیات الذاتیہ والصلوٰۃ علیٰ محمدنِ الذی صلی اللہ علیہ وسلم بافضل الصلوات واظهر

ربوبیۃ بوجودہ وخلق السموات والسلام علی آلہ الذین وجب حبہم علی امۃ و علیٰ اصحابہ الذین کانوا ہم نجوم الاھتداء والائمۃ چنین گوید فقیر بیمقدار و حقیر بے اعتبار محمد عمر بن ابراھیم البشاوری ثبتہ اللہ تعالیٰ علی محبتہ اولیاء ہ وشرفہ بکمال متابعۃ اصفیاء ہ .

-........

" نصیحۃ عباداللہ و امۃ محمد رسول اللہ "

یہ رسالہ تمباکونوشی کی حرمت پر لکھا گیا ہے ۔ اس کی زبان عربی ہے اور ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۲ء مین پہلی بار مطبع کانپور اور دوسری بار منظور عام پریس پشاور مین ۱۳۸۴ھ مین یہ رسالہ شائع ہو چکا ہے ۔ حضرت میان صاحب چمکنیؒ نہ صرف تمباکو نوشی کے خلاف تھے بلکہ اس کی کاشت کو بھی کئی مصالح کی بنیاد پر منع فرماتے تھے اور عین ممکن ہے کہ آپ نے اس موضوع پر کچھ لکھا بھی ہو ۔ مگر جہان تک مذکورہ رسالے کا تعلق ہے ۔ یہ حضرت میان صاحبؒ کی تصنیف نہین ہے بلکہ غلطی سے آپ کی جانب منسوب کیا گیا ہے ۔ کیونکہ

اول تو اس رسالے کے آخر مین جن علماء کی مہرین اور دستخط ثبت ہین ۔ ان مین سے حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے معاصر علماء مین سے ایک کا بھی ذکر نہین آیا ہے تمام علماء بہت بعد کے زمانے کے ہین یہان تک کہ اخوند صاحبؒ سوات ( المتوفی ۱۲۹۵ھ ) سوات کے خلف الرشید میان گل صاحب کی مہر بھی اس پر ثبت ہے ۔

دوم یہ کہ مؤلف موصوف لکھتا ہے کہ پہلی بار شُرب دخان کے بارے مین مجھ سے احمدآباد ( ھند ) مین دریافت کیا گیا ۔ پھر دوسری مرتبہ قصبۂ بروج مین اس کے بارے مین استفسار کیا گیا حالانکہ حضرت میان صاحب چمکنیؒ مذکورہ مقامات مین تشریف نہین لے گئے ہین ۔ اس کے علاوہ موصوف نے وجیہہ الدین احمد آبادی ( الھندی ) کو اپنا استاد

بتایا ھے ۔ جو اس بات کی دلیل ھے کہ یہ کتاب وجیہہ الدین احمد آبادی کے کسی شاگرد کی تالیف ھے ۔ کیونکہ یہ بات یقینی ھے کہ وجیہہ الدین العلوی احمدآبادی آپ کا استاد نہین رہا ھے ۔

سوم یہ کہ مولّف لکھتا ھے کہ اس رسالہ کی تکمیل کے بعد ھمین ۱۰۴۷ھ ۔ ۱۶۳۷ء مین حرمین شریفین کے علماء کی جانب سے فتاوی موصول ھوئے جو اس رسالہ کےساتھ منسلک کئے گئے ۔ چونکہ حضرت میان صاحب چمکنیؒ ۱۰۸۳ھ مطابق ۱۶۷۳ء کے حدود مین پیدا ھوئے ھین اس لئے یہ بات وثوق کےساتھ کہی جاسکتی ھے کہ موجودہ مطبوعہ رسالہ حضرت میان صاحبؒ کی تصنیف نہین ھے ۔

یہ رسالہ حال ھی مین دوسری بار ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۹۶۴ء مین منظور عام پریس پشاور سے شائع ھو چکا ھے اور دراصل اولّ الذکر چھاپ شدہ رسالے کی نقل ھے۔ ( تفصیلات کے لئے ملاحظہ ھو ص ۳ ، ۱۶ ، ۲۰ ، ۲۲ ۔ )

اس کتاب کے سرورق پر یہ جملہ لکھا ھے ۔

از تصانیف شریف قدوۃ العارفین زبدۃ الکاملین میان شیخ عمر صاحب چمکنی علیہ الرحمۃ ۔ اور آخر کتاب مین مندرجہ ذیل عبارت درج ھے ۔

نحمدالله المنان و صلّی علی رسولہ سید الانس والجان فی ھذا لزمان رسالہ واضحۃ البیان و مقالۃ لائحۃ التبیان فی ثبوت حرمۃ شرب الدخان مع ایراد الامثلۃ بالدلیل والبرھان الساطع بنصیحۃ عبادالله وامۃ رسول الله من افادات سلطان العلماء مقدام الفضلاء امام العارفین میان صاحب چمکنیؒ قد انطبعت فی المطبع النظامی ۱۳۰۰ھ ۔ ۱۸۸۲ء ۔

*********

## باب دهم

اولاد

۱: حضرت صاحبزاده محمدی رح

| | |
|---|---|
| مَ مقام قائم پسدر دَیْ | پسدر پیسرد خپل پسر دَیْ |
| حَ حلیم دي بې حسابَ | پسـر دې د پلار له باب |
| مَ مخبر لـه کل عـلومَ | بـرکت ې لـه مخـدومَ |
| دَ دایم دي په دا کار دي | په اوصاف ود خپل پلار دي |
| يَ یقین ددهٔ په خدای دي | کلی مراد ې واړه خدای دي |

محمدی

( نورالبیان ورق ۴۷ ) یعنی

مَ باپ کے مقام پر قائم ہیں - اور باپ اپنے بیٹے کے پیر ہیں -

حَ بے حد حلیم ہیں اور بیٹا باپ کی طرح نیک ہیں -

مَ کل علوم کے مخبر ہیں اور یہ مخدوم ( میاں صاحب رح ) سے یہ ہوکے ان کو حاصل ہے -

دَ اس نیک کام پر دائم ہیں اور اپنے باپ کے اوصاف رکھتے ہیں -

يَ یقین آپ کا قائم ہے اور آپ کا مقصود کلی اللّٰہ پاک ( کی ذات تک رسائی ) ہے -

********

حالات زندگی

(۱)
معدن الجود والافضال صاحبزادہ بلند اقبال حضرت میان محمدیؒ حضرت میان صاحب
(۲)
جمکنی علیہ الرحمۃ والغفران کے فرزند اکبر تھے اور ۱۱۰۹ھ / ۱۶۹۷ء میں بمقام جمکنی پیدا ہوئے
صاحبزادہ محمدیؒ نے زمانہ طفولیت ہی سے اپنے والد بزرگوار کے زیر سایہ پرورش
پائی - علوم ظاہری کے حصول کے ساتھ ساتھ تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کا شغل بھی
جاری رکھا - اور اس غرض سے طریقہ نقشبندیہ میں اپنے والد بزرگوار کے دست حق پرست پر بیعت
ہوکر ان کے مرید ہوگئے - آپ کی رہنمائی میں سلوک و طریقت کے منازل طے کرتے رہے تا آنکہ آپ کے
فیض صحبت سے ولایت و کرامت کے درجہ کو پہنچے -

والد بزرگوار کے علاوہ جن علماء و فضلاء سے صاحبزادہ موصوف نے استفادہ کرکے اپنے
آپ کو زیور علم سے آراستہ کیا ان کے نام تاحال پردہ خفا میں ہیں تاہم یہ بات یقینی ہے کہ حضرت
میان صاحب جمکنیؒ کا دربار علماء اور مشائخ کرام کا مرکز تھا - یہاں دینی علوم کے طلباء کے لئے
باقاعدہ درس و تدریس کا اہتمام بھی موجود تھا جس میں آپ کے علاوہ دیگر بڑے بڑے اصحاب علم
علوم دینیہ کی تعلیم و تدریس میں مصروف رہتے تھے - اور حضرت میان محمدیؒ اسی درسگاہ کے فارغ
التحصیل ہیں -

---

(۱) ملاحظہ ہو دیوان خوشحال خان (قلمی) صفحہ آخر اور دیوان سکندر خان خٹک (قلمی) صفحہ آخر، کتب خانہ پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی -

(۲) روحانی تڑون از عبدالحلیم اثر ص ۸۱۵ ایضاً روہی ادب از محمد نواز طائر ۱۹۴۲ء ج ۲ (قلمی) ورق ۷۸ کتب خانہ پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی -

حضرت صاحبزادہ محمدی کے سن ولادت (۱۱۰۹ھ) سے حضرت میان صاحب جمکنیؒ کی شادی کا سن اندازاً ۱۱۰۷-۸ھ متعین کیا جاسکتا ہے البتہ اب تک یہ بات معلوم نہیں ہوسکی ہے کہ آپ نے کس خاندان میں شادی کی تھی اور کیا اس خاندان کے لوگ

حضرت میان صاحب جمکنیؒ نے اپنی وفات سے پہلے القاء فیض اور اجراء سلسلہ کے لئے ان کو اپنا جانشین و خلیفہ مقرر کر دیا تھا - جو واقعتاً اس منصب جلیل کے اہل تھے - اور انہون نے اپنے عمل و کردار سے اپنی اہلیت ثابت کر دکھائی -

۱۱۹۰ھ / ۱۷۷۶ء کو جب حضرت میان صاحب جمکنیؒ کا وصال ہوا تو حضرت صاحبزادہ محمدی مسند ارشاد وہدایت پر متمکن ہوئے - انہون نے اپنے پیشرو کی روایات کو تازہ رکھا اور ایک فعال اور جی دار قائد کی حیثیت سے ایثار و قربانی اور غیرت اسلامی کا نشان مجسم بن کر اپنے والد بزرگوار کی آغاز کردہ تحریک اصلاح کو آگے بڑھایا اور اس طرح آئندہ کئی سالون تک اپنی روحانی فیوضات اور انوار سے پشاور کی فضاء کو منور رکھا - مولانا دادین لکھتے ہین -

| | |
|---|---|
| چه لائق محمدي د سجادې وو | حضرت صاحبزادہ محمدی سجادہ نشینی کے لائق تھے |
| سترګې دې د تمامي خانوادې وو | اور اپنے تمام گھرانے کے سردار و رہنما تھے چونکہ آپ |
| حکه ورې کړه و ده ته سجاده | مشیت ایزدی مین منظور تھے لہٰذا سجادہ آپ کے |
| چه منظور وو دې د خداې په اراده (۱) | سپرد کردیا - |

حضرت صاحبزادہ محمدیؒ نے ۱۲۲۰ھ / ۱۸۰۵ء کو جام وصال نوش فرمایا اور اپنے

---

اب بھی موجود ہین یا نہین - واللہ اعلم -

*******

(۱) مناقب از مولانا دادین (قلمی) ورق ۷۶ ←

مولانا موصوف دوسری جگہ لکھتے ہین -

صاحبزاده محمدي ګل د ګلاب وو

ډیر خوشبویه ډیر خوش رویه تر مهتاب وو

یعنی صاحبزادہ محمدی گلاب کے پھول (کے مانند) تھے - بہت خوشبودار اور چاند سے زیادہ خوبصورت تھے - (مناقب ورق ۱۵۶) -

والد بزرگوار کے پہلو مین مدفون ہین ۔آپ کا سن وفات حروف ابجد کے اعتبار سے "محمدّی دخلَ الجنۃ" (۱۲۲۰ ھ) سے برآمد ہوتا ہے ۔ (۱)

| | |
|---|---|
| صاحبزادہ محمدیؒ بحیثیت پیر ومرشد ۔ | حضرت میان محمدیؒ نے ارشاد و ہدایت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ٗ جہاد ٗ باطل قوتون سے اسلام کے دفاع اور علم وادب ہر حیثیت |

سے قوم و ملک اور دین و ملت کی گران قدر خدمات انجام دی ہین ۔بحیثیت پیر و مرشد حضرت صاحبزادہ محمدیؒ کو بہت بلند مقام حاصل تھا اور اپنے والد ماجد کے اخلاق و تعلیمات کو پوری طرح اپنے اندر جذب کر لیا تھا ۔معاصر علماء و فضلاء نے آپ کی جلالت علمی اور کمال روحانی کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کی بہت تعریف و توصیف کی ہے ۔ شیخ نورمحمد لکھتے ہین :

| | |
|---|---|
| لامبوزن د بحر د عرفان دي | بحر عرفان کے غوطہ زن تھے ہیں اور |
| د بیړۍ چپې په لاس د لطافت | لطافت کی کشتی کی موجین ان کے ہاتھ مین تھین ۔ |
| مراتب ئې د خپل پلار وارِ ه حاصل دي | اپنے والد بزرگوار کے تمام مراتب آپ کو حاصل تھے ہیں |
| دې زیاتې په دا دورکښې قوت | اور اس دور مین آپ کو بہت قوت حاصل تھی ۔ |
| کل میراث د دین دنیا د ده په ځای دي | آپ کی دین و دنیا کی میراث برقرار ہے اور ہر |
| آفرین پرِ لور په لورېـه هر سمت | سمت سے آپ پر آفرین و شاباش ہے ۔ |

---

(۱) روحانی تڑون ص ۸۲۱ ۔ تیر ہیر شاعران از عبدالحلیم اثر مطبوعہ پشاور ۱۹۶۳ء ص ۱۲۳ ۔ ایضاً روہی ادب از محمد نواز طائر (قلمی) ورق ۷۸ ۱۹۶۴ء کتب خانہ پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی ۔

صاحبزادہ محمدی کے ہان نرینہ اولاد نہ تھی ۔آپ کی بیوی جان محمد درانی کی صاحبزادی تھی ۔ ۱۲۳۳ھ / ۱۸۱۸ء مین سکھون نے جب پشاور پر قبضہ کیا تو بی بی موصوفہ معیار (ضلع دیر) چلی گئین ۔ وہان مستقل سکونت اختیار کی اور وہین پر وفات پائی ان کا مزار موضع معیار مین موجود ہے ۔(روحانی تڑون ص ۸۲۱ ۔تاریخ پشاور از گوپال داس ۱۸۰

حضرت میاں صاحب جیلانیؒ کے مزار کے پہلو میں اُن کے فرزندِ اکبر
حضرت صاحبزادہ محمدیؒ کے روضے کا ایک منظر

صدر رحمت شه په دا هسې فرزند باند (۱)
چه په ځای ي کهٔ د پلار وار ه صفت

ایسے (لائق) بیٹے پر صدرحمت ہو -
کہ اپنے والد بزرگوار کی تمام صفات و خصوصیات کو قائم رکھا -

مولانا مسعود گل لکھتے ہین -

چه هر کوره صاحبزاده صاحب کمال دي (۲)
دي د خلق عظیم بحر مالامال دي
اوس په ځائې د میان صاحب قائم مقام
دي حضرت صاحبزاده عالی مقام
په کمال کښې نظیر دي بې بدل
اعتقاد کښې که ستانه وي څه خلل
موافق له شریعته ي کارونــــه (۳)
د سلفو په اخلاق که روزگارونــــه

صاحبزادہ محمدیؒ صاحب کامل ہے
اور آپ اخلاق عظیم سے مالامال سمندر ہیں -
اب میان صاحبؒ کے قائم مقام ہین
عالی مقام حضرت صاحبزادہ (محمدیؒ)
(مراتب) کمال مین بے نظیر و بے ھمتا ھین -
اگر تمہارے اعتقاد مین کچھ خلل (موجود) نہ ہو تو
آپ کے تمام اعمال و افعال شریعت کے مطابق ھین
اور اسلاف کے طریق پر (چل کر) کام کرتے ھین -

مولانا دادین لکھتے ھین کہ -

بیا په گل صاحبزاده محمدي
لکه پلار وه رب ورکړي بلندي
شریعت که طریقت که حقیقت وو
رب ورکړي جانه دهٔ له دا دولت وو

(پھر رحمت ہو) صاحبزادہ محمدی گل پر کہ
باپ کی طرح خدا نے انکو بلند مقام عطا فرمایا تھا -
شریعت ہو طریقت اور یا حقیقت ہو
خدا نے یہ سب دولت آپ کو عنایت فرمایا تھا

---

(۱) نورالبیان از نورمحمد قریشی (قلمی) ورق ۷۸ -
(۲) مناقب میان صاحب چمکنی از مسعود گل ص ۶۹ -
(۳) ایضاً ص ۷۹ -

| | |
|---|---|
| ولایت ورته ورکړې ذوالجلال وو | خدا نے ولایت (کی دولت عظمیٰ) سے نوازا تھا |
| رب پوهه کړې د باطن په هراحوال وو (۱) | اور باطن کے سب احوال (و مقامات) سے آگاہ فرمایا تھا ۔ |

مولانا دادین حضرت صاحبزادہ محمدیؒ کے بلند روحانی مراتب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ۔

پــه قللو د جبال د جبروت کښې نمرې ۍ     لکه باز نسې کوترې پــه ناسوت کښې (۲)
چه کثرت د دهٔ د لا یوموښي ده     دهٔ خوړلې د اِلاّ د غرهٔ جرېۍ ده

یعنی جبال جبروت کی چوٹیوں میں بلند پرواز کرکے ایسا شکار کرتا ہے جیسا کہ باز عالمِ ناسوت میں کبوتر پکڑتا ہے یعنی جبروت و ناسوت دونوں سے اچھی طرح آگاہ ہیں ۔ کثرتِ (ظواھر) آپ کے "لا" (ذکر نفی) کا ایک ہی لقمہ ہے اور آپ "اِلاّ" (ذکر اثبات) کے پہاڑ کے مسلسل فیضان سے فیضیاب ہوئے ہیں ۔یعنی کثرت موجودات آپ کے وحدت شہودی کی راہ میں حائل نہیں ہوسکتی اس لئے کہ آپ وحدت شہودی سے پورا پورا حصہ پا چکے ہیں ۔ واللہ اعلم ۔

حضرت صاحبزادہ محمدی فیاض بھی تھے اور فیض مآب بھی اور سخاوت ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی ۔ (۳) چنانچہ ان کی روحانی فیض رسانی اور سخاوت و فیاضی کا حال بیان کرتے ہوئے مولانا نورمحمد لکھتے ہیں کہ ۔

---

(۱) مناقب میان صاحب چمکنی از مولانا دادین ورق ۱۵۸ ۔
(۲) ایضاً ورق ۱۲ ۔
(۳) نورالبیان ص ۴۳ ۔ مناقب میان صاحب چمکنی از مولانا دادین ورق ۱۲۰ ۔ ۱۵۹
مناقب میان صاحب چمکنی از مسعود گل ص ۲۳ ۔ ۲۴ ۔

| پښتو | اردو |
| --- | --- |
| نائب د غوث زمان په بنه مكان دي | نہایت اچھی جگہ پر غوث زمان کے نائب ہیں اور ایک |
| مانع نه دي په هيڅ وقت د سخاوت | وقت میں سخاوت کو نہیں روکتے - |
| د مقصود تږي بې واره خړوبيږي | مقصود (کے حصول) کے پیاسے سیراب ہوتے ہیں - |
| په وفا كښې لكه بحر بې فرصت | اور وفا میں ہر وقت بحر کے مانند ہیں - |
| د خپل وقت په خاص وعام مهرباني كه | اپنے وقت کے خاص و عام پر مہربانی کرتے ہیں |
| گوښي گوښي تر محتاج مومي لذت | اور الگ الگ ہر ایک محتاج اس سے لذت یاب ہوتا ہے |
| و هر چا وته د شرع بنه بيان كه | ہر ایک کو شریعت کا بیان کرتے ہیں |
| په اسلام كښې ئې د شرعې نصيحت | اور مذہب اسلام میں شریعت (محمدی صلی اللہ علیہ |
| لكه نمر هسې ښكند دې په دا وقت كښې | وسلم) کی نصیحت کرتے ہیں - اس وقت سورج کے مانند |
| هر څوك ورځنې اخلي پند عبرت | ظاہر ہیں اور ہر ایک آپ سے پند و نصیحت حاصل |
| د باطن په متاع پر دده دوكان دي | کرتا ہے - آپ کی دوکان باطن کے ساز و سامان سے |
| د مطلب سودا هر څوك كه په فرصت | آراستہ ہے اور ہر ایک فرصت پر اپنے لئے سودا خریدتا |
| په هر لوري د خوبئ اواز پريشان دي | ہے - ہر جانب آپ کی اچھائی کا چرچا ہے - |
| د هر چا دې باند فخر په كثرت | اور ہر ایک آپ پر بہت فخر کرتا ہے - |
| بركت ئې كل واره په ځائې دي (۱) | آپ کی تمام برکات قائم و برقرار ہیں اور آپ |
| لا چندان ئې بې حساب سياست | بیحد و بے حساب سیاست رکھتے ہیں - |

حضرت صاحبزادہ محمدی کو ظاہری اور باطنی علوم میں بہت شہرت حاصل تھی اور بارھویں صدی ھجری کے بے نظیر متبحر عالم تھے -

---

(۱) نورالبیان ورق ۷۸ - ۷۹ -

مولانا نورمحمد قریشی اس ضمن میں لکھتے ہیں ۔

| | |
|---|---|
| تسر عرب تسر هندوستانَ | عرب ۔ هندوستان ۔افغانستان اور ترکستان |
| تسر افغان تر ترکستا نَ | تک ۔ |
| چه لیده ٔ اوریده ٔ شینه | نه تو دیکھنے میں آتا ہے اور نہ پڑھنے میں آیا ہے |
| څوک دا هسې نه وائینه | |
| چه څه کار کښ دده ٔ سیال شته | که کوئی آپ کا همسر و هم مثل موجود هے یا |
| هم د چا دا رنګ سنبال شته (۱) | کسی کو آپکی طرح کا روزگار حاصل هے ۔ |

مولانا مسعود گل علوم ظاهری میں ان کے مقام کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ۔

| | |
|---|---|
| که ئې علم ته ٔ پوښتې بحر مواج دې | اگر آپ کے علم کے بارے میں پوچھتے ہو تو بحر مواج |
| چه موندلې هر یو علم تر رواج دې | (کے مانند ) ہیں اور آپ سے ہر علم نے رواج پایا ہے ۔ |
| که تفسیر دې که حدیث علم کلام | تفسیر ہو ' حدیث ہو ' یا علم کلام ' |
| اصول فقه بلاغت په دوې ٔ تمام | اصول فقه یا علم بلاغت هو هر ایک کا تکمله هیں |
| صرف و نحو د هلکو ورته لوبه | صرف و نحو آپ کو بچوں کا کھیل معلوم هوتا هے ۔ |
| په دا علم به ئې ستایمه ترڅو به (۲) | میں آپ کے علم کی کب تک ستائش و تعریف کروں گا ۔ |

حضرت میاں محمدیؒ نے نه صرف پیر و مرشد کی حیثیت سے قوم و ملت کی خدمت کی بلکه ایک عالم اور ادیب کی حیثیت سے نمایاں کارنامه انجام دیا ۔وہ بڑے علم پرور اور ادب پرور طبیعت

---

(۱) نورالبیان ورق ۷۰ ۔ ۷۱ ایضاً ملاحظه هو لباب المعارف الاسلامیه ۱۹۱۸ء از مولانا عبدالرحیم ج ۱ ص ۱۰۳ ۔

(۲) تیرهیر شاعران از عبدالحلیم اثر ص ۱۰۱ ۔ ۱۱۱ پشاور ۱۹۶۳ء بحواله شرح قصیدہ بردہ از نورمحمد ایضاً سالنامه اولس کوئٹه اکتوبر نومبر ۱۹۶۹ء مضمون صاحبزادہ محمدی از عبدالحلیم اثر ۔

کے مالک تھے اور پشتو کے علاوہ عربی اور فارسی میں بھی آپ نے شعرگوئی کی ہے ۔

حضرت میاں محمدیؒ نے اپنے دور میں پشتو زبان کی بے پناہ خدمت کی ۔علماء ادباء اور شعراء کی سرپرستی فرمائی ۔ اپنے اسلاف کے اکثر اور معاصرین دواوین اور رنگین و صاف مضامین جمع کرکے ان کے مطالعہ سے تسکین قلب حاصل کرتے تھے ۔ (۱) اس کا اثر یہ ہوا کہ ایک طرف قدیم شعراء کا کلام محفوظ ہوا تو دوسری طرف معاصر شعراء نے اس کام میں حد دلچسپی کا مظاہرہ کیا ۔ اور اپنے دیوان مرتب کرکے حضرت میاں محمدیؒ کی خدمت میں ارسال کرتے لگے ۔

انہوں نے کتابت کا ایک مستقل ادارہ قائم کیا تھا ۔جس میں کثیر تعداد میں خوش نویس، کاتب اور نقاش تعینات کئے گئے تھے ۔یہاں حضرت میاں صاحب چمکنیؒ، حضرت صاحبزادہ محمدیؒ اور صاحبزادہ احمدی کی تصانیف و مؤلفات کے علاوہ دیگر ممتاز علماء اور شعراء کے دیوانوں کی کتابت ہوتی تھی ۔حضرت صاحبزادہ محمدیؒ کے احباب و اصحاب اور صاحبِ ذوق حضرات شب و روز اس کام میں لگے رہتے تھے ۔اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ فارسی اور پشتو زبانوں کے تمام اہم اور قابل ذکر دواوین اس مرکز میں جمع ہوکر ان کی نقلیں تیار کی گئیں ۔ان میں سے پشتو زبان کے مشہور شعراء یعنی شمس الشعراء حضرت عبدالرحمٰن بابا ۔خوشحال خان خٹک ۔اشرف خان ۔خلیفہ ۔ بابوجان ۔ سکندر ۔دولت ۔مرزا ۔ارزانی ۔صدر ۔ بلبلِ ہند کاظم خان شیدا، عبدالحمید بابا ۔قلندر ۔ خیرالدین ۔حاجی محسن ۔صدرالدین، یونس ۔کامگار خٹک اور فاضل کے دیوان خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔

مندرجہ بالا دواوین کے علاوہ فارسی اور پشتو کے بے شمار دیگر دواوین بھی موجود تھے ۔حضرت صاحبزادہ احمدی اپنی کتاب " ہفت پیکر " میں ان دواوین کے بیان کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ :

---

(۱) ملاحظہ ہو دیباچہ دیوان کاظم خان شیدا ۔

| | |
|---|---|
| دیوانونه د فارسئ د پښتو ډیر وو | فارسی اور پشتو کے دیوان بہت زیادہ تھے |
| چه یاران په شپه ورځ تر نه چاپیر وو | دوست و احباب شب و روز ان کے گرد جمع رہتے |
| څه به شمیرم دیوانونه په دا شان | اس قسم کے دیوانون کا کب تک شمار کرون گا ۔ |
| له حد زیات دي چه ئې راورم په بیان (۱) | حد سے زیادہ ہیں کس طرح بیان کرون ۔ |

کتابت کا یہ کام نہایت تیزی کے ساتھ جاری رہتا تھا ۔ اس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ دیوانِ نجیب کی دوکاپیان ایک ہی خوش نویس گل محمد پشاوری کے ہاتھکی لکھی ہوئی ہین۔ ایک کی تاریخ کتابت ۱۷/ ربیع الاول ۱۱۷۸ھ/ ۱۷۶۴ء ہے اور دوسری کی تاریخ کتابت سلخ ماہ صفر ۱۱۷۸ھ ہے اس طرح یہ دونون کاپیان دو ہفتے سے بھی کم مدت مین لکھی گئین ۔ (۲)

کتابت کے اس مرکز مین نہ صرف کتابت ہوتی تھی بلکہ کتابت کے ساتھ ساتھ تزئین و خوشنمائی کی خاطر نہایت جاذب نظر اور دلکش نقش و نگار کا بھی اہتمام کیا جاتا تھا ۔ دیوان سکندرخان اور دیوان مصری خان کی قلمی کاپیان اس امر پر بہ زبان حال گواہی دے رہی ہین ۔ (۳)

حضرت صاحبزادہ محمدیؒ کو اپنے والد بزرگوار سے ورثہ مین ایک عظیم کتب خانہ ملا تھا ۔ جس مین ہر فن کی بے شمار قیمتی اور نایاب کتابین موجود تھین ۔ (۴) آپ نے اس مین اور بھی

---

(۱) ملاحظہ ہو ہفت پیکر (قلمی) از صاحبزادہ احمدی مملوکہ فضل سبحان ساکن چمکنی۔ ایضاً ملاحظہ ہو سالنامہ اولس ص ۶۶ ۔ ۶۹ کوئٹہ ۱۹۶۹ء مضمون محمدی صاحبزادہ از عبدالحلیم اثر ۔

(۲) ملاحظہ ہو دیوان نجیب کی قلمی نسخے مملوکہ کتب خانہ پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی

(۳) ملاحظہ ہو دیوان سکندرخان و دیوان مصری خان (قلمی) کتب خانہ پشتو اکیڈیمی"

(۴) ملاحظہ ہو برہان الرسول (قلمی) از صاحبزادہ محمدی ص ۱۹۴ ۔ ۱۹۵ ۔

بیش بہا کتابون کا اضافہ کرکے اپنی علم پروری کا ثبوت فراہم کیا[1] ۔

صاحبزادہ محمدیؒ معاصرین
شعراء کی نظر مین ۔

## حضرت میان محمدیؒ معاصرین سخندان شعراء و علماء کی نظر مین

حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے ایک عالم و فاضل مرید گل محمد پشاوری نے حضرت صاحبزادہ محمدی کو مبدع قوانین نکات بدیع ٬ مخترع آئین ابیات ترصیع ، فردوسیِ فصاحت اور سَحْبانِ بلاغت جیسے شاندار القاب سے یاد کیا ھے ۔ ان القاب سے گل محمد پشاوری کا مطلب صاحبزادہ موصوف کو سَحْبان اور فردوسی جیسے مشہورِ زمانہ شعراء کا ہم پلہ قرار دینا ھے[2] ۔

پشتو کے مشہور عالم شاعر مولانا مسعودگل آپ کے کمال فن کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ھین کہ ۔

| | |
|---|---|
| نوري علم غريبه هر رنګ اشعار | اس کے علاوہ رنگارنگ اشعار کا وہ علم غریب |
| چه هر څوك ورځني نه دي خبردار | آپکو حاصل ھے کہ اس سے ہر ایک آدمی واقف نہین ھے |
| دوي له بائ بسم الله قران ويستلې | آپ نے باءِ بسم اللہ سے قرآن مجیدکا آغاز |
| ما په خپله دې دا کار له دوئ ليدلې | کیا ھے اور مین نے آپ کا یہ کام خود (اپنی آنکھوں سے) دیکھا ھے۔ |

---

(۱) حضرت صاحبزادہ محمدیؒ کی علم پروری اور مخلصانہ تگ و دو کا ثمرہ ھے کہ آج بہت سی علمی اور ادبی آثار ھمارے یہان محفوظ ھین ۔ ورنہ آج فارسی اور پشتو ادب و تاریخ کی بہت سی نایاب کتابون کا نام و نشان بھی موجود نہ ھوتا ۔ اگر صاحبزادہ موصوف کا قائم کردہ کتب خانہ حوادث زمانہ کا شکار نہ ھوتا تو وثوق کے ساتھ یہ دعویٰ کیا جاسکتا ھے کہ آج کے اہم ترین کتب خانون مین اس کا —

په کاغذ ې يو تصوير وه شجر ښکلې
د حرفونو دې شجر ثمر نيـولې
يو حرف بل سره چه ضم که نکته دان
(۱)
ترمعلوم که تمامې ايات قرا ن

کاغذ پر ایک درخت کی تصویر بنائی ہے ۔
اور اس درخت مین ( برگ و بار کی جگہ )
حروف موجود ہین ۔ نکتہ دان جب ایک حرف
کے ساتھ دوسرا حرف ملاتا ہے تو اس سے
قرآ ن کی پوری آیت معلوم ہوتی ہے ۔

(۲)
ایک اور مشہور و معروف صوفی شاعر عبدالعظیم باباؒ نے حضرت صاحبزادہ محمدیؒ کے فن شاعری کو بہت سراہا ہے وہ عبدالرحمنؒ باباؒ اور عبدالحمید ماشووال کے کلام کی تحسین و تعریف کے بعد حضرت صاحبزادہ محمدیؒ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہین ۔

بيا رحمت په محمدّي صاحبزاده شه
ډيرغزل دې دهٔ جوړ کړې په ښهٔ شان
په گلشن د څمکنو کښې مه شه مراوې
(۳)
دا خوشبويه معطر گل د ريحان

پھر محمدّیؒ صاحبزادہ پر (غزل) رحمت ہو
کہ آ پ نے بہت اچھے اور بہت زیادہ غزل
کہے ہین ۔ گلشن چمکنی مین یہ خوشبودار
و معطر گل ریحان ہمیشہ تر و تازہ رہے ۔

---

= شمار ہوتا ۔
(۲) ملاحظہ ہو دیوان نجیب قلمی نسخہ کتب خانہ پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی ۔
دیوان مصری خان ( قلمی )

*****

(۱) مناقب میان صاحب چمکنی از مولانا مسعود گل ص ۴۳ - ۴۳ ۔
(۲) دیوان عبدالعظیم بابا ص ۷۰ - ۷۱ طبع پشاور ۱۹۵۸ء ۔
(۳) عبدالعظیم بابا کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو پشتانۂ شعراء از عبدالحئی حبیبی ص ۳۶۵ - ۳۷۱ - ایضا دیباچہ دیوان عبدالعظیم بابا طبع پشاور ۱۹۵۸ء

اس دور کے ایک اور نامور عالم شاعر کاظم خان شیدا اپنے دیوان کے دیباچہ مین لکھتے ہین کہ ۔

مخدوم زادہ ولایت نژاد نتیجہ ہدایت و ارشاد میان محمدی سلمہ اللہ تعالیٰ ..... نکھری و ستھری طبیعت اور سخن شناسی کا کامل سلیقہ رکھتے ہین ۔ دبدبۂ سخن آرائی مین اپنے ھمسرون سے میدان جیت لیتے ہین اور اپنے ھمکار حریفون کے پیش رو اور سردار ہین ۔ (۱)

ایک اور معاصر مشہور و معروف شاعر بیدل نے بھی بحیثیت شاعر آپ کے کمال کی بہت تعریف کی ہے ۔ وہ پشتو زبان کے چند نامور متقدمین شعراء یعنی سلطان الشعراء حضرت رحمان بابا ، عبدالحمید بابا ، قلندر ، خواجہ محمد ، اشرف ، غفور ، خلیل اور کامگار کے کلام پر تنقید کے سلسلے مین عبدالحمید بابا کی تحسین کرتے ہوئے لکھتے ہین ۔

| | |
|---|---|
| خصوصا عبدالحمید پکښ حمید دی<br>چه وینښته چوي په فکر هسې ځوان دی | خصوصاً ان مین عبدالحمید نہایت قابل ستائش ہین جو موشگاف اور نکتہ رس جوان ہین ۔ |

اس سے ظاہر ہے کہ بیدل اگر چہ عبدالحمید بابا کے کمال فن کا بے حد معترف و معتقد ہین اور ان کو پشتو زبان کا ایک نامور موشگاف اور دقیق النظر شاعر سمجھتا ہے مگر وہ صاحبزادہ محمدی کو بھی عبدالحمید بابا سے کم درجہ دینے پر ہر گز تیار نہین ہین اس لئے لکھتے ہین کہ ۔

| | |
|---|---|
| محمدي تر حمید زیات وینم کم نه دی<br>هر چه زړ ونه پر غوځیږي علي خان دی | محمدی حمید سے ( کمال فن مین ) کسی طرح سے کم نہین بلکہ اس سے زیادہ ہے ۔ |

---

(۱) مقدمہ دیوان کاظم خان شیدا مولفہ ۱۱۸۱ھ ۔

کاظم خان نے یہان بحیثیت شاعر اور سخندان کے حضرت صاحبزادہ محمدی کے

| (۱) | اور جس کے کلام کی شیرینی سے قلوب بےحد متاثر ہوتے ہین وہ شاعر علی‌خان ہین ـ |
|---|---|

اس شعر مین بیدل موصوف نے علی خان کے کلام کی شیرینی اور جاذبیت کی بے حد تعریف کی ہے مگر یہی علی‌خان جن کے کلام کو بیدل جیسے شاعر نے اتنا سراہا ہے ـ وہ بھی حضرت صاحبزادہ محمدی کے مرید ہین اور شعرو سخن مین صاحبزادہ محمدی اور مشہور شاعر جامی کے اتباع و اقتداء کا دعوی کرتے ہین ـ وہ اپنے دیوان مین فرماتے ہین کہ ـ

| خه پیرو محمدي هم تابع د صاف جامی یم<br>(۲)<br>په دا دواړو پسې ما ده څکه کړې اقتداء ده | مین محمدیؒ کا پیرو ہون اور صاف گو جامیؒ کا<br>لہٰذا مین نے ان دونون کی اقتداء کی ہے |
|---|---|

---

== جس اعلیٰ و ارفع مقام کا ذکر کیا ہے وہ ایک معاصر مشہور شاعر و ادیب کے قلم سے آپ کے کمال فن اور ادب پروری پر ایک مستند شہادت کی حیثیت رکھتا ہے ـ دوسری طرف اس بیان سے یہ ثبوت بھی ملتا ہے کہ صاحبزادہ محمدی کا اپنے دور مین اتنا چرچا تھا کہ اس کی بازگشت رامپور ( ھند ) مین بھی سنائی دی تھی ـ یہی وجہ ہے کہ کاظم خان نے اپنا دیوان ۱۱۸۲ھ مین پہلی بار مرتب کرکے صاحبزادہ موصوف کی خدمت مین ارسال کردیا ـ

******

(۱) دیوان بیدل ص ۲۱۳ ، اشاعت اول طبع پشاور ۱۹۵۷ء

(۲) دیوان علی‌خان ص ۸ مطبوعہ پشاور مئی ۱۹۵۱ء ـ

نوٹ ـ ۱ـ کاظم خان شیدا اور علی‌خان دونون حضرت صاحبزادہ محمدی کے ہم عصر تھے ـ ان کے مختصر حالات حسب ذیل ہین ـ

کاظم خان کا پورا نام محمد کاظم خان تھا ـ نسبا خٹک ، مذہباً حنفی اور مشرباً نقشبندی تھے اور شیدا تخلص کرتے تھے ـ ( مقدمہ دیوان کاظم خان ) ==

............................................................................

= آپ خوشحال خان خٹک کی اولاد مین سے تھے ۔ باپ کا نام افضل خان تھا ۔ اپنے دور کے بڑے عالم و فاضل آدمی تھے ۔ کشمیر اور سرھند مین علوم ظاھری اور علوم باطنی کی تحصیل کے بعد پیر غلام معصوم سرھندی کے ھاتھ پر بیعت ھوئے تھے ۔ اپنے پیر کے بارے مین لکھتے ھین ۔

میرے پیر آغلام معصوم جو ولایت کے شہنشاہ ھین
اپنے دور کے مقتداء اور قطب الرجال ( ھین)

شیدا پشتو زبان کے مشہور شاعر اور نہایت بلند خیالات کے مالک تھے ۔ آپ نے ۱۱۸۲ھ ـ ۱۷۶۸ء مین پہلی بار اپنا دیوان مرتب کرکے حضرت صاحبزادہ محمدیؒ کی خدمت مین رامپور سے ارسال کیا تھا ۔ محمد نواز طائر صاحب لکھتے ھین ۔

" پشتو زبان کے شعرو شاعری مین شیدا کو وہ مقام حاصل ھے جو غالب کو اردو زبان مین حاصل ھے " ۔ شیدا صاحب حافظ رحمت خان شہیدؒ کے زمانے مین سرائے اکوڑہ سے روھیلکھنڈ جانے اور وھان سکونت اختیار کرنے پر مجبور کئے گئے تھے ۔ وھان جاکر رامپور کے نواب محمد فیض اللہ خان کے ھان ملازمت اختیار کی اور تادم مرگ وھین پر سکونت پذیر رھے ( روھی ادب ( قلمی ) جلد دوم از محمد نواز طائر ص ۶۰-۶۳ کتب خانہ پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی ) ۔

۲- علی خان ۔ علی خان کا اصلی نام علی احمد خان تھا طاقہ ھشتنگر مین دریائے جینڈی کے کنارے ایک چھوٹے سے گاوں مین سکونت پذیر رھے ۔ زندگی کے تفصیلی حالات پردہ خفا مین ھین ۔ ان کا دیوان شاھد ھے کہ علی خان علم تفسیر علم حدیث فقہ ، صرف و نحو ، منطق اور فلسفہ مین کافی دسترس رکھتے تھے ۔ ( دیباچہ دیوان علی خان از سید تقویم الحق ۔ ایضاً روھی ادب ج ۲ ص ۶۵- ۶۶ ) ۔

صاحبزادہ محمدیؒ کے مرید تھے اور شعرو شاعری مین آپ کے کلام سے بے حد متأثر تھے ۔ ( دیوان علی خان مطبوعہ پشاور مئی ۱۹۵۱ء ص ۸ )

*******

صاحبزادہ محمدی دورِ حاضر کے
شعراء اور اهل فن کی نظر میں

جناب خیال بخاری ، نصراللہ خان نصر ، همیش خلیل ، صدیق اللہ رشتین عبدالحلیم اثر اور عبدالحئی حبیبی نے بحیثیت شاعر حضرت صاحبزادہ محمدیؒ کی بہت تحسین و تعریف کی ہے ۔ ان کو پشتو زبان کے نامور شعراء میں شمار کیا ہے ۔ اور ان کے کمال فن شیرین کلامی اور نازک خیالی کی والہانہ داد دی ہے ۔ (۱)

حضرت صاحبزادہ احمدی نے اپنے بڑے بھائی اور استاد و مرشد حضرت صاحبزادہ محمدی کے علم و عرفان کی تعریف کرتے ہوئے حسب ذیل القاب سے یاد کیا ہے ۔

عارف معارف العوارف ، سالک مسالک الشوارف ، مصدر اجمل الشمائل ومنبع اشرف الجزایل ۔ محرم اسرار الملکوت صاعد مقامات اللاهوت ، عین اعیان الافاضل ، مجموع جموع الافاضل ، حلال اشکال الغامضۃ النتائج فتاح اغلاق الصیعبۃ المناهج ، اشراف الاقران ۔ (۲)

---

(۱) ملاحظہ ہو ماهنامہ قند ( پشتو ) ص ۲۱ ۔ فروری ۱۹۷۲ء ، مردان۔
سلسلہ اولیائے سرحد از نصراللہ خان نصر ( پشتو ) ص ۱۲ ۔ ۱۳
پشتانہ شعراء از عبدالحئی حبیبی ( پشتو ) ص ۲۴۸ ۔ ۲۵۰ ۔
د پشتو ادب تاریخ از صدیق اللہ رشتین ( پشتو ) اشاعت دوم طبع کابل ۱۹۵۳ء ۔
روهی ادب جلد ۲ از محمد نواز طائر ( پشتو ) ورق ۷۸ ۔ ۷۹ ، ۱۹۷۳ء
( قلمی ) پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی ۔
روحانی نژون از عبدالحلیم اثر ص ۸۲۱ ۔
سالنامہ اولس کوئٹہ اکتوبر نومبر ۱۹۶۹ء ص ۶۶ ۔ ۶۹ ۔

(۲) لائق السمعۃ فی تحقیق الجمعۃ از عبداللہ میان گل ( قلمی ) ورق ۲ ۔
مذکورہ بالا القاب میں حضرت صاحبزادہ محمدیؒ کی علمیت اور روحانیت کے جن ==

صاحبزادہ محمدیؒ بحیثیت شاعر

حضرت صاحبزادہ محمدیؒ نہایت نکتہ دان و نکتہ سنج سخندان اور نازک خیال صاحب دیوان شاعر تھے -ان کے پشتو دیوان کا قلمی نسخہ پشتو زبان کے مشہور ادیب و خادم جناب قلندر مومند صاحب کے پاس محفوظ ہے - اس دیوان کا صرف یہی ایک نسخہ دستیاب ہے اور بہت کرم خوردہ اور خستہ حالت مین ہے -مگر جناب قلندر مومند صاحب نے نہایت حزم واحتیاط اور عرق ریزی سے کام لے کر اس کو نقل کرنے کی سعادت حاصل کی ہے -اور اُمید ہے کہ بہت جلد یہ دیوان چھپ کر منصہ ٔ شہود پر آئیگا -

اس دیوان پر تفصیلی تبصرہ کرنا تو ماہرینِ فن کاکام ہے -مین صرف اتنا عرض کرون گا کہ ان کا یہ دیوان فنِ شاعری کی تمام خوبیون سے آراستہ و پیراستہ ہے -کلام کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہے کہ ان کا سینہ عشق الٰہی سے لبریز تھا -اور اُنہون نے اپنے فن کو اسی عشقِ حقیقی کے حصول و اظہار کا ذریعہ بنایا -اپنی شاعرانہ صلاحیتون کو بروئے کار لاکر وارداتِ قلبی -کیفیاتِ عشق، روح کی سوز و گداز اور حسن و عشق کی ارتباط کی روحانی قدرون کو بہت حد تک اپنے کلام مین اجاگر کر دیا ہے -

ان کا ضخیم مجموعہ ٔ غزلیات شاہد ہے کہ آپ پشتو کے غزل گو شعراء کے سرتاج ہیں -مافی الضمیر کو شعر کا جامہ پہنا کر پیش کرنے کی اچھی خاصی صلاحیت رکھتے تھے -اپنے والد بزرگوار کی وفات پر اندرونی غم و اندوہ کا نقشہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہین -

---

⟵ بلند مراتب کی نشاندہی کی گئی ہے ان کی بنیادپر وثوق کے ساتھ دعوٰی کیا جاسکتا ہے کہ صاحبزادہ موصوف اپنے دور کے جلیل القدر عالم و فاضل تھے اور اللّٰہ تعالیٰ نے ان کو علوم ظاہری و باطنی سے وافر حصہ عنایت فرماکر نہایت ارفع مقام پر سرفراز فرمایا تھا -

*******

ستا د هجر له تاتاره الغیاث | نه یو ځل په څو څو واره الغیاث
زما زړه چه ئې د غم په غزو ډک که | د دې هسې رنګ بهاره الغیاث
چه ئې ویره زما زړه لړمون د واړه | د غم لیندې له ګوزاره الغیاث
ستا د غم اور مې زړه سوړ که له هرڅه نه | د دنیا له کاروباره الغیاث
که زما په دعا شي زه خودا وایم | خدائې د څوک نه کا بې پلاره الغیاث
تیروم چه بې له تا دا باقي عمر | هائې افسوس څه ناپکاره الغیاث
ستا د غم په توره زړه زما د وه نیم دې | هر ساعت له د پرهاره الغیاث
د بیلتون استاد سبق د غم ستا راکه | له دې درسه له تکراره الغیاث
نشته څوک چه په دا غم کښې په ښه شي | ګیله من له اشنا یاره الغیاث
دا په ما د بیلتانه ورختې کیږي | له یمنه له یساره الغیاث

ستا په مخ کښې هردم زړه زما ډوبیږي
ډیر له دې سیند له کناره الغیاث
زه به ستا غمونه څه وتاته شمارم
چه وتلي دي له شماره الغیاث
غم د پربښو محمدي ته ته ترې لاړې
اې زما مشفقه پلاره الغیاث

(ماخوذ از دیوان محمدي (قلمی))

حضرت میاں محمدیؒ کا سینہ عشقِ رسول سے لبریز تھا - ان کا کلام سوختگانِ عشق محمدی کا آئینہ دار اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا صحیح مرقع ہے - فرماتے ہیں -

دا سور اور دې که څه نور دې او که تاؤ د بیلتون هسې

لکه وګړۀ چه ئې ورېت کړ په تنر اکو لړمون هسې

سپیلني ځان سره لنبه کړ چه طرق و چاود په لوګي کښ

زیست جدا له یار دا رنګ څه په کار دې ژوند ون هسې

نه یواځې لاله ګل دې ډوب د سرو وینو په جام کښ

ستا د غم وژلي وار ه ځې خخیزي ګلګون هسې

ستا د سرو شونډو په نوم اخستو عقل له ما لاړ شي

دا مستي نۀ د شراب شته او نۀ کیف د معجون هسې

نه ئې حسن ستا په شان وۀ نه ئې عشق زیات له مانه

د لیلیٰ قیصه که شته دې په عالم د مجنون هسې

په لنبه د آه ونه ځه سۀ شین به هغه شان مدام وي

ستا د غم بوټي په زړۀ کښې چه ځما شۀ زرغون هسې

ومړ ستا په بیلتانۀ کښ د دیدن په ارمان ګوره

محمدي غنډ لا بویه چه پیدا شي پښتون هسې

---

حضرت صاحبزادہ محمدیؒ کے کلام پر واعظانہ رنگ غالب ہے ۔ اور نہایت موثر اور دلکش انداز میں مسلمانوں کو صفات رذیلہ کے ترک کرنے اور اوصاف حمیدہ کے اختیار کرنے کی تلقین فرمائی ہے ۔ مثلاً خودداری اور استغناء کو اختیار کرنے اور حرص و طمع سے گریز کی نصیحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ۔

شرموي هريو سړي د دنيا طمع

د سپي توب نامه حاصل کـه په دا طمع

چه ارهنده ئې په کور کښ وي ولاړه

د کجوري ورنـه کانـدِ خطا طمـع

چه کري بـه نن وريشي په پټـي کښ

د غنمو خوشي کا تـر صبـا طمـع

يوه وريځې به ئې نمړ ئې شي خوله کښ زهر

له غليم چه څوک کا د حلوا طمــع

د هغو وربوز د سپي کـه د سړي دي

چـه اشنا کـه د دنيا لـه اشنا طمع

همت ناك سړي که خوار وي دولتمند دي

خاشکي گوره نـه کوي لـه دريا طمع

د هغه د شرم پوزه پـه مخ نه وي

چه کوي د نس دپـاره له چا طمع

لکه څوك لوبې پـه خپله حيا کانـدي

هسې ما وته بنـکاريږي دا ستا طمع

لکه يو سپې چه ميچن ستېي بل هغه

هسې ده د يولـه بل ناصـلا طمع

د هغو د عزت پښه ده ښوئیدلې

چه په دا زیره له چا کانــد بیا طمع

تل د خواست په لاس به ئې نیولې وي کوځه کښې

محمدي چــه څوک کا بــل تــه پیــدا طمع (۱)

صاحبزادہ محمدیؒ غزل گوئی میں کمالِ فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں -

هیڅ په عقل په تدبیــر نــه دې نصیب

چا ترلې پــه زنځیر نــه دې نصیب

ستوري والوزي که هر څو نمر به نــهٔ شي

د بادشاه بخت د فقیر نه دې نصیب

په سینه کښې مې زړهٔ ښه درته تل دې

د کړو ښړو ستا تیــــر نــه دې نصیب

د تصویر غنچه پــه باد گل شوي نــه ده

چه هوس د زړهٔ زهیر نــه دې نصیب

ستا د زلفو درو ډیر ډیر کاکهٔ سم کړهٔ

لا د سپي غماز تعزیر نــهٔ دې نصیب

پتنگ هسې خائې د شمعې لنبې وسهٔ

چه د چا له خولې ئې وېر نه دې نصیب

---

(۱) یہ غزل میاں انجوگل (متوفی ۱۳۰۳ھ) نے اپنے مجموعہ غزلیات موسوم بہ چمن بے عدیل مرتبہ ۱۳۰۱ھ (قلمی) میں ص ۱۹۵ - ۱۹۶ پر اور پادری ھیوز نے بھی اپنے مجموعہ "انتخاب" "کلید افغانی" لاھور ۱۸۷۲ء ص ۲۸۵ - ۲۸۶ پر نقل کی ھے -

چاته ووایم د غم په بده حال

چه د مړه د خولې تقریر نه دي نصیب

باد شه د وړه ده په موتي کښ راوړي

د حباب د کور تعمیر نه دي نصیب

ستا په زلفو کښ دا بند زړه خواست له چا کا

چه خلاصي د دي اسیر نه دي نصیب

د بنړ و قلم لحما په اوښو لوند دي

لا د غم د حال تحریر نه دي نصیب

ستا د نوم اخسته خوله د تصویر غواړي

خو دا کار ئې له تقدیر نه دي نصیب

کوم یوسیخ ده د لاله سینه داغلي

چه مرهم ئې د ضمیر نه دي نصیب

محمدي اوښې م غم په مخ جاري کړې

ودریده د دي بهیر نه دي نصیب

حضرت صاحبزادہ محمدیؒ نہایت بااثر شخصیت کے مالک تھے اور اپنے دور میں ان کو زبردست سیاسی قوت اور اثر و رسوخ حاصل تھا - تیمور شاہ کا زمانہ تھا - پٹھان اس کی پالیسیوں سے بددل تھے - لہٰذا ۱۱۹۰ھ / ۱۷۷۶ء میں فیض اللہ خان خلیل کی سرکردگی میں ایک دستہ (۱)

---

(۱) مؤرخین نے اس واقعہ کے وقوع کی تاریخ میں اختلاف کیا ہے -
گنڈا سنگھ نے اپنی کتاب احمد شاہ درانی میں اس واقعے کا سن ۱۷۹۱ء / ۱۲۰۶ھ بتایا

نے قلعہ بالاحصار پشاور میں داخل ہوکر تیمورشاہ پر قاتلانہ حملہ کیا -فیض اللہ خان کو ناکامی ہوئی اور اپنے بیٹے سمیت گرفتار ہوکر قتل کئے گئے -اس کے بعد تیمورشاہ نے قتل عام کا حکم دے دیا - جس کے نتیجے میں تقریباً چھ ہزار افراد کو تہہ تیغ کردیا گیا جن میں بڑی تعداد میں بے گناہ علماء بھی شامل تھے -

واقعہ کی تحقیقات کے بعد معلوم ہوا کہ یہ منصوبہ حضرت صاحبزادہ احمدی کی ایماء پر تیار کیا گیا تھا -چنانچہ تیمورشاہ درانی نے ان کے قتل اور قصبہ چمکنی کی تاراجی کا حکم صادر کردیا - مگر درانی امراء اورسوداروں کی مخالفت کی وجہ سے اس کو عملی جامہ نہ پہنایا

---

= ہے -(احمد شاہ درانی از گنڈا سنگھ (انگریزی) ص ۳۸۸)- جی پی ٹیٹ یہ واقعہ ۱۷۷۸ء/ ۱۱۹۲ھ میں بتاتا ہے۔ (The Kingdom of Afghanistan by G.P.Tate, Karachi, 1973 PP 90-91)

بہادرشاہ ظفر اور ڈاکٹر دانی لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ ۱۷۷۹ء/ ۱۱۹۳ھ میں پیش آیا تھا (پشتانہ د تاریخ پہ رنڑا کسے مرتبہ سید بہادرشاہ ظفر کاکاخیل ص۸۹۱ - ۸۹۲ طبع پشاور ۱۹۶۵ء

The Peshawar by Dr. Dani P.19,
Settlement of the Peshawar District, 1962.

مگر یہ سب اقوال محل نظر ہیں اس لئے کہ تیمورشاہ درانی کا درباری منشی مرزا ہادی خان یہ واقعہ ۱۱۹۰ھ/ ۱۷۷۶ء میں بتاتا ہے اور یہی صحیح ہے -مرزا ہادی خان اس واقعہ کی تاریخ کے بارے میں لکھتا ہے کہ -

سال تاریخ وقوعش جستم
از خود آنکہ بود کار آگاہ
گفت بامن ز فراست کہ بگو
شاہ دشمن شکن عالیجاہ
۱۳۴۶ھ

(تیمورشاہ درانی (فارسی) مرتبہ عزیزالدین وکیلی ج اول اشاعت دوم ص۲۱۲ طبع کابل =

(۱)
جاسکا -

---

صاحبزادہ محمدی نے تیمورشاہ کے خلاف اس سازش میں کیوں شرکت کی - =

اس سوال کا جواب احمد شاہ درانی کے بعد تیمورشاہ کے دور حکومت کے بدلتے ہوئے حالات میں ہمیں ملتا ہے - کیونکہ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ پنجاب میں سکھ اپنی فتنہ انگیزی میں سرگرم عمل تھے - اور پشاور کو للچائی نظروں سے دیکھ رہے تھے - خود اس علاقے میں امن و امان کی صورت حال خراب تھی - ادھر تیمورشاہ میں اپنے والد بزرگوار جیسی سیاست - تدبّر اور بیداری کا فقدان تھا اور اپنے عمال و حکام کے محاسبہ میں سستی اور غفلت سے کام لے رہے تھے - احمد شاہ بابا کا دور لوگوں کی نظروں کے سامنے تھے - ان کو خوب سے خوب تر کی تلاش تھی - وہ چاہتے تھے کہ ان کا بادشاہ ایسا ہو کہ اندرون ملک بھی اخوت و برادری کا مظاہرہ کرکے حالات کو سد ھار سکے اور بیرونی اسلام دشمن قوتون کے مقابلے مین بھی اپنے دفاع و حفاظت پر قادر ہو - چونکہ تیمورشاہ ان باتون کی طرف سے لاپرواہی برت رہے تھے علاقائی امن کو خطرہ لاحق تھا اور مسلمانون میں بے اعتمادی کا احساس بڑھ رہا تھا - لہٰذا مجبور ہوکر ان کے خلاف یہ اقدام کرنا پڑا -

میرے خیال مین انقلاب کے پیچھے اگر کوئی جذبہ کارفرما تھا تو وہ صرف اور صرف یہی دینی جذبہ تھا نہ کہ کوئی دنیاوی یا سیاسی مقصد - واللّٰہ اعلم -

* * * * * *

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہون -

دولت درانیہ اردو ترجمہ از مولوی رحیم بخش ص ۵۶ - ۵۷ طبع دھلی ۱۳۲۱ ھ -

تاریخ پشاور مرتبہ گوپال داس ص ۱۸۰ -

پشتانہ د تاریخ پہ رنڑا کښې (پشتو) ص ۸۹۱ - ۸۹۲ مولفہ سید بہادرشاہ ظفر کاکا خیل طبع پشاور ۱۹۶۵ھ -

تیمورشاہ درانی از عزیزالدین وکیلی ج ۱ اشاعت دوم ص ۲۱۱ طبع کابل ۱۳۴۶ ھ -

The Kingdom of Afghanistan by G.P.Tate, Karachi, 1973 PP.90-91

The Peshawar by Dr. Dani - Ist Edition, Peshawar, 1969. =

## تصنیفات و تالیفات

### برهان الاصول فی بیان الاصول

زیرِ نظر کتاب اصول فقه پر عربی زبان مین ایک مختصر مگر نہایت جامع اور مدلّل رسالہ ہے - اور دراصل یہ رسالہ اس فن کے متقدمین و متأخرین علماء کی تصنیفات و تالیفات کی تلخیص ہے

---

= مذکورہ بالا واقعہ ہمین یہ ثبوت فراہم کرتا ہے کہ حضرت میان صاحب جمکنیؒ کے خاندان کو نہایت وقعت اور عزت و احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا اور آپ کے فرزند حضرت صاحبزادہ محمدی کا اثر نہ صرف عوام تک محدود تھا بلکہ دولت درانیہ کے اہل کلہ کارون کی اکثریت آپ کی معتقد اور بہی خواہ تھی - یہی وجہ ہے کہ آپ کی درگاہ عالیہ کے تقدس کے خلاف حکم کی تعمیل کے لئے آمادہ نہ ہوئے تا آنکہ بادشاہ وقت کو اپنا صادر کردہ حکم منسوخ کرنا پڑا -

حضرت صاحبزادہ محمدیؒ کی وجہ سے موضع جمکنی کو دارالامن کی حیثیت حاصل تھی - سکھون کے فسادات مین جب مسلمانون پر ظلم و جور کا آغاز ہوا تو اس وقت لوگ جمکنی مین جاکر پناہ لیتے تھے - صاحبزادہ موصوف کے ایک منظور نظر دوست اور پشتو کے مشہور صوفی شاعر عبدالعظیم باباؒ اس صورت حال کی تصویر کشی کرتے ہوئے فرماتے ہین کہ -

چارچاپیــر چه په هر ځائې کښ ظلم زور شهٔ

شو راټول پــه څمکنو کښ غریبـــــان

د دې ځوان صاحبزاده لــــه برکتـــه

څمکني شو واړه تــــول دارالامـــا ن

( دیوان عبدالعظیم بابا طبع پشاور ۱۹۵۹ھ ص ۷۰ - ۷۱ )

* * * * * *

اس مین تمام قواعد کلیہ اور جزئیہ کو صراحتاً اور اشارۃً قلمبند کیا گیا ھے ۔ اور خاتمۃ الکتاب مین اھل سنت والجماعت کے عقائد کی تصریح کی گئی ھے ۔

یہ کتاب صاحبزادہ محمدیؒ نے ۱۲۰۸ھ - ۱۷۹۳ء مین اپنے چھوٹے بھائی صاحبزادہ احمدیؒ کی درخواست پر مرتب کی ھے ۔ (۱) بروز بدھ ۱۲- محرم ۱۲۰۸ھ - ۱۷۹۳ء کو غروب کے وقت اس کی تصنیف سے فراغت حاصل ھوئی اور لفظ " غروب " ھی سے اس کا سن تالیف برآمد ھوتا ھے ۔ (۲)

برھان الاصول کا ایک قلمی نسخہ اسلامیہ کالج پشاور کے کتب خانہ مین محفوظ ھے ۔ اس کا کاتب خان محمد اور اس کا سن کتابت ۱۲۱۰ھ - ۱۷۹۵ء ھے ۔ اس کا دوسرا نسخہ پنجاب یونیورسٹی لاھور کے کتب خانہ مین موجود ھے ۔ اس کا کاتب محمد غوث اور سن کتابت ۱۲۷۹ھ - ۱۸۶۲ء ھے جو غالباً خان محمد مذکور کے نقل کردہ نسخے کی نقل ھے ۔ کیونکہ دونون کی آخری عبارتھو بہو ایک جیسی ھے صرف کاتب اور تاریخ کتابت کا فرق ھے ۔ برھان الاصول کا تیسرا نسخہ قاضی صدرالدین صاحب ساکن ھری پور ( ھزارہ ) کے کتب خانہ مین محفوظ ھے ۔

آغاز کتاب یون ھے ۔

طـ الحمد للّٰہ الذی ادارَ دوائر الفصول فی الدھور والادوار وکشفَ قِناع الخفاء طی الفحول بِکشف الاسرار والاستار واَوصلَ الموجودات بمنتھی اصول الایجاد والتکوین واَھدی العبادَ الیٰ مناھج الملۃ والدین مُیسر المعسراتِ بکمال التیسیر ومنوّرالظلمات بجمالِ التنویر مضیءَ المصاح فی الزّجاج --------- وبعد فیقول العبد احقر بتفضلات الابدی فقیر محمدّی بن

---

(۱) دیباچہ " برھان الاصول ( قلمی ) ص ۳

(۲) برھان الاصول ( قلمی ) ص ۱۹۵-

محمد عمر الچمکنی تاب اللّٰہ ولمن لہ حق لدیہ ـ

## برهان الاصول کے ماخذ و مصادر

اصول فخرالاسلام البزدوی — التحریر والتقریر

اصول شمس الائمة السرخسی — المصابیح

التلویح والتوضیح — ضدالعون

حسامی — النظام

المنار — غایة التحقیق

اصول الشاشی — نهایة التدقیق

معدن — المدار

نورالانوار — التشریح والتصریح

الدائر — التنقیح

کشف الاسرار — المنهل

المحصول والحاصل — المیزان

الاحکام — السُّلم

منهاج الاصول لبیضاوی — العَصام لشیخ الاسلام[1]

منهاج العقد

مختصر الاصول لابن الحاجب

التیسیر

التنویر

کشف الکبیر

---

(١) برهان الاصول ( قلمی ) ص ١٩٣-
-١٩٥

کتاب کے آخر مین یہ عبارت درج ہے

نسخہ متبرکہ برہان الاصول از تصانیف جدیدہ و توالیف حدیثہ عمدہؑ داعیان زمان و زبدہؑ اکابر المعرفۃ والعرفان راسخ العلم والایقان بحر محیط حائق معارف کونی و الٰہی قاموس وسیط کوائف عوارف ارضی و سماوی وکما ہی تحریر علوم شہیرہ و غریبۃ المعنی فنون نادرہ وعجیبۃ مرکز دائرہ اشارات تحقیقی یَنْبُوعِ زُلَالِ رموزی حقیقی المؤیّد بتائیدات الازلی والابدی صاحبزادہ میان محمدی دام برکاتہ و زید حسناتہ در تاریخ بیست و سیوم ماہ شعبان المعظم در روز شنبہ ۱۲۱۰ھ بموجب ارشاد لازم الانقیاد ایشان از دست فقیر حقیر پر تقصیر خان محمد تحریر و سمت اختتام یافت ـ

ریاحین الصلوٰۃ فی بساتین البرکات

ریاحین الصلوٰۃ فی بساتین البرکات ( قلمی ) کتاب کا موضوع درود شریف ہے نصراللّٰہ خان نصر مرحوم نے اس کتاب کو صاحبزادہ محمدیؒ کی طرف منسوب کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کا قلمی نسخہ صاحبزادہ فضل صمدانیؒ کے کتب خانہ واقع بھانہ ماڑی پشاور شہر مین محفوظ ہے (۱) ـ

عبدالحلیم اثر صاحب اس کتاب کو حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے برادرزادے صاحبزادہ بازگل ( متوفی ۱۲۰۰ھ ـ ۱۷۸۵ء ) کی طرف منسوب کرتے ہین (۲) ـ

چونکہ تلاش بسیار کے باوجود یہ کتاب راقم الحروف کو دستیاب نہین ہو سکی ہے اس لئے معلوم نہ ہوسکا کہ مذکورہ دو حضرات مین سے ریاحین الصلوٰۃ کس کی تصنیف ہے

صلوٰۃ محمدی صلی اللّٰہ علیہ وسلم

" صلوٰۃ محمدی " منظوم درود ہے ـ اس کی زبان فارسی اور نظم کی شکل مخمس ہے ـ اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ صاحبزادہ

---

(۱) اولیائے سرحد از نصراللہ خان نصر ص ۱۳ـ
(۲) روحانی تڑون ص ۳۷۷ـ

فضل صمدانی مرحوم کے کتب خانہ واقع بحانہ ماڑی پشاور شہر مین موجود ہے ۔ )

اس مین کل ۱۷۵ بند ہین ۔ ہر بند پانچ مصرعون پر مشتمل ہے اور ہر مصرع مین ایک بار لفظ " محمّد " آیا ہے " اس حساب سے پوری کتاب مین ۸۷۵ بار خاتم النبیّین صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے نام مبارک کا تکرار کیا گیا ہے ۔

صلوٰۃ محمدی کا دوسرا نسخہ پروفیسر ڈاکٹر سلیم صاحب شعبہ پاشتی پشاور یونیورسٹی کے پاس ہے ۔ اس نسخہ مین کل ۱۶۰ بند ہین اور اس مین ۸۰۰ بار لفظ "محمد" آیا ہے ۔ دونون نسخون مین ایک تو اشعار کی کمی بیشی کا فرق ہے اور دوسرا فرق یہ ہے کہ اول الذکر نسخہ مین بند کا چوتھا مصرع " صلوٰا علی محمد " ہے ۔ جبکہ موخر الذکر نسخہ مین " صلوٰت بر محمد " کو چوتھے مصرعے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے ۔ (۱)

دونون نسخون کی نظم کے چند بند بطور نمونہ حسب ذیل ہین ۔

| | |
|---|---|
| رَشفِ عَطا محمد | کَشفِ خَطا محمد |
| کَشفِ غِطاء محمد | صلوٰا علیٰ محمد |

تسلیم بر محمّد

---

(۱) مذکورہ بالا تفصیل دینے سے جناب عبدالحلیم اثر کے اس بیان کی تردید مقصود ہے جو انہون نے اپنی کتاب روحانی تڑون مین صاحبزادہ محمّدی کی تالیفات کے سلسلے مین دیا ہے ۔ وہ لکھتے ہین کہ اس درود منظوم مین " بسم اللّٰہ الرّحمن الرحیم " کے اعداد کا لحاظ رکھتے ہوئے کل "۷۸۶" بار لفظ محمد کا تکرار کیا گیا ہے ۔ یہ بات درست نہین اس لئے کہ ایک تو دونون دستیاب نسخون کی تعداد سے اس کی تردید ہوتی ہے دوسری اس بیان کی تردید کی ایک واضح دلیل یہ ہے کہ نظم کی شکل مخمس ہے یعنی ہر بند کے پانچ مصرعے ہین اور صاحبزادہ موصوف نے ہر مصرع مین ایک بار" محمد " کا ذکر کیا ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر بند مین پانچ مرتبہ لفظ " محمد " آیا

صبح ضیاء محمد　　　تابع رضا محمد

مُلکِ و غذاء محمّد　　　صلوا علیٰ محمد

تسلیم بر محمّد

هم مصطفیٰ محمد　　　هم مجتبیٰ محمد

هم منتہیٰ محمد　　　صلوا علیٰ محمد

تسلیم بر محمّد

کوه عطا محمد　　　کانِ حیا محمد

لعلِ جُلا محمد　　　صلوا علیٰ محمد

تسلیم بر محمّد (۱)

سلطانِ ما محمد　　　دلآرامِ ما محمد

در جانِ ما محمد　　　صلوات بر محمد

تسلیم بر محمد

کامل اثر محمد　　　چون شکرِ و تر محمد

روشن نظر محمد　　　صلوات بر محمد

تسلیم بر محمّد

---

= ہے ۔ ظاہر ہے کہ لفظ محمد کی کل تعداد معلوم کرنے کے لئے کتاب کے کل عددوں کو پانچ سے ضرب دینا پڑتا ہے اور کتاب کے خواہ کتنے بھی عدد فرض کر لئے جائیں تو پانچ سے ضرب دینے کے بعد بسم اللّٰہ کے اعداد "۷۸۶" کا پہلا ہندسہ یعنی "چھ" کسی حالت میں برآمد نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ کسی بھی عدد کو پانچ سے ضرب دینے کے بعد حاصل ضرب کا پہلا ہندسہ یا تو صفر برآمد ہوگا یا پانچ کا ہندسہ آئے گا ۔

**********

(۱) قلمی نسخہ بھاندہ ماڑی کتبخانہ پشاور ورق ۲

جان و جگر محمد      هَم تاجِ سر محمد

نور بصر محمد      صلوٰات بر محمد

تسلیم بر محمد

فرّخ سِیَر محمد      هم راه بر محمد

بس بهره ور محمد      صلوٰات بر محمد

تسلیم بر محمد

خوش گفتگو محمد      فرخنده خومحمد

آئینه رو محمد      صلوات بر محمد

تسلیم بر محمد

بر چمکنی محمد      بَخشَد سَتی محمد

صد روشنی محمد      صلوات بر محمد

تسلیم بر محمد

طالب ہُدی محمد      تنها شُدی محمد

زود آمدی محمد      صلوات بر محمد

تسلیم بر محمد

به محمّدی محمد      فرسَد بدی محمد

که تو اَمجدی محمد      صلوات بر محمد

تسلیم بر محمد (۱)

---

(۱) قلمی نسخه مملوکه ڈاکٹر سلیم صاحب شعبه باٹنی پشاور یونیورسٹی ورق ۲ ، ۱۰ ، ۲۳ -

صلوۃ محمدی

ڈاکٹر سلیم صاحب کے پاس جو نسخہ ہے اس کے آخر مین یہ عبارت درج ہے ۔

تمام شد صلوۃ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از تصنیفات قطب العارفین سراج السالکین حضرت صاحبزادہ والاتبار الموسوم باسم السامی ولقب العظامی صاحبزادہ میان محمدی زید توفیقاتہ خلف حضرت غوث الزمان قطب الدوانؒ حضرت میان صاحب چمکنی قدس اللہ اسرارہ وشاع علی الطالبین انوارہ و این نقل از نسخہ اصل کہ از دست مصنف سلمہ اللہ علی الدام زیب رقم یافتہ بود و نوشتہ شد بتاریخ بیست و دویم شہر شعبان المعظم سنہ یک ہزار یکصد و نود و نہ ۱۱۹۹ھ بمطابق ۱۷۸۴ء صورت اتمام یافتہ و از دست ملا عبدالغفار بتاریخ پانزدہم رمضان المبارک ۔

مقاصد الفقہ

مقاصد الفقہ عبادات کے موضوع پر عربی زبان مین ۱۳۲ صفحات کا ایک مختصر رسالہ ہے ۔ یہ رسالہ صاحبزادہ محمدیؒ اپنے چھوٹے بھائی صاحبزادہ احمدیؒ کی درخواست پر ۱۱۹۷ھ - ۱۷۸۲ء مین مرتب کیا ہے ۔ اگر چہ یہ بنیادی طور پر فقہ کے ایک مبتدی طالب علم کی استعداد کو پیش نظر رکھ کر لکھا گیا ہے تاہم اس کا مقدمہ نہایت پرمغز ہے جو آپ کے تبحر علمی اور عربیت مین آپ کی دسترس پر ایک کھلی دلیل ہے ۔

اس کتاب مین آپ نے اصول دین کو نہایت عام فہم طریقے پر بیان کیا ہے ۔ اس فن کی دیگر کتابون کے مقابلے مین حضرت صاحبزادہ محمدیؒ کی اس کتاب کی ایک نمایان خصوصیت یہ ہے کہ تمام مسائل کے اظہار کے لئے حروف مقطعات کی شکل مین جوامع الکلم رموز و اشارات کا استعمال کیا ہے ۔ مثال کے طور پر ارکان خمسہ کے لئے " کصص حص " لکھا ہے جس مین " ک " کلمہ توحید " ص اول " صلوۃ " ص دوم " صوم " ح " حج اور

" ص سوم " صدقہ ( یعنی زکوۃ ) کے اظہار کی علامت ھے ۔

اسی طرح فرائضِ وضوء کے لئے " ویعق " کا لفظ استعمال کیا گیا ھے ۔ جس مین واوٌ سے وجہہ یاء سے یدین میم سے مسح راسؔ اور قاف سے قدمین کی طرف اشارہ ھے ۔ علی ھذا القیاس ۔

مقاصد الفقہ کا ایک قلمی نسخہ پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی کے کتب خانہ مین موجود ھے جوکہ نہایت خوشخط ھے اور ساتھ ساتھ فارسی زبان مین تحت اللفظ ترجمہ بھی کیا گیا ھے ۔ اس کا دوسرا نسخہ پشاور یونیورسٹی کے مرکزی کتب خانہ مین محفوظ ھے ۔

کتاب کا آغاز یون ھے ۔

رب یسر و تمم بالخیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لِلّٰہ الذی وقاہ عن افات الجہل بوقائۃ طومۃ ونورہ من ظلمات الشکوک بھدایۃ نجومۃ بین لہ احکام الشرایع ببدائع تبیینہ واظھر علیہ خفیات الاسرار بجوامع رموزہ وتلقینہ اطلعہ علی غواض العلوم بمعراج الدرایۃ وفجر لہ من ینابیع الحکمۃ بما فیہ من الکفایۃ والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء وسند الاولیاء محمد عین العطیۃ شفیع الامم لب الھدایۃ حبیب الواھب المختار رحمۃ للعالمین من الفجار والابرار وعلی آلہ ---------- ---------- وبعد فان العبد المحتاج الٰی جناب الحضرۃ الاحدی فقیر محمدی بن فقیر محمد عمر الچمکنی الاحمدی ملۃ والحنفی مذھباً والنقشبندی طریقۃً والاویسی استفادۃً ۔

ابواب و فصول کی تفصیل حسب ذیل ھے

الباب الاول فی الطھارات وفیہ فصول اربعۃ

فصل پنجم ۔ نماز جنازہ کا بیان

فصل ششم ۔ شرائط جنازہ

الباب السابع فی شرائط الزکوۃ

---

الباب الثامن فی الصوم وفیہ فصلان

---

فصل اول ۔ شرائط صوم

فصل دوم ۔ مفسدات صوم

الباب التاسع فی شرائط الحج

---

پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی کے کتب خانہ مین موجود قلمی نسخہ کے آخر مین حسب ذیل عبارت درج ہے ۔

بتاریخ رجب المرجب ۱۲۰۲ھ ۔ ۱۷۸۷ء رسالہ مبارکہ مقاصد الفقہ از مصنفات و مولفات جناب فیض مآب ہدایت اکتساب پیشوائی رہروان منازل تحقیق مقتدائی سالکان مراحل تدقیق قدوۃ الصالحین زبدۃ العارفین اسوۃ المحققین عمدۃ المدققین مرشد کونین مربی دارین افضل الفضلاء اصلح الصلحاء حضرت صاحبزادہ صاحب سجادہ صورت و معنی میان محمدی چمکنی چمکنی دام برکاتہ از دستخط فقیر حقیر فتح خان پسر محمد سید ساکن چمکنی خلعت اختتام مصنو در بر کشید و بہ اتمام رسید ۔ (نسخہ کتب خانہ پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی) (۱)

---

نوٹ) پشاور یونیورسٹی کے کتب خانہ مین اس کتاب کا جو دوسرا قلمی نسخہ موجود ہے اس کی آخری عبارت یون ہے ۔

(۱) تاریخ دوازدہم جمادی الثانی ۱۲۰۲ھ بود کہ رسالۂ مبارکہ مقاصد الفقہ از مصنفات و مولفات جناب فیض مآب ہدایت اکتساب پیشوائی رہروان منازل تحقیق مقتدائی سالکان=

## نعت النّبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت صاحبزادہ محمدیؒ نے پشتو اور فارسی زبانوں کے علاوہ عربی زبان مین بھی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خراج عقیدت پیش کیا ھے جو " نعت النبی " کے نام سے موسوم ھے ۔ یہ کل اٹھائیس نظمون پر مشتمل ایک مختصر سی منظوم کتاب ھے۔ ھر نظم دس ابیات کو کہ شامل ھے ۔ اس کی زبان عربی اور ھر بیت کے آخر مین کلمۃ " لِمحمّدی " کا تکرار کیا گیا ھے ۔ (۱)

نظم کا نمونہ حسب ذیل ھے :

۱- کَفٌّ کبحرٍ فی السّخاء وجهٌ کشمسٍ فی الضّیاء
عینٌ کصادٍ فی الصفاء قول الاصح لِمحمّدی

۲- دینٌ قویمٌ صادقٌ عقل فهیم حاذقٌ
نطقٌ فصیحٌ واثقٌ خیرالصّحِ لِمحمّدی

۳- جنّات عدنٍ بالعطاء انهار تجری تحتها
انهارها فی ما اشتهی سُبلُ الفلاح لِمحمّدی

۴- وعبوةٌ وفُتوّةٌ وتقرّبٌ ودنوّةٌ
وحمایة ومروةٌ اذنٌ النّجحُ لِمحمّدی

---

⇐ مراحل تدقیق قدوۃ الصالحین زبدۃ العارفین اُسوۃ المحققین عمدۃ المتقین مرشدکوھین مربی دارین افضل الفضلاء اصلح الصلحاء حضرت صاحبزادہ صاحب سجادہ صورت و معنیٰ میان محمدّی چمکنی دام برکاتہٗ از دستخط فقیر بر تقصیر محمدین خلعت اختتام درکشید و بہ اتمام رسید ۔

*******

(۱) کتاب نعت النّبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قلمی نسخہ عبدالحلیم اثر ساکن تخت بھائی ضلع مردان کے پاس محفوظ ھے۔

۵- خیرُ الخلائقِ فی النّظر علم الحقائقِ ماسُتتر
حلّ الدّقائق فی الاثر فکْرُ الصّلح لِمُحمّدی

۶- ھمّ لِعصیان الاُمم والصّبر فی حال الالم
تقسیم انواعِ النّعمِ وھبُ الفَرَحِ لِمحمّدی

۷- فی الظّھْرِ ختم رسالتہٖ القدرُ صدرُ جلالتہٖ
وتَکلّمُ بنوالتہ طِیْبُ والتّفح لِمحمّدی

۸- حُزْن العَدامِ تَضرّعاً بذلَ الدّوام تَبرّعاً
قلّ الطعامِ تورّعاً دابُ الصَّرْحِ لِمحمّدی

۹- دَرْکُ لکل اشارۃٍ روح بکل بشارۃ
ربح لکل خسارۃٍ للکفرِ رَجٌّ لِمحمّدی

۱۰- جیشُ الملائکہِ لِلظّفرِ وعلٰی الارائکِہ مستقرّ
اسرارُ غیبٍ فی النّظر غضبٌ والتّسرح لِمحمّدی

********

## ۲ - حضرت صاحبزاده احمدیؒ

حضرت صاحبزادہ احمدیؒ کا اصلی نام عبداللہ تھا اور احمدی، عبداللہ، میان گل تین ناموں سے مشہور تھے - حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے فرزند اصغر تھے - ۱۱۱۶ھ مین چمکنی کے مقام پر پیدا ہوئے - اپنے والد بزرگوار اور بڑے بھائی صاحبزادہ محمدیؒ سے ظاہری اور باطنی علوم کا اکتساب کیا - (۱)

صاحبزادہ احمدی طریقۂ نقشبندیہ مین اپنے والد ماجد کے مرید اور فیض یافتہ تھے اور طریقۂ مین قطبیت کے بلند مقام پر فائز تھے - (۲)

والد بزرگوار کی وفات کے بعد حضرت صاحبزادہ محمدیؒ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی - (۳)

۱۲۲۰ھ / ۱۸۰۵ء مین جب میان محمدیؒ کا وصال ہوا تو صاحبزادہ احمدیؒ سجادۂ رشد و ہدایت پر متمکن ہوئے اور اپنے پیشرووںؒ کی طرح انہون نے بھی ارشاد و ہدایت اور دعوت و تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا - اور

بالآخر رشد و ہدایت اور علم و عرفان کا یہ آفتاب بھی ۱۲۳۳ھ / ۱۸۱۷ء مین غروب ہوکر ظاہری آنکھون سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے روپوش ہوگیا -

صاحبزادہ احمدیؒ کا مادۂ تاریخ وفات "غربال ۱۲۳۳" ہے - انؒ کا مزار حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے مزار کے احاطہ مین واقع ہے - اور سینہ بہ سینہ روایات کے مطابق مزار کے احاطہ مین

---

(۱) لائق السّمعہ (قلمی) از صاحبزادہ احمدی ورق ۲

(۲) روحانی تڑون ص ۸۳۹ بحوالہ تضمین ہندنامۂ عطار مؤلفہ میان وسیم (قلمی)
ایضاً ص ۸۳۸ - ۸۳۹ - بحوالۂ حاشیہ المباحث العلمیہ (قلمی)

(۳) شجرۂ طریقت از صاحبزادہ احمدیؒ (قلمی)

داخله کے دروازہ کے سامنے پہلی قبر صاحبزادہ موصوف کی آرامگاہ ہے -(۱)

## عشقِ رسول صلی اللہ علیه وسلم

صاحبزادہ احمدؒ سچے عاشقِ رسول تھے اور آپ صلی اللہ علیه وسلم کے روضہ مبارک کے دیدار کے شوق میں مرغِ بسمل کی طرح تڑپتے ہوئے بے قرار نظر آتے ہیں - اپنے شجرہ طریقت میں لکھتے ہیں -

نه م شي گذران په څمکنو کنبرم زړه تنګ شه
اور شه کور و کلې په ما باندې پیښور
یا رسول الله که م خپل خنګ ته نزدې کړې
وکړې یو سبب د نیکئ ته م مقرر
وکړم طواف د بیت الله که م نصیب وي
ورشم عرفات وکړم زه حج اکبـــــر
یا رسول الله ستا تر پاکې روضې ورشم
خاوړې د کوڅې د کړم رانجه د خپل بصر

گزارہ نہیں ہوتا جمکنی میں اگرا دل تنگ ہے -
پشاور اور گھر و گاوں میرے آگ کے مانند ہوئے
اے رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اگر مجھ
کو اپنے قریب کردو اورنیکی کا ایک سبب میرے لئے
مقرر کرو اگر اور نصیب ہو تو بیت اللہ کا طواف
کروں عرفات جاوں اور حج اکبر (ادا) کروں
اے رسول اللہ ! تیرے پاک روضہ جاوں - اور
وہاں کی گلی کوچوں کی خاک کوآنکھ کا سرمہ بناوں -

---

(۱) مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو -

۱- تیر ہیر شاعران از عبدالحلیم اثر ص ۱۳۷ - ۱۴۷ طبع اول پشاور ۱۹۶۳ء
۲- ورکه خزانه از ہمیش خلیل حصہ دوم ص ۱۷۵ - ۱۹۹ -
۳- روحانی تڑون از عبدالحلیم اثر ص ۸۳۹ - ۸۴۱ پشاور ۱۹۵۸ء -
۴- دیباچه قصه جهاندار شاهزاده موبت مرتبه نصراللہ خان نصر طبع اول پشاور ۱۹۶۱ء -

*****

مزاراتِ صاحبزادگان ـــ صاحبزادہ محمدی اور صاحبزادہ احمدی

| | |
|---|---|
| بنګله استانه کړم زهٔ د زړهٔ له ډیره شوقه | دل کے شوق سے آستانہ کو بوسہ دون |
| بیا رانجهٔ د سترګو کړم ګرد ستا د منبر | اور پھر آپکا منبر کا گرد و غبار آنکھ کا سرمہ کرون |
| ستا د مسجد صحن کړم جارو په ښېله ګیره | آپ کی مسجد کے صحن مین اپنی ڈاڑھی سے جھاڑو |
| خس و خاشاک ستا د دروازې کړم تاج د سر | دون اور آپ کے دروازے کے خس و خاشاک کو اپنے |
| پس له د نه زهٔ او ستا کوڅه کړم نصیب وي | سر کا تاج بناون اس کے بعد اگر آپ کا کوچہ نصیب |
| ملا تړلې ګرځم په خدمت کښ شام صحر سحر | ہو صبح و شام خدمت مین کمربستہ رہون - |
| نشته خوشحالي د غم روږه م تل په خوله د ه | میری خوشی نہین ہر وقت غمزدہ رہتا ہون - |
| بې ستا د هلال ابرو به ونه کړم اختر | آپ کے ہلال ابرو کے دیدار کے بغیر عید نہین |
| تهٔ به د دنیا له غمه خلاص نه شې میانګله | مناون گا - اے میانگل! تم کو دنیا کے غم سے نجات |
| څه د لوئې لارې وایم نـهٔ شې قلنـدر | نہین ملے گی جب تک بڑے راستے کا قلندر نہ بنو |
| څه به د میان ګل غریب په کور خوب و ارام شي (۱) | (غالباً موت کے سفر کی طرف اشارہ ہے ) میان گل غریب کو اپنے گھر مین کیا آرام ملے گا - |
| د هٔ ته غوړیدلې چه د غم اغزي بستر | کہ اس کو غم کے کانٹون کا بستر بچھا ہوا ہے - |

اپنی کتاب شمائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے شجرہ نسب مین بھی آپ نے بار بار اسی تمنا کا اظہار کیا ہے - فرماتے ہین -

| | |
|---|---|
| په بل دولت په انعام نه دې میانګل خوشحال | کسی دوسرے انعام و دولت پر میانگل خوش نہین |
| د خپل دیدن خلعت تهٔ راکړه یا حضرت ماله | اے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے دیدار کی خلعت عطا فرما - |

(۱) ماخوذ از سلسلہ طریقت از صاحبزادہ احمدی (قلمی) طریقت از صاحبزادہ احمدی

نقل بہ دستخط ھذا محمد ولد نور محمد مرید صاحبزادہ موصوف - اس بیان کا فوٹوسٹیٹ نقل میرے پاس محفوظ ہے - محمد حنیف -

| | |
|---|---|
| په شمکو کښې څکه ناست ئې بې اسرې غریبه | موضع جمکنی مین اس لئے بلا آسرا بیٹھے ہو اے غریب |
| چه هر سحر په تا د غم ناري سوري غریبه | میان گل که هر صبح تجھ پر غم کا شور و غوغا ہوتا |
| تیروې څکه خوز ژوند ون په تر هري غریبه | ہے اے غریب - اے غریب اس لئے اپنی عمر عزیز |
| اوس وې روضه کښې د حضرت وایم هوري غریبه | بے چینی مین گزارتے ہو (کہ دل مین یہ تمنا رہتی ہے) کہ اب روضہ رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم مین اگر موجود ہوتا (تو کیا بہتر ہوتا) |

---

| | |
|---|---|
| شما دي چغې په دربار ستا یا حضرت نبي | اے نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم آپ کی دربار مین میری یہ پکار ہے کہ اے نبی! آپ کے وصال کے غم مین |
| په غم کریزي میانگل خوار ستا یا حضرت نبي | میانگل ہر وقت تڑپتا ہے - اے نبی! دل چاہتا ہے |
| ځان م کړې زار ستا تر بیزار یا حضرت نبي | کہ آپ کے بازار پر فدا ہوجاؤن اور اے نبی! کاش |
| شوې د که سپو سره زه شمار ستا یاحضرت نبي(۱) | آپ کے دربار کے کتون مین شمار ہوجاؤن - |

---

| | |
|---|---|
| تله دي راتله نشته میانګل ناست په غم نولیبزي(۲) | جانا ہے واپس آنا نہین ہے (اس دنیا مین) |
| ګوښې تنها ناست له غمه شپه او ورځ جرېږي | میان گل بیٹھا ہے اور غم مین تڑپتا ہے - تنہائی مین بیٹھا ہے اور شب و روز (اس غم مین) روتا ہے - |

اپنی کتاب "عبرت نامہ" مین لکھتے ہین کہ -

---

(۱) شمائل نبوی از صاحبزادہ احمدی (منظوم پشتو) ۱۲۲۶ ھ کتب خانہ محمد ایوب جان بنوری پھانہ مانڑی پشاور شہر -

(۲) شجرہ نسب از صاحبزادہ احمدی (قلمی) ۱۲۲۳ ھ -

رب روئ د پاك رسول كړه
ته محما دا خواست قبول كړه
ديدار غواړم د رسول
كه دا خواست م شي قبول
مدعا پـه زړه كښ بله
نه لـرم تـل تـر تله
ديدار ستا ستا د نبي
محما مراد دادي كلي
د امين غږ لـه تا غواړم
په سلگو چـه تاتـه ژاړم
د غريب لاس پـه دعا دي
پـه غوښتنه د مدعا دي
احمدي غواړي ديدار ستا
ستا ديدار هم د رويدار ستا (۱)

اے پروردگار رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی میری یہ دعا قبول کر - رسول کا دیدار چاھتا ھوں - اگر میری یہ درخواست قبول ھو تو میرے دل میں اس کے سوا کبھی کوئی دوسرا مقصد نہیں -

میری یہی مراد کلی ھے - کہ اللّٰہ اور اس کے نبی کا دیدار نصیب ھو - تجھ سے "آمین" کی آواز چاھتا ھوں اور زار و قطار روتا ھوں - غریب دست بہ دعا ھے اور اپنی مدعا چاھتا ھے احمدی اے اللّٰہ تیرا اور تیرے رسول کا دیدار چاھتا ھے -

هي ارمان هر دم ارمان
ددې غم نشتـه درمان
پيښور پـه ما تنور شه
خمكني پـه دا دستور شه
ورك طاقت م شه د صبر
پـه غم ژاړم لكه ابـر
خوپيدا غريب احمد دي
ثناكوئ د محمـد دي (۲)

---

(۱) هجرت نامه از عبیداللّٰہ مهانگل (قلمی) ص ۱۳ -
(۲) ایضاً ص ۳۰ - ۳۲ -

اسی طرح ایک فارسی غزل میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق و محبت کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ -

من عاشقِ دیرینہ و دل بستہ بر گیسوئے تو
گر خدا سازد نصیب قبر ما بر کوئی تو
گر چہ در ظاہر وجودم ہست دوین ملک و وطن
ہر زمان ہر دم دل من میرود بر سوئی تو
آن زمان عید است بوما گر خدا سازد سبب
تا رسانم جان خود بر روضہ خوشبوئی تو
خلق را مجنون و دیوانہ شدم اندر نظر
زانکہ من مستغرقم فکرم بہ جستجوئی تو (۱)

از فراق ہجر تو سر گشتہ و مجنون شدم
آرزو دارم کہ باشم خاکپائی رہگذر (۲)

حضرت صاحبزادہ احمدیؒ
بحیثیت شاعر

صاحبزادہ احمدی اپنے دور کے نامور ادیب اور اچھے شاعر تھے - اور خداوند تعالیٰ نے ان کو شعرگوئی کی بہترین استعداد عطا فرمائی تھی - اگر چہ اصلی نام عبداللہ تھا مگر اپنے کلام میں میان گل، غریب اور احمدی تینوں نام بطور تخلص استعمال کئے ہیں -

حضرت صاحبزادہ احمدیؒ نے اپنے اسلاف کی طرح دینی خدمات کے ساتھ ساتھ ادبی

---

(۱) چمن بے عدیل از میان انجوگل ۱۳۰۱ ھ (قلمی) ورق ۱۵۸ -
(۲) ایضاً ورق ۹۱ -

اور علمی خدمات مین بھی کوئی کسراٹھا نہ رکھی -اور نہ صرف اپنے بڑے بھائی صاحبزادہ محمدیؒ کا مشن یعنی متقدمین و متأخرین علماءو فضلاء عظام اور شعراء کے کلام کی حفاظت و کتابت کا اہتمام جاری رکھا بلکہ خود بھی کئی منظوم کتابین لکھ کر اس باب مین قابل قدر اضافہ کیا -

صاحبزادہ احمدیؒ نے پشتو زبان مین جو شعرگوئی کی ہے وہ اہل نظر سخندان حضرات کے نزدیک بڑی داد و تحسین کا مستحق ہے -پشتو زبان کے ایک صاحب ذوق ادیب اور شاعر جناب ہمیش خلیل صاحبزادہ موصوف کی شاعری کو داد دیتے ہوئے لکھتے ہین کہ -

د عبید اللهؒ وینا عموماً عشقیه ده ــ د خپلو جذباتو اظهار په موزونو مناسبو او ښکلو الفاظوکوي اشعار ئې روان بې تکلفه او کله کله پکښې جدت هم راولي ــ زاړه مضامین په نوي رنګ د ومره ښکلي انداز کښې بیانوي چه لوستونکې حیران کړي ــ (۱)

عبید اللہ کا کلام عشقیه ہے اور موزون مناسب اور خوبصورت الفاظ مین اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہین -آپ کے اشعار مین روانگی موجود ہے اور بے تکلف ہین اور کبھی کبھار اس مین جدت بھی پیدا کرتا ہے - پرانے مضامین نئے رنگ مین ایسے خوبصورت انداز مین بیان کرتے ہین کہ پڑھنے والا دنگ رہ جاتا ہے -

وہ ایک باریک بین اور نازک خیال شاعر تھے -اور تخیل کی فضا مین انہون نے بہت بلند پرواز کی ہے -ایک جگہ لکھتے ہین کہ :

دا د کوم بیګناه وینې پر ښکاریږي
په نکریزو رنګ منګل د نګار نه ده
په اوچ ښاخ د ګل غنچه رژي له باده

یہ کس بے گناہ کا خون اس پر دکھائی دیتا ہے محبوب کا ہاتھ حنا کے رنگ سے رنگین نہین ہے بلکہ خشک شاخ پر پھول کی کلی ہوا سے بکھرتی ہے -

---

(۱) دیباچه ورکه خزانه مرتبه ہمیش خلیل حصه ۲ پشاور -

یہ منصور کا سر دار کے اوپر نہیں ہے

سرخ پھولوں کی ٹہنی کے مانند میں غم

سے جھک گیا جبکہ ابھی تک محبت کا پھل

نہیں ملا تھا ۔

فارسی کلام

حضرت صاحبزادہ احمدی نے فارسی زبان میں بھی شعروشاعری کی کامیاب کوشش کی ہے ۔ فارسی کلام کی زبان نہایت شستہ اور سلیس ہے ۔ چند غزلیات حسب ذیل ہیں

۱۔ من عاشق دیرینۂ و دل بستہ بر گیسو یتو

کر خدا سازد نصیب قبر ما بر کوی تو

گر چہ در ظاہر وجودم ہست دریں ملک و وطن

ہر زمان ہر دم دل من میرود بر سوئی تو

آرزمان میداست برما گر خدا سازد سبب

تا رسانم جان خود برروضۂ خوشبوی تو

خلق را مجنون و دیوانہ شدم اندر نظر

زانکہ من مستغرقم فکرم بہ جستجوئی تو

از فراق ہجر تو ظالم رسیدہ جان بلب

تیر خوردم از سر مژگان کمان آبروئی تو

حق تعالی رحمت اللعالمین گفت است ترا

رحم کن بر حال زارم ای ترحم خوی تو

حق تعالی حکم دادہ مر ترا از امر و نہی

غرق شدہ آنکس کہ سر تابد گفتگوی تو

روز محشر یا رسول اللہ شفاعت کن مرا

تا گروہ عاصیان بخشد حق بر روی تو

عاجزم میان گل خیالم هست آنجا میرو م

جان خود قربان سازم از سر یک موی تو (۱)

-------

۲- عمرم بسی گذشتہ بسودائی عشق تو

جانم بلب پیوستہ ز سودای عشق تو

مجنون صفت بخلق نمایان شدم ازان

نوشتم پیالہ مستہ ز سودائی عشق تو

از بہر خدا را نظر لطف کن بمن

بیدم شدم گسستہ ز سودائی عشق تو

اشکم روان ز چشم بمانند خون سرخ

دلریشم و لب بستہ بہ سودائی عشق تو

هر شام سحر نالم از هجر تو بسی

حالم تباہ گشتہ ز سودائی عشق تو

نعرہ زنم بلند بہ میدان عرصات

جانم خراب خستہ بہ سودائی عشق تو

---

(۱) چمن بی عدیل (قلمی) از میان اجر گل (متوفی ۱۳۰۳ھ) -

بنمای روی خویش ای مخاطب لولاک

پشتم بغم شکسته ز سودائی عشق تو

میان گل کہ امید شفاعت ز تو بسے

از غم جدا شسته به سودائی عشق تو (۱)

--------

۳- برو باد صباح بر روضه خیرالبشر

بگو از من سلام بہر خدا کن یک نظر

از همه پیغمبران بالا مقام و جائی تو

خلعت لولاک آمد از جناب رب میسر

درشب معراج کردی نهه فلک را زیر پائے

رفتی از کون مکان تالا مکان تیز تر

در فراق هجر تو سرگشته و مجنون شدم

آرزو دارم که باشم خاکپائی رهگذر

نفس و شیطان ظالم و دشمن قدیم است

یا رسول الله مدد کن وقت نزع بیشتر

چون در لحد پرسد ملائک سوالها

فریادرس انوقت ای سالار سرور

انبیاء را روز محشر فکر جان خود بود

ترا همت بلند است امتی گوئی مکرر

---

(۱) چمن بے نظیر (قلمی) ورق ۱۵۸ -

اعران دم یا رسول الله شفاعت کن مرا

تا حساب نیک و بد باشد به پیش پاک اکبر

او سیاه ام کرده ام عصیان بسیار

تا نجات من نخواهی خود شوم زیر و زبر

کمترین امتیان میان‌گل که می نالد مدام

این همه آثار عشق قلست از سوز جگر (۱)

---

۳- سرگشته چون مجنون شدم دلدار را گم کرده ام

بلبل صفت مخزون شدم گلزار را گم کرده ام

از هجر میتالم از چشم خون آید تمام

رنگ زرد دل پرخون شدم نگار را گم کرده ام

شاه من آن شاه رسل رخسار او تازه چو گل

چون بر رخش مفتون شدم اطوار را گم کرده ام

سر حلقهٔ پیغمبران رفت از زمین تالا مکان

چون واقف مضمون شدم گفتار را گم کرده ام

بنمائی روی خویش را مرهم بنه دلریش را

غرقاب غم اکنون شدم سالار را گم کرده ام

من عاشق دیرینه‌ام از هجر سوخته سینه ام

از غم بمثل نون شدم میزار را گم کرده ام

---

(۱) چمن بی عدیل ( قلمی ) ورق ٦١

جنت مرا در کار نیست از دوزخش ازار نیست

از عقل و هوش بیرون شدم آن یار را گم کرده ام

میان گل گناه کرده بسے هر دم کند توبه بسے

در موج غم جیحون شدم اسرار را گم کرده ام[۱]

--------

۵- دلم پرغم نمیدانم چه گویم — شدم برهم نمیدانم چه گویم

خیال وصت آن جانان در دل — چو فکرم کم نمی دانم چه گویم

باین فکرم همیشه این خیال است — روم پیشم نمیدانم چه گویم

اگر فضل خدا باشد بحالم — رسم آن دم نمیدانم چه گویم

فراق دوری آن مهربان را — کنم هر دم نمیدانم چه گویم

به هجران مبتلا کردی دل من — شدم بی دم نمیدانم چه گویم

به عشق تو چنان بیمار گشتم — کنم جانم نمیدانم چه گویم

چو دارم من به مثل تو پناهی — نه دارم غم نمیدانم چه گویم

خداوندا به فضل خود کرم کن — بحالم هم نمیدانم چه گویم

خداوندا به نور پاک احمد — کرم خواهم نمیدانم چه گویم

منم میان گل اگر فضل خدا باشد

شوم بی غم نمیدانم چه گویم[۲]

--------

(۱) چمن بی نظیر (قلمی) ورق ۱۳۷-

(۲) ایضا ورق ۱۳۸ -

۶-

دلم هر دم به بهش روی جانان

نباشد فکر ما جز کوی جانان

بکوه دشت میگردم شب و روز

خیال ماست گفت گوئی جانان

رهائی نیست مارا تا قیامت

دلم شد بند در گیسوی جانان

توکل بر خدا دارم همیشه

رساند باز ما را سوی جانان

خدا سازیم جان خود ازان کس

اگر آرد بما یک موی جانان

دلم چون گل شده خندان سحرگاه

صفر باد آورد بوی جانان

اگر ملک خدا بینی نه بینی

مثال شاه ما خوش خوی جانان

شفیع المذنبین است روز محشر

شود آدم شفاعت جوی جانان

رگ میان گل زرد گریه میکند

از فراق هجر هائی و هوئی جانان (۱)

-------

(۱) چمن بے نظیر ورق ۱۲۱ -

۷- بانگ برآمد ز دل و جان من

آه ازان شاهد سلطان من

گاه کند عزم بخون جگر

گاه کند قصد دل و جان من

گاه کند جلوه چو سرو لهی

گاه شود سوسن بستان من

زلف پریشانش بدیدم بخواب

آه زین خواب پریشان من

کعبهٔ مقصود من و قبله هم

سجده که جان من و آن من

اهل وجود من و آن مرغ هم

جان و دل من شه سلطان من

از ره دل خنده زدم بگفت

کیست مرا ای شده قربان من

جان و دلم گفت که قربان کیست

آن من و آن من و آن من

احمدی از خویش هیکو بنگری

جمله توئی ای مه تابان من (۱)

-------

(۱) چمن بی عدیل ورق ۱۳۸ -

۸- هر نفس اهدر ثنای مصطفی باید زدن

چنگ در دامان اصحاب صفا باید زدن

اولش صدیق کورا از سر صدق و صفا

بر دل و جاش هزاران مرحبا باید زدن

یار غار مصطفی و نور شمع هر دجا

بر سرنه چرخ از قدرش ثنا باید زدن

بعده فاروق کو از حق و باطل فرق کرد

رتبهٔ عالیش بر اوج سما باید زدن

جامع قرآن و ذی النورین عثمان عفان

دمبدم از مدح او دم از حیا باید زدن

شرم کردی از خیالش مصطفی باصفا

خیمهٔ جاهش باوج کبریا باید زدن

مخزن علم و فتوت بحر جود و کان عدل

آنکه بالای فلک او را لوا باید زدن

حیدری کو هست دریای کرم کان سخی

ضه در وصف علی شیر خدا باید زدن

لا فتا الاعلی لا سیف الا ذوالفقار

هردم از فهم از صفات هل الی بایدزدن

کر نجات ان جهان مطلوب داری ای عزیز

دست در دامان آن مصطفی باید زدن

نالهٔ دلسوز اه وه از جگر در صبح و شام

از برائی آن شهید کربلا باید زدن

از برائی میوهٔ جان عزیز مرتضی

هر زمان ازسوز باطن ناله ها باید زدن

در ریاض مدح یاران همچو بلبل هر سحر

ز اشتیاق خویش هر ساعت نوا باید زدن

غوطهٔ در بحر مدح سبطان باصفا

همچو غواصان در بی بها باید زدن

بعده صهبائی مدح اهل دین باید چشید

ساغر وصف صحابه چند تا باید زدن

هر که کرده انحراف از راه شرع مصطفی

ای بسا سیلی که او را بر خفا باید زدن

طعنه با بر اعتقاد آنکه دارد میل رقص

از دلیل شرع او را بر ملا باید زدن

گوهر عقلش ز درد چون دلیل آبدار

سنگ دل بر سینهٔ اهل جفا باید زدن

اهل بدعت را سراسر رخت باید سوختن

آتشی در خانهٔ اهل هوا باید زدن

نقش میل اهل بدعت محوه باید ساختن

بر سر اهل خوارج پشت پا باید زدن

خارجی را اعتباری نیست اندر قول و فعل

پنج بدکیشان شاخ ناروا باید زدن

هست ترتیب خلاصه انچه پیغمبر بگفت

دست رو بر گفتهائی ناروا باید زدن

هست ترتیب خلافت ثابت از ترتیب عقل

اندرین معنی جهانے را صلا باید زدن

بوالفضولان خدائع پیشگان را هر زمان

تن جدا و دل جدا لو سر جدا باید زدن

هر که گوید فضل حیدر راست بر یاران هم

گفت او ضائع و قولش چون صبا باید زدن

اعتقاد سنّیان را احمدیؒ کرده بیان

برکتِ پایش هزاران بولها باید زدن (۱)

---------

تصنیفات و تالیفات

===========

تضمین پند نامۂ عطارؒ

صاحبزادہ احمدیؒ نے شیخ فریدالدین عطارؒ کے مشہور مثنوی " پند نامۂ عطار " کی تضمین مسدس کے طور پر لکھی ھے ۔ یہ کتاب مجموعی طور پر تقریباً تین ہزار ابیات پر مشتمل ھے ۔ (۲)

---

(۱) چمن بے عدیل ( قلمی ) ورق ۱۳۸ - ۱۳۹ -

(۲) تیر هیر شاعران از عبدالحلیم اثر ص ۱۳۳ پشاور ۱۹۶۳ء -

رسالہ "شجرہ" طریقہ

یہ پشتو زبان میں ایک منظوم رسالہ ہے جس میں حضرت صاحبزادہ احمدؒ نے اپنے والد بزرگوار کا شجرہ "طریقہ بیان کیا ہے - اس کی نظم کی شکل مخمّس ہے -

اس کے دیباچہ میں احمدؒ لکھتے ہیں کہ -

پس له حمد د د پاک پروردګار او پس له درود د حضرت مختار صلي الله علیه وسلم او په اٰل او اصحابو چه اختیار او ابرار دي دا رساله ده په پښتو ژبه له فقیر میان ګل په بیان د مشائخو د حضرت بابا جیو قدس الله تعالیٰ سره الاقدس چه اخذ د طریقې ې ترکړیدي او تحقیق ته رسیدلي ځکه ما غریب په خپل کتاب کښ خکلي دي —

پاک پروردگار کی حمد و ثناء اور نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے آل و اصحاب جو اخیار و ابرار ہیں پر درود کے بعد یہ فقیر میانگل کا رسالہ ہے - پشتو زبان میں حضرت باباجیو کے مشائخ کے بیان میں جن سے آپ نے طریقہ اخذ کیا ہے اور پایہ تحقیق تک یہ بات پہنچ چکی ہے اس لئے میں نے یہ اپنی کتاب میں تحریر کئے ہیں -

نظم کا نمونہ مندرجہ ذیل ہے -

شیخ مرشد وایم حضرت جی وه د لاهور
شیخ سعديؒ ې نوم د مریدانو وه پر زور
هر طرف په هند کښ د کمال ې وایم شور
هم په ولایت په هر وطن کښ کور په کور
قطب د اقطاب باباجی غوث عالم (۱)

شیخ و مرشد آپ کا حضرت جی لاہوریؒ تھے ان کا نام شیخ سعدیؒ تھا اور مریدوں کا ان پر ہجوم رہتا تھا - ہند میں ہر طرف ان کے کمال کی شہرت تھی اور ولایت میں بھی گھر گھر ان کا چرچا تھا - باباجی قطب اقطاب (تھے) اور غوث عالم (تھے) -

(۱) اہلِ تصوف میں جو طبقاتِ عروج شائع و مقرر ہیں ان میں سے پہلا مرتبہ قطبیت کا ہے

شجرہ نسب از صاحبزادہ احمدیؒ

یہ ایک مختصر منظوم رسالہ ہے اس کی زبان پشتو - نظم کی شکل مخمس اور سن تالیف ۱۲۲۳ھ ہے - اس میں صاحبزادہ احمدیؒ نے حضرت آدم علیہ السلام تک اپنا شجرہ نسب قلمبند کیا ہے -رسالہ تقریباً ساٹھ بند پر مشتمل ہے -

اس میں آپ نے اپنے آباءو اجداد کے حالات بیان کئے ہیں -اس کے علاوہ اس میں بعض تاریخی اشارات و بیانات ایسے موجود ہیں جوکہ تاریخ افاغنہ کے طالب علم کے لئے بہت اہمیت و دلچسپی کے حامل ہیں -

ابتداء میں مولّف نے نسب نامہ کی اہمیت و ضرورت کی وضاحت کی ہے - چنانچہ لکھتے ہیں -

---

= اس طبقہ میں " قطب الاقطاب " کوسالار اور سر دفتر کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے اور اس کا فیض عالم عُلوی و سفلی دونوں پر عام ہوتا ہے اور اس کی دائیں اور بائیں جانب دو وزیر مقرر ہوتے ہیں اور حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی روح پُر فتوح اس کی پرورش کرتی ہے - جب تک قطب اپنے مقام پر ہے اس کا نام قطب ہوتا ہے اور جب بھی قطب کسی دوسرے قطب کے پاس فریادرسی کے مرتبہ میں پہنچتا ہے اس کو غوث کہتے ہیں -" غوث الاغواث " قطب الاقطاب سے مرتبہ میں فروتر ہوتا ہے - اقطاب کا طبقہ اولیٰ مقام لاہوت میں ہوتا ہے دوسرا طبقہ مقام جبروت تیسرا طبقہ مقام ملکوت اور چوتھا طبقہ جوانب مُلک اور پانچواں طبقہ مافی الملک یعنی سبعہ اقالیم میں ہوتا ہے اور امامت کا مرتبہ صرف قطب الاقطاب کو حاصل ہوتا ہے -اس کے بعد بالترّتیب عمد -اوتاد - ابدال - بُدلا -نُجبا -نقبا امناء - افراد -ختم ولایت اور ولی مستورالحال کا درجہ ہوتا ہے (المعالی ص ۲۲۵ - ۲۲۶ - ھ ۲۸۷ ) -

نوٹ) شجرہ طریقت اور شجرہ نسب دونوں کی نقلیں صاحبزادہ عبدالقیوم صاحب ساکن جمکنیؒ کے پاس محفوظ ہیں -فقط (راقم الحروف)

*****

ښونه د نسب وخپل اولاد وته ضرور دي

دابيان راغلئ د ور نبويه دي د ستور دي

زوئ د وي که رور دوي که تره' که د تربور دي

او دکه بيان دخپل نسب چه ښه' ضرور دي

لاړل مشران لما اوس‌وايم وار محما دي

وائ چه صله رحم يو رکن د اسلام دي

حکم په مونږ کړي هغه پاك رب العلّام دي

دا صله معلومه په نسب شي ښه کلام دي

ځکه دا بيان م دلته کړي نام په نام دي

لاړل مشران لمااوس‌وايم وار محما دي

بل حديث وئيلئ هغه پاك خيرالبشر دي

دي په مرتبه کښ‌زيات له شمس‌و له قمر دي

تعلموا انسابکم حديث ښه مقرر دي

ځکه دا بيان م په حديث‌کښ‌محور دي

لاړل مشران له ما اوس‌وايم وار محما دي

هر څوك چه خپل اصل بدلوي هغهٔ بدان دي

کار دي‌د جاهلونه' پوهيږي نادانان دي

څو به چاته وايم کيوتلي په زيان دي

دوئ چه ملامت هم په حديث هم په قران دي

لاړل مشران له ما اوس‌وايم وار محما دي

اپنی اولاد کو اپنے نسب کا بتانا ضروری ہے

اسلاف کا یہ بیان اس طریقے پر آیا ہے -

بیٹا ہو یا بھائی ہو چچا ہو یا چچازاد بھائی ہو

وہ اپنے نسب کا بیان کرے یہ بات ضروریات مین

سے ہے - ہمارے بزرگ چلے گئے اب میری باری ہے

کہتے ہین کہ صلہ رحمی اسلام کا ایک رکن ہے

پاک رب العلام نے یہ حکم دیا ہے - یہ صلہ

رحمی نسب کے ذریعے معلوم ہوتی ہے اچھابیان

ہے - اس‌لئے یہ نام بہ نام بیان مین نے یہان

دیا ہے - ہمارے آباءو اجداد چلے گئے اب میری

باری ہے - پاک خیرالبشر صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی

حدیث ہے جو سورج چاند سے بھی زیادہ ظاہر

ہے - "تعلّموا انسابکم" حدیث ہے -

اس‌لئے میرا یہ بیان حدیث مین معتبر ہے -

میرے بزرگ چلے گئے اب میری باری ہے - جو لوگ

اپنا اصل تبدیل کرتے ہین وہ بہت برے ہین -

یہ جاہل لوگون کا کام ہے اور وہ بے وقوف ہین

کب تک لوگون کو بیان کرون گا نقصان مین ہین -

اور حدیث و قرآن دونون کی رو سے ملامت ہین

ہمارے بزرگ چلے گئے اب میری باری ہے -

شمائل نبوی صلی اللّٰہ علیہ وسلم

قرآن مجید اور حدیث دونون سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ خاتم الانبیاء جناب حضرت محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم خَلقاً و خُلقاً یعنی صورت و سیرت دونون لحاظ سے بے مثل و بے نظیر اور سب مخلوقات پر فائق تھے براء بن عازب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین -

ما رأیت شیئاً قط احسن منہ (۱) یعنی مین نے آپ ہی کو ہر چیز سے بڑھ کر حسین پایا -

آپ کے شمائل پر مختلف زبانون اور مختلف زمانون مین بہت سی کتابین لکھی جا چکی ہین - پشتو زبان کے اہلِ قلم حضرات نے بھی ہر دور مین اس موضوع پر خامہ فرسائی کی ہے -

حضرت صاحبزادہ احمدؒی چونکہ حضور پرنور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے بڑے شیدائی تھے - انہون نے آپ کو جو منظوم نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے وہ آپ کے ساتھ ان کی والہانہ محبت و عقیدت کی واضح دلیل ہے -

صاحبزادہ احمدؒی کی کتاب "شمائل نبوی" کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی نظم نہایت عمدہ اختصار کے باوجود نہایت جامع اور مستند احادیث و روایات کا ایک بہترین مجموعہ ہے -

یہ کتاب انہون نے ۱۲۲۶ ھ / ۱۸۱۱ ء مین قلمبند کی ہے - اس کا ایک قلمی نسخہ سید محمد ایوب جان بنوری مہتمم دارالعلوم سرحد پشاور کے کتب خانہ مین موجود ہے - جسے انہون نے ۱۳۹۶ ھ / ۱۹۷۶ ء مین فرنٹیر ایڈوکیٹ پریس پشاور سے چھپوایا ہے - اور اس کتاب کا دوسرا قلمی نسخہ مولوی محمد ایوب صاحب ساکن گڈیرو شریف مالاکنڈ ایجنسی کے پاس محفوظ ہے -

شمایل نبوی کی نظم کا نمونہ حسب ذیل ہے

| | |
|---|---|
| تۂ ئې بادشاہ دکون مکان ھم ئې پہ ذات عربي | آپ کون و مکان کے بادشاہ ہین اور نسلاً عربی ( ہین ) |
| زۂ ادنیٰ غلام د تۂ اعلئ نسبی | مین آپ اعلیٰ نسب ( ذات ) کا ایک ادنیٰ غلام ہون |

(۱) شمائل ترمذی باب ما جاء فی خلق رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم -

| | |
|---|---|
| ځان که زه شمارکړم ستا د سپو سره د بې ادبي | ~~آپ سے کتوں کے ساتھ سگوں اور~~ میں اگر تمہارے کتوں کے ساتھ خود کو شمار |
| په غریبئ سره قبول که دا غریب شه د نبي | کرون تو یہ بے ادبی ہے اگر غریبی کے ساتھ |
| لاف عشقش چه زنم ان قریشي من حبشي | یہ غریب قبول ہوا اے نبی آپ کے عشق کی |
| لي حبیب عربي مدني قریشـــي | کیا لاف مارون آپ قریشی اور مین حبشی ہون |
| | میرا محبوب ہے جو عربی - مدنی (اور) |
| | قریشی ہے - |

عبرت نامه

عبرت نامه دراصل ایک قدیم کتاب "ابلیس نامه" کا منظوم ترجمه ہے - یه ایک اخلاقی اور تصوفی کتاب ہے - اور پند و نصیحت کی عجیب و غریب روایات کا ایک نادر مجموعه ہے - یه کتاب حضرت صاحبزاده احمد ؒ کی پشتو شعرو شاعری کا اولین نمونه ہے - (۱) اور کچھ اوپر چارسو صفحات پر مشتمل ہے - کتاب چونکه ناقص الطرفین ہے اس لئے سن تالیف اور سن کتابت دونون معلوم نہین ہین - اس کا ایک قلمی نسخه ریکارڈ آفس پشاور کے کتب خانه مین محفوظ ہے -

کتاب کے آغاز مین مولف نے حمد خالق کائنات اور نعت سرور کائنات صلی اللّٰه علیه وسلم کے بعد مناجات کا بیان کیا ہے - اور اس کے بعد چہار یاران کبار کی منقبت اور اہل السنت و الجماعت کے عقائد کا بالاختصار ذکر موجود ہے - عقائد اہل السنت والجماعت کے بعد اصل کتاب کا منظوم پشتو ترجمه شروع ہوتا ہے - اگرچه شعرگوئی کے میدان مین یه ان کی ابتدائی کوشش ہے تاہم اپنی خداداد اہلیت سے اس کو نظم کا ایسا رنگین اور جاذب نظر جامه پہنایا ہے که پڑھنے والا ہرگز داد دیئے بغیر نہین رہ سکتا -

صاحبزاده احمد ؒ نے دوسری زبان سے ترجمه کرنے کے باوجود اپنے کمال فن سے

(۱) عبرت نامه (قلمی) ص ۹۰ - ۹۲ -

اس کو نہایت دلچسپ اور دلآویز بنایا ھے اور جگہ جگہ تاریخی بیانات اور پند و نصائح کے مضامین شامل کرکے اس کی اھمیت اور افادیت میں مزید اضافہ کیا ھے - مثلاً کتاب کے دیباچہ میں خاموشی کی فضیلت اور فوائد کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ھیں کہ -

که بې ځائې زورکې آواز
نه کولې په اغـــــاز
ترې خبر شاهين به نه وو
نه د باز به ورته زړه وو
که ئې خپله ژبه بند وې
يا ئې ياد له چانه پند وې
له دې غم به په امان وه
په امان به له نقصان وه
چه د چا ژبه په واك وي
بې له غم به ئې خوراك وي
که ئې ځان له پيغوره
له کلام ژبـــــه ژغوره
ستا ويل که شهد و قند وي
نه ويل به د په خوند وي
خاموشي تر بهتري ده
دا خبره د برې ده
نور مرغونه کل اننند که
طوطا خپله ژبه بند که

اگر چکور بے جا آواز سے گریز کرتا
تو شاھین کو خبر ھوتی
اور نہ باز اس کو چاھتا
اگر اس کی اپنی زبان قابو میں ھوتی
یا کسی سے پند و نصیحت سیکھتا تو
اس تکلیف سے مامون رھتا
اور نقصان سے محفوظ ھوتا
جس کی زبان قابو میں ھو
وہ غمزدہ نہ ھوگا
اگر الزام سے نجات چاھتے ھو
تو زیادہ باتیں کرنے سے دریغ کرو
اگر تمہارا کلام شہد و قند کی طرح میٹھا ھو
تو (بلی زیادہ) کلام نہ کرنا بہتر ھوگا
کلام کرنے سے خاموشی بہتر ھے
اور اسی میں جیت اور نجات ھے
دوسرے تمام پرندے اپنی پرواز کرتے ھیں اور طوطا اپنی زبان کی وجہ سے (کہ باتیں کرتا ھے) (پنجرے میں) قید ھے -

عبرت نامه مین جگه جگه تاریخی اهمیت کے اشارات بھی موجود هین - جن سے صاحبزاده احمدؒی اور ان کے خاندان کے حالات معلوم کرنے مین کافی مدد ملتی هے - مثال کے طور پر ایک جگه اپنے نام و القاب وطن و مسکن اور حسب و نسب کے بارے مین لکھتے هین که -

| | |
|---|---|
| محضه نوم که څما غواړې | اگر میرا اسم محضه جاهتے هو |
| په طلب ې لمن نغاړې | اور اس کی طلب کا اراده رکھتے هو |
| په عبیـــد الله موسوم دې | عبید الله (کے نام) سے موسوم هون |
| چانه پټ چاته معلوم دې | کسی کو معلوم هے اور کسی کو نامعلوم |
| عبد الله لقب څما دې | عبدالله میرا لقب هے |
| پرخبر اعلي ادني دې | اعلیٰ و ادنیٰ کو اس کی خبر هے |
| احمدي م هم لقب دې | احمدی بھی میرا لقب هے |
| چه دا نوم څما په لب دې | اور میرا یه نام زبان پر هے |
| خو مشهور زهٔ په میان گل یم | میان گل کے نام سے مشهور هون |
| چه د دې باغ اوس بلبل یم | اور مین اس باغ کا بلبل هون |
| پیښور وطن څما دې | پشاور میرا وطن هے |
| څمکني مسکن څما دې | چمکنی میری جائے سکونت هے |
| سړه بن پوښتون خرگند یم | سڑه بن پٹھان هون |
| هسې نه چه پټ په کند یم | چھپا هوا نهین هون |
| بیا خښني یم سړه بن کښې (۱) | پھر سڑه بن مین خشی خیل هون |
| دا خبره کړم په خوند کښې | یه بات مزے کی کرتا هون |

(۱) عبرت نامه (قلمی) از صاحبزاده احمدی ص ۹۳ ریکارڈ آفس لائبریری پشاور -

اس کتاب کی دوسری خصوصیت یہ ھے کہ اہل سنت والجماعت کے عقائد کے ضمن مین صاحبزادہ موصوف نے سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آباءو اجداد کے ایمان و نجات کا مسئلہ تفصیلاً بیان کیا اور دلائل و براھین سے ثابت کیا ھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباءو اجداد دین توحید پر قائم تھے لہٰذا نجات یافتہ ھین - (۱)

لائق السّمعه فی تحقیق الجُمعہ

حضرت صاحبزادہ احمدؐی ایک جید اورمحقق عالم تھے اور علوم ظاھری و باطنی دونون مین ان کو درجہ کمال حاصل تھا - اپنے دور کے ایکا چھے اہل قلم اور صاحب تصانیف بزرگ تھے - ان کی تصانیف مین سے جو حوادث زمانہ سے محفوظ رھی ھین ان مین سے "لائق السمعه " کا نام خاص طور پر قابل ذکر ھے - اس لئے کہ صاحبزادہ موصوف نے اس مین جس علمی تحقیق کا مظاھرہ کیا ھے وہ ان کی وسعت مطالعہ ' دقت نظری ' تحقیقی نگاہ 'اور تبحر علمی کا آئینہ دار ھے -

مذکورہ کتاب احکامِ نمازِ جمعہ پر عربی زبان مین ایک مختصر مگر جامع اور مدلل رسالہ ھے - اور اس مین جمعہ کی فرضیت کو ثابت کیا گیا ھے -

صاحبزادہ احمدؐی فرماتے ھین کہ میرے والد بزرگوار کی مجلس مین ھر وقت علماءو فضلاء کثیر تعداد مین جمع رہتے تھے - اور آپ اکثر اوقات احکام شریعت پر بحث و گفتگو کے دوران جمعہ کی اھمیت کی وضاحت کرتے ھوئے فرمایا کرتے کہ -

" ان الجمعة اشرف الایّام واکرم الاوقات والاعوام وصلواتها عمدة الصلوٰت واھم العبادات والناس لطَرَیانِ التوانی فی افعال الدین یعطلّونها واستیلاء الغفلة علیهم فی امورالحق والیقین یُهملونها ویُحیلونها فی ترکها بعد تحقّقِ اسبابها ویعلّلونه بفقد شرائطهٰا ولا یُمعِنون النظر فی تفحص الدلائل ولا یُعلّطون الفکر

(۱) عبرت نامہ (قلمی) از صاحبزادہ احمدی ص ۷۵ - ۸۵

فی تحقیق المسائل فباقتضاء الحال یَتَحتّم و علی ذمۃ همتنا منطقہ الافکار فی

ان نسوقَ مضامیرَ المقول فی میدان التحقیق یناقَ الافکار فی مراحل التدقیق

وقدس اللّٰه سرہ العزیز کان فی صَدَد تلک النیۃ الجمیلہ وتھیء ذٰلک الامر

الجمیل حتّٰی نادی منادی الکبریا نبداء ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الٰی

ربک راضیۃ مرضیۃ وبشرہ بشیر العزۃ ببشارۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی

فاجاب دعوۃ الداع بالتسلیم والرضاء وقال لبیک فی جواب ذٰلک النداء وسافر

بالقلب السلیم من دار نضاء بکمال السلیم الی دار البقاء"(١) -

آگے چل کر صاحبزادہ احمدیؒ فرماتے ہین کہ احکام جمعہ پر تحقیق کرنا اور اس موضوع پر ایک کتاب مرتب کرنا میرے والد ماجد کی دلی آرزو تھی - مگر وصال کی وجہ سے آپ اپنی اس آرزو کو عملی جامہ نہ پہنا سکے - لہٰذا آپ کی وفات کے بعد میرے بڑے بھائی صاحبزادہ محمدیؒ نے مجھے آپ کی اس تمنا کو پورا کرنے کی غرض سے احکام جمعہ پر ایک کتاب لکھنے کے لئے کہا -

جنانچہ ان کی تعمیل امر کے پیش نظر مین نے علماء قدیم و جدید کی کتابون کا مطالعہ شروع کیا اور نہایت جدوجہد کے بعد یہ رسالہ مرتب کیا - لکھتے ہین کہ -

ثم بعد مر الشہور والاعوام وکر اللّٰہ الدہور

والایام قال اخی ومولای واستاذی وحرزی وملجای

عارف معارف العوارف سالک مسالک الشوارف مصدر

اجمل الشمائل ومنبع اشرف الجزائل محرم اسرار

الملکوت صاعد مقامات اللاھوت عین اعیان الافاضل

مجموع جموع الفواضل حلال اشکال الغامضۃ النتائج

---

(١) لائق السمعہ ( قلمی ) ورق ٢ -

فتاح اغلاق الصحة المناهج اشراف الاقران
اكبر الاخوان مروج ملة الاحمدی الموسوم باسم
المحمدی سلمه اللّٰه تعالی واعزه وابقاه و
اوصله بفضله الجسیم الی غایة مناه بالتاکید
المؤید والتنبیه الشدید ان اراعی انصرام
مرکوز خاطره واقدم لله اتمام منوی ضمیر عاطره
وکنت ارجوا من انصرام هذا لامرالخطیر الفوز
بالسعادتین والوصول الی تحصیل الحسنتین
وهی الامر التحریضی من جناب المعظم والصریحی
من خدمة اخی المکرم ونعم ما قال مصرع چه خوش
بود که براٰمد بیک کرشمه دو کار فقمت امتثالاً
لامره الاعلی ودمت علی اطاعة حکمه المعلی عقدت
نطاق الانقیاد علی وسط همتی وشمرت عن ساق
الجد ببذل همتی صرفت بوهة من الزمان فی الجهد
الوافی وبذلت نبذاً من العمر العزیز فی السعی
الکافی وجاء منه ان یتروّح به روحه و فاز علینا
فیوضه وفتوحه نتصفحت الکتب من التفاسیر والفقه
والحدیث مطالعة النسخ القدیم والحدیث فکثیراً ما
اصبحت اللیالی بالنظر فی الاقوال وقضیت الایام فی
مراقبة الاحوال واطبقت الفقه بالحدیث والتفسیر

و حَذَوتَ الفروع بالاصول فی التعبیر تتبعت

النصوص بعبارتها وسیاقها واقتبست من الاثار

بمتونها وسیاقها حتّی انتخبت منها ما وافق

المذهب الصحیح واصطفیت لاحقاق الحق

الصریح ولعمری کان للقوم رایا واحداً وللائمة الماضیة

افکاراً موحدة لکن لا یزالون مختلفین الا من رحم

اللّه وکلهم کانوا متابعین رحمهم اللّه کل منهم

الٰی رای ذاهب وللناس فیما یعشقون مذاهب وَجَمعتُ

هذه الرسالة مرتبة بنظر التحقیق والجهد وعون التوفیق

والنصر الحقیق ویمن الارشاد واستعانة الامداد و

سمّیتہ "بلائق السّمعه فی تحقیق الجمعة" (۱) ———

ابواب کتاب کی ترتیب حسب ذیل ھے -

کتاب - ایک مقدمہ - تین ابواب اور خاتمہ پر مشتمل ھے -

اما المقدمة ففی وجه تسمیة الجمعة بالجمعة باعتبار اللغة والنقل -

باب اول مین نماز جمعه کے بارے مین احادیث نبوی کا بیان کیا گیا ھے -

---

(۱) لائق السّمعه فی تحقیق الجُمعه از صاحبزاده احمدؒی (قلمی) ورق ۲ - ۳

صاحبزاده احمدی کے اس بیان سے صاف ظاھر ھے که انھون نے یه رساله نہایت عرق ریزی اور جُہدِ مسلسل کے بعد نہایت محققانه انداز مین لکھا ھے -

اس کتاب کا ایک قلمی نسخه اسلامیه کالج پشاور کے کتب خانه مین محفوظ ھے - جو کل ۱۰۹ صفحات پر مشتمل ھے اور ۱۲۰۳ھ/۱۷۸۸ء مین اس کی تالیف کی گئی ھے - (لائق السمعه (قلمی) ورق ۵۳)

باب دوم مین نماز جمعه کی فرضیت کا بیان هے اور

باب سوم مین شرائط جمعه کا بیان هے ۔

کتاب مین کل پندره فصل هین ۔

فصل اول ۔ فی الاقامة والذکورة والانوثة والصحة والحریة والبلوغ والعقل ۔

فصل دوم ۔ مصر ( شهر ) کا بیان

فصل سوم ۔ فناء مصر کا بیان

فصل چهارم ۔ سلطان کا بیان

فصل پنجم۔ وقت جمعه کا بیان

فصل ششم ۔ خطبه کا بیان

فصل هفتم ۔ جماعت کا بیان

فصل هشتم ۔ اس شخص کا بیان جس پر جمعه واجب نهین ۔

فصل نهم ۔ فی من صلّی الظهر فی منزله وسعی الیها

فصل دهم ۔ فی من اَدرَک الامام فی صلٰوة الجمعة

فصل یازدهم۔ فی خروج الامام الی المصلّی

فصل دوازدهم۔ اذان کا بیان

فصل سیزدهم۔ فی من لم یقدر علی السجود علی الارض من الزدحام ۔

فصل چهاردهم۔ متفرق امور کا بیان

فصل پانزدهم ۔ آداب دعا کا بیان

خاتمه الکتاب ۔

****

آغاز کتاب یون فرمایا هے

الحمد لله الذی تقدست ذاته عن احاطة العقول والادراکات وتنزهت من افهام المدرکین واذهان المدرکات یسبحونه بالعشی والغدوات لطف اهل الارض فی الارض والسموات علی السموات فضل الانسان علی سائر المخلوقات وامره بادا الصلوة فی خمس الاوقات وجعل صلوته وسیلة جزیلة النجاة فی یوم العرصات وفضیلة الارواح الذمائم والرذیلات کما قال الله تبارک وتعالی ان الحسنات یذهبن السیات وصلوات الناميات والتحيات الزاكيات علی رسوله ومقبوله محمداً سید السادات وافضل الکائنات وعلی آله واصحابه المخصوصين باعلی الدرجات اما بعد فقال الملتجی الی الله الغنی الفقیر عبدالله المعروف میان گل والاحمدی ........... -

هفت کشور یا هفت پیکر

هفت کشور سات منظوم حکایات کا ایک بہترین مجموعه هے -اس مین معرفت و عرفان کے مضامین ناصحانه اور واعظانه انداز مین بیان کئے گئے هین -یه کتاب ساڑھے تین سو صفحات اور ساڑھے سات هزار ابیات پر مشتمل هے -مگر چونکه ناقص الطرفین هے اس لئے سن تالیف اور سن کتابت دونون معلوم نهین هین -

هفت کشور اگر چه دوسری کتاب کا ترجمه هے مگر اس مین صاحبزاده احمدی نے اپنے فن شاعری کا ایسا کمال کر دکھایا هے که قطعاً ترجمه معلوم نهین هوتا ہ اس کےعلاوه آپ نے جا بجا مناجات و غزلیات کی ایسی موزون پیوند کاری کی هے که اس سے کتاب کی رنگینی اور دلچسپی مین اور بهی اضافه هوگیا هے -بابائے پشتو ادب جناب نصرالله خان نصر مرحوم اس کتاب پر تبصره کرتے هوئے لکھتے هین که -

احمدي صاحبزاده دغه ټول قصې په | صاحبزاده احمدی نے ان تمام قصون کو شاعرانه

شاعرانه محاسنو او خوبو داسې رنګينۍ او ښائسته کړيدي چه په لوستوئې (۱) لوستونکي نګي بيخي نه مړيږي —

ايک غزل ملاحظه هو -

محاسن اور خوبيون سے ايسا رنگين وآراسته کيا هے که پڑھنے والا ان کے پڑھنے سے هو گو سير نهين هوتا-

ايک غزل ملاحظه هو -

هر زمان وايم په تورو سترګو ستاګو
هيڅ دروغ به دا کښ نشته په رښتيا ګو

چه د نه وينم په مرګ هردم راضي يم
هر ساعت ستا په جفا او په وفا ګو

اثرناکې د هوسوله سترګو تـورې
مخامخ څه هم دا رنګ پـه ښـې شا ګو

سرم زر محله درزار شه دنيا څه ده
بله نه ده په رښتيا ستا په صلاح ګو

چه د يار د خورو بنړو بوي چه راوړي
دا رنګ وايم په هغه باد صبا کـو

هر وقت مين کهتا هون تيری سياه آنکهون کی قسم سچ هے اس مين کچھ جهوٹ نهين هے -

جب تم کو نهين ديکھتا تو هر وقت موت پر راضی هون -تيری وفا و جفا کی قسم -

تاثير رکھنے والی چشم آهو رو برو کيا اس طرح غير موجودگی مين بهی ميرا سر هزار بار تجھ سے فدا هو - دنيا کيا چيز هے - دوسری بات نهين سچ هے تيرے ديدار کی قسم -

جو محبوب کے بکھرے هوئے زلفون کی خوشبو لائے کهتا هون که اس باد صبا کی قسم

(۱) ديباچه قصه جهاندار شهزاده مرتبه نصرالله خان نصر دارالتصنيف جهانگيرپوره پشاور - اپريل ۱۹۶۱ء - يه کتاب "الف ليلیٰ" کے طرز پر لکھی گئی هے اور اس کا ايک قلمی نسخه پشتو کے مشهور شاعر شيشتی گل جمن (المتوفی ۱۳۶۹ھ/۱۹۴۹ء) کے بھتيجے فضل سبحان ساکن جمکنی کے پاس محفوظ هے -پشتو زبان کے معروف اديب همیش خليل نے اس کتاب کی تمام غزليات و مناجات کو ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۰ء مين "ورکه خزانه" کے نام سے چھپوايا هے -

بې له تا نحما خوك نشته مرم په غم كښې
كه باور د نه شي ستا په سر بيا بيا كو

تیرے سوا میرا کوئی نہین غم کے مارے مر رہا ہون
اگر یقین نہین تو بار بار تیرے سر کی قسم

بې له تا دمه د زړهٔ م په چا نه شي
چه ليده نه شي اوس ستا په نرئ ملاكو

تیرے سوائے کسی پر دل مطمئن نہین ہوتا
جو دکھائی نہین دیتی تیری نازک کمر کی قسم

چه د گل غنچه په باغ كښې ورته هيڅ ده
زما ياره هر ساعت ستا په خندا كو

باغ مین جس کے سامنے پھول کی کلی ہیچ ہے
میرے محبوب تیری مسکراہٹ کی قسم

چه په غم كښې لكه اور تودې په مخ نحي
په سيلاب د اوښيو وايم په ژړا كو

غم کے وقت جو آگ کی طرح چہرے پر گرم بہتے ہین
اس آنسووںٔ کے سیلاب اور رونے کی قسم

جمكئي په بيلتانهٔ ستا په ما اور شي
پكښې سوزم راته اوگوره په ستا گــو

آپ کے ہجر مین موضع جمکنی میرے لئے آگ کے مانند
ہوجاتا ہے - مین اس مین جلتا ہون میری طرف
دیکھو تیری ذات کی قسم -

په دا هومره سوگند ونو چه م وكړهٔ
رستې دا چه ستا د ستر گو په حياكو

اتنی قسمین جو مین نے کھائین
ان تمام (قسمون) کے بعد یہ کہ تیری آنکھون کی
حیا کی قسم -

بې له تا چه غريب بل غمخوار ئې نشته (۱)
سل خبرې سر ئې يو په خپل مولاكو

آپ (محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم) کے سوا غریب
(میان گل) کاکوئی دوسرا غمخوار نہین ہے - سو با تین
اور مطلب ایک (یہ کہ) اپنے (مالک) و مولا جلَّ شانہٗ
کی قسم -

---

(۱) ہفت کشور (قلمی) از صاحبزادہ احمدی ص۴۲ - ۴۳ -

اس کتاب کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ انسان کو کائنات میں اس کی اہمیت کا احساس دلایا جائے ۔جابجا خودی کی تلقین کی گئی ہے اور ثابت کیا ہے کہ اگرانسان کو اپنے نفس کی معرفت حاصل ہوجائے اور اپنی مرضی خدا کی مرضی کا تابع بنائے تو خداوند تعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہوکر نظر کرم فرماتا ہے اس کی راہ کی تمام مشکلات رفع ہوجاتی ہیں ۔حتّٰی کہ تمام کائنات اس کی تابع فرمان بن جاتی ہے اور اس طرح جب وہ دنیا کو چھوڑ کر خدا کی ذات کو اپنی زندگی کا مقصود بنا لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ شاہانِ زمانہ کو اس کا دست نگر بنا کر اس کی قدمبوسی پر آمادہ کر دیتا ہے

حضرت صاحبزادہ احمدیؒ نے اس کتاب میں یہ تاکید کی ہے کہ انسان جہدِ مسلسل کے ذریعے بالآخر اپنے نصب العین میں کامیاب ہوجاتا ہے ۔مقصد حیات کے حصول کی راہ میں رکاوٹیں ضرور پیش آتی ہیں لیکن مردانہ وار مقابلہ کرکے ان کو اپنے راستے سے ہٹایا جاسکتا ہے ۔ دنیا میں بعض کام بظاہر ناممکن نظر آتے ہیں لیکن اگر انسان ہمت و استقلال کا دامن تھامے رکھے تو بالآخر وہ ناممکن کام بھی ممکن ہوجاتے ہیں ۔قصہ" شہزادہ جہاندارشاہ " میں ایک بادشاہ شہزادہ جہاندارشاہ کو اپنی بیٹی اس کے نکاح میں دینے کے لئے یہ شرط لگاتا ہے کہ ۔

| | |
|---|---|
| چہ د نۂ لیدلو خیز کړہ تۂ ښکارہ | ایسی چیز دکھا دو جو دیکھنے کی نہ ہو |
| چہ تمام عالم ې وکہ ننـــــــدارہ | اور تمام لوگ اس کا نظارہ دیکھیں ۔ |
| چہ د نۂ لیدلو حال وې زۂ ې واؤرم | نہ دیکھنے کا حال ہو اور میں سن لوں |
| پہ ھغہ ساعت بل څہ لہ خلق نہ اورم | اور اس وقت لوگوں سے دوسری چیز نہ سنوں |

یہ شرط بظاہر بہت مشکل بلکہ ناممکن تھی مگر شہزادہ مذکور نے کمر ہمت باندھ لی اورآخرکار اس بظاہر ناممکن بات کو ممکن بنا کر اپنے مقصد کے حصول میں کامیابی حاصل کی ۔ (۱)

صاحبزادہ احمدی نے اس کتاب میں جابجا پٹھانوں کے معاشرہ کے مختلف پہلوؤں

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ۔ہفت کشور ( قلمی ) ص ۱۰۶ ۔۱۳۱ ۔

کی بڑی خوبصورت انداز مین عکاسی کی ہے -

حضرت صاحبزادہ احمدی نے مختلف پیرایون مین پند و نصیحت کے جو مضامین دئیے ہین وہ ان کے کلام مین جابجا جواہر پارون کی شکل مین موجود ہین -ایک جگہ عقل و عشق کا مقابلہ کرتے ہوئے لکھتے ہین -

| عقل | عشق |
| --- | --- |
| عقل راته وايئ چه اوس‌ترت د مینې کارکړه | عشق دا رنګ وايئ ته په مینه زړهٔ ګلزار کړه |
| عقل راته وايئ چه د مینې بدنامي ده | عشق دا رنګ وايئ چه په مینه ځان سنګار کړه |
| عقل راته وايئ په عالم به شرمنده شې | عشق دا رنګ وايئ ته سر اوس‌دا د ستار کړه |
| عقل راته وايئ په عالم بسه مسخره شې | عشق دا رنګ وايئ ته ترې غاړې له جوړ هار کړه |
| عقل راته وايئ جماعت‌کښې مدام اوسه | عشق دا رنګ وايئ دیوالونه ئې هوار کښه کړه |
| عقل راته وايئ عبادت‌کښې ثواب ډیر دې | عشق دا رنګ وايئ شراب څکه بنه ځان خمار کړه |
| عقل راته وايئ کار د دین که چه دیندار شې | عشق دا رنګ وايئ له دې کاره ځان اوزګار کړه |
| عقل راته وايئ د ملایانو مجلس‌بنه دې | عشق دا رنګ وايئ ته له دې نه ځان بیزار کړه |
| عقل راته وايئ علم زده کړې چه ملا شې | عشق دا رنګ وايئ له دې زده کړې ځان اوزګار کړه |
| عقل راته وايئ علم زهد دواړه بنهٔ دي | عشق دا رنګ وايئ ته د مینې زده ګفتار کړه |
| عقل راته وايئ علم ښکل زده کړه چه بنهٔ شې | عشق دا رنګ وايئ قلم مات‌کاغذ ګزار کړه |
| عقل راته وايئ مصلي باندې پاس‌کښینه | عشق دا رنګ وايئ ته ئې خیرې تار په تار کړه |
| عقل راته وايئ مونځ روژه کوه چه بنهٔ شې | عشق دا رنګ وايئ ته په مینه ځان بیمار کړه |
| عقل راته وايئ ځه په کوټ د خلوت‌کښینه | عشق دا رنګ وايئ سر په مینه کښ‌بیدار کړه |

عقل راته وایٔ ځه مسجد له وعظ اوره
عشق دا رنګ وایٔ چه به یار پسې کوکار کړه

عقل راته وایٔ ځان ساته له تهمتونو
عشق دا رنګ وایٔ د تهمت ځان خریدار کړه

عقل راته وایٔ عبادت پښې زر پاسه
عشق دا رنګ وایٔ صبر نه دې ځه خو وار کړه

عقل راته وایٔ مه کړه مینه چه تهمت دې
عشق دا رنګ وایٔ ځان له عقله توبه ګار کړه

عقل راته وایٔ مینه د رسته لیونتوب دې
عشق دا رنګ وایٔ لیونتوب ځان له اختیار کړه

عقل راته وایٔ مینې د رست عالم رسوا کړ
عشق علم دا رنګ وایٔ چه ته زده هم دا ویار کړه

عقل راته وایٔ مینه بده بد بویٔ ده
عشق دا رنګ وایٔ ځان د دې دوکان عطار کړه

عقل راته وایٔ هیڅ فائده مینه کښې نشته
عشق دا رنګ وایٔ ګریوان خپل پرې ګاري وار کړه

عقل راته وایٔ رنګ دې زېړ شي چه زوریږې
عشق دا رنګ وایٔ جاري اوښکې په رخسار کړه

عقل راته وایٔ نارې مه وهه په زوره
عشق دا رنګ وایٔ د بلبل په دود چغار کړه

عقل راته وایٔ سر سر تور پیاده مه ګرزه
عشق دا رنګ وایٔ په بنړ و جارو دا لار کړه

عقل راته وایٔ حکم دار شه ته د خلقو
عشق دا رنګ وایٔ ځان د مینې خدمتګار کړه

عقل راته وایٔ مینه پرېږده لیونې شوې
عشق دا رنګ وایٔ همیشه د مینې کار کړه

عقل راته وایٔ خوشحالي کوه هوس که
عشق دا رنګ وایٔ هوس لاندې تر پیزار کړه

عقل راته وایٔ ته د یار په رضا مه ځه
عشق دا رنګ وایٔ مینه پوزې له مهار کړه

عقل راته وایٔ د زړه زخم دې تکور کړه
عشق دا رنګ وایٔ مالګه دوړه به پرهار کړه

عقل راته وایٔ مدام مه ځه د یار در له
عشق دا رنګ وایٔ ځان ئې نقش د دیوار کړه

عقل راته وایٔ مخ کړه پټ کناره اوسه
عشق دا رنګ وایٔ ته د ښکلي مخ دیدار کړه

عقل راته وایٔ د نااهلو کناره شه
عشق دا رنګ وایٔ د رببار ته دېر مدار کړه

عقل راته وائ د نا اهلو خوئ ته" پرېږده — عشق دا رنګ وائ شپه او ورځې ته" دا کارکړه

عقل راته وائ د پلار نوم د هبته کړه — عشق دا رنګ وائ د مئينو ځان سالار کړه

عقل راته وائ عاشقي په زړه" پرهرز دي — عشق دا رنګ وائ تې رفو پــه نري تار کړه

عقل راته وائ مور او پـلار د شرمنده کړه — عشق دا رنګ وائ ځان مجنون ليلى و نهار کړه

عقل راته وائ ته" په يار پسې مه" ګرزه — عشق دا رنګ وائ تله" راتله" پسې بسيار کړه

عقل راته وائ يار د خاوړې د لحد شه" — عشق دا رنګ وائ ځان فقير ئې په مزار کړه

عقل راته وائ هدېره د د يار ملك شو — عشق دا رنګ وائ ته" وطن دغه د يار کړه

عقل راته وائ هيڅ فائده مينه کښ نشته — عشق دا رنګ وائ ځان د مينې خدمتګار کړه

خوله" د وايم بند کړه پس له دې واوره غريبــه
(۱)
مرګ چه نن صبا دې پس د دې نه استغفار کړه

زین النساء

یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ نرینہ اولاد مین سے آپ کے صرف دو صاحبزادے تھے یعنی حضرت صاحبزادہ محمدؒ اورحضرت صاحبزادہ احمدؒ ۔صاحبزادیون کی صحیح تعداد معلوم نہین ہے ۔اب تک صرف ایک صاحبزادی یعنی" زین النساء " کا نام معلوم ہو سکا ہے ۔

موصوفہ نہایت پاکدامن اور زاھد ' عابدہ خاتون تھین اور اپنے دیگر افراد خاندان کی طرح وہ بھی مذھبی اور علمی خدمات مین برابرکی شریک رہین ۔اور کاتبون سے قرآن کریم کے نسخے لکھوا کر فی سبیل اللہ وقف کر دیتین ۔

راقم الحروف کو قرآن کریم کا ایک قلمی نسخہ ملا ہے جس کے آخر مین حسب ذیل عبارت قلمبند کیا گیا ہے ۔

(۱) ماخوذ از هفت کشور (قلمی) ۔

"این قرآن مجید و فرقان حمید رابعہ ثانی خدیجۃ درانی زین النساء

بنتہ عمدۃ المتورعین قطب الاقطاب غوث زمان حضرت میان صاحب چمکنیؒ

حسبۃ للہ وقف کردہ ۱۲۳۱ھ"

اس عبارت سے اگر ایک طرف ان کی عظمت پر روشنی پڑتی ہے تو دوسری طرف اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ زین النساء ۱۲۳۱ھ / ۱۸۱۵ء تک زندہ تھیں اور اپنی خاندانی روایات کے مطابق دینی خدمات میں سرگرم عمل رہیں -واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب - (۱)

---

(۱) حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کی نرینہ اولاد -ایک تحقیق

متأخرین تذکرہ نگاروں نے آپ کی نرینہ اولاد کے بارے میں اختلاف کیا ہے -نصراللہ خان نصر -عبدالروفؒ نوشہروی اور ہمیش خلیل نے اپنی کتابوں میں محمدی -عبداللہ اور میاں گل تین صاحبزادوں کے نام گنائے ہیں -(سلسلہ اولیاء سرحد د چمکنو میاں صاحب از نصراللہ خان نصر (میاں صاحب چمکنی) ص ۱۲ طبع پشاور مئی ۱۹۵۱ء و بحرالانوار از عبدالروفؒ نوشہروی ص ۲۱۲ طبع پشاور ۱۳۸۴ھ - ورکہ خزانہ مرتبہ ہمیش خلیل حصہ دوم ص ۲۷۸ طبع پشاور ۱۹۶۰ء ) عبدالحلیم اثر صاحب ایک جگہ تو آپؒ کے دو بیٹوں کی تعداد بیان کرتے ہیں (روحانی تڑون از عبدالحلیم اثر ص ۷۸۳ اشاعت اول طبع پشاور ۱۹۶۵ء ) مگر دوسری جگہ صاحبزادہ عبداللہ کو منجھلا بیٹا بتاتے ہیں (تیرھیر شاعران از عبدالحلیم اثر ص ۱۳۷ اشاعت اول طبع پشاور ۱۹۶۳ء ) جس سے اس حقیقت کی غمازی ہوتی ہے کہ مؤلف موصوف حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کے صاحبزادوں کی تعداد کے بارے میں محوِ شک اور تذبذب کے شکار ہیں -

حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کے صاحبزادوں کی تعداد کے بارے میں اختلاف کے دو وجوہات ہیں -

(۱) سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ آپ کے چھوٹے صاحبزادے احمدی گل نامون سے مشہور

.................................................................

= تھے اور شعر مین بھی ایک سے زیادہ تخلص استعمال کرتے تھے -

(۲) دوسری وجہ بعض لوگون کے زبانی بیانات ھین جنھون نے غلطی سے حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے بھتیجون کو بھی میان صاحب کی اولاد مین شمار کیا ھے -

صاحبزادہ احمدی اپنے والد بزرگوار کی وفات کے ۳۳ برس بعد اپنا شجرہ نسب بیان کرتے ہوئے لکھتے ھین کہ -

| | |
|---|---|
| زۂ یمہ میانگل مشر لہ ما محمدي وو | مین میان گل ھون اور مجھ سے بڑا محمدی تھا |
| پلار زمونږ حضرت محمدعمرنقشبندي وو | (اور) ھمارے والد صاحب محمدعمر نقشبندی تھے |

(شجرہ نسب از صاحبزادہ احمدی (قلمی) ۱۲۲۳ ھ)

اس شعر مین صاحبزادہ احمدی نے صرف اپنے ایک بڑے بھائی محمدی کا ذکر کیا ھے - جو اس وقت وفات پا چکے تھے اور چونکہ یہ بیان آپ نے اپنے والد کی وفات کے بعد دیا ھے اس لئے یہ اس بات کی قطعی دلیل ھے کہ حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے صرف دو صاحبزادے تھے -

حضرت میان صاحب چمکنی اپنے صاحبزادون کی تعداد اور اسماء کے بارے مین فرماتے ھین کہ -

۱۱۸۳ ھ

فی ایام تاریخ غفقج لی ابنان اسمیھما محمدی و احمدی (شمس الھدیٰ (قلمی) از میان صاحب چمکنی ص ۳۳ - ۱۱۸۳ ھ) -

اسی طرح قصیدہ اللآلی مین بھی آپ نے یہی دو نام بتائے ھین - (دیباچہ اللآلی علی نہج قوافی الامالی) -

حضرت میان صاحب چمکنی اپنی کتاب توضیح المعانی مین اپنے صاحبزادون کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ھین کہ

| | |
|---|---|
| نورالعین محمدي مشر فرزند | نورالعین محمدی بڑا بیٹا ہے |
| وریسې عبید الله دي ارجمند | اور اس کے بعد (فرزند) ارجمند عبیداللہ ھے |

==

= په میان گل سره مشهور په هر دیار | هر ملک مین میان گل کے نام سے مشہور ہے
راغې کیناست ونیو د ه ٔ خما کنـا ر | آگیا اور میرے پہلو مین بیٹھ گیا

(توضیح المعانی (قلمی) ازمیان صاحب چمکنی ص ۷)

یہان آپ نے احمدی کی جگہ عبداللّٰہ کا ذکر کیا ہے جو میان گل کے نام سے مشہور تھے - اس بیان سے ذہن مین الجھن پیدا ہوسکتی ہے مگر اس کی وضاحت کے لئے صاحبزادہ احمدی کا اپنا بیان موجود ہے - وہ لکھتے ہین کہ :

| | |
|---|---|
| محضه نوم که خما غواړې | اگر میرا اسم محضہ (معلوم کرنا) چاہتے ہو |
| په طلب ې لمن نخاړې | اور اس کی طلب کا ارادہ ہے |
| په عبیدالله موسوم دې | عبداللّٰہ کے نام سے موسوم ہون |
| چانه پټ چاته معلوم دې | کسی سے پوشیدہ اور کسی کو معلوم ہے |
| عبدالله لقب خما دې | عبداللّٰہ بھی میرا لقب ہے |
| پرخبر اعلی ادنی دې | جس کی اعلی و ادنٰی کو خبر ہے |
| احمدي م هم لقب دې | احمدی بھی میرا لقب ہے |
| چه دا نوم خما په لب دې | یہ نام جو میری زبان پر ہے |
| خو مشهور زه ٔ په میان گل یم | لیکن میان گل کے نام سے مشہور ہون |
| چه د د باغ اوس بلبل یم | اور جو اب اس باغ (نقشبند یا باغ پشاور) کا بلبل ہون - |

(عبرت نامہ (قلمی) از میان صاحبزادہ احمدی ص ۶۳ - ریکارڈ آفس لائبریری پشاور ایضاً ملاحظہ ہو لائق السمعہ فی تحقیق الجمعۃ از صاحبزادہ احمدی (قلمی) ۱۲۰۳ ھ کتب خانہ اسلامیہ کالج پشاور - مقاصد الفقہ از صاحبزادہ محمدی (قلمی) ص ۸ - ۹ کتب خانہ پشتواکیڈیمی پشاور یونیورسٹی - برھان الاصول از صاحبزادہ محمدی (قلمی) ص ۲ کتب خانہ اسلامیہ کالج پشاور -

*********

مسجد صاحبزادگان

## باب یازدہم
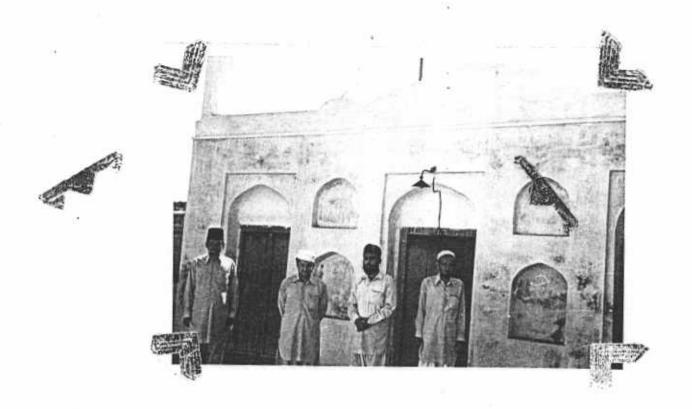
### مشاہیر خلفاء و مریدین

حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے خلفاء و مریدین اور معتقدین و متوسلین کی تعداد بہت زیادہ ہے ان مین سے جن حضرات کے حالات مجھے دستیاب ہوئے ہین ان مین سے چند مشاہیر مریدین کے احوال مندرجہ ذیل ہین ۔

### احمد پشاوری

احمد پشاور کے رہنے والے تھے اور رنگریزی کا کاروبار کرتے تھے ۔نہایت زاہد و عابد اور پرہیزگار آدمی تھے اور حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے فیض یافتہ مرید تھے ۔مولانا دادین ان کی ریاضت و عبادت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہین کہ:

| | |
|---|---|
| چہ احمد د پیښور یو ښه رنگریز وو | احمد شہر پشاور کے ایک اچھے رنگریز تھے |
| پرہیزگارہ تقوی دارہ سحرخیز وو (١) | وہ پرہیزگار، متقی اور سحرخیز (آدمی) تھے |

ایک اور معاصر عالم ان کے اخلاق و عادات اور طاعات و عبادات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہین ۔

| | |
|---|---|
| حق شناس شیرین گفتار زاهد شب خیز | حق شناس ۔شیرین گفتار ۔زاہد و شب خیز |
| دې ناقل د د کلام احمد رنگریز (٢) | احمد نامی رنگریز اس کلام کو نقل کرنے والے ہین |

احمد کا بیان ہے کہ ابتداء مین جبکہ مسجد کلان چمکنی کی تعمیر نہین ہوئی تھی تو حضرت میان صاحب چمکنیؒ نمازِ جمعہ کے لئے مسجد خواجہ معروف واقع گنج (پشاور شہر) مین

---

(١) مناقب از مولانا دادین ورق ٣٠

(٢) مناقب از مولانا مسعودگل ص٧

تشریف لایا کرتے تھے - اور جمعہ کے دن آپ سے فیض حاصل کرنے کی خاطر بے شمار لوگ وھان جمع هوکر آپ کی آمد کا بے تابانہ انتظار کرتے تھے -

منتظر به دوعالم د ده جمال ته
لکه گوري روژتي د عید هلال ته (۱)

تمام لوگ آپ کے جلال کے (اس طرح) منتظر رهتے (جیسا کہ) روزہ دار عید کے هلال کو (نہایت شوق کے ساتھ) دیکھتا هے -

احمد مذکور بیان کرتے هین کہ ایک دن حسبِ عادت نمازِ جمعہ کے بعد حضرت میان صاحب جھکیؒ واپس جا رهے تھے آپ کی همرکابی کا شرف حاصل کرنے کے لئے مین بھی آپ کے ساتھ چل دیا - لکھتے هین -

یوه ورځ په عادت مالوف سره
راروان شه دي د خداي په یادکره
ما و زه هم ورسره یو څو قدم
لاړ شم واخلم سعادت له پاك دم
راروان زه ورپسې لکه سایه شوم
د سایې پاکې د ده زه همسایه شوم
ولې سترګې د ده له ښه جمال
مړیدلې ي نه له جمال باکمال
له دیدن ي هرګز نه مړیدم
له فرقت ي په زړه ډیر کړیدم (۲)

ایک دن حسب عادت
یہ خدا کا بہت ذکر کرنے والا روانہ هوا
مین نے (دل مین کہا) کہ مین آپ کے همراہ
چند قدم اور آپ کے وجود سے سعادت حاصل
کرون مین سایہ کی طرح آپ کے ساتھ روانہ هوا
اور آپ کے سایہ پاک کا همراهی هوا
مگر آپ کے جمال باکمال سے
آنکھین سیر نہین هوتی تھین - اور
آپ کے دیدار سے هر گز سیر نہین هوتا تھا
اور آپ کی جدائی سے بہت رنجیدہ خاطر هوتا تھا

(۱) مناقب از مولانا دادین ورق ۳۰ - ۳۱ و ۴۹ - ایضاً ملاحظہ هو مناقب از مسعود گل ص ۷ - ۸

(۲) مناقب از مولانا دادین ورق ۳۰ - ۳۱ - مناقب از مولانا مسعود گل ص ۷ - ۸

احمد موصوف کہتے ہین کہ دوران سفر آپ کی کرامت و تصوف کے عجیب و غریب مناظر دیکھنے مین آئے جس کے بعد آپ کے کمال ولایت پر میرا اعتقاد اور بھی مستحکم ہوگیا - اس سفر کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہین -

کرامت م د یقین په خاطر زیاد شه
چه تر غره ئ ځما مضبوط پر اعتقاد شه
نور هاله م په ارشاد زړه ئ مشرف کړ
ارادت مې زړه ئ تلقین د ده ئ کنف کړ
په ارشاد ې مشرف کړ ځما زړه ئ
په احیا پالنه وشوله د مړه ئ
منقلب زړه ئ م ئې پورته ود راوو
زړه ئ م سر په ذکر ننه خوشاوو (۱)

آپ کی کرامت ( دیکھ کر ) دل کے یقین و اطمینان اور زیادہ اضافہ ہوا اور پہاڑ کے مانند میرا اعتقاد مضبوط ہوگیا - بعد ازان آپ کے ارشاد سے دل مشرف کیا اور آپ کی ارادت دل مین جم کر رہ گئی -
( جب ) ارشاد و تلقین سے میرا دل منور کیا تو مُردے کی جان مین جان آگئی
میرے قلب منقلب کو بالکل راست کیا اور ( اس کے بعد میرا دل ذکر الٰہی مین مصروف ہوکر اندر سر ہلانے لگا -

احمد شاہ درانی رحمۃ اللّٰہ علیہ
( المتوفی ۱۱۸۶ ھ / ۱۷۷۲ ء )

احمد شاہ درانیؒ اپنے دور کے بڑے نکتہ سنج عارف اور زاھد و عابد صوفی باد شاہ گزرے ہین - (۲) آپ کا اصلی نام احمد خان تھا مگر افغان لوگ عقیدت و احترام کے باعث ان کو احمد شاہ باباؒ کے نام سے یاد کرتے ہین -

آپ قوم افغان کے مشہور قبیلہ ابدالی کی سدوزئی شاخ سے تعلق رکھتے تھے - ۱۱۳۵ ھ مین ھرات مین پیدا ہوئے - والد بزرگوار کا نام زمان خان تھا - قند ھار کے ابدالی قبیلہ کے رئیس تھے

---

(۱) مناقب از مولانا دادین ورق ۳۱ -

(۲) مثنوی پس چه باید کرد از علامه اقبال طبع چهارم ۱۹۵۸ ء ص ۳۴ -

اور عرصہ دراز تک ہرات کے حکمران رہے ۔

زمان خان کی وفات کے بعد اس کا بڑا بیٹا ذوالفقار خان ۱۱۳۶ھ ۔ ۱۷۲۳ء مین ہرات کا حاکم مقرر ہوا اور ۱۱۳۸ھ ۔ ۱۷۲۵ء کے حدود مین فراہ کی حکومت سنبھال لی ۔ ۱۱۳۹ھ ۔ ۱۷۲۶ء مین نادرشاہ افشار نے ہرات پر لشکر کشی کا آغاز کیا اور ۱۱۴۱ھ ۔ ۱۷۲۸ء تک یہ مہم جاری رہی ۔ ۱۱۴۲ھ ۔ ۱۷۲۹ء مین ذوالفقار خان فراہ سے ہرات واپس آیا ۔ ۱۱۴۳ھ ۔ ۱۷۳۰ء کے اواخر مین نادرشاہ نے ہرات کو فتح کیا اور ذوالفقار خان اور اس کے دس سالہ بھائی احمدخان کو گرفتار کرکے قید کر لیا ۔ ۱۱۵۰ھ ۱۷۳۷ء مین جب نادرشاہ نے قندھار پر قبضہ جمایا تو ذوالفقار خان اور اس کے بھائی احمد خان کو رہا کرکے مازندران بھیج دیا ۔ ۱۱۵۴ھ ۔ ۱۷۴۱ء تک دونون وھین پر مقیم رہے ۱۱۵۱-۵۲ھ ۔ ۱۷۳۸-۳۹ء مین ھند پر لشکرکشی کے بعد جب نادرشاہ واپس آیا تو احمد خان نے مازندران سے آکر اس کی خدمت مین حاضری دی اور بادشاہ نے ان کو اپنے افغان افسرون کی جماعت مین شامل کر لیا ۔

احمدخان نے اپنی ذاتی قابلیت ، خوش اخلاقی اور خاندانی شہرت کی بناء پر بہت ترقی کرلی اور بہت جلد نادرشاہ کے نہایت معتمد افسرون مین ان کا شمار ہونے لگا ۔ سفر و حضر دونون مین اس کے ہمراہ رہے اور جب اس کو خبوشان مین قتل کر دیا گیا تو اس موقعہ پر بڑی بہادری کا مظاہرہ کیا اور اپنے افغان اور ازبک دستون کی مدد سے نادرشاہ کے حرم کو لوٹ مار سے بچا لیا ۔ اس خدمت کے عوض نادرشاہ کی ملکہ نے احمدخان کو بڑے بڑے انعامات و اکرامات سے نوازا اور مشہور و معروف ہیرا " کوہ نور " اس کے سپرد کر دیا ۔

نادرشاہ کے قتل کے بعد احمدخان اپنا لشکر لے کر ہرات کے راستے پایۂ تخت

قندھار روانہ ہوئے اور رجب ۱۱۶۰ھ - ۱۷۴۷ء کو قندھار آئے - یہان پہنچ کر افغان سردارون کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس مین بادشاہ کے انتخاب پر گفتگو ہوئی مگر کافی بحث و تمحیص اور لے دے کے بعد جب کوئی فیصلہ نہ ہوسکا تو صابر شاہ نامی درویش کی تحریک پر ۲۵ سالہ نوجوان احمدخان قندھار کے تخت سلطنت پر متمکن ہوئے (۱) - انھون نے اپنے قبیلے " ابدالی " کا نام بدل کر " درانی " رکھا اور خود " دُرِّ دَرّان " لقب اختیار کیا - اپنے تدبر و لیاقت سے چھوٹے چھوٹے منتشر شکڑون کو مربوط کرکے ایک آزاد حکومت کی بنیاد ڈال دی اور اس کا نام " افغانستان " رکھا (۲) -

احمدشاہ درانیؒ نہایت شجاع اور شمشیر زن مرد میدان تھے - ان کی ساری زندگی کفار اور اسلام دشمن قوتون کے خلاف مہمات مین گزری - تخت نشینی کے بعد نوبار ہندوستان پر لشکرکشی کی - ۱۱۶۱ھ - ۱۷۴۸ء مین کابل ، پشاور ، سندھ اور ملتان پر قبضہ کیا - ۱۱۶۳ھ - ۱۷۴۹ء مین ہرات ، بلوچستان ، بلخ اور بدخشان کو زیر نگین کیا - ۱۱۶۵ھ - ۱۷۵۱ء مین کشمیر کو فتح کیا اور پنجاب کو قطعی طور پر اپنی

---

(۱) یہان تک حالات اخبار ہیواد کابل ۷۶-۱-۲۳ تا ۷۶-۲-۲۲ بحوالہ احمدشاہی تاریخ تالیف محمود الحسینی منشی دربار احمدشاہ درانی سے ملخصاً ماخوذ ہین -

(۲) تواریخ حافظ رحمت خانی اردو ترجمہ ازروشن خان ۱۹۷۶ء ص ۳۳۳ -

مولفین لکھتے ہین کہ اپنے قبیلے کا نام تبدیل کرنا ، " درّ دران " لقب اختیار کرنا اور اپنی سلطنت کا نام افغانستان رکھنا - یہ تینون بنیادی کام احمدشاہ درانی نے حضرت میان صاحب چمکنیؒ کی تجویز و مشورہ کے مطابق اختیار کئے تھے -

( تواریخ حافظ رحمت خانی ص ۳۳۳ بحوالہ احمدشاہ از گنڈاسنگھ ص۲۸ - تنگہالی پشتانہ ص ۱۲۹ - ۱۳۰ اولیاءکرام ص۱۰۷ ) -

*******

سلطنت مین شامل کرلیا ۔ ۶۸-۱۱۶۷ھ ۔ ۵۳-۱۷۵۳ء مین خراسان پر قبضہ جمایا ۔
۱۱۷۰ھ ۔ ۱۷۵۶ء مین هندوستان پر لشکرکشی کرکے پایۂ تخت دھلی پر اپنا پرچم لہرایا
۷۳-۱۱۷۳ھ ۔ ۶۰-۱۷۵۹ء مین پانی پت کے میدان مین مرھٹون کا قلع قمع کیا ۔ ۷۷-
۱۱۷۵ھ ۔ مین پنجاب اور کشمیر مین سکھون کی بغاوت کو فرو کیا یہان تک کہ ۱۱۸۱ھ ۔
۱۷۶۷ء تک اپنی سلطنت کو دریائے جیحون سے لے کر بحر عرب تک وسیع کردیا[1]۔

جہان تک احمدشاہ درانیؒ کے حالات زندگی ، جنگی مہمات اور سیاسی کارھائے
نمایان کا تعلق ھے اس پر بہت کچھ لکھا جاچکا ھے اور ایک عادل فرمانروا ، ایک جنگ
آزما مجاھد ، ایک دوراندیش سیاستدان ، ایک عظیم مدبّر اور کامل مرد مومن کے لحاظ سے
ان کی عظمت کی نمایان دلیل یہ ھے کہ ۱۱۶۰ھ مین نہایت بے سرو سامانی کی حالت مین
تخت نشین ھوئے ۔ مگر پانچ چھ سال کی قلیل مدت مین مشہد مقدس سے لے کر دھلی تک
تمام مخالف قوتون کو زیر کرکے اپنی بالا دستی کا لوھا منوا لیا ۔ ان تمام کارنامون کی
تفصیلات مین جانا ھمارے دائرہ موضوع سے خارج ھے البتہ ھم یہان اپنے موضوع کی مناسبت
سے صرف ان کی خدا ترسی ، علم دوستی ، تصوف کے ساتھ لگاؤ اور علماء و بزرگان دین
کے ساتھ عقیدت و محبت کا مختصر حال بیان کر دین گے ۔

آپ ایک نیک رائے ، پاک نفس ، سلوک و طریقت کی طرف مائل اور بزرگان دین
کے قدردان انسان تھے ۔ صابرشاہ مجذوب کے ساتھ ان کی گہری عقیدت اور قریبی تعلق
اظہر من الشمس ھے جو احمدشاہ درانی کے درباری منشی محمود الحسینی کا بیان ھے کہ
جب قندھار کے قومی جرگہ مین احمدشاہ کا نام بادشاھت کے لئے پیش ھوا تو احمدشاہ
درانی نے یہ کہہ کر بادشاھت سے انکار کر دیا کہ

---

(۱) دائرۃ المعارف آریانا ج ۲ (پشتو) مقالہ از عبداللہ ھروی ۱۳۳۲ھ ۔

" مین نہین چاہتا کہ دنیاوی کامون مین مصروف ہو جاوں ۔ مین چاہتا ہون کہ دنیاوی علائق سے الگ تھلگ رہ کر زندگی بسر کرون " مگر بعد مین جب صابر شاہ درویش نے ان کو بادشاہت قبول کرنے کی ہدایت کی تو احمدشاہ درانیؒ یہ ذمہ داری قبول کرنے کے لئے رضامند ہوگئے ۔ (۱)

احمدشاہ درانیؒ ایک اچھے عالم اور صوفی مشرب آدمی تھے اور خداجوئی کا سچا ذوق رکھتے تھے ۔ گوشۂ تنہائی مین اکثر خدا کی درگاہ مین ہاتھ اٹھائے ہوئے زبان پر یہ کلمات جاری رہتے تھے کہ :

" اے اللہ مین اپنے گناہ سے شرمندہ ہون اور تجھی سے التماس کرتا ہون کہ تیری درگاہ پر آکر تیری رحمت سے کوئی مایوس نہین گیا ۔ اے خدا تیری رحمت کی کوئی حد نہین اور میرے گناہ بے پایان ہین ۔ اپنے عمل پر اعتماد نہین ۔ کلمۂ طیبہ کا سہارا لیتا ہون ۔ اپنے گناہون پر نظر پڑتی ہے تو کہتا ہون کہ کاش، مین خس و خاشاک ہوتا ۔ اے اللہ میری سرشت گناہون اور ~~خواہشا~~ خواہشات نفسانی مین آلودہ ہے ۔ ہزار کوشش کرون شیطان سے نجات نہین ملتی ۔ اگر دل کو برائی سے بچانا ممکن ہو تو بھی آنکھون کو بچانا ممکن نہین ہے ۔ ( پھر اپنی طرف متوجہ ہو کر کہتے ہین ) اے احمد ! خدا ہی سے مدد مانگو اور دولت و جاہ پر بھروسہ نہ کر " ۔ (۲)

---

(۱) اخبار ہیواد کابل ۴۷+ ۱-۱۳ بحوالہ احمدشاہی تاریخ از محمود الحسینی ( قلمی ) ورق ۲۲ ، ۲۳ ۔

(۲) اصل عبارت یہ ہے ۔

| | |
|---|---|
| زہ زاري کوم الله | شرمنده يم پــــر گناه |
| نا اميد ستا له رحمته | تللې نه دې له درگاه |

آپ اپنا بیشتر وقت اپنے درباری علماء کے ساتھ دینی مسائل پر گفتگو اور بحث و تمحیص میں گزارا کرتے تھے ـ (١) دربار میں شیخ الاسلام قاضی ادریس خان ، قاضی فیض اللہ خان ، ملا گل محمد ، ملا شریف ، ملا عبدالغفار اور مرزا عبداللہ خان وغیرہ جیسے کئی عالم و فاضل حضرات ہر وقت موجود رہتے تھے ـ

مشہور انگریز مورخ الفنسٹن ، احمدشاہ درانی کے دینی رجحانات کی شاہدی کرتے ہوئے لکھتے ہیں ـ

> Ahmad Shah had a religious bent of mind and was fond of the society of learned and holy men. He treated the Mullas and darveshes with great respect and his devotion to Sabir Shah wqs universally known. ( 2 )

---

= د تا فضل کرم لویــر دي — له عمل یم روسیــاه

په عمل م باور نشتــــه — کلیمه به کرم پنا ه

چه وخپل عمل ته گورم — وایم کشکې وې گیاه

نفس شیطان راسره مل دي — نه شي یو کار عند الله

که تلاش کرم نه خلاصیژم — له شیطان له بده چاه

که د زړه ساتنه وشي — سترګې خرنګ شي نګاه

تــه یاري غواړه احمــد ه

لــه بنهٔ خدایه نه له جاه

دیوان احمدشاہ ابدالی ـ اشاعت اول ۱۹۶۳ء مطبوعہ پبلک آرٹ پریس پشاور ص ١٩٧ -

=

****

یعنی احمدشاہ مذہبی رجحان رکھتا تھا اور علماء و بزرگ لوگوں کی صحبت کا شوقین تھا ۔ وہ ملاّ اور درویش صفت لوگوں کے ساتھ عزت و احترام کا سلوک کرتا تھا اور صابرشاہ ( درویش ) کےساتھ اس کی عقیدت و محبت شہرۂ آفاق تھی ۔

احمدشاہ درانیؒ کو تصوف و طریقت مین بھی بہت اعلیٰ مقام حاصل تھا اور ان کا دیوان اس بات کا قطعی ثبوت فراہم کرتا ہے کہ راہ سلوک کے تمام اسرار و رموز اور احوال و مقامات سے اچھی واقفیت رکھتے تھے ۔ ان کی دینداری اور دین پسندی کا اس سے بڑھ کر ثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ نابغۂ زمانہ حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہؒ دہلوی نے سرزمین ہند کی بیماری کی تشخیص کی تو اس کے علاج کیلئے احمدشاہ درانیؒ ہی کا انتخاب کرکے لشکرکشی کی دعوت دی ۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ ان کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہین کہ :-

" درین زمانہ پادشاہی کہ صاحب اقتدار و شوکت باشد و قادر بہ شکست لشکر کفار و دوراندیش ، جنگ آزما غیر از ملازمان آنحضرت موجود نیست لاجرم برآن حضرت فرض عین است قصد ہندوستان کردن و تسلط کفار مرہٹہ برہم زدن و ضعفائے مسلمین را کہ در دست کفار اسیر اند خلاص فرمودن اگر غلبۂ "

اس زمانے مین ایسا بادشاہ جو صاحبِ اقتدار و شوکت ہو اور لشکر کفار کو شکست دے سکتا ہو دور اندیش اور جنگ آزما ہو سوائے آنجناب کے اور کوئی موجود نہین ہے ۔ یقینی طور پر جناب عالی پر فرض عین ہے ہندوستان کا قصد کرنا اور مرہٹون کا تسلط توڑنا اور ضعفائے مسلمین کو غیر مسلمون کے پنجے سےآزاد

---

= (۱) اخبار هیواد کابل مورخہ ۲۷-۲-۱ بحوالہ احمدشاہی تاریخ ۔
احمدشاہ درانی از گنڈاسنگھ مطبوعہ بمبئی ۱۹۵۹ء ص ۳۲۹ ۔
ایضا شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات مرتبہ خلیق احمد نظامی ص ۱۹۱ ۔

(۲) احمدشاہ از گنڈا سنگھ ص ۳۲۹ ۔

*****

کفر معاذاللہ بر همین مرتبه ماند مسلمانان اسلام فراموش کنند و اندکی از زمان نه گذرد که قومی شوند که نه اسلام را دانند نه کفر را این نیز بلائی عظیم است که قدرت بر دفع آن به فضل ایزد منان غیر آن حضرت را نیست "(۱)

کرتا اگر غلبہ کفر معاذاللہ اسی انداز پر رہا تو مسلمان اسلام کو فراموش کردیں گے اور تھوڑا زمانہ گزرے گا کہ یہ مسلمان قوم ایسی قوم بن جائیے گی کہ اسلام اور غیر اسلام مین تمیز نہ کرسکے گی یہ بھی ایک بلائیے عظیم ہیے -اس کے دفع کرنے کی قدرت بہ فضل خداوندی جناب کے علاوہ کسی کو میسر نہیں ہیے -

احمد شاہ درانیؒ نے اپنی زندگی مین علم و علماء کی قدردانی کو اپنا مشن بنایا ہوا تھا -یہی وجہ ہیے کہ ان کے بر سر اقتدار آنیے کے بعد ہر طرف علوم و فنون کی ترقی کا آغاز ہو گیا -ایک معاصر تذکرہ نگار ابن منیر ان کی علم پروری کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہین کہ -

دوباره د علم قدر لور د لور شهٔ
جهل شهٔ په سر وهلو کوري خور شهٔ (۲)

دوبارہ ہر جگہ علم کی قدر و قیمت پیدا ہوئی اور جہل کا بیڑا غرق ہوکر آہ و فریاد کرنے لگا -

---

(۱) شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات مرتبہ خلیق احمد نظامی ص ۵۱ -۵۲
ایضاً تفصیل کے لئیے ملاحظہ ہو مکتوبات "مکتوب بہ نام شاہیے "ص ۱۰۵ -۱۰۹ -

(۲) مناقب غوث اعظم (قلمی) تالیف ابن منیر ص ۶۵ کتب خانہ پشتواکیڈیمی پشاور یونیورسٹی
مولانانورمحمد لکھتیے ہین : بل رحمت په کل افغان شهٔ چه ئې شاه درد ران شهٔ
هم عالم وو هم سني وهٔ فقیرد وست وهٔ ښهٔ دینی وه
چه دا د خواه د درست جهان شهٔ
احمد شاه غازي سلطان شـــهٔ (نورالبیان ورق ۹)

مولانا دادین لکھتیے ہین -
چه باد شاه دین پناه احمد شاه وو (مناقب ازمولانا دادین
تنګیالې د دین په کار کنبرېه جم جاه وو ورق ۱۴۳)

آپ اپنے فرزند ولیعہد تیمورشاہ کو وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہین کہ -

" مجالس علماء و فضلاء تشکیل نما و از ایشان دعوت نما و بوسیلہ ٔ ارباب علم و فضل خود را بہ وجوہ امور مذهب طبیعیات و جمیع علوم واقف نما و امور سلطنت را بہ دستیاری اتفاق و نظریات اهل علم و دانش بپا دار " - (۱)

علماء و فضلاء کی مجالس منعقد کیا کرو ان سے دعامانگا کرو اور ارباب علم و فضل کے ذریعے امور مذهب، طبیعیات اور دوسرے تمام علوم سے واقفیت حاصل کیا کرو اور ان کی مدد و مشاورت اور اهل علم و دانش کے ذریعے امور سلطنت انجام دیا کرو -

حضرت میان صاحب چمکنی ؒ کے ساتھ پیری و مریدی کا تعلق تھا - آپ کی صحبت نے ان کی دینی رجحانات کو مزید چمکا دیا جس کی وجہ سے ایک عالم - عادل اور دیندار بادشاہ کی حیثیت سے ان کی شہرت کو چارچاند لگ گئے تھے - (۲)

احمد شاہ درانی ۲۶/ رجب ۱۱۸۶ھ / ۱۷۷۲ء کو اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے اور قندھار مین مدفون هین - (۳)

یہ ایک کھلی حقیقت هے کہ احمد شاہ بابا ایک عظیم شخصیت کے مالک تھے - مذهب و سیاست کے میدان مین ان کو بڑی عظمت و شوکت حاصل تھی - شاعر مشرق علامہ محمد اقبال ان کی مدح سرائی کرتے ہوئے لکھتے هین -

مرد ابدالی وجودش آیتے ۔۔۔ داد افغان را اساسے ملتے

آن شہیدان محبت را امام ۔۔۔ آبروئے هند و چین و روم و شام

---

(۱) تیمورشاہ درانی ج اول اشاعت دوم طبع کابل ص ۵۳ -

(۲) مناقب از مولانا دادین ورق ۴۳ مناقب از نورمحمد ورق ۳۹ -

(۳) وفات کی صحیح تاریخ کی تحقیق کے لئے ملاحظہ ہو ماهنامہ "ثقافت لاهور اکتوبر ۱۹۶۴ء ص ۴۴-۴۸

نامش از خورشید و مه تابنده تر ‏ ‏ خاک قبرش از من و تو زنده تر

عشق رازے بود بر صحرا نہاد ‏ ‏ تو نه دانی جان چه مشتاقانه داد

از نگاه خواجه بدرو حنین ‏ ‏ فقر سلطان وارث جذب حسین

رفت سلطان زین سرائے هفت روز

نوبت او در دکن باقی هنوز (۱)

****

آزاد خان مهمند ارباب

آزاد خان ارباب محسن خان کا فرزند تھا - ارباب محسن خان حضرت میان صاحب جمکنی کے ساتھ بے حد عداوت و عناد رکھتا تھا - اللہ تعالی نے ارباب محسن خان کے گھر میں آزاد خان جیسا قابل اور نیک خصلت انسان پیدا فرمایا جو زیادہ تر وقت حضرت میان صاحب جمکنی کی صحبت و خدمت میں گزارتا - مولانا دادین آزاد خان کی عقیدت کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں -

---

(۱) جاوید نامه از محمد اقبال اشاعت ششم ستمبر ۱۹۷۲ء طبع لاهور ص۱۷۲ -

احمد شاہ درانی کے تفصیلی حالات کے ملاحظہ ہوں -

سراج التواریخ از محمود طرزی طبع کابل ۱۳۳۱ ھ -

تاریخ سلطانی از سلطان محمد خان طبع بمبئی ۱۲۹۸ ھ

احمد شاهی تاریخ از محمود الحسینی المنشی بن ابراهیم الجامی تصحیح و تعلیق سید مرادوف

اکیڈیمی علوم اتحاد شوروی ۱۹۷۴ء -

جهانکشائی درانی از عزیزالدین وکیلی طبع کابل -

عمدة التواریخ از سوهن لال سوری

مجمل التواریخ از عبدالحسن بن محمد امین -

=

ازادخان د محسن خان هسې فرزند دې
په تپه کښې د مهمند وارجمند دې
که ې پلار خو معتقد د صاحب نهٔ وو
د حضرت د مدينې د نائب نهٔ وو
ولې دې م معتقد د د جناب وو
د درګاه د ميان صاحب قطب الاقطاب وو (۱)

آزاد خان محسن خان کا ایسا بیٹا [illegible] هے که تپهٔ مهمند مین بهت معزز و ارجمند هے اگر چه اس کا باپ رسول کریم صلی الله علیه وسلم کے اس نائب یعنی میان صاحبؒ کا معتقد نه تها مگر وه آزاد خان قطب الاقطاب حضرت میان صاحبؒ کی درگاه کا عقیدت مند تها -

حضرت میان صاحبؒ کی صحبت کا اثر تها که آزاد خان نے سلوک و طریقت کی راه اختیار کر لی - مولانا دادین ان کی زبانی نقل کرتے هوئے لکھتے هین که :

چه زهٔ راغلم يوه ورځې پاك حضور ته
وحضور ته د کامل فائض النور تــه
په تعظيم په دواړه لاسه پــر ادب
ورته کيناستم په حمد هسې د [illegible] رب
چه ديدارې را پيرزو د د کامل کړې
مشرف ئې بنده هسې پــر عاجل کړې
شفقت ې په ما هم هسې پيرزو کړې
چه ې زړهٔ [illegible] باطن ته په ارزو کړې (۲)

که مین ایک دن اس کامل فائض النورؒ کے حضور مین حاضر هوا -

پروردگار کا حمد و ثناء بیان کرتے هوئے ادب و تعظیم کے ساتھ آپ کے سامنے بیٹھ گیا (خدا کا حمد و ثنا اس لئیے) که اس کامل (مرد مؤمن) کا دیدار عطا کیا - آپ نے مجھ پر شفقت کی ایسی شفقت و مهربانی که تزکیهٔ باطن (یعنی سلوک و طریقت) کی طرف میرا دل مائل کر دیا -

= احمد شاه درانی از گنڈا سنگھ ۱۹۵۸ء
لوئ احمد شاه بابا از عبدالحئی حبیبی طبع کابل ۱۳۱۹ هـ -

******

(۱) مناقب میان صاحب چمکنی از مولانا دادین ورق ۱۲۰ -
(۲) ایضاً ورق ۱۲۶ -

آزاد خان سے حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے تصرف و کرامت کے کئی واقعات منقول ہین - کہتے ہین کہ آپ کو خدا نے کائنات مین بہت تصرف عطا فرمایا تھا - ایک بار مین آپ کا زور تصرف دیکھ کر بہت حیران ہوا - اس موقعہ پر حضرت میان صاحبؒ نے مجھے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اللہ کے فضل و کرم سے فقیر کا حکم ہر چیز پر جاری ہے[۱] -

مولانا دادین آزاد خان کی زبانی یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہین کہ -

حق حیران شوم زه٬ ازاد و تصرف ته
په صاحب باند د رب و تلطف تـه
صاحب و د عنایات ربي هسې
و فقیر ته عطا شوي غیبي هسې
چه تا ولیده٬ ازاده تر د زیات شته
تصرف د د فقیر په کائنات شته
البته د فقیر حکم دې جاري
په هر خیز باند پـه فضل د باري (۲)

مین آزاد خان آپ کا تصرف دیکھ کر حیران ہوا (اور یہ بھی دیکھ کر حیران ہوا) کہ خدا نے حضرت میان صاحبؒ پر کتنی بڑی مہربانی فرمائی ہے - حضرت میان صاحبؒ نے فرمایا کہ فقیر کو پروردگار کی جانب سے جو غیبی عنایات عطا ہوئی ہین - اے آزاد - یہ جو تم نے دیکھا اس سے زیادہ ہین - اور فقیر کو کائنات پر تصرف حاصل ہے - اور خدا کے فضل و کرم سے ہر چیز پر فقیر کا حکم جاری ہے -

آزاد خان کا شجرہ نسب حسب ذیل ہے -

محبت خان
|
آزاد خان

---

(۱) مناقب میان صاحب چمکنی از مولانا دادین ورق ۱۲۶ -

(۲) مناقب میان صاحب چمکنی " " اوراق ۱۲۰ - ۱۲۶
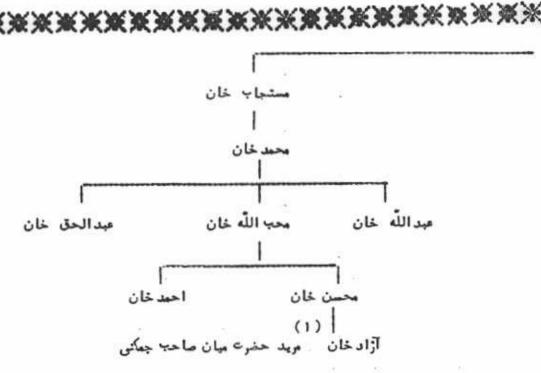
## ارادت خان مسعود خیل چمکنی، ملا

ملا ارادت خان[رحمۃ اللہ علیہ] چمکنی مین سکونت رکھتے تھے - نہایت متقی پابند شریعت بزرگ اور حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے معتبر و اور ثقہ مرید تھے - مولانا دادین ان کے زھد ورع اور خوش خلقی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہین -

| | |
|---|---|
| سفید ریش متقي ارادت نام | ارادت خان سفید ریش اور متقی آدمی تھلے |
| چه تر ټیرو چمکنو وو خوش‌کلام | اور اکثر جمکنی افغانون سے زیادہ خوش‌کلام تھلے |
| خدمتي وو پرهیزګاره هم کم ګویه | خدمت گار بھی تھلے اور کم گو و پرھیزگار بھی |
| (۲) حکه زه کرم د ده خبره لویه | اس لئے مین اُن کی بات کو معتبر اور باوزن |
| | سمجھتا ہون - |

(۱) دیباچہ دیوان معزاللہ خان ص ۷
تاریخ پشاور ص ۹۳۵ - معزاللہ خان کا اردو کلام مترجمہ سیف الرحمن سید ص ۱۰

(۲) مناقب میان صاحب از مولانا دادین ورق ۳۲ - ۳۳ -

ملا موصوف سے اپنے پیر و مرشد کے کرامات و کشوف کے کئی واقعات منقول ہین(۱) ۔ زندگی کا بیشتر حصہ آپ کی صحبت مین گزارا ۔ آپ کے جاہ و جلال سے بے حد متأثر تھے ۔ مولانا دادین ان کی زبانی حضرت میان صاحبؒ کے جلال کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہین ۔

د ده ویل چه یوه شپه زه ورغلم
په حضور د میان صاحب کښې ودریدم
که کاته م په حجره کښې دي صاحب ناست
په قلبي ذکر مشغول دي مراقب ناست
زوړ ند سر لکه نرګس ښکته نیولي
ولې روح ي و لاهوت ته په سیل تللي
چه د ننه په خلوت کښې ودریدم
له هیبته لکه وله لړ زیدم (۲)

وہ کہتے تھے کہ ایکرات مین اکر حضرت میان صاحبؒ کے حضور مین کھڑا ہوگیا ۔
مین نے دیکھا کہ آپ حجرہ مین مُراقب بیٹھ کر ذکر قلبی مین مشغول ہین ۔
گل نرگس کی طرح سر جھکائے ہوئے تھے
مگر آپ کی روح "لاھوت" کی سیر ہو گئی تھی
مین اندر تنہائی مین کھڑا ہوگیا (اور اس وقت مین) (حضرت میان صاحبؒ کے رعب و) ھیبت سے بید کے درخت کی مانند لرزہ براندام تھا ۔

امانت خان چمکنی

امانت خان نسلاً چمکنی افغان تھے اور موضع چمکنی ہی مین رھائش پذیر تھے ۔ حضرت میان صاحبؒ کے مرید و خادم اور آپ کی کرامت کے چشم دید گواہ ہین(۳) ۔ احمد شاہ درانیؒ کے دور حکومت مین کئی جنگون مین شرکت کی ۔ پانی پت کی جنگ مین سوارون کے ایک دستہ کی قیادت کرتے ہوئے کفار ہند کے خلاف جہاد کیا اور بعد مین مفتوحہ علاقون کے محصل رہے(۴) ۔

(۱) مناقب میان صاحبؒ از مولانا دادین ورق ۳۱ ۔ ۳۲
ایضاً از مولانا مسعود گل ص ۱۵ ۔ ۱۶ ۔
(۲) مناقب از مولانا دادین ورق ۳۲ ۔
(۳) ایضاً ورق ۲۵ ۔ ۲۶ ۔ (۴) ایضاً ورق ۲۷ ۔

بازید ملاؒ

ملا بازید حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے بڑے مخلص مرید تھے ۔ اپنی عمر گرامایہ کا بیشتر حصہ آپ کی صحبت مین گزارا اور روحانی کمال حاصل کرنے کے بعد اذن و خلافت سے سرفراز ہوئے ۔ شیخ نورمحمد ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہین ۔

| | |
|---|---|
| و مخدوم وته همیش وو<br>په خدمت ورته درویش وو<br>ده په اذن سرفراز کړ<br>په رخصت ئې دوئ ممتاز کړ (۱) | حضرت میان صاحب چمکنی کی درگاہ کے درویش بن کر ہر وقت خدمت مین مصروف رہتے ۔ یہان تک کہ آپ نے ان کو ماذون و مرخّص کرکے خلافت سے سرفراز کردیا ۔ |

بہادرخان یوسفزئی

بہادرخان یوسف زئی قبیلے کا ایک نامور سردار اور حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے مرید تھے ۔ مولانا محمد شفیق لکھتے ہین ۔

| | |
|---|---|
| بهادرخان نوم یوسفزئ دده مرید وو<br>چه په ټولو مریدانو کښ فرید وو (۲) | بہادرخان یوسف زئی آپ کے مرید تھے<br>اور ایسے مرید کہ تمام مریدین مین ممتاز تھے |

حضرت میان صاحبؒ ان پر بے حد مہربان تھے اور ان کے ساتھ بہت شفقت و محبت سے پیش آتے تھے ۔ خان موصوف کا بیان ہے کہ ایک دن حسب معمول عصر کے وقت مجلس برخاست ہو گئی ۔ لوگ ادھر ادھر منتشر ہو گئے ۔ مین اکیلے آپ کی خدمت مین حاضر تھا ۔ دفعتاً آپ اٹھ کر ادھر ادھر دوڑے اور پھر ایک کوزہ اُٹھا کر زمین پر اس

---

(۱) نورالبیان ( قلمی ) صفحہ ورق ۳۵ ۔

(۲) مناقب میان صاحب چمکنی ( قلمی ) از محمد شفیق ورق ۳ ۔ ریکارڈ آفس لائبریری پشاور

زور سے دے مارا کہ بالکل پاش پاش ہو گیا ۔ میں یہ دیکھ کر حیران ہوا مگر چونکہ استفسار کی جرأت نہ تھی لہٰذا خاموش رہا ۔ چند دنوں کے بعد اپر سوات کا ایک مریض آیا ۔ حضرت میاں صاحبؒ نے مجھے اس کی بیمارپرسی کے لئے بھیجدیا ۔ مریض نے گفتگو کے دوران یہ عجیب واقعہ بیان کیا کہ دوران سفر راستے میں ایک دن ایک خونخوار شیر نمودار ہوا میں بہت گھبرایا مگر اچانک غیب سے ایک کوزہ اس شیر پر اس زور سے مارا گیا کہ اس کے پرخچے اڑ گئے ۔ اور اس طرح خداوند تعالیٰ نے مجھے اس خونخوار شیر کے ضرر سے محفوظ رکھا ۔ خان موصوف کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ واقعہ سنا تو حضرت میاں صاحبؒ کلاچ چمکنی کا زمین پر کوزہ مارنے کا راز مجھ پر ظاہر ہو گیا ۔(۱)

**تیمورشاہ درانی**

**المتوفی ۱۲۰۷ھ - ۱۷۹۳ء**

احمدشاہ درانیؒ کی طرح ان کا فرزند تیمورشاہ درانی بھی حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کے آستانہ کے ساتھ منسلک رہے ۔ چنانچہ اپنے باپ کی وفات کے بعد جب وہ تخت نشین ہوئے تو اپنی پہلی فرصت میں تقریباً چار ہزار امراء و وزراء اور دیگر رفقاء کے ہمراہ حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کی قدمبوسی کے لئے ان کے دربار میں حاضر ہوئے ۔ اور اس طرح آپ کے ساتھ اپنی عقیدت و محبت کا عملا ثبوت فراہم کیا ۔ مولانا دادین آپ کے خادم خاص اور لنگرخانہ کے منتظم اخوند ملوک کی زبانی تیمورشاہ کی آمد کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ۔

| | |
|---|---|
| هسې وائي چه روان شاه دران شه | کہتے ہیں کہ جب دُرِّ دران شاہ احمدشاہ |
| له فاني ملك په لوري د جنان شه | اس دار فنا سے جنت کی طرف کوچ کرگئے |

(۱) مناقب میاں صاحب چمکنی ( قلمی ) ورق ۵ ، ۶ ۔

باد شاه د خلافت درةالباج خپل
چه په تخت د سلطنت د هٔ جلوس‌واخست
د هٔ خبر د امیدوار د مایوس‌واخست
د هرات د قندهار له بندوبست
د غزني او د کابل د نیست و هست
چه فارغ شه دائرهٔ ي د دولت‌خپل
کړه چاپیر تر پیښوره د شوکت خپل
نوري راغله په خاطر همایون باند
قدمبوس وتـه د پلار پـه قانون باند
عزم جزم د صاحب و پاك حضور ته
و دیدار ته د کامل فائض‌النور ته
امر وشهٔ امیرانو تـه دا رنـګ
صبا مح چه صاحب وینم خوشرنګ
تاسو هم محانونه جوړ کړئ چه صبا محو
د دیدار د قدمبوسريـه تمنا محـو (۱)

(اور اس وقت جبکہ) بادشاہ نے تمام حکومت تیمورشاہ کے سپرد کردی اور اپنا تاج خلافت اس کو دے دیا تو جب وہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا اور امیدوار اور مایوس کی خبرگیری کی ۔ اور جب ہرات قندھار ~~غزنی~~ غزنی اور کابل کے بندو بست سے فارغ ہوا تو پشاور آیا ۔ ~~دل میں ارادہ کیا~~ ~~کہ~~ اور اس نے اپنے والد بزرگوار کے نقش قدم پر چل کر اس کامل فائض النور کے دیدار کی ٹھان لی چنانچہ امراء کو حکم ہوا کہ کل میاں صاحبؒ کے دیدار کے لئے جاتا ہوں تم سب بھی تیار ہو جاؤ کہ آپ کی قدمبوسی کے لئے (اکٹھے) جائیں گے ۔

۔ اخوند موصوف کا بیان ہے کہ جب حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کو تیمورشاہ درانی کی آمد کی اطلاع ہوئی تو مجھے بلا کر ان کے طعام و قیام کے بندوبست کرنے کی ھدایت فرمائی ۔ لکھتے ھیں ۔

---

(۱) مناقب از مولانا دادین ورق ۱۵۳ ۔

دا ارشاد وکړ صاحب چه اې ملوك
پوخ کړه دا قدر طعام له سلوك
چه صبا راځي فقير تـه په زيارت
نونهال هسې د باغ د سلطنت
دعاگوي به په کامگار برخوردا بو باند
خوا سره کړه چه ې ووينې د وړاند
دا په دا چه دي فرزند د احمد شاه دي
ډير پر خوښېږم مخامخ که پس شا دي (۱)

میاں صاحب نے یہ حکم دیا کہ اے ملوک اس قدر اچھی خوراک تیار کرلو کیونکہ کل باغ سلطنت کا نونہال ( تیمورشاہ ) فقیر ( محمد عمر ) کی ملاقات کے لئے آتا ہے ۔ دعا گو بھی برخوردار کامگار کو دیکھ کر خوش و مطمئن ہو جائے گا ۔ یہ اس لئے کہ احمدشاہ کا فرزند ہے اور میں ( اس کی بادشاہت پر ) بہت خوش ہوں وہ موجود ہو یا غائب ( میں یہی کہتا ہوں کہ وہ مجھے پسند ہے )۔

اخوند موصوف کہتے ہیں کہ اس موقعہ پر میاں صاحب چمکنیؒ کی ایک کرامت یہ ظاہر ہوئی کہ اختتامِ طعام تک مکھیاں غائب رہیں ۔

دادين وائي چه څو اذن حضرت نه کا
مچان څه دي چه مزري جسارت نه کا (۲)

دادینؒ کہتا ہے کہ جب تک حضرت میاں صاحبؒ اجازت نہ دے ۔ مکھیاں کیا کہ شیر بھی ( آگے بڑھنے کی ) جسارت نہیں کر سکتے ۔

---

(۱) مناقب از مولانا دادین ورق ۱۵۳ ۔

(۲) ایضاً ورق ۱۵۵ ۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیمورشاہ درانی کے بعد اس خاندان کے دیگر افراد نے حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کی خانقاہ کے ساتھ تعلق منقطع کردیا تھا ۔ کیونکہ مولانا دادین لکھتے ہیں کہ ۔ شاه دران چه اسم ستا کړ طغرا د جبين
نوري جاري شه سلطنت د څمکنو کامل
زوبو نمسو د احمد شاه چه پربښوه ستا دروازه تپول په تخت ناست دي د حيرت د څمکنو کامل
(مناقب ورق ۷۸)

جان محمد درانی

ملا جان محمد درانی افغانون کی نورزئی شاخ سے تعلق رکھتے تھے ۔ بڑے عابد و زاهد اور میان صاحب چمکنیؒ کے مرید تھے[1] ۔ مولانا مسعود گل لکھتے هین ۔

| | |
|---|---|
| جان محمد نورزئ عابد هم پرهیزگار وو<br>قدیمي د میان صاحب دي خدمتگار وو [2] | جان محمد نورزئی عابد بھی تھے اور پرهیزگار بھی اور حضرت میان صاحبؒ کے قدیمی خادم تھے ۔ |

مولانا جان محمد کو علوم ظاهری اور تصوف و عرفان دونون مین درجۂ کمال حاصل تھا[3] ۔ اور حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے نہایت منظورِ نظر احباب مین ان کا شمار هوتا تھا اور وہ اکثر اپنے خاص امور ان کو سپرد کرتے تھے ۔ ایک بار جب آپ نے اپنے والد بزرگوار ابراهیم خان کی قبر ( مقام واقع لاهور ) کی مرمت کرنے کا ارادہ کیا تو اس کام کے لئے جان محمد اور خان عالم هی کو منتخب کرکے روانہ فرمایا ۔ شیخ نورمحمد یہ واقعہ بیان کرتے هوئے لکھتے هین کہ ۔

| | |
|---|---|
| پــه تعجیل دوه فقیران شو | جلدی سے دُو فقیر |
| و لاهور وته روان شـــو | لاهور کی جانب روانہ هوئے |
| جان محمد خان عالم وو | جان محمد اور خان عالم ( آپ کے ) |
| دوه یاران ې مقدم وو | دُو مقدم ( منظور نظر ) دوست تھے ۔ |
| د مخدوم په بنه فرمان شو | اور ان دونون صالح آدمیون کو مخدوم (محمدؐ) |
| دوئ صالح دوه کسان شو [3] | نے ( لاهور جانے کا ) حکم دیا ۔ |

---

(۱) مناقب میان صاحب چمکنی از مولانا دادین ورق ۱۰۸
نورالبیان از شیخ نورمحمد ورق ۵۵۔
(۲) مناقب میان صاحب چمکنی از مسعود گل ص ۳ ۔

جان محمد نقولقی کو احمد شاہ درانیؒ کے دربار مین بہت اھمیت و خصوصیت حاصل تھی اور احمد شاہ بابا اور حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے درمیان اکثر انہی کی وساطت سے خط و کتابت ہوا کرتی تھی - هندو ایران کی اکثر جنگی مہمات مین مجاهدانہ شریک ہوئے اور ان لڑائیون (۱) کے اکثر واقعات ان کی زبانی منقول هین - اس کے علاوہ اپنے پیر و مرشد کے تصرف و التفات اور (۲) کشوف و کرامات کے بہت سے چشم دید واقعات بھی بیان کئے هین - (۳)

جہان خان خوگیانی، سپہ سالار سردار

سردار جہان خان بن حلیم خان کا اصلی نام خان جان تھا - درانیون کی خوگیانی شاخ سے تعلق رکھتے تھے - اور قندھار کے ان نو سرکردہ سردارون مین سے تھے جو نادرشاہ (۴) کے قتل (۱۱۶۰ھ / ۱۷۴۷ء) کے بعد احمد شاہ کے همراہ قندھار کی جانب مراجعت کی -

احمد شاہ درانی کی تخت نشینی کے بعد ان کا نام تبدیل کرکے "خان جہان" رکھا گیا اور عمدۃ الخوانین اور خان خانان کے خطابات سے سرفراز ہوکر افواج اسلامی کے سپہ سالار مقرر ہوئے - (۵)

---

= (۳) مناقب میان صاحب چمکنی از مولانا دادین ورق ۲۱ -

(۴) نورالبیان ورق ۲۱ -

******

(۱) مناقب میان صاحب چمکنی از مولانا دادین ورق ۱۰۸ -

(۲) مناقب میان صاحب چمکنی از " " ۱۴۱ - ۱۴۶ -

(۳) مناقب میان صاحب چمکنی از مسعود گل ص ۴ - ۷ و ۱۶ - ۲۰ و ۲۵ - ۲۷ و ۳۴ و ۳۶ ۳۸ - ۶۴ و ۶۷ -

مناقب میان صاحب چمکنی از مولانادادین ورق ۱۵ - ۱۰۸ - ۱۰۹ - ۳۳ - ۳۵ - ۱۴۱ - ۱۴۶ - ۱۴۷ -

(۴) مناقب از مولانا دادین ورق ۸۶ -

=

سردار موصوف نہایت نڈر اور بہادر مجاہد تھے - کفار ہند کے خلاف مہمات میں بڑی بے جگری سے لڑے یہی وجہ ہے کہ پانی پت کی فتح کے بعد بادشاہ وقت کی طرف سے انکو " فاتح جنگ مرھٹہ " کا لقب عطا ہوا - (۱) ان کی شجاعت و بہادری کا بیان کرتے ہوئے ان کا برادرزادہ میرہوتک خان افغان لکھتا ہے کہ -

از برق حسامش جگر کفر ز بس سوخت
خاکستر او صیقل آئینہ دین شد
از صیت شجاعت کہ بہ آفاق در افگند
از لرزہ رخ ہند و ختن لجہ چین شد (۲)

۱۱۸۳ ھ / ۱۷۶۹ ء میں احمد شاہ درانی نے سردار جہان خان کو شہزادہ سکندر کا مشیر و معاون مقرر کیا جو اس وقت ہندوستان میں مقیم تھا - ۱۱۸۶ ھ / ۱۷۷۲ ء میں تیمورشاہ درانی سریر آرائے مملکت ہوئے تو سردار موصوف کو ایک شاہی فرمان کے ذریعے قندھار طلب کرکے دوبارہ افواج اسلامی کا سپہ سالار مقرر کیا - (۳) تادم آخر کفار اسلام کے خلاف جہاد میں مصروف رہے یہاں تک کہ بالآخر ۱۱۹۱ ھ / ۱۷۷۷ ء میں اس نامور مرد مجاہد نے اپنی جان جان آفرین کے سپرد

---

= نوٹ) عزیزالدین وکیلی اپنی کتاب تیمورشاہ درانی کے صفحہ ۱۱۷ پر لکھتا ہے کہ سردار جہان خان فوپولزئی شاخ سے تعلق رکھتے تھے - مگر میں نے معاصرت کی بناء پر مولانا دادین کے قول کو اختیار کیا ہے - واللہ اعلم -

(۵) تیمورشاہ درانی اشاعت اول ص ۱۱۷ - ۱۲۰ -
" " اشاعت دوم جلد دوم طبع کابل ۱۳۴۶ ھ ص ۶۲۶ -
* * * * * *

(تعلیقات)
(۱) رہنمائی کابل از محمد ناصر غرغشت طبع کابل ۱۳۳۵ ھ ص ۱۳۸ -
(۲) تیمورشاہ درانی ج دوم اشاعت دوم ص ۶۳۲ -
(۳) " " " ص ۱۲۰ -

(۱)
کردی -

سردار جہان خان حضرت میان صاحب جمکنیؒ کے بے حد عقیدت مند تھے اور اکثر و بیشتر آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر فیضیاب ہو جاتے تھے - (۲) ان کے ہاں نرینہ اولاد نہ تھی - لہٰذا ایک بار آپ سے اس سلسلے میں دعا کی درخواست کی آپ نے دعا فرمائی جس کے نتیجے میں خدا نے ان کو دو فرزند عطا فرمائے - (۳)

ملا یوسف درانی کہتے ہیں کہ احمد شاہ درانی کی وفات کے بعد ایک بار سردار جہان خان پشاور میں آکر چند دنوں کے لئے یہاں قیام پذیر ہوئے مگر اتفاقاً بیمار ہوئے اور آخرکار بیماری نے اتنی شدت اختیار کی کہ حکماء و اطباء نے ان کو لاعلاج قرار دے دیا - سردار موصوف نے ناامید ہوکر یہ وصیت کی کہ میرا جنازہ میان صاحب جمکنیؒ پڑھائے اور جمکنی ہی میں مجھے دفن کیا جائے - ملا یوسف بیان کرتے ہیں کہ جب آپ کو سردار جہان خان کی بیماری کی اطلاع ہوئی تو مجھے ان کی بیمار پرسی کے لئے بھیج دیا - میں نے واپس آکر میان صاحب کو ان کی نازک حالت اور وصیت کا بیان کیا - آپ نے یہ سن کر ان کے حق میں دعا فرمائی اور کچھ مٹی دم کرکے مجھے دوبارہ ان کے پاس بھیج دیا - میں نے وہاں جاکر حسب الارشاد اس مٹی کو سردار موصوف کے بدن پر مل دیا جس کی برکت و اثر سے خداوند تعالیٰ نے فی الفور شفائے کامل عطا فرمائی - (۴)

جان محمد درانی بیان کرتے ہیں کہ ایک بار سردار جہان خان میان صاحب جمکنیؒ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اتفاقاً باجوڑ کے خوانین بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے - چونکہ

---

(۱) تیمور شاہ درانی ج دوم اشاعت دوم ص ۱۲۱ - ۱۲۲

(۲) مناقب از مولانا دادین ورق ۴۱ - ۸۴ - ۸۹ -

مناقب از مسعود گل ص ۱۶ - ۱۷ - ۱۹ -

(۳) ایضاً ص ۱۹ - ۲۰

(۴) ایضاً ص ۵۰ - ۵۱

سردار جہان خان اور ان خوانین کے درمیان اختلافات پیدا ہوئے تھے لہٰذا آپ نے امن وآشتی کے ساتھ رہنے کی تلقین و تاکید فرماکر ان کے درمیان صلح کرائی - مولانا مسعود گل یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ھین -

| | |
|---|---|
| هر یو کاند خمونږ دې فرمان قبول | هر ایک کہتا ھے کہ ھمین حضرت میان صاحب کا |
| د صاحب له حکم نه کوو عـدول | فرمان قبول ھے اور صاحب کی حکم عدولی نہین |
| جهان خان خمونږ سردار مونږ تابعان | کرتے -جہان خان ھمارا سردار ھے اور ھم اس کے |
| هر خدمت به ې کوو مونږ ه په ځان | تابع فرمان ھم بذات خود اس کی ھر خدمت کرینگے |
| سردار کاند چه زهٔ هم له دوئ راضي یم | سردار نے بھی کہا کہ مین بھی ان سے راضی ھون |
| ډیر پښیمانه په عمل زهٔ د ماضی یم (۱) | اور اپنے گذشتہ عمل پر مین بہت نادم ھون |

(۱) مناقب میان صاحب چمکنی از مسعود گل ص ۱۶ -
ایضاً ملاحظہ ھو مناقب از مولانا دادین ورق ۲۱

مذکورہ واقعہ سے اس حقیقت کی نشاندھی ھوتی ھے کہ حضرت میان صاحب چمکنیؒ بڑے بااثر شخصیت کے مالک تھے - اور صوبہ سرحد کے اس پورے علاقے کے امن و امان قائم رکھنے مین آپ کی کوششون کو بڑا دخل حاصل تھا -واللّٰہ اعلم -

ایک تحقیق

راقم الحروف کے نزدیک یہان یہ وضاحت ضروری ھے کہ اس موقعہ پر جو خوانین موجود تھے ان مین دو مشہور معاصر مناقب نگارون مولانا دادین اور مولانا مسعود گل کے بیانات مین باجوڑ کے مشہور و معروف خان میرعالم خان کا صراحتاً ذکر موجود نہین ھے -اور نہ ھی اب تک اس بات کی کوئی اور علمی سند دستیاب ھوئی ھے -

عبدالحلیم اثر صاحب اپنی کتاب "تیرھیر شاعران" مین لکھتے ھین کہ میرعالم خان حضرت میان صاحب چمکنیؒ کا مرید تھا -اور اس موقعہ پرآپ نے سردارجہان خان اور میرعالم خان کے درمیان مصالحت کرائی تھی -مؤلف موصوف اس دعوی کے ثبوت مین مولانا دادین کا یہ

حجام پشاوری، حاجی

حاجی حجام حضرت میان صاحبؒ کے مقبول و محبوب مرید تھے۔ سفر حج کا حال بیان کرتے ہوئے کہتے ہین کہ ایک رات ہمارا جہاز طوفان مین پھنس گیا اور جہاز پر سوار تمام مسافر آہ و فریاد کرنے لگے۔ اس مصیبت کی حالت مین مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور خواب مین حضرت میان صاحب جمکنیؒ کو دیکھا جس نے مجھے جہاز کے محفوظ و مامون ہونے کا یقین دہانی کرائی۔ نیند سے اٹھ کر مین نے یہ خواب سب ساتھیون کو سنایا لیکن کسی کو اس کی صحت پر یقین نہین آتا تھا اور ساری رات اسی طرح خوف و ہراس مین گزرگئی۔ صبح ہوئی تو سب نے دیکھا کہ خواب کے مطابق

---

= شعر پیش کرتے ہین۔

| | |
|---|---|
| راغی سردارلی سرداران خود په تکریم د حضور<br>ورسره هم د باجوړ میرعالم خان راغلی | سردار سرداران حضرت میان صاحبؒ کی خدمت مین تعظیم بجا لاتے ہوئے حاضر ہوا مین کہتا ہون کہ اس کے ہمراہ میرعالم خان بھی آیا ہے۔ |

(تیرهیر شاعران از اثر مطبوعه پشتو اکیڈمی پشاور یونیورسٹی اپریل ۱۹۶۳ء ص ۱۵۴)

مگر راقم الحروف اس دلیل کے ماننے سے اس لئے معذرت کرتا ہے کہ اپنے مقصد کے حصول کے لئے جناب اثر صاحب نے مندرجہ بالا بیت مین رد و بدل سے کام لیا ہے۔ اصل شعر یون ہے

| | |
|---|---|
| راغی سردار سرداران خود په تکریم د حضور<br>ورسره هم د باجوړ وایم یو خان راغلی | سردار سرداران (سردار جہان خان) میان صاحب کے حضور مین تعظیم بجالاکر حاضر ہوا۔ کہتا ہون کہ اس کے ہمراہ باجوڑ کا ایک خان بھی آیا ہے۔ |

(مناقب میان صاحب جمکنی (قلمی) از مولانا دادین ورق ۴۲)

ہان یہ ممکن ہے کہ اس موقعہ پر جو خوانین موجود تھے اس مین میرعالم خان بھی موجود ہو اور مولانا دادین نے جس "خان" کا ذکر کیا ہے اس سے میرعالم خان ہی مراد ہو مگر یہ دعوی صرف قیاس اور تخمینہ ہی پر مبنی ہوگا۔ کیونکہ اصل بیت اس موقعہ

(۱)
جہاز اسی طرح اپنی جگہ قائم ہے - مولانا دادین اس واقعے کا ذکر یون کرتے ہین -

چہ صباح شہ وہ جہاز پہ خاے قرار
جب صبح ہوگئی تو جہاز اپنی جگہ برقرار تھا

هر یوہ پہ دا کمال وکړ اقرار
اور ہر ایک نے اس کمال کا اعتراف کرلیا

پہ جهاز کښې ډیر عالم وو معتبر
جہاز مین بہت معتبر اور معتمد لوگ موجود تھے

هر سړي چہ شہ پہ دا کمال خبر
اور ہر ایک کو اس کمال کی اطلاع ہوئی

اعتماد د هر سړي پہ دوئ پیدا شہ
ہر ایک کو آپ پر اعتماد پیدا ہوا

چہ دا هسې کرامت تر هویدا شہ (۲)
جب آپ سے اس قسم کی کرامت ظاہر ہوئی

حاجی موصوف کا بیان ہے کہ حج سے واپسی کے بعد جب ہم پشاور پہنچ گئے تو سب سے پہلے حضرت میان صاحبؒ کی خدمت مین حاضر ہوکر قدمبوسی کا شرف حاصل کیا - آپ نے ملاقات کے دوران اپنی زبان درافشان سے جہاز کا وہ واقعہ مفصل طور پر ہمارے سامنے بیان کیا جسے سن کر ان کے کمال و جلال پر ہمارا یقین اور بھی مستحکم ہوگیا - لکھتے ہین -

میان صاحب چہ وکړ ټول هغہ بیان
جب میان صاحبؒ نے وہ پورا واقعہ بیان کیا

پہ حیرت شو ورتہ وار ہ حاجیان
تو اس وقت موجود سب حاجی حیران رہ گئے

یو پہ سلہ اعتقاد څمونږ زیات شہ
آپ پر ہمارا اعتقاد سوچند ہوگیا

نور څمونږ ہ د دې خاې قبلہ حاجات شہ (۳)
اور ہم لوگون کا قبلہ حاجات ہوگئے

حافظ صحابی

اس بات کی تحقیق نہ ہوسکی کہ حافظ مذکور کا اسم محض "حافظ" تھا یا وہ ویسے

---

= پر میرعالم خان کے موجود ہونے کا ثبوت فراہم نہین کرتا واللّٰہ اعلم -

*****

(۱) مناقب از مسعود گل ص ۸۸ - (۲) (۳) ایضاً ص ۸۹ -

حفظ قرآن کی وجہ سے حافظ مشہور تھے ۔ حافظ موصوف کے بارے مین البتہ اتنا معلوم ہے کہ موضع صحابی ( تحصیل پشاور ) کے رہنے والے تھے ۔ حضرت میان صاحب کے مرید تھے اور اپنے دور کے نہایت مشہور و معروف بزرگ تھے ۔ مولانا نورمحمد ان کی بزرگی کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہین ۔

| | |
|---|---|
| یو حافظ د صحابی وہ | موضع صحابی کا ایک حافظ تھا جوکہ بزرگی مین |
| ډیر مشهور په بزرګي وه | شہرت رکھتا تھا اور اتنا مشہور تھا کہ بہت |
| چه شهرت د د ه بسیار وه | سے لوگون کو آپ کی بزرگی کا علم تھا ۔ |
| ډیر عالم پــر خبردار وه (۱) | |

حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے کشوف و کراماتؒ کئی چشم دید واقعات ان کی زبانی منقول ہین (۲) ۔

حافظ گل محمد مرغزیؒ

آپ کا نام گل محمد تھا ۔ حافظ قرآن تھے اور حافظ نام بطور تخلص بھی استعمال کرتے تھے ۔ آپ قریشی الاصل تھے اور پھر قریش مین خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خاندان سے تعلق کا شرف حاصل تھا (۳) ۔

حافظ صاحب کے جد اعلیٰ افغانستان سے آکر علاقہ یوسفزئی کے ایک گاوٴن مرغز (تحصیل صوابی ) مین آباد ہوئے تھے ۔ آپ کے والد بزرگوار موسیٰ ایک زاهد و عابد بزرگ

---

(۱) نورالبیان ورق ۳۹-۴۰

(۲) ایضاً ورق ایضاً

(۳) ملاحظہ ہو شاهنامہ احمدشاہ ابدالی از حافظ مرغزی طبع پشاور ۱۹۶۵ء ص ۱۰، ایضا رسالہ مسائل ذبائح از حافظ گل محمد مرغزی ( قلمی ) ورق ۱ ۔

تھے ـ ان کا مزار آج بھی موضع مرغز مین واقع ھے جو "ملا" موسیٰ بابا" کے نام سے مشہور ھے ـ

حافظ موصوف ۱۱۲۶ھ - ۱۷۱۴ء مین بمقام مرغز پیدا ھوئے (۱) ـ تحصیل علم کی خاطر سرزمین پنجاب کا سفر اختیار کیا ـ اور لاھور و سیالکوٹ وغیرہ مین علوم کی تکمیل کے بعد حضرت میان صاحب چمکنیؒ کی خدمت مین حاضری دی آپ سے روحانی فیض حاصل کرتے رھے تا آنکہ طریقہ نقشبندیہ مین اجازت و خلافت سے سرفراز ھوئے ـ اذن و اجازت کے بعد پنجاب ھی مین قیام پذیر رھے اور وھین پر وفات پائی ھے (۲) ـ

آپ نہایت متقی اور پابند شریعت عالم و فاضل صوفی تھے ـ اپنی کتاب "شاھنامہ احمدی" مین آپ نے جن خیالات و اعتقادات کا اظہار کیا ھے وہ آپ کے زھد و تقویٰ (۱) تبحر علمی اور عقائد و نظریات کی پوری عکاسی کرتے ھین ـ

آپ کے علمی اور ادبی آثار مین سے آج کل " شاھنامہ احمدی " اور " رسالہ مسائل ذبائح " دستیاب ھین ـ اوّل الذکر کتاب احمدشاہ درانی کی خواھش پر پشتو نظم مین لکھی گئی ھے (۳) ـ اور اس مین اس دور کی جنگی مہمات کو نہایت خوبصورت انداز مین پیش کیا گیا ھے ـ یہ کتاب تاریخی لحاظ سے بہت اھم ھے اور تاریخ کے طالب علم کو اس دور کے

---

(۱) رسالہ مسائل ذبائح ورق ۱

آپ نے " شاھنامہ" ۱۱۷۶ھ مین تصنیف کیا ھے ( شاھنامہ ص ۲۰۵ ) اور اس وقت اپنی عمر پچاس سال بتائی ھے ـ ( شاھنامہ ص ۲۰۶ ) لہٰذا اس حساب سے ان کا سن پیدائش ( ۱۱۷۶- ۵۰ ) ۱۱۲۶ھ برآمد ھوتا ھے ـ

(۲) ملاحظہ ھون

قلمی یاداشتین از محمد یحیٰی بن حضرت جی صاحب بام خیل ( صوابی ) مملوکہ سودائی ملا صاحب ساکن بام خیل ـ

(۳) شاھنامہ ص ۲، ۱۱ ، ۲۰۳ ـ

متعلق کافی معلومات فراہم کرتی ھے ۔ یہ کتاب ۱۹۶۵ء مین پشتو اکیڈیمی ( پشاور یونیورسٹی ) نے " شاھنامہ احمدشاہ ابدالی " کے نام سے شائع کی گئی ھے ۔

موخرالذکر کتاب عربی زبان مین ایک مختصر رسالہ ھے۔جس مین آپ نے مسائل ذبائح پر مختصر مگر محققانہ گفتگو فرمائی ھے ۔ اس کتاب کے آغاز مین آپ نے اپنی جائے پیدائش، حسب و نسب اور پیر و مرشد حضرت میان صاحب چمکنیؒ کا مختصر ذکر کیا ھے (۱) ۔ اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ سودائی ملا صاحب ساکن بام خیل ( تحصیل صوابی ) کے پاس محفوظ ھے ۔ جس کا سن تالیف اور سن کتابت معلوم نہین ۔

حافظ موصوف پشتو زبان کے ایک پختہ کار شاعر تھے اور آپ کی کتاب " شاھنامہ" آپ کی شاعرانہ صلاحیتون کا مکمل آئینہ دار ھے ۔

آپ ۱۱۷۶ھ - ۱۷۶۲ء مین یقیناً زندہ تھے کیونکہ اسی سال آپ نے " شاھنامہ احمدی " کی تالیف کی ھے (۲) ۔

آپ کے دو صاحبزادے تھے ۔ ایک کا نام محمدی تھا ۔ محمدی ۱۱۷۶ھ مین انتقال کر گئے اور حافظ صاحب نے اپنی کتاب شاھنامہ مین اس کی موت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ھے (۳) ۔ آپ کے دوسرے صاحبزادے کا نام محمد غوث تھا ۔ جس کی اولاد طاقہؔ کمال زئی ( ضلع مردان ) مین آباد ھے (۴) ۔

---

(۱) رسالہ مسائل ذبائح ( قلمی ) ورق ۱ ۔ اصل عبارت یون ھے ۔

رب یسر بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم وتمم بالخیر ۔

لما کان الحمد والشکر لازما علی النعماء المطلقۃ خصوصاً علی حصول العلم والعرفان ملزم علینا قبل الشروع فی المقصود الثناء للّٰہ الواحد الغفار والصلوۃ علی اکرم الرسل وافضل البشر والابرار وعلی آلہ و واصحابہ ھداۃ صراطۃ الاسرار اما بعد فیقول الحافظ الذی کان مولدہٗ مرغز ونسبہٗ صدیقا وحضرت الچمکنی مرشد انورہ اللّٰہ مرقدہٗ ۔۔ ==

حافظ صاحب حضرت میاں صاحب چمکنی کے بے حد عقیدت مند تھے ۔ میاں صاحب کی ولایت و عرفان اور سیرت و کردار کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔

دا حضرت میان عمر دې
په جهان کښې لکه نمر دې
څوکښې لسري وطن
چه زیاتې که په عدن
په درګاه د خدائې قبول
چه پیرو دې د رسول
د صفاتو دې مظهر
که بنا لسرې بصر
که یو حل په چا نظر که
درست وجود ئې تمام زر که
ته ئې د وقت ګڼره مدار
چه مرکز دې د پرکار
په احیاء دې د سنن
تازه که که وي کهن

یہ حضرت میاں عمر ہیں
اور دنیا میں سورج کے مانند ( ظاہر ) ہیں
موضع چمکنی آپ کا وطن ہے
جو ( خوبصورتی میں ) عدن پر سبقت رکھتا ہے
خدا کی درگاہ میں مقبول ہیں
اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پیرو ہیں ۔ صفات ( خداوندی ) کا مظہر ہے
اگر تمہاری آنکھوں میں بصارت موجود ہے
جب آپ کسی پر نظر ( کرم ) ڈالتا ہے
تو اس کے تمام وجود کو سونا بنا دیتا ہے
آپ کو وقت کا مدار سمجھو کیونکہ آپ
پرکار کا مرکز ہیں
سنن نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کرنے
والا ہے اور اگر کوئی سنت پرانی ہے تو اس کو تازہ ( و
روشن بناتا ہے

---

( رسالہ مسائل ذبائح ورق ۱ )

(۲) شاہنامہ ص ۲۰۵ ۔ (۳) شاہنامہ ص ۱۸ ۔

(۴) محمد یحییٰ بن حضرت جی کی قلمی یادداشت ۔

| | |
|---|---|
| چه غیاث دې د اسلام | اسلام کی پشت پناہ ہیں |
| پر د دین دې کار تمام | اور دین کے کام کی تکمیل کرنے والے ہیں |
| ډیر عالي بلند په قدر | نہایت عالی مقام اور بلند قدر ہیں |
| نمودار دې لکه بدر | اور بدر کی طرح نمودار ہیں |
| که له چا په زړه ازار شي | اگر کسی سے دل آزاری پہنچتی ہے |
| هغه دین په دنیا خوار شي | تو وہ شخص دین و دنیا دونوں میں خوار و ذلیل ہو جاتا ہے ۔ اگر وہ پہاڑ کی طرح |
| که ثقیل وي لکه غر | بھاری ہو مگر پر کے برابر (ہلکا) ہو جاتا ہے ۔ |
| په مزاج به شي وزر | |
| و هر چا وته په سپك شي | ہر ایک کی نظر میں ذلیل ہو جاتا ہے |
| په ژوندني به دې ورك شي | اور زندگی میں وہ بے نام (ونشان) ہو جاتا ہے |
| خدا شکر په دا ډیر | خدا کا بے حد |
| تر حساب تر شماره تیر | و بے شمار شکر ہے |
| منور ئي په دیداریم | کہ میں آپ کے دیدار سے منوّر ہوں |
| لکه گل د نوبهار یم | اور آپ کی نظر کرم سے نوبہار کے پھول کی مانند (تازہ) ہوں ۔ خداوند تعالیٰ آپ کو ہمیشہ زندہ رکھے |
| خدائې ئې تل لره حیات | |
| چه قبله ده د حاجات (۱) | اس لئے کہ آپ قبلۂ حاجات ہیں ۔ |

---

(۱) شاهنامۂ احمد شاہ اشاعت اول طبع پشاور ۱۹۲۵ء ص ۱۹۳- ۱۹۴ -
مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو دیباچہ شاهنامۂ احمد شاہ ایضا صفحات ۲۳- ۲۸ - ۱۹۱- ۲۰۲ -
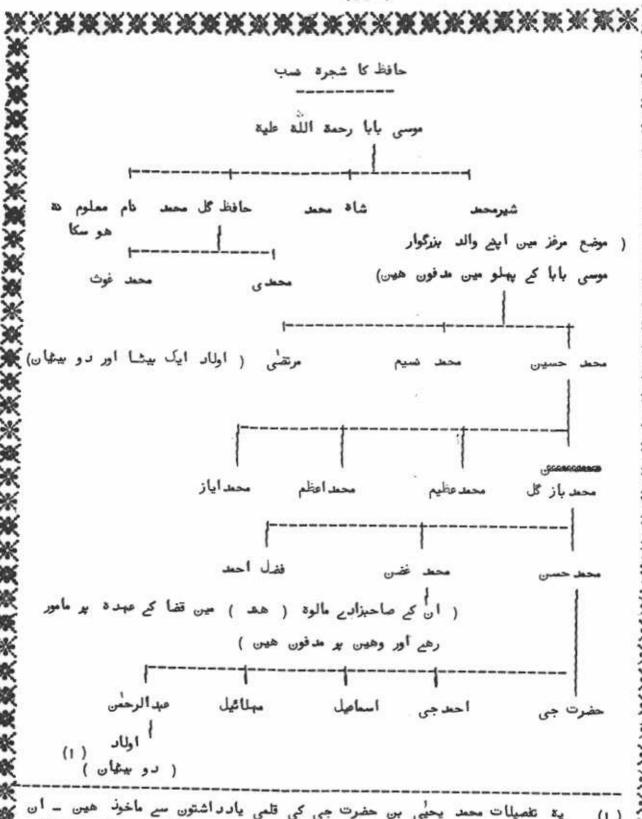
(۱) یہ تفصیلات محمد یحیٰی بن حضرت جی کی قلمی یادداشتون سے ماخوذ ھین ـ ان یادداشتون سے مجھے میرے دوست وحیدالرحمن صاحب لکچرار ( اسلامیات ) گورنمنٹ کالج پشاور کی وساطت سے استفادہ کرنے کا موقعہ ملا ـ

حسن، اخوند ملا

اخوند حسن، حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے خادم تھے -وہ میان صاحبؒ کی کرامت کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک بار میں میرپور یعقوب (تحصیل صوابی) میں میان صاحب چمکنیؒ کی فصلوں کی نگہداشت کے لئے مقیم تھا کہ ان دنوں حاجی کریم داد خان صوبیدار کشمیر کا اپنے لشکر کے ہمراہ وہاں سے گزر ہوا -اس موقعہ پر لشکر کے بعض افراد نے گنّے کی فصل کو نقصان پہنچایا سو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ اسی وقت مصیبت و تکلیف میں مبتلا ہوکر توبہ تائب ہوئے -(1)

خادی خان سواتی، صوفی اخوند

ملا خادی خان علاقہ بنیر کے رہنے والے تھے -حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے ساتھ گہری عقیدت و ارادت رکھتے تھے نہایت متقی اور عابد و زاہد بزرگ تھے -مولانا دادین ان کے زھد و تقویٰ کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں -

| | |
|---|---|
| اخوند هسې پرهیزګاره متّقي وو<br>چه تقوٰي ته ي حیران تقي نقي وو (2) | اخوند (خادی خان) ایسے پرھیزگار اور متقی انسان تھے کہ ہر تقی و نقی ان کے تقوٰی کو دیکھ کر حیران تھا - |

اخوند موصوف حضرت میان صاحبؒ کی کرامت کا ایک چشم دید واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں کاشتکاری کیا کرتا تھا -مگر جنگلی سور میری زراعت کو اکثر نقصان پہنچایا کرتے تھے تنگ آکر میں اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا کی درخواست کی -آپ نے میرے حق میں دعا فرمائی جس کی برکت سے خداوند تعالیٰ نے میری فصلوں کو سؤروں کے ضرر و نقصان سے

---

(1) مناقب از مولانا دادین ورق ۱۲۸ - ۱۲۹ -

(2) ایضاً ورق ۴۲ -

(۱)
ہمیشہ کے لئے محفوظ رکھا -

خان محمد ماندوری

خان محمد ماندوری قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے - نظام الدین اولیاءؒ کے نہایت معتقد تھے اور کافی عرصہ ان کے مزار کے ایک مجاور کی حیثیت سے ہندوستان میں مقیم رہے - حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے معتمدین میں سے تھے -

بڑے زاہد و عابد اور پرہیزگار بزرگ تھے - مولانا نورمحمد ان کے بارے میں لکھتے ہیں -

| | |
|---|---|
| ماندوري خان محمد نام وه | خان محمد ماندوری |
| دي نيك خويه نيك فرجام وه | نیک خصلت و نیک خو تھا |
| شب و روز پــه رياضت وه | شب و روز ریاضت و عبادت |
| دي مشغول په عبادت وه | میں مشغول (رہتا) تھا - |
| ډيري كشف كرامت وه | پابند شریعت صوفی تھا |
| دي صوفي باشريعت وه (۲) | اور آپ کے کشوف و کرامات بہت زیادہ تھے |

دادین مولانا اخوند

مولانا دادین اپنے دور کے متبحر عالم تھے - علوم ظاہری و باطنی دونوں میں خداوند تعالیٰ نے وافر حصہ عطا فرمایا تھا - سلوک و طریقت کے اسرار و رموز سے کافی واقفیت رکھتے تھے -

---

(۱) مناقب از مسعود گل ص ۶۰ - ۶۱ -

(۲) مناقب از مولانا دادین ورق ۴۲ - ۴۴

نوٹ) یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مولانا دادین نے اس واقعے کا حال بیان کرتے ہوئے اخوند ملا خادی خان کو مذکورہ واقعے کا راوی و ناقل بتایا ہے جبکہ مولانا مسعود گل ملا خادی خانؒ کو صاحب واقعہ بتاتے ہیں - واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب -

(۲) نورالبیان (قلمی) ورق ۳۸ -

حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے کامل مریدین مین سے تھے اور اپنی ساری زندگی آپ ہی کی خدمت و صحبت مین گزاری ۔ خود لکھتے ہین ۔ (۱)

وکړه مدد د چمکنو کامل ستا مرید نه دي هډو تللې بیا د بل چا کره

( اے چمکنی کے کامل پھر میری مدد کرو ۔(اس لئے ) کہ آپ کا مرید آپ کے شرف ارادت حاصل کرنے کے بعد پھر کہین کسی دوسرے کے پاس نہین گیا ہے ) ۔

مولانا موصوف خدا کے سچے عاشق تھے ۔ ان کے قلب مین خدائے واحد کی حقیقی محبت تھی ۔ یہی وجہ ہے کہ ہر وقت زبان پر یہ دعا جاری رہتی ۔

ستا ثنا وته م زړه ربه یا هو کړې
شب و روز ورته چوري عطا د هو کړې
چه په خوله کښې د هو چوري نیولې
ستا د خوف څاڅکي په مخ تویه وي غلې
پته راکړې د خپل خوف هسې پیشه
چه بې هو ئې بله نه وي اندیشه (۲)

( اے پروردگار ) تیری حمد و ثناء کے لئے میرا دل پاک و خالی کر یعنی اس مین ہر وقت ذکر " ہو " جاری کر ۔ دن رات اس ( میرے دل) کو " ہو " کی چھوری عطا کر اس طرح کہ منہ مین تیرے ذکر " ہو " کی چھوری رکھے ہوئے ہو اور تیرے خوف کے مارے پوشیدہ طور پر چہرے پر ( آنسو کے ) قطرے بہاتا ہوں ۔ اپنے خوف کا ایسا پیشہ عطا فرما کہ پھر ہرگز بجز " ہو " کے کوئی دوسری فکر لاحق نہ رہے ۔

---

(۱) مناقب میان صاحب چمکنی از مولانا دادین ورق ۱۲۳ ۔

(۲) ایضا ورق ۴۴ ۔

مولانا موصوف کا عقیدہ ہے کہ خدا اور رسول کی سچی محبت ہی سے انسان کو زندگی کا اصل لطف میسر ہو جاتا ہے اور اس کے بغیر حقیقت و معرفت کی دنیا کا سیر کرنا محال ہے ۔ فرماتے ہین ۔

تر هر څه وایم ثنا ده د رب غوړه
چه رنړا ي پورته د روس تر عرش لوړه
که ډیوه د زړه تاکړه په دې غوړ ډکه
پکښ کیښوه تا باتۍ د درود کلکه
د اخلاص په اور د کړه دننه بله
(۱)
د پټ سرائې د سیل هاله کوه ته خله

مین کہتا ہون کہ ہر چیز سے خدا کی حمد زیادہ روغن دار ہے کہ اس کی روشنی عرش سے بھی اوپر جاتی ہے ۔
اگر تو نے اپنے دل کے چراغ مین یہ روغن بھر دیا اور درود کی بتی اس مضبوط رکھی اور اندر سے اخلاص کی آگ سے جلایا اس کے بعد پوشیدہ سرائے کی سیر ( یعنی سیرِ باطنی ) کی امید رکھو ۔

مولانا موصوف سنتِ رسول کے سچے تابع اور عاشق تھے ۔ فرماتے ہین ۔

نه دي دادین په کښ څه ایښي بې د یار د سترګو (۲)
صندوق که وا کړې د سینې د زړه دفتر وګورې

دادین نے اپنے محبوب کی آنکھون کے سوا اس مین کچھ بھی نہین رکھا ہے اگر سینے کا صندوق کھول کر دل کا دفتر معائنہ کرو

مولانا دادین علماء و صلحاء کے خدمتگار اور قدردان تھے ۔ ان کے بارے مین اظہار عقیدت کرتے ہوئے فرماتے ہین ۔

چه د خدائې دوستان دادین څوک ګڼړې

اے دادین جن کو خدا کا دوست سمجھتے ہو تو ( ہروقت ) ان کی آنکھون کے پلکون کو

---

(۱) مناقب ورق ۲۵ - (۲) مناقب ورق ۳۷

(۱)
ښکلوه په خولې د سترکو ئې ښرې | بوسه دیا کرو -

دادین پائیزار د اولیاؤ ایښې پاسه پر سترکو (۲) غواړې له خدایه په طفیل د دوئ دیدار د جنان | دادین نے اولیاء اللہ کے پاپوش کو اپنی آنکھوں کے اوپر رکھا ہے اور اس لئے ان کی برکت و طفیل سے خدا سے جنت چاہتا ہے

مولانا موصوف کو روحانیت میں شہود کا مقام حاصل تھا اور کثرت ظاہری کے پردے ان کی نظر کے سامنے سے ہٹ چکے تھے - فرماتے ہیں -

تر پردې روستو عجب ښهر دې ته څه خبر ئې
هغه خبر شول چه دلې ئې د زړهٔ اشنا راوړې
حال ئې زهٔ چاته اوایم نشته یو همنفس
د هغه ښهر راز چه ما وته پیشوا راوړې
همنفس نشته بې ژړا م له سایې م خپلې (۳)
ځکه م خپلې سایې تا زړهٔ په ژړا راوړې

تجھے کیا خبر ہے پس پردہ عجیب شہر (آباد) ہے - ان کو اس کی خبر ہے جن کے دل میں اس کے ساتھ اُنس موجود ہے ایک شخص بھی نہیں ہے - میں اس (شہر) کا حال کس کو سناؤں - جس کا حال مجھے میرے پیشوا (مرشد) نے بتایا ہے - اپنے سایہ کے علاوہ کوئی روئے میں میرا ساتھی نہیں - یہی وجہ ہے کہ دل اپنے سایہ کے سامنے روتا ہے -

مولانا دادین نے اپنی کتاب " مناقب میاں صاحب چمکنی " میں اپنے پیر و مرشد کے ساتھ انتہائی عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے - وہ فرماتے ہیں کہ میاں صاحب موصوف اپنے دور کے بے نظیر روحانی پیشوا تھے اور در حقیقت وہ انسانی شکل میں خدا کی رحمت

---

(۱) مناقب ورق ۴۴ - (۲) مناقب ورق ۱۱۹ -
(۳) ایضاً ورق ۵۳ -

بن کر آئے تھے ۔

| | |
|---|---|
| وائي دادين چه پهمه پرهيز دي لمن د دغه ولي<br>نور د رحمت د رب په شکل د انسان راغلي (۱) | دادین کہتا ہے کہ اس ولی کا دامن مت چھوڑو اللہ کی رحمت کا نور انسان کی شکل مین آیا ہے ۔ |

ایک اور جگہ لکھتے ہین ۔

| | |
|---|---|
| له وو صاحب په دا وقت کښې دادين<br>بيا به نه مومي که خوك کرځي تر چين (۲) | اے دادین ۔ اس وقت صاحب (میان محمد عمر) کو مقام حاصل تھا اگر کوئی چین تک پھرے تو بھی ایسا نہین پائے گا ۔ |

فرماتے ہین کہ خدائے ذوالجلال نے میان صاحبؒ کو عظیم جاہ و جلال اور عظمت سے نوازا تھا ۔ چنانچہ لکھتے ہین ۔

| | |
|---|---|
| صاحب قوت لري دادين که پروين د فلك<br>غواړي زمين ته هم به راشي د ده توان وګوره (۳) | اے دادین ۔ صاحب اتنی قوت رکھتا ہے کہ اگر چاہے تو آسمان کا پروین زمین پر اُتر آئے گا ۔ آپ کی قوت دیکھو ۔ (کا تماشا کرو) |

حضرت میان صاحب چمکنی موصوف کے اخلاق حمیدہ اسرار و حقائق اور سیرت و کردار کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہین ۔

| | |
|---|---|
| تخلّقوا صاحب موندلي وو خلعت له رب<br>ځکه ي سر د کنت کنزا مخفيا راوړي<br>غرق به شي وايم په طوفان کښې د غيرت د ولي | میان صاحب نے "تخلقوا باخلاق اللہ" کی خلعت کو پایا تھا اور اسی لئے تو آپ کُنتُ کنزاً مخفیاً" کا راز لائے ہین ۔ کہتا ہون کہ جو کوئی یہان آکر تکبر و غرور |

(۱) مناقب ورق ۳۲ ۔ (۲) مناقب ورق ۱۲۵ ۔
(۳) ایضاً ورق ۱۱۰ ۔

(۱)

چا چه دلیٖ واستکبروا استکبارا راوړیٖ | سے کام لے گا وہ اس ولی اللہؒ کے طوفان غیرت میں غرق ہو جائے گا ۔

مولانا دادین اپنے پیر و مرشد کی وفات کے وقت موجود تھے ۔ نماز جنازہ میں شرکت کی اور اس منظر کے حالات اپنی کتاب میں قلمبند کئے۔ (۲)

مولانا دادین پشتو زبان کے ایک ممتاز اور پختہ کار شاعر تھے ۔ آپ نے اپنے پیر طریقت حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کے مناقب پر ایک کتاب لکھی ہے ۔ جو " مناقب میاں صاحب چمکنی " کے نام سے موسوم ہے ۔ اور پشتو نظم کی شاہکار ہے ۔ اس کی نظم مثنوی اور غزل ہے ۔ تقریباً پانچ ہزار ابیات پر مشتمل ہے ۔ اور مولانا موصوف کے تبحر علمی ، زہد و ورع اور کمال فن کا ایک شاہدار مرقع ہے ۔ اس کتاب کا صرف ایک نسخہ دستیاب ہے جو مولوی محمد یعقوب مرحوم امام مسجد پختہ میاں صاحب چمکنی کے پاس محفوظ ہے ۔ یہ کتاب ۱۲۱۹ھ ۔ ۱۸۰۲ء میں لکھی ہے جس میں آپ نے اپنی عمر ستر برس بتائی ہے ۔ لہٰذا اس حساب سے آپ کا سن پیدائش ( ۱۲۱۹ - ۷۰ ) یعنی ۱۱۴۹ھ ۔ ۱۷۳۶ء برآمد ہوتا ہے ۔

اگر چہ یہ کتاب کسی دوسری کتاب جو فارسی زبان میں ہے کا ترجمہ ہے مگر مولانا دادین نے اس کو پشتو نظم کا ایسا دیدہ زیب اور رنگین لباس پہنایا ہے کہ پڑھ کر احسان داد دئیے بغیر نہیں رہ سکتا اور موصوف نے فارسی زبان سے مناقب کے دُر و جواہر کو پشتو زبان کے سلجھے سلک میں ایسا پرویا ہے کہ ایک خوبصورت ہار کی مانند دکھائی دیتا ہے ۔ یہ کتاب ساری افغان قوم کے لئے بالعموم اور پشتو زبان کے شعراء کے لئے بالخصوص

---

(۱) مناقب ورق ۵۳ ۔

(۲) مناقب ورق ۱۷۹ - ۱۸۰ ۔

باعثِ زیب و زینت اور سرمایۂ فخر و ناز ھے ۔

مولانا دادین اس کا سبب تالیف بیان کرتے ھوئے کہتے ھین کہ یوسف زئی اور مدخزٔ افغان اس بات پر مصر تھے کہ حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے مناقب کو پشتو زبان مین لکھا جائے ۔ تاکہ افغان لوگ اس سے بآسانی استفادہ کر سکین ۔ ایک طرف افغانون کا اصرار تھا اور دوسری طرف میان صاحبؒ کی خدمت کا جذبہ کارفرما تھا لہٰذا مین میان صاحبؒ کے مناقب کے کسی لکھے ھوئے مجموعہ کی تلاش مین چمکنی آیا اور ادھر ادھر لوگون سے دریافت کیا ۔

چه گلذار د مناقبو د دوئ چرته
راته وښیئ چه ورشم هغه درته
گلذار چرته د ولي د پښتنو دي
لکه نمر چه په فلك د څمکنو دي
چه تحفه یو سم د گلو لمن ډکه
غنچه کرم د هر پښتون په دستار لکه (۱)

کہ آپ کے مناقب کا گلزار کہاں ھے مجھے بتلاؤ تاکہ مین وھان جاکر حاصل کرون ۔ پٹھانون کے اس ولی کا گلزار مناقب کہاں ھے جو چمکنی مین سورج کی مانند روشن ھین تاکہ مین پھولون سے دامن بھر کر لے جاؤن اور ھر پٹھان کی پگڑی مین اس کا گلدستہ لگاؤن ۔

حقیقت ھے کہ یہ کتاب شعر کے میدان مین افغان قوم کے لئے ایک طرۂ امتیاز ھے ۔ اور شاعر کی شاعرانہ صلاحیتون اور فن کمال کی جتنی بھی تحسین کی جائے کم ھے ۔

رضوان ، پیر

پیر رضوان اپنے دور کے مشہور و معروف عالم اور کامل صوفی تھے ۔ حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے مقبول و محبوب خلیفہ تھے ۔ میان صاحب موصوف کے ساتھ خصوصی تعلق

---

(۱) مناقب ورق ۱۲ ۔

اور قرب کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ھے کہ جن پانچ حضرات کو آپ کے غسل اور تجہیز و تکفین کا کام سونپا گیا تھا ان مین یہ متوکل بزرگ بھی شامل تھے۔ (۱)

سرور ، اخوند

اخوند سرور عالم و فاضل صوفی اور حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے منظور نظر خلفاء مین سے تھے ۔ ان کو میان صاحب کی تجہیز و تکفین اور غسل دینے کا شرف حاصل ھے ۔ (۲)

سعادت خان چینی فروش

سعادت خان پشاور کے رھنے والے اور حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے مخلص مرید تھے ۔ ان کے والد ماجد بھی اسی آستانہ کے ساتھ منسلک رھے اور آپ کے مریدین و محبین مین شامل تھے ۔ مولانا مسعود گل لکھتے ھین ۔

| | |
|---|---|
| دوکاندار سعادت نام چینی فروش وہ | سعادت چینی فروش دوکاندار تھا اور |
| قدیمي د میان صاحب حلقه بگوش وه | حضرت میان صاحبؒ کا نہایت قدیمی حلقہ |
| دهٔ وپلار حما د د جناب غلام وه | بگوش خادم تھا ۔ سعادت کا بیان ھے کہ |
| په خدمت د میان صاحب په صبح وشام وه (۳) | میرا والد بھی آپ کا مرید و خادم تھا |
| | اور صبح و شام آپ کی خدمت مین مصروف |
| | رھتا تھا ۔ |

سعادت خان کے والد بزرگوار کا بیان ھے کہ میرے ھان نرینہ اولاد نہ تھی ۔

---

(۱) مناقب از مولانا دادین ( قلمی ) ورق ۱۶۰ ۔
(۲) مناقب از " " ورق ۱۶۰ ۔
(۳) مناقب از مسعود گل ص ۵۳ ۔
ایضا ملاحظہ ھو مناقب از مولانا دادین ورق ۷۶ ۔

اس سلسلے مین حضرت میان صاحبؒ سے دعا کی درخواست کی ۔ آپ نے دعا فرمائی جس کے نتیجے مین خدا نے دو فرزند عطا فرمائے ۔ یہ دونون بھائی اپنے والد کی وصیت کے مطابق تادم آخر حضرت میان صاحبؒ کی خدمت کرتے رہے[1] ۔

سید محمد

سید محمد وادی کنڑ ( افغانستان ) کا باشندہ تھا اور میانجی کے نام سے مشہور تھا ۔ سید موصوف کا بیان ہے کہ ایک بار سید غلام نے مجھے میان صاحب چمکنیؒ کا امتحان لینے کی غرض سے چمکنی بھیج دیا ۔ مین آکر آپ کی مجلس ارشاد مین شریک ہوا اور اس مجلس کے دوران آپ کا جاہ و جلال اور کشف و تصرف دیکھ کر متعجب ہوا اور آپ کے غلامان حلقہ بگوش مین شامل ہوکر آپ کا طوقِ ارادت زیب تن کر لیا[2] ۔

~~وزیر اعظم~~ شاہ ولی‌خان درانی، وزیر اعظم

شاہ ولی خان پوپلزئی افغانون کی ذیلی شاخ صالح زئی سے تعلق رکھتے تھے اور قندھار کے ان دو سربرآوردہ سردارون مین سے تھے جو نادرشاہ افشار کے قتل کے وقت احمدشاہ درانیؒ کے ہمرکاب تھے ۔

اصلی نام بکتی‌خان تھا عہدہ وزارت پر تقرری کے بعد " شاہ ولی " کے لقب سے ملقب ہوئے ۔[3] ابتداء مین احمدشاہ درانی کے حفاظتی گارڈ کے امیر تھے ۔ وزیر شفقت‌خان کے بعد ۶۸-۱۱۶۷ھ - ۵۵-۱۷۵۴ء مین وزارت عظمیٰ کے منصب پر فائز ہوئے ۔

---

(۱) مناقب از مسعود گل ص ۵۳-۵۴ ۔
مناقب از مولانا دادین ورق ۷۶ - ۷۷ ۔

(۲) ایضاً ورق ۱۵۶ - ۱۶۰ ۔

(۳) تیمورشاہ درانی از عزیزالدین وکیلی طبع کابل ۱۳۳۳ھ ص ۲۵۰ ۔

شاہ ولی خان ایک مدبّر اور تجربہ کار سیاست دان ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت جرّی اور شجاع مرد میدان بھی تھے ۔ سرزمین ہند کی تمام جنگی مہمات میں احمد شاہؒ کے ہمراہ و ہمقدم رہے ۔ ۱۱۷۴ ھ پانی پت کے جہاد میں شریک ہوئے ۔ اور اسی سال متھرا کے قدیم معبد کے بت شکن ہونے کا شرف حاصل کیا ۔ (۱) ۱۱۷۸ ھ / ۶۵۔۱۷۶۴ ء میں عہدہ وزارت سے برطرف کر دئیے گئے ۔ اور ان کی جگہ اخوند فیض اللہ خان کے بھائی اور تیمور شاہ کے اتالیق شیخ ادریس خان کو یہ عہدہ سونپا گیا ۔ ۱۱۷۹ ھ / ۱۷۶۶ ء میں قاضی موصوف کا انتقال ہوگیا ۔ اور ۱۱۸۳ ھ / ۷۰۔۱۷۶۹ ء میں شاہ ولی خان کو دوبارہ خلعتِ وزارت سے نوازا گیا ۔ احمد شاہ کی وفات کے بعد ۱۱۸۶ ھ / ۱۷۷۲ ء میں ان کے بیٹوں میں تخت نشینی کے لئے کشمکش شروع ہوگئی اور شہزادہ سلیمان کی طرفداری کے الزام میں شہید کر دئیے گئے ۔ شہادت کے بعد اپنے پیچھے گیارہ فرزند چھوڑ گئے جن میں سے اکثر زمان شاہ درانی اور شاہ شجاع الملک درانی کے دور میں اہم مناصب پر فائز رہے ۔ (۲)

وزیر موصوف صفات حمیدہ سے متصف تھے خصوصاً ان کی سخاوت و فیاضی ضرب المثل تھی کہتے ہیں کہ ایک بار وہ لاہور کے ایک بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک چور نے ان کی جیب میں ہاتھ ڈالا ۔ محافظ نے چور کو پکڑ لیا ۔ اس موقعہ پر وزیر موصوف نے متوجہ ہوکر کہا کہ ۔

" دست بہ جیبِ مرد فرو بردہ است متاعی کہ ہست بر گیرد "

اتفاقاً اس جیب میں کچھ بھی موجود نہ تھا لہٰذا چور کا ہاتھ پکڑ کر دوسری جیب میں ڈال دیا اور کہا کہ جو کچھ موجود ہے لے لو ۔ اہل بازار یہ دیکھ کر حیران ہوئے ۔ وزیر موصوف نے ان کو

---

(۱) اخبار ہیواد (پشتو) کابل ۴/ و ۵/ فروری ۱۹۷۶ ء بحوالہ احمد شاہی تاریخ (قلمی) تیمور شاہ درانی ص ۲۵۱ ۔ ۲۵۳ ۔

(۲) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو درۃ الزمان از عزیزالدین وکیلی طبع کابل ص ۲۲۸

مخاطب کرکے کہا کہ :

"شخصی کہ بہ جہبر مرد دست فرو برد محل نوازش است نہ کہ سرزنش" - (۱)

شاہ ولی خان ایک متدین عالم تھے اور سلوک و تصوف کے ساتھ خاص دلچسپی رکھتے تھے - حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے بے حد عقیدت مند تھے اور اکثر و بیشتر اوقات آپ کے آستان فیض رسان پرحاضری دے کر قدمبوسی کا شرف حاصل کرتے تھے - میان صاحب موصوف ان پر بہت مہربان تھے اور آپ کے خاص لوگون مین ان کا شمار ہوتا تھا - (۲)

ملا یوسف درانی کا بیان ہے کہ شاہ ولی خان کے ہان نرینہ اولاد نہ تھی ایک دن حضرت میان صاحب چمکنیؒ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اپنی حالت زار کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی درخواست کی - آپ نے ان کا بیان سن کر دعافرمائی جس کے نتیجے مین خدا نے ان کو نرینہ اولاد عطا فرمائی - (۳)

وزیر موصوف اپنی عظمت وحشمت کے باوجود میان صاحب چمکنیؒ کے جاہ و جلال سے بہت مرعوب تھے - ایک بار ایک درانی سردار نے وزیر شاہ ولی خان کو بطور سفارش آپ کے پاس لے جانا چاہا - اس موقع پر وزیر موصوف کا جواب نقل کرتے ہوئے مولانا مسعود گل لکھتے ہین -

| | |
|---|---|
| هیڅ قابوم په دهٔ نشته زورور دی<br>چه په لوي درگاه کښ دي ډیر مخور دی | آپ پر میرا قابو نہین وہ بہت زبردست ہین<br>کیونکہ (اللہ کی) بڑی درگاہ مین بہت باأثر اور مقبول ہین - |

---

= اخبار ہیواد کابل ۳/ ۴/ ۵/ ۷/ فروری ۱۹۷۶ء

عہد تیمورشاہ درانی ص ۲۵۰ - ۲۵۴ -

******

(۱) تیمورشاہ درانی ص ۲۵۳ -
(۲) مناقب از مولانا دادین ورق ۸۳ - ایضاً ص ۲۰ - ۲۱ -
(۳) مناقب از مسعود گل ص ۱۸ - ۱۹ -

| | |
|---|---|
| زور ور تر حده زيات دي دا ولي | یہ ولی حد سے زیادہ زبردست ہین اور |
| څه پرواه ئې شي په شاه په شاه ولي (۱) | آپ کو بادشاہ یا شاہ ولی کی کوئی پرواہ نہین |

شریعت و طریقت دونون مین بلند درجہ حاصل تھا - یہی وجہ ہے کہ اپنے دور کے مشہور روحانی رہنما حضرت شاہ فقیراللہ شکارپوری نے ان کو زبدہ محبان ' نقاوہ ' ارادت مندان ' خاص الخواص ' محور فلک سلطنت ' خلاصہ ' مواد حشمت اور عزیز دلہائے درویشان ' جیسے ارفع آداب و القاب کے ساتھ ان کو مخاطب کیا ہے - (۲)

شریف اخوند

اخوند شریف اس دور کے مشہور و معروف عالم اخوند عماد جمکنی کے تلمذ رشید اور اخوند رسول ساکن پنج پیر کے ہم سبق تھے - موضع اوشیری (ضلع دیر) مین سکونت رکھتے تھے - بڑے جیّد عالم اور عابد و زاہد صوفی تھے - ان کے احوال بیان کرتے ہوئے صاحب کرامت نامہ لکھتے ہین کہ -

| | |
|---|---|
| د اوشيري اخوند شريف وه | (موضع) اوشیری کے اخوند شریف جو کہ خوف خدا سے |
| دې د رب په خوف وخيف وه | ہر وقت خوفزدہ اور لرزہ براندام رہتے تھے - اپنے وقت |
| د خيل وقت ظاهر باطن وه | کے ظاہر و باطن (سرآگاہ صوفی) تھے - اور عمر |
| د كانړنو هم اسن وه (۳) | رسیدہ بھی تھے - |

(۱) مناقب از مسعود گل ص ۲۳ -

(۲) مکتوبات فقیراللہ شاہ مکتوب ۵۶ ایضاً مکتوب ۴۷

مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو احمد شاہ درانی از گنڈا سنگھ طبع بمبئی ۱۹۵۹ء صفحات ۹۹ - ۱۱۱ - ۱۱۶ - ۱۱۷ - ۱۵۵ - ۱۵۹ - ۱۷۱ - ۱۷۴ - ۱۸۱ - ۱۸۶ - ۱۹۸ - ۲۰۹ - ۲۱۱ - ۲۳۷ - ۲۴۱ - ۲۴۳ - ۲۵۱ - ۲۷۸ - ۲۸۱ - ۲۸۴ - ۳۱۰ - ۳۱۶ - ۳۱۹ - ۳۲۶ - ۳۳۰ - ۳۴۹ - ۳۵۸ - ۳۶۷ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۸۱ - ۳۸۳ - ۳۸۷ -

(۳) کرامت نامہ (قلمی) از نورمحمد ورق ۲۴ -

ابتداء ہی سے حضرت میان صاحب جمکنیؒ کے ساتھ قریبی مراسم تھے -اور ان کے کشوف و کرامات کے بہت سارے چشم دید واقعات دیکھنے کا شرف حاصل ہوا -شیخ نور محمد لکھتے ہین کہ ۱۱۷۰ھ / ۱۷۵۶ء مین اخوند شریف موضع کوٹی گرام (ضلع دیر) مین مقیم تھے اور ان سے روحانی فیض حاصل کرنے کے لئے ہر وقت لوگ کثیر تعداد مین جمع رہتے -اس موقع پر مین بھی ان کی مجلس ارشاد مین حاضر ہوا اور اخوند موصوف کی زبانی حضرت میان صاحبؒ کے آغاز جوانی کے چند خوارق عادات و واقعات گوش گذار ہوئے -(۱)

شمس الدّین اکبرپوری

شمس الدین اکبرپورہ (ضلع پشاور) مین سکونت رکھتے تھے -بڑے نیک سیرت و نیک خصلت انسان تھے -میان صاحب جمکنیؒ کے حاضر باش مریدین مین سے تھے -اپنا بیشتر وقت آپ کی صحبت مین گزارا -آپ کی کرامات کے کئی چشم دید واقعات ان کی زبانی مروی ہین -(۲)

| | |
|---|---|
| شمس الدین د اکبرپوري عجب مرد وو | شمس الدین اکبرپوری نہایت عجیب کردار کے آدمی تھے |
| چه په باغ د میان رحیم کښېبید و ورد وو (۳) | اور میان رحیم کے باغ مین مثل بید مجنون اور گلاب کے پھول کے تھے - |

شہباز خان خٹک

شہباز خان اپنے دور مین خٹک قبیلے کے سردار سرائے اکوڑہ کے باشندے اورحضرت میان صاحب جمکنیؒ کے معتقد تھے -۱۱۸۶ھ/۱۷۷۲ء مین بقید حیات تھے -مراد خان حاکم پشاور کے سخت مخالفت کے سبب اس کو ایک دفعہ پشاور طلب کیا گیا سرائے اکوڑہ سے پشاور آتے ہوئے وہ

(۱) کرامت نامہ (قلمی) ورق ۲۴ -۳۰

(۲) مناقب میان صاحب جمکنی از مولانا دادین ورق ۲۳ -۲۴

(۳) ایضاً ورق ۲۳ -

پہلے حضرت میان صاحب جمکنی ؒ کے دربار مین حاضر ہوئے - اس واقعے کا ذکر کرتے ہوئے مولانا شفیق لکھتے ہین کہ -

| | |
|---|---|
| په طلب چه د مراد نامراد ظالم | جب مین ظالم و نامراد مراد خان حاکم پشاور |
| شوم له سرایه پېښاور لره عازم | کی طلب پر سرائے (اکوڑہ) سے پشاور کی جانب |
| هغه شپه م شه مقام په څمکنو | روانہ ہوا تو راستے مین رات جمکنی مین گزاری - |
| ناخبر ووم د گردون له دې فتنو | مصائب آسمانی کی خبر نہ تھی - جب حضرت |
| په زیارت د میان صاحب چه سرفراز شوم | میان صاحب جمکنی ؒ کی زیارت سے مشرف ہوا تو آپ |
| په محمود قدم مسعود لکه ایاز شوم (۱) | کے قدم محمود کی قدموسی کی ہوکے سے محمود غزنوی کے غلام ایاز کی مانند مسعود ہوا - |

سردار موصوف کا بیان ہے کہ موضع جمکنی مین اس قیام کے دوران بہادرخان یوسف زئی کے ساتھ ملاقات ہوئی جس نے حضرت میان صاحب جمکنی ؒ کی کرامات کے ایسے عجیب واقعات سنائے کہ سن کر مین انگشت بدندان رہ گیا - (۲)

### طلحہ ، اخوند ملا

اخوند ملا طلحہ حضرت میان صاحب جمکنی ؒ کے منظور نظر مرید تھے - خداوند تعالیٰ نے ان کو تمام صفاتِ حمیدہ سے متصف فرمایا تھا - زاھد و عابد اور نیک سیرت انسان تھے - مولانا دادین ان کی روحانیت اور اوصاف و خصائل کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہین -

| | |
|---|---|
| هسې رنګ هغه اخوند م نوراني وو | وہ اخوند (ملا طلحہ) ایسے نورانی (آدمی) تھے |
| په خصلت کښې ګویا دې طلحه ثاني وو (۳) | اور خوخصلت مین گویا طلحہ ؓ ثانی تھے |

---

(۱) مناقب از مولانا شفیق (قلمی) ورق ۲ - (۲) ایضاً ورق ۳

(۳) مناقب از مولانا دادین ورق ۹۲ -

اخوند موصوف فرماتے ہین کہ ایک دن ہم چند احباب مسجدِ مہابت خان مین بیٹھے ہوئے تھے اور میان صاحبؒ کی کرامات پر گفتگو ہو رہی تھی ہمارے قریب ایک سفید ریش بزرگ بیٹھے تھے جو باجوڑ کے باشندے تھے اور زہد و تقویٰ اور نیک بختی کے آثار ان کے چہرے پر نمایان تھے ۔ اس بزرگ نے ہمین مخاطب ہو کر فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے میان صاحب چمکنیؒ کو اسرار و حقائق کے خزانون سے بہت کچھ مرحمت فرمایا ہے اور آپ کے خوارق کا ایک چشم دید واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ۔

په سفر کښې د لاهور زهٔ ورسره ووم
د یقین په اخلاص ډیر په زړهٔ کره ووم
اقتداءم د مانځه ورپسې کړې
د حضور نشو و نما کړه د زړهٔ زړې
ولې راغلهٔ په مانځه کښې شبهه دا رنګ
چه کعبې ته سمه نه ده جبهه دا رنګ
برابر صلوة کعبې ته ادا نهٔ شه
د مانځه د فساد غم زور په ما وشه
باري پاتې شوم خاموش زهٔ له ادب
په زړهٔ وایم چه دا څه وشو له رب
نور صاحب ځما و لور و ته ناظر شهٔ
چه خبر په خطرې م د خاطر شهٔ
وحضور ته ې طلب په هغه درنګ کړم
په دیدن ې مشرف په مخ خوشرنګ کړم

سفر لاہور مین مین آپ کے ہمراہ تھا
اور دل یقین و اخلاص سے معمور تھا
مین نے آپ کے پیچھے نماز کی اقتدا کی تھی
خوب متوجہ ہوکر حضورِ قلب کے ساتھ سو
نماز کے دوران مجھے یہ شبہ پیدا ہوا
کہ ہم برابر قبلہ رو نہین ہین
( دل مین کہا ) کہ قبلہ کی صحیح سمت
مین نماز ادا نہین ہوئی اور یہ غم زور
پکڑ تا گیا کہ نماز فاسد ہوگئی ۔ مگر ادب
و تعظیم کے لحاظ سے مین خاموش رہ گیا ۔
اور دل مین کہتا ہون کہ اے خدایا ۔ یہ
کیا ہوا ( اسی شش و پنج مین تھا ) کہ
حضرت میان صاحبؒ کو میرے اس شک و شبہ کا
علم ہوا اور میری طرف متوجہ ہوئے ۔ اسی

له حلقې د خادمانو ې جدا کړم

مستقبل ې د کعبې په لورې بيا کړم

فرمائل ې که نمونځ خو بې تحري شوو

ولې وګوره چه کله سرسري وو

له کعبې کله له ما د ې په خنګ شوې

راشه وګوره که ستا وې زړه تنګ شوې

که نظر ما ښه په لور د مغرب وکړې

هسې رنګ ما زيارت عجائب وکړې

ما په خپلو سترګو وليده کعبه

د وې دولت د زيارت کړې راته هبه

حق حيران شوم د ې کشف و کرامت ته

ما تعظيم وکړې د د و ښه زيارت ته

په صفت ې دادين څکه نه مريزي

(۱)
چه کعبه د ده ځ په مخ دلې ښکاريږي

وقت اپنے پاس بلایا ۔ اپنے دیدار کا شرف بخشا مریدین کے حلقة سے علیحدہ کیا (اور) پھر مجھے قبلہ رو کردیا ۔

فرمایا کہ اگر چہ نماز مین تحرّی سے کام نہین لیا گیا مگر دیکھو کہ یہ سرسری کب تھی ۔ کعبہ کی جانب پڑھنے مین غلطی نہین ہوئی ہے آو دیکھو اگر تیرا دل تنگ ہو گیا ہے۔ مین نے جب مغرب کی جانب خوب نظر دوڑائی تو مین نے عجیب زیارت کی ۔

مین نے کعبہ اپنی آنکھون سے دیکھا اور اس طرح میان صاحبؒ نے زیارت کعبہ سے مجھے مشرف کیا مین یہ کشف و کرامت دیکھ کر انگشت بدندان رہ گیا ۔ مین نے کعبہ دیکھ کر آداب بجا لائے ۔ دادین اس لئے آپ کی تعریف کرتے کرتے نہین تھکتا کہ آپ کی برکت و طفیل سے یہان بھی کعبہ دکھائی دیتا ہے ۔

حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے عالم و فاضل اور کامل مرید مولانا دادین مذکورہ واقعے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہین ۔

څوک چه ودرې په عرفات د معرفت دا هسې

غنډۍ د زمکې لاند وګړه د ده تر قدم

جو عرفاتِ معرفت پر اس طرح کھڑا ہو جائے

تو پھر زمین کی پہاڑی کو اس کے قدم کے

| | |
|---|---|
| صاحب چه هسې شان ولاړ د جبروت په غره دې | تهے سمجھو - حضرت میان صاحبؒ جو اس |
| لکه کعبه تر نه پټيږي په د غرونـــو د سم (۱) | طرح جبل جبروت پر کھڑے ھین تو اس لئے |
| | یہان کے پہاڑ ان کی نظر سے خانه کعبه کو |
| | نہین چھپا سکتے - |

### ظفر، مُلّا

ملا ظفر حضرت میان صاحب جمکنیؒ کے حاضر باش مرید تھے - روحانی کمال کے حصول کے بعد اذن و خلافت کا شرف حاصل کیا - (۲)

### عبدالحکیم، اخوند

اخوند عبدالحکیم حسینی سیّد تھے اور ان کے آباء و اجداد پشت در پشت صاحبان ولایت و کرامت گزرے ھین - ان کے والد بزرگوار سید یارمحمد کابلی سلسلهٔ نقشبندیه کے مشاھیر مین سے تھے - اور علوم ظاھری و باطنی دونون مین شیخ عبدالغفور پشاوری سے اکتساب کیا تھا - ننگرھار سے آکر پشاور مین سکونت اختیار کی اور یہین پر دفن ھوئے - یہان سکونت کے دوران اخوند عبدالحکیم پیدا ھوئے - ظاھری علوم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کئے اور باطنی علوم مین حضرت میان صاحب جمکنی کے چشمهٔ فیض سے فیضیاب ھوئے - زندگی کا بیشتر حصه آپ کی صحبت مین گزارا اور آپ کے نہایت منظور نظر اور خاص الخاص مرید و ھمنشین تھے - مولانا مسعود گل لکھتے ھین -

| | |
|---|---|
| دا رنګ نقل کا ملا عبدالحکیم | ملا عبدالحکیم یه بیان کرتا ھے |
| څمکنو کښې ډیر مدت ووم زهٔ مقیم | که مین جمکنی مین کافی مدت مقیم تھا |

---

= (۱) مناقب میان صاحب جمکنی از مولانا دادین (قلمی) ورق ۹۲ -

******

(۱) مناقب از مولانا دادین (قلمی) ورق ۱۵۲ -

(۲) نورالبیان (قلمی) ورق ۳۵ -

یوه شپه وشه مجلس له حده زیات
په کښې بحث وه د حدیث هم د ایات
حقائق او معارف بیانیــــدل
د ه مجلس عالم تمام وزنګلیــدل
اخر وکړ و د مجلس خلقو برخاست
په خدمت کښې زه تنها ووم ورته ناست
هوري ناست وو په دا شان تر صباح
موذن وکړ اواز علی الفلاح
په اذان چه موذن وکړ اغاز
نور صاحب په تدارک شه د نماز (۱)

ایک رات مجلس حد سے زیادہ (دیر تک) جاری
رہی اور اس مین آیات و احادیث کی بحث (ہو رہی)
تھی - حقائق و معارف بیان ہوتے تھے -
تمام حاضرین مجلس پر نیند کا غلبہ ہوا
آخر کار اہل مجلس چلے گئے
اور مین (آپ کی) خدمت مین تنہا بیٹھا تھا
صبح تک اسی طرح ہم دونوں بیٹھے رہے -
یہان تک کہ موذن نے صبح کی آذان دی
جب موذن نے آذان کا آغاز کیا
تو حضرت میان صاحب نماز کا اہتمام کرنے لگے

اسی طرح مولانا دادین اخوند عبدالحکیم کی زبانی ایک واقعہ نقل کرتے ہوئے لکھتے
ہین -

د ه ویل چه عبادت خانه خاصه ئې وه
د انوارو د اسرارو خــلاصه وه
خادمان هم ورته ناست وو په حضور کښې
په حضور د دې کامل فائض النور کښې
ولې نور شول مرخص له دغه ځایه
یو زه پاتې بل صاحب شو خوشنمایه (۲)

وہ کہتے تھے کہ آپ کا جو عبادت خانہ خاص تھا
اور وہ انوار و اسرار کا خلاصہ تھا -
خدام آپ کے حضور مین بیٹھے تھے
اس کامل و فائض النور کے حضور مین
مگر سب آپ سے رخصت ہوئے صرف مین اور صاحب
وہان رہ گئے -

(۱) مناقب از مولانا [illegible] مسعود گل ص ۷۵
(۲) مناقب از مولانا دادین ورق

مندرجہ بالا دونون بیانات اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اخوند موصوف کے ساتھ ==

اخوند موصوف ایک فہیم و دانا صوفی اور ایک باعمل عالم تھے - اپنے پیر طریقت کے کشوف و کرامات کے کئی چشم دید واقعات ان سے منقول ہین (۱) - ابتداء مین پشاور مین سکونت رکھتے تھے بعد مین حضرت میان صاحب جمکنیؒ کی اجازت سے موضع گوجو گڑھی (ضلع مردان) مین سکونت (۲) اختیار کرلی - اور وھین پر وفات پائی - عبدالحلیم اثر نے ان کا سن پیدائش ۱۱۵۵ھ / ۱۷۴۲ء اور سن وفات ۱۲۳۶ھ / ۱۸۲۰ء بتایا ھے (۳) -

اخوند عبدالحکیم کی وجہ سے موضع گوجو گڑھی درس و تدریس کا ایک بڑا مرکز بن گیا تھا جس مسجد مین آپ درس دیا کرتے تھے وہ مسجد میان صاحب گوجو گڑھی کے نام سے موسوم ھے - یہان بے شمار تشنگان علم نے آکر اپنی پیاس بجھا لی - اور اخوند عبدالغفور (المعروف اخوند صاحب سوات) جیسی بڑی بڑی ھستیون نے یہان آکر علم کا اکتساب فرمایا (۴) -

اخوند موصوف کے آباء و اجداد کی طرح ان کی اولاد مین بڑے نامور عالم اور روحانی پیشوا گزرے ھین - جنھون نے اپنے دور مین اعلائے کلمۃ الحق اور احیاء و تحفظ دین کی تحریکون کی قیادت فرماکر عظیم دینی خدمات انجام دی ھین -

ان حضرات مین سے یہان میان ابوبکر کا مختصر تذکرہ بے جا نہ ھوگا -

میان ابوبکر بڑے عالم و فاضل آدمی تھے - حدود ۱۳۰۲ھ تک مدرسہ ھاشمیہ بمبئی مین درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے رھے اور ۱۳۰۹ مین بمبئی کے مقام پر حضرت سید محمد صالح

---

= حضرت میان صاحب جمکنی کا خصوصی تعلق تھا - اور وہ خلوت و جلوت دونون مین اکثر ان کی خدمت مین حاضر رھتے تھے -

*******

(۱) مناقب از مولانا مسعود گل ص ۴۷ - ۸۹ -

مناقب از مولانا علمدادین ورق ۱۱۴ - ۱۱۵ - ۲۲۷

(۲) حیات افغانی از محمد حیات خان ص ۲۱۰ -

عبدالرحیمؒ میان

میان عبدالرحیم دریائے سندھ کے نواح مین علاقہ ٔ خٹک کے ایک گاؤن جلبئی مین سکونت رکھتے تھے - اور بڑے زاھد و عابد فھیم و ذھین اور مرجع خلائق بزرگ تھے - حضرت میان صاحب جمکنیؒ سے عمر مین بڑے تھے اور زمانہ ٔ طفولیت ھی سے آپ کے ساتھ وابستہ رھے -

شیخ نورمحمد کہتے ھین کہ ۱۱۵۵ھ / ۱۷۴۲ء مین جمکنی سے موضع جلبئی گیا - میان موصوف کی صحبت مین چند دن گزارے اور ان کی زبان در فشان سے حضرت میان صاحب جمکنیؒ کے زمانہ ٔ خورد سالی کے بہت سے کرامات سننے کا شرف حاصل ھوا - (۱)

عبدالرحمٰن پشاوریؒ قاضی اخوند

قاضی عبدالرحمٰن شہر پشاور کے رھنے والے تھے - نہایت متقی پرھیزگار اور صوفی منش بزرگ تھے - زندگی کا ھر لمحہ احتساب نفس اور مجاھدہ و ریاضت مین گزارا اور حضرت میان صاحب جمکنیؒ کے مریدین خاص مین سے تھے - مولانا دادین لکھتے ھین -

چہ مرید د دي جناب مبارك وو
د شیطان په کنجي سر باند کوتك وو
اخوند هسې متقي وو پرهیزکار ه
شیطان بیارته گرزیده د ده د له پاره (۲)

چونکہ حضرت میان صاحبؒ جناب مبارک کے مرید تھے تو یہی وجہ ھے کہ شیطان کے گنجے سر پر ڈنڈا کے مانند (وار کرنے والے) تھے - اخوند (موصوف) ایسے متقی اور پرھیزگار آدمی تھے کہ شیطان اس کے خوف سے دور بھاگتا تھا -

---

= فتویٰ متعلق نماز خلف الناس ص ۳۲ - ۱۳۰۲ھ

نوٹ) (یہ تمام مولانا حبیب الرحمن صاحب گوجر گڑھی کے پاس محفوظ ھین)

(۲) یہ شجرہ ٔ نسب اس شجرہ ٔ نسب کی نقل ھے جو مولانا حبیب الرحمن صاحب گوجر گڑھی کے پاس قلمی شکل مین محفوظ ھے -

*****

(۱) مناقب میان صاحب جمکنی از نورمحمد ورق ۱۹ - ۲۳ -

اخوند موصوف حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے بارے مین عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہین -

| | |
|---|---|
| دې خما مرشد ولي قطب مدار دې | میرا مرشد ولی قطب مدار ہین |
| په هر کار قدرت ورکړې کردګار دې (۱) | اور پروردگار نے آپ کو ہر کام پر قدرت عنایت کی ہے - |

حضرت میان صاحب چمکنیؒ ان پر بہت مہربان تھے اور ان کے ساتھ خصوصی تعلق رکھتے تھے ان کی خصوصیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت میان صاحبؒ کو غسل دینے کی آخری خدمت مین جن حضرات نے حصہ لیا تھا ان مین اخوند عبدالرحمٰن بھی شامل تھے - (۲) پیر و مرشد کے تصرف و کرامات کے کئی عجیب و غریب واقعات کا تذکرہ کیا ہے (۳) -

۱۱۹۰ھ - ۱۷۷۶ء مین یقیناً بقید حیات تھے -

عبداللہ بیگ مرزا

مرزا عبداللہ بیگ کے والد بزرگوار کا نام مرزا عبدالغفار تھا جو احمدشاہ بابا اور تیمورشاہ درانی کے درباری منشیون مین سے تھے - آباء و اجداد کی سابقہ خدمات کے پیش نظر ان کی اولاد بھی دولت درانیہ مین اسی منصب سے وابستہ رہی (۴) -

مرزا عبداللہ نسلاً تاجک تھے اور زمانہ قدیم سے ان کا خاندان سرزمین کابل مین آباد تھا - مرزا موصوف بڑے عالم و فاضل اور اسرار و رموز طریقت کے واقف کار صوفی مش

---

= (۲) مناقب میان صاحب چمکنی از مولانا دادین ورق ۳۸ ، ۵۱ -

*****

(۱) مناقب میان صاحب چمکنی از مولانا دادین ورق ۳۹

(۲) ایضا ورق ۳۱۹- (۳) ایضا اوراق ۵۱ ، ۸۵ ، ۳۱۹ -

عبدالحلیم اثر کے نزدیک قاضی موصوف پشاور شہر کے مشہور قاضی خیل خاندان سے ==

بزرگ تھے ۔ حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کے حاضر باش مرید تھے ۔ حضرت میاں صاحب ان کے ساتھ اکثر اوقات اسرار و حقائق آیات پر بحث کیا کرتے تھے ۔ جوکہ ان کی طبعیت کی بڑی دلیل ہے ۔(۱)

ایک بار نورالدین صوبیدار کشمیر کے زمانے میں جب بغاوت ہوئی تو احمدشاہ درانیؒ نے حضرت میاں صاحبؒ سے نورالدین خان کی مدد و معاونت کی درخواست کی ۔ آپ نے اس نازک موقعہ پر غازیان اسلام کی رھنمائی اور مدد کے لئے اپنے مرید خاص مرزا عبداللہؒ بیگ ہی کا انتخاب فرمایا ۔ مولانا دادین نورالدین کی زبانی یہ واقعہ ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔ کہ

| | |
|---|---|
| یو خادم ې د حضور هم عنایت کړ | آپؒ نے اپنا ایک خادم دے دیا |
| عنایت ې دې خما په رفاقت کړ | اور میرے همراه ( رخصت ) کر دیا |
| عجب مرد وو متقي وایم شب خیزه | میں کہتا ہوں کہ نہایت عجیب شب زندہ دار متقی آدمی تھے اور گل فشان شمع |
| چه ې مخ وو د مجلس شمعه گل ریزه | مجلس کے مانند ( خوبصورت ) تھے ۔ |
| نوراني دې په انوارو د صاحب وو | میاں صاحب کے انوار سے منوّر تھے ۔ |
| رسیدلې د باطن په مراتب وو | اور باطن کے ( اعلیٰ ) مراتب پر پہنچ گئے تھے ۔ |
| واقعې دده د خدائې په داد رضاوه | حقیقت ہے کہ خدا کی داد پر وہ راضی تھے ورنہ ان کا منہ قضائے خداوندی |
| کتره خوله ې تویک جوړه د قضا وه | |

---

== تعلق رکھتے تھے اور پشاور شہر ہی میں مدفون ہیں ۔ ( روحانی نڑون ص ۵۷۷ )

(۲) تیمورشاہ درانی از عزیز الدین وکیلی ج دوم اشاعت دوم طبع کابل ۱۳۳۲ھ ص ۲۸۳ ۔

*****

| | |
|---|---|
| چه مرزا عبدالله نوم د ده ٔ بناغلي<br>په ادب ې ورو ورو اخله په خوله ٔ غلي (۱) | کے بعد وق ( کے مترادف ) تھا اس کا نام<br>جناب مرزا عبداللہ تھا اور ادب و احترام کے<br>ساتھ آ ہستہ آ ہستہ اس کا نام لیا کرو ۔ |

نورالدین خان کا بیان ہے کہ حضرت میاں صاحب اور آ پ کے مرید مرزا عبداللہ بیگ کے روحانی تصرف اور دعا کا اثر تھا کہ خدا نے قلت تعداد اور ناسازگار حالات کے باوجود بھی لشکر اسلام کو فتح نصیب فرمائی (۲) ۔

مرزا موصوف نے اپنے دور میں دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی ترویج اشاعت اور بدعات و نامشروعات کے استیصال کرنے میں نمایاں خدمات انجام دیں ۔ ان کی ان مساعی جمیلہ کا اثر تھا کہ کابل میں تمام غیر مہذب اور اخلاق سوزامور کا قلع قمع ہو گیا (۳) ۔

تاریخ وفات معلوم نہ ہو سکی ۔ البتہ یہ بات یقینی ہے کہ ۱۲۱۳ھ ۔ ۱۷۹۹ میں بقید حیات تھے کیونکہ اسی سال زمان شاہ درانی کی جانب سے والی ٔ کابل ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے فرزند شہزادہ قیصر کے مشیر بھی رہے ہیں (۴) ۔

**عبدالروف ، ملا**

ملا عبدالروف بائیزئی کے رہنے والے تھے ۔ اپنے دور کے مشہور و معروف عالم تھے موضع بوڈ ئی ( ضلع پشاور ) کے مقام پر درس و تدریس دیا کرتے تھے اور بے شمار طالبان علم

---

== (۱) مناقب میاں صاحب از مولانا رادین ورق ۳۷ ، ۱۴۷ ۔
مناقب از مولانا مسعود گل ص ۳۳ ۔ ۳۲ ۔

*****

(۱) مناقب میاں صاحب چمکنی از مولانا رادین ورق ۳۷ ۔

(۲) ایضاً ورق ۳۶ ، ۳۷ ۔

(۳) دولت درانیہ ترجمہ از مولوی رحیم بخش طبع دھلی ۱۳۲۱ھ ص ۱۳۵ ۔

(۴) درۃ الزمان از عزیز الدین وکیلی ، طبع کابل ص ۲۱۳ ۔

یہان آکر علوم دینیہ کی تکمیل و تحصیل سے سرفراز ہوتے تھے ۔ ان کے دوسرے بھائی ملا عبدالواحد بھی بڑے عالم و فاضل آدمی تھے اور چونکہ دونون بھائی میان صاحب چمکنی کے آستانۂ عالیہ سے منسلک رہے لہٰذا ان کی درسگاہ کے اکثر متعلقین بھی آپ کی خانقاہ سے متعلق رہے [۱] ۔

عبداللہؒ خان ، مولانا اخوند

ملا عبداللہؒ خان [۲] میان صاحب چمکنیؒ کے مرید خاص ۔ اخوند محمد اکرم ۔ کے بڑے بھائی تھے [۳] ۔ اور علم و فضل اور درس و تدریس کے میدان مین نہایت ممتاز شخصیت کے مالک تھے ۔ ان کے کمال علم کا اندازہ لگانے کے لئے یہ کافی ہے کہ اس دور کے جید عالم و صوفی مولانا مسعود گل نے ان کو " انس و جن کے استاد کل " کے لقب سے یاد کیا ہے [۴] ۔

---

(۱) نورالبیان ( قلمی ) از نورمحمد ورق ۳۲ ، ۳۳ ۔

(۲) نوٹ ) مولانا مسعود گل کی جو کتاب ۱۲۹۹ھ مین " مجموعہ مناقب میان صاحب چمکنی " کے نام سے مطبع فیض عام سے شائع ہو چکی ہے ۔ اس مین کاتب کے سہو قلم کی وجہ سے " عبداللہؒ خان " کی جگہ " عبداللہ جان " لکھا ہوا ہے جو صحیح نہین ۔ کیونکہ اس کتاب کا جو قلمی نسخہ مولانا عبدالقدوس صاحب سابق چیرمین شعبہ اسلامیات پشاور یونیورسٹی کے پاس محفوظ ہے اس مین عبداللہ خان مسطور ہے ۔ اسی طرح ایک اور معاصر تذکرہ نگار مولانا دادین نے بھی اس کا نام اخوند عبداللہؒ خان بتایا ہے ۔

( ملاحظہ ہو مناقب میان صاحب چمکنی از مولانا دادین ورق ۹۰ )

(۳) مناقب میان صاحب از مسعود گل ص ۸۰ ۔

(۴) ایضاً ص ۵۶ ۔

*******

بچپن مین والد بزرگوار کا انتقال ہو گیا ۔ والد کی وفات کے بعد تحصیل علم کی خاطر گھر سے نکلے اور حضرت میان صاحب چمکنی کے آستان فیض رسان کے ساتھ مسلک ہو گئے ۔ اور آپ ھی کی عطیات و نوازشات کا اثر تھا کہ بالآخر ان کو خدا نے بلند روحانی مقام پر سرفراز فرمایا[۱] ۔

حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے کشوف و کرامات کے بہت سے چشم دید واقعات کے راوی ھین[۲] ۔

عبداللہ خان درانی ، سردار

عبداللہ خان بن علی‌خان درانی افغانون کی نورزئی شاخ سے تعلق رکھتے تھے ۔ اور[۳] سلطنت درانیہ مین نہایت ممتاز اور باثر شخصیت کے مالک تھے ۔ ۱۱۶۰ھ ۔ ۱۷۴۷ء مین جب نادرشاہ افشار کو فتح آباد ( ایران ) کے مقام پر قتل کیا گیا تو اس موقعہ پر عبداللہؒ خانؒ احمدشاہ درانیؒ کے همرکاب تھے ۔ چنانچہ قندھار مین تخت نشینی کے فوراً بعد سردار جہان خان کو سپہ سالار اور عبداللہ خان کو امیر لشکر ( اردو باشی) مقرر کیا گیا ۔ ۱۱۶۱-۶۲ھ ۔ ۱۷۴۷-۴۸ء مین سرحد کے پہلے افغان حکمران مقرر ہوئے ۔ کچھ مدت بعد وزیر دربار ( ایشک اقاسی ) کی خلعت سے نوازے گئے ۔ اور اس کی جگہ شاہ پسند خان اسحاق زئی کو امیر لشکر بنایا گیا ۔ ۱۱۶۵ھ مین وزیر مالیات ( دیوان بیگی ) اور اس کے بعد وکیل الدولہ مقرر ہو ئے ۔ اور ۱۱۸۸ھ ۔ ۱۷۷۴ء تک اسی منصب جلیل پر فائز رہے ۔ احمدشاہ درانیؒ کی وفات کے بعد جب تیمورشاہ تخت نشین ہوا تو اس عہد مین بھی وہ اسی عہدہ پر قائم رہے ۔

---

(۱) مناقب میان صاحب چمکنی از مسعود گل ص ۸۱ ۔
(۲) مناقب ایضاً از مولانا دادین ورق ۱۳- ۱۴ - ۱۴-۱۶- ۷۷-۷۸- ۹۰- ۱۰۶-۱۰۸
(۳) ایضاً ورق ۲۸ ۔

عبداللہ خان کو اوّلین فاتح اوّلین افغان حاکمِ سرھند، اوّلین فاتح و فرمانروائے کشمیر اور اولین وزیرِ مالیات افغانستان ہونے کا شرف و اعزاز حاصل ہے۔ (۱)

جب ۱۲۰۱ ھ / ۱۷۸۶ ء میں عبداللہ خان کا انتقال ہوگیا تو اس کے ارشاد کے مطابق ان کے ستوہ بیٹوں میں سے سردار علم خان کو وکیل الدّولہ کے منصب پر تعینات کیا گیا۔ (۲)

درانی سلطنت کے بہت اہم امراء میں ان کا شمار ہوتا تھا اور نہایت اخلاص وفاداری کے ساتھ اس کی خدمت کرتے تھے خود فرماتے ہیں کہ۔

| | |
|---|---|
| عبداللہ د هیڅ منصب هوادار نه دي | عبداللہ کسی منصب کا خواہشمند نہیں |
| په راستئ د ښه کلام یم په اخلاص (۳) | اور یہ سچ ہے اخلاص کے ساتھ اچھے کلام کا (خواہشمند) ہوں۔ |

عبداللہ خان نہایت عابد و زاہد، متشرع اور عالم و فاضل امیر تھے۔ ایک معاصر تذکرہ نگار میرہوتک خان ان کے زہد و تقوٰی کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| یک زمان از یادِ حق غافل نہ بود | کسی وقت اللہ کی یاد سے غافل نہ رہتے |
| بود باقی تا حیاتش در جہان (۴) | جب تک وہ اس دنیا میں زندہ تھے |

سردار موصوف حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کے بےحد معتقد تھے۔ اکثر و بیشتر ان کی خدمت میں عقیدتمندانہ حاضری دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ میاں صاحب چمکنیؒ کے کشوف و کرامات کے کئی چشم دید واقعات کے راوی ہیں۔ (۵)

---

(۱) تیمورشاہ درانی از عزیزالدین وکیلی اشاعت اول طبع کابل ص ۱۱۱۔

(۲) درۃ الزمان از عزیزالدین وکیلی طبع کابل ۱۳۳۵ ھ ص ۲۲۴۔

(۳) تیمورشاہ درانی ص ۱۱۱۔

(۴) ایضاً ص ۱۱۵۔

(۵) مناقب میاں صاحب چمکنی از مولانا دادین ورق ۱۳ ۔ ۱۵۔

ایک معاصر مؤرخ میرھوتک خان نے ان کی تاریخ وفات کے لئے جو قطعہ قلمبند کیا ھے

اس مین ان کی سیرت و کردار کی بہترین تصویر کشی کی گئی ھے - فرماتے ھین -

| | |
|---|---|
| بود عبداللّٰہ امیر باوقار | عبداللّٰہ ایک باوقار امیر تھے |
| از جناب آن شه والاتبار | اس بادشاہ والاتبار کی جانب سے ۔ |
| خیرخواہ خلق و تیمورشاہ بود | تیمورشاہ اور دیگر لوگون کے خیرخواہ تھے |
| هم زعهد شاہ دران یادگار | اور شاہ دران (احمد شاہ) کے دور کی یادگار تھے |
| دامن خاصان حق بگرفته او | اورصاحبانِ حق (نیک لوگون) کے دامن گرفته تھے |
| ای خدایا حاجت او را برار | اے خدا ان کی حاجت پوری کر |
| یوم دوشنبه برفت ازین جهان ۱۲۰۱ھ | وہ اتوار کے دن اس دنیا سے رخصت کر گئے ۱۲۰۱ھ |
| وی برعلیین اعلیٰ برقرار (۱) | اور اس کی روح اوپر علیین پر برقرار ھے - |

عبدالصّمد، حاجی

حاجی عبدالصمد میان صاحب جھکنیؒ کے مرید تھے - نہایت متقی اور پرھیزگار آدمی تھے

کئی بار حرمین شریفین کی زیارت کی سعادت حاصل کی - اپنے پیر و مرشد کی ولایت و عرفان کے

عجیب و غریب واقعات ان کی زبانی منقول ھین - (۲)

عماد جھکنی، اخوند

اخوند عماد جھکنی (ضلع) مین سکونت رکھتے تھے - بڑے عالم و فاضل آدمی تھے - علوم ظاھری

کی تکمیل کے بعد جھکنی مین درس و تدریس کا مسند بچھایا اورتا دم آخر اسی کار خیر مین

مصروف رھے - نورمحمد قریشی لکھتے ھین -

---

(۱) تیمورشاہ درانی اشاعت دوم ج ۲ طبع کابل ص ۶۰۸ - ۱۱۴ -

(۲) مناقب از مولانا دادین ورق ۱۵۱ - ۱۵۲ -

| | |
|---|---|
| د ځمکنو اخوند عماد وه | جمکنی کے اخوند عماد جوکہ |
| چه اکثر علم ې یاد وه | اکثر علوم سے آراستہ تھے |
| مدرس تدریس ې ډیر وه | مدرس تھے اور اکثر تدریس کرتے تھے |
| (۱) د دنیا کارې بل هیر وه | اور دوسرے دنیاوی کاروبار کو پس پشت ڈال دیا تھا |

اخوند موصوف حضرت قطب الاعظم شیخ محمد یحییٰؒ (حضرت جی اٹک) کے مرید تھے اور اپنے پیر کی ہدایت پر بعد میں حضرت میاں صاحب جمکنیؒ کے ہاتھ بیعت ہوکر حلقۂ مریدین میں شامل ہوگئے - (۲)

فتح خان کمازئی، سردار

فتح خان مندنڑ افغانوں کے کمال زئی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اور اپنے وقت کے نامور قبائیلی سرداروں میں ان کا شمار ہوتا تھا - فتح خان کے والد کا نام تردو بتایا جاتا ہے - جو ہوتی (ضلع مردان) کے رہنے والے تھے - حضرت میاں صاحب جمکنیؒ کے علی الدوام خادم اور حاضر باش مرید تھے - اس نے اپنے پیر حضرت میاں صاحبؒ کے کشوف و کرامات کے کئی عجیب و غریب چشم دید واقعات بیان کئیے ہیں - (۳)

سلطنت درانیہ میں سردار موصوف کے خاندان کو بہت اہمیت حاصل تھی - اس نے اس دور کی جنگی مہمات میں شاندار کارنامے انجام دئیے - تیمور شاہ درانی کے زمانے میں سکھوں کے خلاف پنجاب پر فوج کشی کے دوران سرحد کے دوسرے جرگوں کے علاوہ سردار فتح خان کا فرزند ارجمند سردار شاہ ولی خان کمازئی بھی موجود تھا - جس نے اس موقعہ پر نہایت جان نثاری اور شجاعت کا مظاہرہ کیا اور بعد میں تیمور شاہ نے ان کو بہادری اور وفادارانہ خدمات کے صلے میں شاہانہ

---

(۱) کرامت نامہ (قلمی) ورق ۲۵ -

(۲) ایضاً ورق ۲۵ - ۲۶

(۳) مناقب از مسعود گل ص ۹ - ۱۳ - ۱۴ -

انعامات و اکرامات سے نوازا تھا - (۱)

### فیض اللہ خان وزیر عدلیہ، اخوند

اخوند فیض اللہ (۲) خان مشہور عالم و صوفی تھے - سرزمین کابل مین سکونت رکھتے تھے - علوم ظاہری اور باطنی دونون مین ان کو بلند مقام حاصل تھا - اس دور کے ایک اور ممتاز صوفی مولانا مسعودگل نے ان کو معارف آگاہ، فیض رسان اور دستگاہ حقائق جیسے بڑے بڑے القاب سے یاد کیا ہے - (۳)

اخوند موصوف بھی اپنے بھائی قاضی ادریس خان کی طرح بڑے مدبر، مزاج شناس اور بیدار مغز انسان تھے - ۱۱۶۹ھ / ۱۷۵۵ء مین حاجی جہان پوپلزئی کی جگہ تیمورشاہ کے اتالیق مقرر ہوئے - (۴) اور اپنی خداداد قابلیت و صلاحیت کی بنیاد پر ترقی کرتے کرتے آخر کار عہدہ وزارت پر مامور ہوگئے - (۵) تیمورشاہ کے دور مین ان کو بہت اہمیت حاصل تھی - دولت درانیہ کا مصنف لکھتے ہین کہ " وہ نہ صرف محفل شاہی کا جلیس و انیس تھا بلکہ تیمورشاہ درانی کا نفس ناطقہ بن گیا تھا " - (۶)

---

(۱) دولت درانیہ ترجمہ از مولوی رحیم بخش طبع دھلی ۱۳۲۱ھ ص ۶۲ -

(۲) تیمورشاہ درانی ج اول اطبع دوم ص ۲۰۳ -

(۳) مناقب میان صاحب چمکنی از مولانا مسعودگل ص ۶۶ -

(۴) درۃ الزمان از عزیزالدین وکیلی طبع کابل ص ۳۰ -

تیمورشاہ درانی " " ص ۶۱

دولت درانیہ ص ۵۴

اخبار هیواد کابل ۲۲ فروری ۱۹۷۷ء -

(۵) رھنمائی کابل از محمد ناصر غرغشت طبع کابل ۱۳۴۵ھ ص ۱۳۷ -

*****

تیمورشاہ درانی کی وفات کے بعد ۱۲۰۷ھ / ۱۷۹۲ء مین زمان شاہ تخت نشین ہوا چونکہ فیض اللہ خان خلیل کے فرزند اسداللہ خان (المعروف ارسلا خان) کے قتل کے سلسلہ مین زمان شاہ کے دل مین اخوند فیض اللہ خان کی طرف سے بہت کدورت بیٹھ گئی تھی لہٰذا اپنے دور اقتدار مین ان کو قید کر لیا - اور تمام مال و اسباب کو بحق سرکار ضبط کر لیا - تادم مرگ (۱۲۱۲ھ/۱۷۹۷ء) قلعہ کابل مین مقید رہے اور اس طرح انہون نے تیمورشاہی دور مین جو اقتدار حاصل کیا تھا زمانشاہی دور مین اس کا خاتمہ ہوا تاہم ان کے صاحبزادے حسب سابق محکمہ شرعیہ کابل سے منسلک رہے - (۱)

شہر کابل مین گذر قاضی - باغ قاضی اور مسجد قاضی آج بھی اس نامور شخصیت کی یاد تازہ کرنے کے لئے باقی ہین - (۲)

اخوند صاحب موصوف حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے بے حد عقیدت مند تھے اور شاہی دربار مین اپنی مقبولیت و اہمیت کو بھی آپ کی دعا و توجہ کا ثمرہ سمجھتے تھے - کہتے ہین کہ مین ہرات مین مقیم تھا - وہان کچھ مدت گزارنے کے بعد بادشاہ مجھ سے آزردہ خاطر ہوا اس وجہ سے مین بے حد پریشان تھا اسی تردد و پریشانی کی حالت مین ہرات سے چمکنی روانہ ہوا - عصر کا وقت تھا کہ مین چمکنی پہنچ گیا - عصر کی نماز کے بعد میان صاحب چمکنیؒ مراقبہ مین مشغول ہوگئے - مین چونکہ بہت جلد واپس جانا چاہتا تھا لہٰذا بہت متردد ہوا اور اسی حالت اضطرار مین اپنے دل مین سوچنے لگا کہ -

| | |
|---|---|
| چہ م شپہ شوہ چمکنو کښې شولم پاتې | رات آگئی (اور شب گزاری کے لئے) چمکنی مین رہ گیا |
| تیرہ وم بہ زۂ خو ورځې بہ ملا ماتې | بادلِ ناخواستہ چند دن گزارون گا - |
| نشتہ ماسرہ غمخوار د اس دانې | نہ تو گھوڑے کے لئے خوراک کا بندوبست کرنے والا کوئی ہے |
| نہ م شتہ دلې اشنا د خصمانې | اور نہ یہان میری دیکھ بھال کیلئے کوئی موجود ہے |

(۱) دولت درانیہ ص ۹۳ - ایضاً درۃ الزمان ص ۳۰ - ۳۲

(۲) تیمورشاہ درانی ج ۱ اشاعت دوم ص ۲۰۳ -

| | |
|---|---|
| هیڅ اشنا نه یم له چا سره څه اوکړم | کیا کرون یہان کسی کے ساتھ مانوس نہین |
| چاله ورشم او له چا زړه خاطرشه کړم | کس کے پاس جاون اور کس سے اطمینان حاصل کرون |
| په دربار د میان صاحب کښ هزاران | میان صاحب کے دربار مین هزارون |
| امیران دي عالمان دي فقیـران | امیر، علماء، اور فقیر موجود هین |
| څه خبر به څما اخلي چه دي څوك دي | میرا کیا پوچھے گا که یه کون هے |
| له کوم ملکه دي راغلي او کوم توك دي | کہان سے آیا هے اور کس قبیلے سے تعلق رکھتا ہے |
| څه به څرنګ دا خپل حال ورته اووایم | مین آپ کو کس طرح اپنا حال بیان کرون گا - |
| څه یم زړه چه به خپل حال ورته وستائیم (۱) | مین کیا هون که آپ کے سامنے اپنے حال کی وضاحت کرون - |

اخوند موصوف فرماتے هین که مین اسی سوچ و بچار مین غرقاب تھا که آپ فوراً خلاف معمول مراقبه سے اٹھ کر باغیچه کی جانب روانه هوئے اور تھوڑی دیر بعد ایک خادم بھیج کر مجھے اپنے پاس بلایا - مین ان کی خدمت مین حاضر هوا - آپ نے مجھ پر بے حد نوازش فرمائی اور ایک پیاله پانی اپنے هاتھ سے پلا کر مجھے رخصت کیا - چند دنون کے بعد مین تیمور شاه کی خدمت مین حاضر هوا - باد شاه نے میرے ساتھ بے حد شفقت و محبت کا اظہار کیا اور منصب قضا پر مامور فرمایا - فرماتے هین -

| | |
|---|---|
| شاه خلعت او منصب راکړ و د قضا | باد شاه نے قضا کا خلعت و منصب عطا کیا - |
| همیشه به وو باد شاه لما رضا | اور اس کے بعد باد شاه همیشه مجھ سے خوش هوتا |
| په دعا په توجه د میان صاحب | میان صاحبؒ کی دعا کی برکت سے |
| ورځ په ورځ م ترقي د مراتب | روز بروز مراتب مین ترقی ملتی تھی |

(۱) مناقب از مسعود گل ص ۹۷ -

| | |
|---|---|
| علم له امیر له وزیره م کار تیر شهٔ | هر امیر و وزیر سے مجھے زیادہ ترقی ملی |
| د تیر عمر غم م واړه له زړهٔ هیر شهٔ | اور گذشته عمر کا غم و اندوه بھول گیا |
| حکومت ځما جاري شهٔ په ملکونه | تمام ملک پر میری حکومت جاری ہوگئی |
| هم دنیا م وګټله په لکونه | اور لاکھوں مال و دولت کمایا - |
| فرزندان او غلامان او ښهٔ اسونه | بیٹے غلام اور اچھے گھوڑے |
| چه سوریږي راپسې اوس په غوځونه | اب فوج در فوج میرے پیچھے چلتے ہیں |
| دغه واړه برکات د میان صاحب دي | یہ تمام برکات و فیوضات حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کی ہیں جواب مجھے بادشاہ کے ہاں اتنے (بلند) |
| چه په کور کښ د بادشاه م مراتب دي (۱) | مراتب حاصل ہیں - |

---

(۱) مناقب از مسعود گل ص ۲۸ -

### ایک تحقیق

راقم الحروف کے نزدیک "ملا فیض اللہ خان" کی حیثیت کا تعین ضروری ہے - کیونکہ اس ایک دور میں تین فیض اللہ خان تین مختلف حیثیتوں میں نظر آتے ہیں - ایک مسجد مہابت خان (پشاور شہر) کا متولی شیخ فیض اللہ دوم کتاب ذخیرۃ القراء کا مولف اخوند زادہ فیض اللہ ساکن آگرہ (تپہ ہشتنگر چارسدہ) اور سوم تیمور شاہ درانی کا قاضی القضاۃ (وزیر عدلیہ) اخوند فیض اللہ خان -

اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ تین الگ شخصیتیں ہیں - یا ایک شخص کی تین حیثیتوں کا الگ الگ بیان کیا گیا ہے - جہاں تک مسجد مہابت خان کے متولی شیخ فیض اللہ کا تعلق ہے وہ ایک بڑے عالم و فاضل روحانی بزرگ تھے مولانا مسعود گل ان کی عظمت کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ -

| | |
|---|---|
| د مسجد متولي شیخ فیض الله وو | شیخ فیض اللہ مسجد کے متولی تھے |
| دغه شیخ مرد فهیم دانا اګاه وو | اور وہ ایک سمجھدار اور دانا آدمی تھے - |

(مناقب میان صاحب جمکنی از مسعود گل ص ۸۰)

یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ شیخ موصوف حضرت میان صاحب جمکنیؒ کے معتقدین مین سے تھے اورآپ کے کرامات کے کئی چشم دید واقعات ان سے منقول ہین - چونکہ شیخ فیض اللہ، حضرت میان صاحب جمکنیؒ کے معاصر تھے اور نہایت عقیدت مندی کے ساتھ آپ کے کرامات کا بیان کرتے ہین لہٰذا یہ بات بلا تردد کہی جاسکتی ہے کہ موصوف نےآپ کی مریدی کا شرف ضرور حاصل کیا ہوگا -

یہ بات بھی یقینی ہے کہ قاضی القضاۃ اخوند فیض اللہ خان بھی حضرت میان صاحب جمکنیؒ کے معتقد اور آپ کے کرامات کے چشم دید گواہ ہین -

کتاب "تیر ہیر شاعران" کے مولف عبدالحلیم اثر نے مذکورہ بالا تین آدمیون کو ایک شخصیت ثابت کرنےکی کوشش کی ہے - (تیر ہیر شاعران از عبدالحلیم اثر پشتواکیڈیمی پشاور ۱۹۶۳ ص ۱۲۳ - ۱۳۶) مگر راقم الحروف کے نزدیک یہ خیال درست نہین اس لئےکہ قاضی القضاۃ اخوند فیض اللہ خان ایک موقعہ پر جب ہراتسے روانہ ہوکر جمکنی (پشاور) پہنچ جاتا ہے تو یہان پر آپنے آپ کو بالکل بیگانہ اور بے یارو مددگار محسوس کرتا ہے -کسی کےساتھ جان پہچان نہین یہان تک کہ شب گزاری اور گھوڑے کے آب و دانہ کے بارے مین بھی نہایت متفکر نظر آتا ہے (مناقب میان صاحب جمکنی از مسعود گل ص ۶۷) -اس بات سے اس حقیقت کی پردہ دری ہوتی ہے کہ قاضی فیض اللہ خان نہ تو مسجد مہابت خان کےمتولی شیخ فیض اللہ ہین اور نہ ذخیرۃ القراء کا مولف اخوند زادہ فیض اللہ ساکن جارسدہ - کیونکہ موضع جمکنی مین ان کا اپنے آپ کو ایسا بیگانہ اور بے یارو مددگار محسوس کرنا تجربہ اور مشاہدہ کے خلاف ہے -ہان ممکن ہے کہ مسجد مہابت خان کا متولی شیخ فیض اللہ "ذخیرۃ القراء" کا مولف ہو اورآگرہ مین سکونت رکھتا ہو مگر یہان بھی راقم الحروف کو عبدالحلیم اثر صاحب کے اس دعوی کے ساتھ اختلاف ہے کہ وہ عبداللہ خان کو فیض اللہ خان کا بھائی بتاتے ہین -یہ بیان درست نہین کیونکہ تاریخی ثبوت موجود ہے -کہ عبد اللہ خان، حضرت میان صاحب جمکنیؒ کے ایک اور مشہور مرید محمد اکرم خان کا بھائی ہے

........................................................................

= نہ کہ فیض اللہ خان کا - مؤلف مذکور نے اصل کتاب کے اشعار مین معمولی تصرف کرکے عبد اللہ خان کو فیض اللہ خان کا بھائی ثابت کرنے کی کوشش کی ھے - اصل بیان یون ھے -

| | |
|---|---|
| ۱- پیښور کښې یو مسجد دې بنه عیان | پشاور مین ایک مشہور مسجد ھے |
| او باني ئې وو نواب مهابت خان | جس کا بانی نواب مہابت خان تھا |
| ۲- د مسجد متولي شیخ فیض الله وو | مسجد کا متولی شیخ فیض اللہ تھا |
| دغه شیخ سرد فهیم دانا اګاه وو | وہ ایک سمجھدار اور دانا آدمی تھا |
| ۳- له محمد اکرم شیخ دا نقل کاندي | شیخ فیض اللہ محمد اکرم کی زبانی یہ بیان نقل کرتا ھے کہ میرے سامنے میان صاحب کی یہ کرامت (ظاھر |
| کرامت د میان صاحب ځما د وراندئ | ھوئی) میرا بڑا بھائی اخوند عبد اللہ خان اور مین |
| ۴- مشر وروړ زما اخوند عبد الله خان | (باپ کی وفات کے بعد) یتیم رہ گئے - |
| مونږ ه پاتې شو د پلاره یتیمان | |

~~مذکورہ بالا اشعار کے بیت نمبر ۳ مین~~

(ملاحظہ ھو مناقب میان صاحب چمکنی از مسعود گل مطبوعہ فیض عام دھلی ۱۲۹۹ ھ ص ۸۰)

مذکورہ بالا اشعار کے بیت نمبر ۳ مین ردو بدل کیا گیا ھے - تبدیل شدہ شعر یون ھے -

| | |
|---|---|
| محمد اکرم له شیخ دا نقل کاندي | محمد اکرم شیخ کی زبانی یہ بیان نقل کرتا ھے |
| کرامت د میان صاحب ځما د وراندئ | کہ میان صاحب کی (یہ) کرامت میرے سامنے (ظاھر ھوئی) |

اس طرح مروی عنہ کو راوی " ظاھر کرکے شعر کو حصول مقصد کا ذریعہ بنایا گیا ھے - اور عبد اللہ خان کو شیخ فیض اللہ خان کا بھائی ثابت کیا گیا ھے حالانکہ اصل بیان مین مسجد مہابت خان کا متولی شیخ فیض اللہ میان صاحب چمکنیؒ کے مرید محمد اکرم کی زبانی بیان نقل کرتا ھے کہ مین (محمد اکرم) اور میرا بھائی اخوند عبد اللہ خان اپنے والد کی وفات کے بعد یتیم رہ گئے تھے - اس کتاب کے مطبوعہ نسخہ کے علاوہ ایک اور قلمی نسخہ مولانا عبد القدوس صاحب سابق جیومین شعبہ اسلامیات کے پاس موجود ھے - اس مین واقعہ کے "عنوان" مین

=

فیض طلب خان، سردار

سردار فیض طلب خان ایک نامور قبائیلی سردار تھے - مولانا دادین کے بیان کے مطابق (۱) سردار فیض طلب خان محمودزئی شاخ سے تعلق رکھتے تھے - جبکہ "دولت درانیہ" کے مصنف (۲) ان کو محمدزئی قبیلے کا سرداربتاتے ھین - مگر چونکہ سردار موصوف کے تفصیل حالات دستیاب نہین ھوئے لہٰذا یہ معلوم نہ ھوسکا کہ مذکورہ قبیلون مین سے کس کے ساتھ ان کا تعلق تھا - بہرحال (۳) یہ بات یقینی ھے کہ احمد شاہ درانی کے نہایت معتمد اور اھم امراء مین سے ان کا شمارھوتا تھا -

دولت درانیہ مین فیض طلب خان کے خاندان کو بہت اھمیت حاصل تھی - اور اس دور کی اکثر جنگی مہمات مین نمایاں کارنامے انجام دئیے - احمد شاہ درانی کی وفات کے بعد جب آزاد خان بن حاجی کریمداد خان بامی زئی (درانی) نے کشمیر مین علم علم بغاوت بلند کیا تواس کے خلاف لشکر (۴) کشی کے موقعہ پر سردار موصوف تیمورشاہ کیے ھمرکاب تھے - اسی طرح جب مظفرآباد کے رئیس فتح خان

---

= صاف طور پر مذکور ھے کہ محمد اکرم اور عبداللہ خان دونون بھائی ھین اور محمداکرم اپنا اور اپنے بھائی عبداللہ خان کی بیتیں اور اس سلسلے مین حضرت میان صاحب چمکنی کی ایک کرامت کا واقعہ بیان کرتا ھے -

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ھومناقب میان صاحب چمکنی از مسعودگل مطبوعہ ص۸۰-۸۳ نیز ملاحظہ ھو کتاب مذکور کا قلمی نسخہ مملوکہ مولانا عبدالقدوس صاحب سابق چیرمین شعبہ اسلامیات پشاور یونیورسٹی - ایضاً ملاحظہ ھو تیر ھیر شاعران از عبدالحلیم اثر ص۱۲۳ - ۱۳۶)

******

(۱) مناقب میان صاحب چمکنی از مولانا دادین ورق ۱۹

(۲) دولت درانیہ ترجمہ از مولوی رحیم بخش طبع دھلی ۱۳۲۱ھ ص ۹۲ - ۸۹ -

(۳)

(۴) دولت درانیہ ص ۷۹ -

یوسف زئی تیمورشاہ کی اطاعت سے منحرف ہو گیا تو فیض طلب خان ہی نے اس کو گرفتار کرکے حضور شاہی مین پیش کیا جس کو بعد مین سولی پر چڑھایا گیا [۱] ۔

سردار فیض طلب خان حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے نہایت معتقد اور فرمانبردار تھے اور اکثر و بیشتر آپ کی صحبت بابرکت مین حاضری دے کر بہرہ اندوز ہوا کرتے تھے ۔ مولانا دادین آپ کی مجلس ارشاد کے ذیل مین لکھتے ہین ۔

یوہ ورځ په باغچه کښ میان صاحب وو
ناست ولاړ ورته عالم په مراتب وو
د ست بسته ورته ولاړ عظمت بنګښ وو
محمود زي فیض طلب خان په ناستي خوښ وو
وجیهه خان خټک هم ناست وو په حضور کښ
په حضور کښ د غوث فائض النور کښ
د ود سته ورته صف جوړ په چپ و راست وو [۲]

ایک دن حضرت میان صاحب چمکنیؒ باغچہ مین تشریف فرماتھے اور درجہ بدرجہ لوگ آپ کے گرد کھڑے تھے ۔ عظمت بنگش آپ کے سامنے دست بستہ کھڑا تھا اور فیض طلب خان محمودزئی بھی خوش و خرم بیٹھا تھا وجیہہ خان خٹک بھی آپ کے حضور مین بیٹھا تھا اِس غوث فائض النوّر کے حضور مین ۔ اور دائین بائین دونون طرف لوگ صف بستہ کھڑے تھے

فیض طلب خان کی طرح اس کے فرزند بہادرخان بھی ممتاز شخصیت کے مالک تھے ایک بار جب تیمورشاہ نے سکھون کے خلاف لشکرکشی کی تو بہادرخان نے اس مہم مین اپنی شجاعت کا بھرپور مظاہرہ کیا اور جب تیس ہزار سکھون کے سرکاٹ کر بادشاہ کے سامنے پیش کئے گئے تو اس موقعہ پر بہادرخان کو تیمورشاہ نے شاہانہ عنایات سے نوازا تھا [۳] ۔

---

(۱) دولت درانیہ ص ۸۲۔
(۲) مناقب میان صاحب چمکنی از مولانا دادین ورق ۱۹ ۔ (۳) دولت درانیہ ص ۶۲۔

لشکرخان مہمند ، ارباب زادہ

ارباب زادہ لشکرخان ارباب محسن خان کے قرابت دار تھے اور حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے نہایت منظور نظر مریدین مین سے تھے ۔ زندگی کا بیشتر حصہ آپ کی صحبت مین گزارا اور سفر و حضر دونون مین اکثر آپ کے ہمرکاب رہے ۔ جان نثاری کا یہ عالم تھا کہ ہر وقت حضرت میان صاحبؒ پر قربان ہونے کے لئے تیار رہتے ۔ اپنی عقیدت مندی کا حال بیان کرتے ہوئے کہتے ہین ۔

| زۂ پہ زرۂ پہ روح قربان ددجناب ووم | مین آپ ہیکے دل و جان سے فدا تھا |
|---|---|
| زۂ د د قندو بیدولکہ ذباب ووم (۱) | اور مین اس قند کا مکھی کی طرح مشتاق تھا |

حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے تصرف و کرامت کے بہت سے واقعات ان سے منقول ہین (۲)

محمد اکرم پشاوری ، اخوند

اخوند محمد اکرم ، سڑبنی افغانون کے غوریاخیل قبیلہ کی داوُدزئی شاخ سے تعلق رکھتے تھے (۳) ۔ بڑے عابد و زاہد اور نیک سیرت بزرگ تھے اور علوم ظاہری و باطنی دونون مین کمال حاصل تھا ۔ مولانا مسعودگل ان کی سیرت و کردار کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہین ۔

| دا بیان کاند اخوند محمداکرم | اخوند محمد اکرم یہ بیان کرتا ہے (وہ |
|---|---|
| د ظاھراو د باطن صاحب کرم (٤) | اخوندؒ) جو ظاہر و باطن کے صاحبِ کرم تھے ۔ |

(۱) مناقب میان صاحب چمکنی از مولانا دادین ورق ۱۳۱ ، ۱۳۲-

(۲) مناقب میان صاحب چمکنی از مسعودگل ۸۹-۹۰-

مناقب از مولانا دادین اوراق ۳۴- ۳۵ ، ۱۳۱- ۱۳۲ -

(۳) نورالبیان ( قلمی ) ورق ۶۳ -

(۴) مناقب از مولانا مسعود گل ص ۶۸ ، ۶۹-

اخوند موصوف حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے محب و محبوب اور مخلص و وفادار مرید تھے ۔ اور احمدشاہ درانیؒ کے دربار کے خصوصی اور اہم متعلقین میں سے تھے ۔ مولانا مسعود گل احمدشاہی دربار کی ایک مجلس کی تصویر کشی کرتے ہوئے اخوند محمد اکرم کا ذکر یوں کرتے ہیں ۔

| | |
|---|---|
| پہ مجلس کښې ځنې ځنې خادمان وو<br>پہ ظاهر باطن د میان صاحب دوستان وو<br>خصوصا صاحب کمال ډیر مکرم<br>مبارک صورت سیرت محمد اکرم (۱) | ( اس ) مجلس میں بعض میان صاحبؒ کے خادم موجود تھے اور جو ظاہر و باطن دونوں میں آپ کے دوست تھے ۔ بالخصوص ان میں سے جو صاحب کمال اور بہت معزز و مکرم تھے اور صورتاً و سیرتاً مبارک تھے ( وہ ) محمد اکرم ( ہیں ) |

احمدشاہ درانیؒ کے دربار میں ان کو اتنی اہمیت و خصوصیت حاصل تھی کہ حرم سرا کی بیگمات بھی خاص مواقع پر انہی کو قاصد بناکر حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے پاس بھیج دیا کرتی تھیں ۔ اخوند موصوف نے میان صاحب کے کشوف و کرامات اور احمدشاہ درانیؒ کے ساتھ خصوصی تعلقات کے کئی واقعات بیان کئے ہیں ۔ (۲)

اخوند محمد اکرم کا والد ماجد ایک بااثر قبائلی سردار تھا اور احمدشاہ درانیؒ کے زمانے میں ان کو اہم مقام حاصل تھا ۔ اخوند موصوف بیان کرتے ہیں کہ جب میرا باپ فوت ہو گیا تو ہم دو بھائی ( یعنی اخوند عبداللہ خان اور اخوند محمد اکرم ) یتیم رہ گئے ۔ ہماری قرابت داری میں سے ایک شخص ملک بلند خان داوڈزئی ہمارا

---

(۱) مناقب از مولانا مسعود گل ص ۲۹ ۔ (۲) ایضا ص ۳۰، ۶۸ ۔ ۶۹ ۔
دورالبیان ( قلمی ) ورق ۴۷ ، ۵۲ ، ۶۳ ۔
مناقب از مولانا دادین ورق ۲۱ ۔ ۲۲ ۔

قدیمی دشمن تھا ۔ ہمارے والد صاحب کی وفات کے بعد وہ ہماری جائیداد پر قابض ہوا اور ہر وقت ہمارے درپئے آزار رہتا تھا ۔ چنانچہ اس کے ظلم و تشدد سے تنگ آکر ہم نے اپنے گاؤں کو خیرباد کہا ۔ میرا بڑا بھائی عبداللہ خان تحصیل علم مین مصروف ہوا اور مین نے آکر حضرت میان صاحب چمکنیؒ کی خدمت و صحبت اختیار کرلی ۔ کہتے ھین ۔

| | |
|---|---|
| خما ورور شهٔ مسافــر طالب د علم | میرا بھائی طلب علم مین مسافر ہو گیا |
| له خواریٔ نه واخستهٔ ما صبر و حلم | مجبوراً مین نے صبر و حلم اختیار کیا |
| اخر واخست ما د میان صاحب خدمت | آخرکار مین نے حضرت میان صاحبؒ کی خدمت |
| (۱) ورته پروت ووم په درگاه کښې ډیر مدت | کو اپنا پیشہ بنایا اور کافی مدت تک مین آپ کے دربار مین پڑا رہا ۔ |

اخوند محمد اکرم کہتے ھین کہ مین نے ایک دن میان صاحب کے سامنے بلندخان کے ظلم و زیادتی کا ماجرہ بیان کیا ۔ آپ نے یہ سن کر نہایت شفقت فرمائی اور بلندخان کو کہلا بھیجا کہ ان یتیمون کی جائیداد واپس کردو اس نے ایسا کرنے سے انکار کردیا ۔ آپ کو اس کی اطلاع ہوئی تو غضبناک ہوکر اس کو بددعا دی ۔ مسعود گل لکھتے ھین۔

| | |
|---|---|
| چه صاحب په دا خبره شهٔ خبر | جب میان صاحب کو اس کی خبر ہوئی |
| زر ئې وکاتهٔ له قهـره لرو بــر | فوراً غضبناک ہوکر اوپر نیچے نظر دوڑائی |
| نور ئې ووې دوئ خما در دې نیولې | پھر کہا کہ یہ ( دو بچے ) میرے در پر |
| ماله خدای په ورته وغوښت تمام کلې | آئے ھین ۔ مین نے خداوند تعالیٰ سے ان کے |
| تمام کلې به د دوئ ملکانه وې | لئے سارا گاؤن مانگا یہ تمام گاؤن ان کا انعام |

---

(۱) مناقب از مسعودگل ص ۸۰ ، ۸۱ ۔

| | |
|---|---|
| له باد شاه نه د دوئ نور شکرانه وي (۱) | هوگا اور بادشاه کی طرف سے ان کا شکرانه هوگا ۔ |

اخوند محمد اکرم کہتے ہین کہ میان صاحب چمکنیؒ کی بددعا کا اثر تھا کہ عبد بلند خان بہت ذلیل و خوار ہوکر ذلت کی موت مرا (۲) ۔ اور میان صاحبؒ کے طفیل ہمین احمد شاه درانیؒ کے دربار مین اہم مقام حاصل ہوا ۔ فرماتے ہین ۔

| | |
|---|---|
| زهٔ او ورور سره مقرب الخاقان شو | مین اور میرا بھائی دونون بادشاه کے مقربین |
| په عام خاص په سند و هند کښ نمایان شو | مین شامل هوگئے اور خاص و عام اور هند و |
| مرتبه م شوه د شاه په کورکښ لویسره | سندھ مین مشہور ہوئے ۔ بادشاه کے هان |
| تر وزیره م رتبه شوله بـرسیـره | مجھے بہت مرتبه ملا اور وزیر سے میرا مرتبه |
| هغه کلي څه نور کلي م جاگیر شـو | زیاده تھا ۔ وه گاوںٔ کیا کئی اور گاوںٔ بطور |
| و بادشاه ته مقرب تـر هر امیر شو (۳) | جاگیر مجھ مل گئے ۔ اور بادشاه کی نظر مین |
| | هم هر امیر سے زیاده قریب هو گئے ۔ |

اخوند موصوف اوتاد کے مرتبه مین تھے اور نه صرف راه سلوک و طریقت کے اچھے شہسوار تھے بلکه میدان جہاد کے ایک سرگرم مجاهد بھی تھے اور هندوستان وایران کی اکثر مہمات مین مجاهدانه شریک هوئے (۴) ۔ قلعهٔ ستوگ کے محاصره کے وقت احمدشاهؒ کے لشکر مین محمداکرم خان کے علاوه حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے تین اور مرید بھی ایسے تھے جن کو ولایت و عرفان مین بلند مقام حاصل تھا ۔ اس واقعے کا بیان کرتے هوئے مولانا دادین

---

(۱) ماخوذ از مسعودگل ص ۸۱ * ایضا ملاحظه هو کرامت نامه ( قلمی ) از نورمحمد ورق ۶۳ ۔

(۲) کرامت نامه ورق ۶۳ ۔ (۳) ماخوذ از مسعودگل ص ۸۲ ۔

(۴) ماخوذ از دادین ورق ۲۱ ۔ ماخوذ از مسعودگل ص ۳۳ ، ۶۸ - ۶۹ ۔

لکھتے ھین -

| | |
|---|---|
| اوس تہ واورہ چہ د دہ سرہ اوتاد وو | اب سن لو - کہ اوتاد ان کے ھمراہ تھے |
| نام بنام ئي تاتہ بنکم چہ ھسې یاد وو | اور نام بنام وہ تحریر کرتا ھون کہ وہ کس نام سے یاد |
| یو لہ دوئ اخوند اکرم وو ورسرہ | تھے -ایک ان اوتاد مین سے اخوند (محمد ) اکرم |
| بل اخوند جان محمّد پہ دین کرہ | تھا -اور دوسرا جان محمد تھا جوکامل دیندار |
| بل وتد ولي اخوند ملا یوسف وو | تھا -دوسرا وتد ولی اخوند ملایوسف تھا |
| ریاضت تہ ئي شیطان پہ تاسف وو | جس کی ریاضت دیکھ کر شیطان کو افسوس ھوتاتھا |
| لہ چمنِ د وحدت څلورم گل دې | چمنِ وحدت سے جوتھا وتد "گل " ھین |
| زہ ئې نہ بنکم اکثر حکم د کل دې (۱) | مین اس کا اکثر نہین بتاتا جوکہ کل کے حکم مین ھے |

جب جدوجہد بسیار کے باوجود مستونگ فتح نہ ھوسکا تو مذکورہ بالا حضرات کے مشورہ سے احمد شاہ درانیؒ نے میان صاحب چمکنیؒ کی خدمت مین ایک عریضہ لکھ کر آپ سے دعا کی درخواست کی -میان صاحبؒ نے عریضہ پڑھ کر دعا فرمائی اور احمد شاہ کو خط لکھ کر فتح کی بشارت دی - خداوند تعالیٰ نے اپنے محبوب کی یہ پیشگوئی سچ کر دکھائی اور اپنی قوت جلال سے اہل قلعہ کو ایسا مرعوب کیا کہ خود بخود ھتھیار ڈال کر قلعہ لشکر اسلام کے سپرد کردیا - (۲)

اخوند صاحب موصوف شیخ مسعود پشاوری المتوفی ۱۱۳۲ ھ کے ساتھ بھی تعلق رکھتے تھے -اور ان کے مقبول و منظور احباب مین شمار ھوتے تھے - (۳)

---

(۱) مناقب از مولانا دادین ورق ۲۲ -

مذکورہ چار اوتاد مین غالباً حضرت میان صاحب چمکنیؒ کےفرزند اصغر صاحبزادہ "میان گل " شامل تھے کیونکہ شاعر مذکور نے اس کی طرف اشارہ کیاھے اور صرف "گل " کا ذکر کیا ھے مگر کہاھے کہ اکثر (بیان ؟) نہین بتاتا کیونکہ اکثر کل کے حکم مین ھوتاھے اور ==

.......................................................................................................

= ظاھر ھے کہ "میان" بورے نام "میان گل" کا اکثر حصہ ھے واللہ اعلم -

(۲) مناقب از مولانا دادین ورق ۲۱ -۲۲ -

مذکورہ بالا بیان سے یہ بات اظھر من الشمس ھے کہ احمد شاھی دور کی جنگی مہمات کی کامیابی مین میان صاحب جمکنیؒ کا بڑا ھاتھ تھا اور آپ کی ظاھری اور باطنی مدد و تصرف اور پرتاثیر دعاؤن سے احمد شاہ درانیؒ کے ارادون کو بے پناہ تقویت ملتی تھی اور یہی ان کی کامیابی کا ایک بڑا راز ھے - واللہ اعلم -

(۳) ملاحظہ ہو مکتوبات فقیراللہ شاہ شکارپوری مکتوب بنام اخوند عبدالرشید پشاوری ص ۳۸۹ -

ایک تحقیق

یہان ایک بات کی وضاحت ضروری سمجھتا ھون وہ یہ کہ اخوند محمداکرم کے اپنے بیان کے مطابق ان کے بڑے بھائی کا نام عبداللہ خان تھا -اور دونون حضرت میان صاحب جمکنیؒ کے مریدین اور احمد شاہ درانیؒ کے اھم امراء مین سے تھے -اور یہ دونون بھائی داوودزئی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے - لہٰذا اخوند محمداکرم کے اس بیان سے عبدالحلیم اثر کے اُس بیان کی تردید ھوتی ھے کہ محمداکرم کے دوسرے بھائی کا نام محمدکرم تھا اور یہ کہ وہ حسن خیل قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا -

******

### محمد بیاض جدون

محمد بیاض نسلاً جدون تھے ۔تحصیل صوابی کے مشہور گاؤں زیدہ میں سکونت رکھتے تھے (۱)
اور حضرت میاں صاحب جمکنیؒ کے نہایت عقیدت مند مرید وخادم تھے ۔لکھتے ہیں ۔

| | |
|---|---|
| زهٔ بیاض خاصه غلام د میانصاحب یم | میں بیاض خاص کر میاں صاحب کا غلام ہوں |
| دامنگیر ئې په دنیا هم په قیامت یم (۲) | اور دنیا اور روز قیامت دونوں میں آپ کا دامنگیر ہوں |
| غم به نه وینې بیاض تر مرګه پورې | بیاض زندگی میں غمزدہ نہیں ہوگا |
| چه مرید د میان صاحب د خوښو شهٔ (۳) | اس لئے کہ وہ میاں صاحب کا مرید ہوگیا (ہے) |

اپنے پیر و مرشد کے ساتھ عقیدت و محبت کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

| | |
|---|---|
| هر چه نوم د میان صاحب و خوښ اخلي | جو کوئی حضرت میاں صاحب کا نام لیتا ہے |
| هغه لور ته زهٔ بیاض لاس په سلام یم (۴) | میں بیاض اس جانب دست بہ سلام ہوتا ہوں |

بیاض نہایت زاہد و عابد اور شب زندہ دار عالم اور تصوف و روحانیت کے اسرار و رموز سے
واقف صوفی تھے ۔فرماتے ہیں کہ ۔

| | |
|---|---|
| که طلب کوې د یار پاسه بیاض | اے بیاض! اگر اپنے محبوب کے طلبگار ہو ۔اٹھو |
| پس د نیمو شپو نه خوب په ځان حرام کړه | اور آدھی رات کے بعد نیند اپنے اوپر حرام کردو |
| د غفلت د خوب زر پاسه بیاض | اے بیاض خواب غفلت سے جلدی بیدار ہوجاؤ |
| صاف په نفي په اثبات باند کوګل کړه | اور (ذکر) نفی و اثبات کے ذریعے اپنا باطن صاف کرلو |

---

(۱) دیوان بیاض طبع پشاور ۱۹۵۸ء ص ۵۶ ـ ۵۷
(۲) " " " ص ۸۷
(۳) " " " ص ۱۱۵
(۴) " " " ص ۹۳

| | |
|---|---|
| چه بازونه د لاهوت په کښېنیوه شي | اور اپنے چہرے پر زلفون کا ایسا دام پھیلاؤ |
| په سپین مخ باند راخور د زلفو دام کړه (۱) | جس میں "لاھوت" کے باز پکڑے جاتے ہون |

بیاض فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے -عمر گرانمایہ محبوب حقیقی کی طلب میں صرف کی زندگی بھر بھی تمنا رھی اور اپنے محبوب کی جدائی میں آہ و فغان اورنالہ و زاری کا بازار گرم کرکے مرغ بسمل کے مانند تڑپتے ہوئے بے قرار نظر آتے ھین -فرماتے ھین کہ :

| | |
|---|---|
| د وصال پلو اوس اچوه راباندې | اب مجھ پر وصال کی چادر ڈالو کیونکہ مین آپ کی |
| په خنډونو ستا د مینې شوک نه شوک یم | محبت کے کانٹون کی وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہون |
| ذکر فکر م ستا نوم په زړه جاري دي | اے محبوب تیرا نام ذکر و فکر مین دل مین جاری ہے |
| خدائې د نه که چه یو دم پکښې غافل شم | خدا نہ کرے کہ ایک لمحہ اس ذکر و فکر سے غافل |
| د وصال خیرات په راکړه په کچکول کښې | ہوجاون کاسۂ گدائی مین وصال کی خیرات دے گا |
| د ر په د ر چه کور په کور پسې سائل شم (۲) | اگر در در اورکوچہ کوچہ پھیر کر سائل ہوجاون |

بیاض ہر چیز سے زیادہ نیک عمل کی اھمیت پر زور دیتے تھے اور اسی کو اخروی کامیابی کا راز سمجھتے ھین -

| | |
|---|---|
| چه پیشکش د خپل عمل را سره نه وي | جب تک اپنے عمل کی پیشکش میرے پاس نہ ہو |
| د دنیا په چارو څه شو که عاقل شم | تو دنیاوی روزگار کو کیا کرون اگر عاقل ہون (توکیا ہوا) - |

اپنے عشق اور اپنے سوز درون کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ھین -

| | |
|---|---|
| په پیرۍ کښې د بیاض زاړه هډونه | بڑھاپے مین بیاض کی تمام اعضاء عشق کی آگ |
| سره لمبه د عشق په اور لکه وابښه شو | مین خس و خاشاک کی مانند جل اٹھے |

(۱) دیوان بیاض طبع پشاور ۱۹۵۸ء ص ۷۰-۷۱- (۲) دیوان بیاض ص ۹۰

محمد بیاض پشتو زبان کے ایک زندہ دل رنگین بیان اور نازک خیال شاعر بھی تھے - ان کا دیوان عشق و محبت کا ایک لبریز پیمانہ ھے جسے پڑھ کر عشق الٰہی کے پیاسون کو تسکین ملتی ھے - یہ دیوان ایک مینار نور ھے جس سے راہ سلوک کے راھگیرون کو رھنمائی حاصل ھوتی ھے - اور ایک دوا ھے جس سے عاشقان حقیقی کے زخمی دلون کو شفا ملتی ھے -

بیاض پشتو کے دو نامور صوفی شعراء یعنی رحمان بابا اور عبدالحمید بابا کے کلام سے زیادہ متأثر تھے - لکھتے ھین -

چه رحمان عبدالحمید ~~عبدالحمید~~ کړ و سر په کور کښ

ښه مضمون وته به وړ اند کوم شاعر شـــــــي

مولوی محمد ایوب صاحب بیاض کی عارفانہ زندگی اور حسن کلام پر تبصرہ کرتے ھوئے لکھتے ھین -

| | |
|---|---|
| رحمان بابا او بیاض د واړه د یو منزل مقصود تلونکي وو د واړو د یو ساقي د لاسه د محبت پیالې نوش کړې وې ـــ د دواړو سینې د معرفت د یوې ډیوې نه منورې شوې او د دواړو ماوي و مرجع یوه وه او د دواړو کلام د یو بل تفسیر دې ـــ | "رحمان بابا اور بیاض دونون ایک منزل مقصود کے مسافر تھے دونون نے ایک ھی ساقی کے ھاتھ سے جام محبت نوش کیا تھا اور دونون کے سینے معرفت کے ایک ھی چراغ سے روشن ھوئے تھے - دونون کا مرجع و ماویٰ ایک تھا اور دونون کا کلام ایک دوسرے کے کلام کی تفسیر ھے " |

بیاض محبت و طاعت رسول ھی کو خدا تک رسائی کا وسیلہ سمجھتے ھین -

---

(۱) مقدمہ دیوان بیاض از مولوی محمد ایوب صاحب طبع پشاور ۱۹۵۸ء ص ۱۶ -

| | |
|---|---|
| كه رسد د محمد وه ترصمده | ( جونکه ) محمد صلی اللّٰه علیه وسلم کی رسائی ذات |
| زه بیاض غوارم رسد ترمحمده (۱) | صمد جل شانه تک تھی (لٰہذا ) مین محمد صلی اللّٰه علیه وسلم کی ذات تک رسائی چاهتا هون - |

بیاض ۱۲۰۰ ھ / ۱۷۸۵ ء مین زنده تھے کیونکه جب ۱۲۰۰ ھ / ۱۷۸۵ ء مین میان صاحب چمکنیؒ کے برادرزادے صاحبزاده بازگل کا انتقال هوگیا تو وه ان کے جنازه مین شریک هوئے - اس موقعه پر انهون نے جو مرثیے لکھے هین ان مین اپنے فن کا کمال دکھایا هے اور پڑھنے والا ایسا محسوس کرتا هے گویا که وه جنازے کا دلخراش منظر اپنی آنکھون سے دیکھ رها هے -

بیاض صاحبزاده بازگل کے انتهائی قریبی تعلقدار اور جان نثار دوست تھے - فرماتے هین -

| | |
|---|---|
| وارہ ما دي ستا د لاسه قربان کړي | میرا سب کچھ تجھ پر فدا هے |
| که م مال که م دولت دي که م سر لاړ (۲) | مال هو ' دولت هو ' یا اس مین میری جان چلی جائے |

ان کے ساتھ اسی تعلق و محبت کی بناء پر ان کی وفات پر خون کے آنسو بهاتے نظر آتے هین

| | |
|---|---|
| ژړ وي م کور بهر دا ستا ځواني اوس | اب گھر کے اندر اور باهر تیری جوانی مجھے رلاتی |
| بې لتا خپل ژوند ون وينم تاواني اوس | هے اور تمهارے بغیر زندگی نقصان ده دکھائی |
| دا نن ستا د بیلتون ورځ ده که محشر دي | دیتی هے یه آج تمهاری جدائی کا دن هے یا |
| خپل پردي واړه د غم په چغو سر دي (۳) | روز محشر هے که یگانه اور بیگانه سب غم کے مارے چیخ و پکار مین مشغول هین - |

---

(۱) دیوان بیاض ص ۵۷
(۲) " " ص ۷۱
(۳) " " ص ۱۷۰ - ۱۷۱

غرو م پسې خپل لاسریه خپل گوګل کښ
چه ترکومه پکښ ستا د لاس خنجر لاړ[1]

(تیری جدائی نے میرے سینے میں خنجر گھونپ دیا)
لہٰذا اب اپنے سینے کے اندر ہاتھ ڈال کر دیکھتا
ہون کہ کہان تک تیری جدائی کا خنجر سینے میں
اندر چلا گیا ہے -

محمد زاهد اکبرپوری

محمد زاهد اکبرپوره (ضلع پشاور) کے رہنے والے تھے اور حضرت میان صاحب جمکنیؒ کے محبین و معتقدین میں سے تھے - حضرت میان صاحب جمکنیؒ کی صحبت کی تاثیر کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہین کہ جب آپ کے کشوف و کرامات کا ہر طرف چرچا ہوا تو میں امتحان کی غرض سے آپ کے پاس جمکنی آیا - اس وقت آپ مسجد میں تشریف فرما تھے اور خدام و مریدین پروانون کی مانند آپ کے گرد جمع تھے - میں بھی قریب آکر مجلس ارشاد میں شریک ہوا - دوران گفتگو آپ نے مجھ پر ایسا تصرف کیا کہ میں نے لرزہ براندام ہوکر ان کے جاہ و جلال کے سامنے سر تسلیم خم کیا اور ان کی ولایت پر غیر متزلزل یقین و اعتقاد حاصل ہوگیا - لکھتے ہین -

ما زاهد چه کشف هسې ولیده
لکه غرمې شه یقین نه خوځیده[2]

مین (زاهد) نے جب آپ کا یہ کشف دیکھا
تو پہاڑ کے مانند میرا یقین مستحکم ہوگیا

محمد سواتی ، ملاّ

ملا محمد سوات کے علاقہ کوهستان کے باشندے تھے - کامل سالک اور عالم و فاضل بزرگ تھے - اور حضرت میان صاحب جمکنیؒ کے محبوب و مقبول اصحاب میں سے تھے - خداوند تعالیٰ نے دو سو ساٹھ سال کی عمر دراز عطا فرمائی تھی - اپنے پیر بھائی شیخ نورمحمد تھانوی کے ساتھ گھوڑے

---

(۱) دیوان بیاض ص ۷۱
(۲) مناقب از مولانا دادین ورق ۹۹ -

تعلقات تھے اور اکثر و بیشتر ان کے پاس ان کے آبائی گاؤن تھانہ (مالاکنڈ ایجنسی) مین مقیم رہتے -

شیخ نورمحمد ان کی علمیت، زھدو تقوی اور روحانی مراتب کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ھین -

| | |
|---|---|
| ملا محمد د کوهستان | کوھستان (علاقہ سوات) کے ملا محمد |
| وهٔ مرید د شاه سلطان | شاہ سلطان کے مرید تھے |
| وهٔ گوجر پــه اصل دی | نسلاً گوجر تھے اور حرام کا مال کھانے سے [بچتے] پرھیز |
| دهٔ به مال نه خوړ پردی | کرتے تھے خدا نے عمر دراز عطا فرمائی تھی |
| د دهٔ عمر وهٔ دراز | تقریباً دوسو ساٹھ برس کے تھے |
| شپیتهٔ د وه سوه کاله شاذ | آسمانون کے سیّار تھے(1) خدا نے اس کو اس کام |
| د اسمانونو دی سیار وهٔ | سے سرفراز فرمایا تھا - |
| رب ورکړی دغه کار وهٔ | اپنے استاد نے نظر کرم سے نوازا تھا |
| خپل استاد پرکړئ داد وهٔ | اور پیر و مرشد نے اس کو ارشاد کیا تھا |
| ورته کړی پیر ارشاد وهٔ | وہ بہت پرانے زمانے کی باتین کیاکرتا تھا |
| د لرغونی زمانــی یـــاره | مخدوم (میان صاحب) اکثر و بیشتر |
| دهٔ خبری کړی ابراره | اس کے ساتھ گفتگو کیاکرتے تھے - |
| د مخدوم به مشغولا — وه له دهٔ سره اعلا | |

## معزالله خان مهمند، ارباب

ارباب معزاللہ خان مھمند نسلاً مھمند اور پشاور شہر سے مغرب کی جانب تقریباً پانچ میل (۲) دور موضع سربند مین سکونت رکھتے تھے - باپ کا نام عبداللہ خان تھا - اور اپنے دور کے مشہور و معروف شخص نواب مستجاب خان کی اولاد مین سے تھے اور مغل بادشاہ شاہ جہان کے دورحکومت

---

(۱) نورالبیان از نورمحمد ورق ۳۷ -

(۲) مناقب میان صاحب جمکنی از مولانا دادین اوراق ۱۳۲ - ۱۳۳ - ۴۳۶ - ۱۴۰ -

مین اربابی کے منصب پر فائز رہے -

معزاللّٰہ خان ۱۰۸۵ھ/ ۱۶۷۴ء کے حدود مین پیدا ہوئے اور ۱۱۶۷ھ/ ۱۷۵۳ء مین یقیناً زندہ تھے - اپنے دور کے جید عالم اور درویش صفت انسان تھے اور شیخ احمد سرھندی کی اولاد مین سے روحانی استفادہ کرنے کا شرف ان کو حاصل رہا - (۱) (۲)

معزاللّٰہ خان پشتو زبان کے پختہ کار شاعر تھے - ان کی شاعری پر تصوف کا رنگ غالب ہے آپ کے کلام سے ادبی اور علمی آثار مین سے آج کل ان کا دیوان "آئینہ معنیٰ نما" دستیاب ہے - جو علم و فضل اور تصوف و طریقت مین ان کے بلند مقام پر ایک ناقابل تردید دلیل کی حیثیت رکھتا ہے -

اگرچہ ان کی مادری زبان پشتو ہے مگر انہون نے فارسی اور اردو زبانون مین طبع آزمائی کی ہے اور دونون زبانون مین نہایت جست اور شستہ انداز مین اشعار کہے ہین - (۳)

معزاللّٰہ خان حضرت میان صاحب جکنی کے خاص الخاص معتقدین و محبین مین شامل تھے اور پروانہ وار آپ کی خدمت مین حاضر رہا کرتے تھے - (۴)

---

(۱) دیباچہ دیوان معزاللّٰہ خان از خیال بخاری -
مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ پشاور ص ۶۳۵ -
دیباچہ دیوان معزاللّٰہ خان از خیال بخاری ۱۹۵۸ء
معزاللّٰہ خان کا اردو کلام مترجمہ سیف الرحمن سید ۱۹۶۲ء
روہی ادب (قلمی) ج دوم از محمد نواز طائر ورق ۳۰ -
روزنامہ جہاد پشاور ۱۵/ جنوری ۱۹۶۷ء (مضمون معزاللّٰہ خان مہمند از محمد بشیر خان)

(۲) دیباچہ دیوان معزاللّٰہ خان ص ۱۹

(۳) ملاحظہ ہو "آئینہ معنی نما" دیوان معزاللّٰہ خان مہمند مطبوعہ پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی -

(۴) مولانا دادین کے یہ دو اشعار ملاحظہ ہون -

ژندگی کے بیشتر لمحات آپ کی صحبت مین گزارے اور سفر و حضر میں دونون اکثرآپ کے ہمرکاب رہے - مولانا دادین ان کی زبانی حضرت میان صاحبؒ کی ایک مجلس کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہین کہ -

حکایت معزاللہؒ د سرہند دا
پہ درتی بندہ راسرکند کہ خوشنما
چہ یو خلق میان صاحب پہ انجمن کښې
لکہ گل د گلاب زیب کہ پہ چمن کښې
باشندہ ہم وو د ښهر چاپیره
گویا شپول وو تر قمر کړی کیره
بندہ ہم ورتہ حاضر پہ حضور ناست وو
لری کړی م وسواس و چپ و راست وو
صاحب ناست وو پہ اظہار د سرایرو
فیضیاب تر حاضرین وو د نادرو (1)

معزاللہ ساکن سرہند نے یہ خوشنما حکایت بیان کی (کہا) کہ ایک دفعہ حضرت میان صاحب چمکنیؒ مجلس مین (تشریف فرما تھے) اور ایسے خوبصورت دکھائی دیتے تھے جیسے چمن مین گلاب کا پھول خوبصورت و دلکش دکھائی دیتا ہے شہر کے باشندے بھی آپ کے گرد جمع تھے جیسا کہ چاند کے گرد حلقہ موجود ہے -بندہ بھی حضور مین موجود تھا اور تمام وساوس سے دل خالی کرکے متوجہ بیٹھا تھا حضرت میان صاحبؒ سرائر و رموز کے اظہار مین مصروف تھے اورآپ کے عجیب و غریب اسرار سے حاضرین فیضیاب ( ہوتے ) تھے -

---

= وایم دا معزاللہ نوماند پښتون وو
د خدمت ی پہ دی د رکښر پیوستون وو

معزاللہ نوماند پوښتون وو د صاحب خدمتي
چہ ذرہ وار بہ تۂ راتۂ ترد خورشید نظیر (مناقب میانصاحب چمکنی ورق ۹۵ ـ ۹۶)

(1) مناقب میان صاحب چمکنی از مولانا دادین ورق ۱۳۶ -

اسی طرح ان کی زبانی آپ کے ایک سفر کا چشم دید حال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہین کہ -

دا قصه گوره چه څرنګ هویدا ده
سربندي معزالله ویلې دا ده
چه یو کال مې صاحب د ارنګ ظهور راوړ
باجوړ ته ې د پاك وجود نور راوړ
مشرف ې باجوړیان کړ په انـــوارو
د دیدن دولت ې ورکړ و د خوارو
څو مده ې د انوارو په عطا شوه
چه د زړه خونه د واړو پر بسیا شوه
نورې بیا مراجعت کړ څمکنو تــــه
چه انوار ورکا د د خائې اوسنو ته
په خدامو کښ زه هم وم ورســره
چه پرېښوې م نه شوه دا د نور پره (١)

یہ قصہ دیکھو کہ کس طرح ظاہر ہے
اور معزاللہ سربندی نے یہ بیان کیا ہے کہ
ایک سال حضرت میان صاحبؒ باجوڑ تشریف لائے -
باشندگان باجوڑ کو انوار سے مشرف کیا
اور ملاقات کا شرف بخشا
کچھ مدت انوار کی بخشش کا یہ سلسلہ
جاری رہا اس طرح ان کے دل شاد وآباد ہو گئے -
پھر ( کچھ مدت بعد ) چمکنی واپس آئے
یہان کے لوگون کو فیضیاب کرنے کے لئے-
میں بھی اس وقت خدام مین موجود تھا -
اور میں اس روشنی کے چھوڑنے کے لئے ہرگز تیار نہ تھا -

حضرت میان صاحب چمکنیؒ بھی ان پر بے حد مہربان تھے - ایک مرتبہ احمد شاہ درانیؒ کے سپہ سالار سردار جہان نے معزاللہؒ خان کو گرفتار کرکے قید کر لیا - مگر جب حضرت میان صاحبؒ کے ساتھ ان کے ربط و تعلق کا علم ہوا تو اس نے نہ صرف اس کو رہا

---

(١) مناقب میان صاحب چمکنی از مولانا دادین ورق ١٣٣ -

کردیا بلکہ اپنا مشیر بھی مقرر کردیا ـ[1]

معزاللہ خان کا شجرہ نسب حسب ذیل ہے ـ

محبت خان
|
آزاد خان
|
مستجاب خان
|
محمد خان
|
عبداللہ خان ـ محب اللہ خان ـ عبدالحق خان

عبداللہ خان
|
حبیب اللہ خان ـ عزیز اللہ خان ـ معزاللہ خان[2]

---

(۱) ملاحظہ ہو مناقب از مولانا دادین ورق ۹۶- ۹۷

(۲) دیباچہ دیوان معزاللہ خان از خیال بخاری ص ۷ ـ تاریخ پشاور گوپال داس ص ۶۳۵ ، معزاللہ خان کا اردو کلام ترجمہ سیف الرحمن سید ۱۹۶۲ء ص ۱۰ـ

جناب خیال بخاری صاحب دیوان معزاللہ خان کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ معزاللہ خان شیخ احمد سرھندی کے مرید و خلیفہ تھے مگر یہ بات محل نظر ہے ـ اس لئے کہ جناب مؤلف موصوف کی تحقیق کے مطابق معزاللہ خان کا سن پیدائش ۱۰۸۵ھ ۱۶۷۳ء ہے جبکہ شیخ احمد سرھندی ۱۰۳۳ھ ـ ۱۶۲۳ء میں انتقال کر گئے ـ لہٰذا دونوں کی ملاقات محال ہے ـ البتہ یہ بات ممکن ہے کہ شیخ احمد سرھندی کے ساتھ عقیدت کی بناء پر ان کی اولاد میں سے کسی کے ھاتھ پر بیعت ہونے کا شرف حاصل کیا ہو ـ کیونکہ وہ اپنے پیر کا مسکن ، سرھند بتاتے ہیں ـ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے پیر کی وفات کے بعد حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کے آستان فیض رسان

محمد گل جی بخاری

محمد گل بخاری حضرت شاہ بہاؤ الدین نقشبند کی اولاد مین سے تھے ۔ عرصہ دراز تک میان صاحب چمکنیؒ کے زیر سایہ تزکیہ نفس مین مصروف رہے ۔ یہان تک کہ چشمہ فیض سے سیراب ہو کر روحانی کمال حاصل کیا اور کامل و مکمل ہوکر اذن و خلافت سے سرفراز ہو گئے ۔(۱)

مسعود گل ، مولانا

مولانا مسعود گل اپنے دور کے ایک زاہد مرتاض صوفی اور جید عالم تھے اور پشاور کے مضافات مین سکونت رکھتے تھے ۔ عربی اور فارسی دونون زبانون پر عبور حاصل تھا اور سلوک و طریقت کے سلسلے مین رشحات عین الحیاۃ، کشف المحجوب، عوارف المعارف، نفحات الانس اور مکتوبات مجدد سے زیادہ متاثر تھے ۔(۲)

مولانا موصوف کے والد ماجد حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے خصوصی متعلقین مین شمار ہوتے تھے اور آپ کی کرامات کے کئی واقعات ان سے منقول ہین ۔(۳) اپنی خاندانی روایت کے مطابق مولانا موصوف بھی حضرت میان صاحبؒ کے آستانہ عالیہ کے ساتھ منسلک ہوئے اور آپ کی صحبت سے استفادہ کرتے رہے تاآنکہ روحانیت مین درجہ کمال حاصل ہوا ۔ اپنے پیر و مرشد کے کمال اور جلال و جمال کے بے حد معتقد تھے ۔ ایک جگہ لکھتے ہین ۔

| | |
|---|---|
| چه ي حال وي د حيات او ممات سم<br>خلور غوث پخواني دي دې پنځم | ( ایسا غوث ) جس کی حیات و ممات کا حال یکسان ہوتا ہے ایسے چار غوث پہلے گزر چکے ہین ۔ اور یہ ( محمد عمر ) پانچوان ہے ۔ |

---

= کے ساتھ منسلک ہو گئے ہین ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔
( تفصیل کے لئے خیال بخاری صاحب کا دیباچہ ملاحظہ ہو )

(۱) نورالبیان ورق ۳۵ ۔

******

| | |
|---|---|
| په دا بیت کښې ادا هسې رموز کړ | اس بیت مین ایسے راز و رموز بیان کئے |
| گویا نمرې داسمانه درته کوز کړ (۱) | که گویا که آسمان سے سورج کو زمین پر اتاردیا |

مولانا مسعودگل حضرت میان صاحب چمکنیؒ کی طبیعت و روحانیت کو عدیم النظیر سمجھتے هین ـ یهی وجه هے که وه فرماتے هین که خوب تحقیق کے بعد مین یه حلفیه بیان دیتا هون که ولایت و عرفان مین آپ کا کوئی همسر نهین هے ـ لکھتے هین ـ

| | |
|---|---|
| زهٔ په سیال د دوئ بل سر نه یم اګاه | آپ کے کسی دوسرے همسر کا مجھے علم نهین |
| په والله م د سوګند وي پـه بالله (۲) | الله کی ( ذات گرامی کی ) قسم |

مولانا مسعودگل خود عالم تھے اور علماء و صلحاء کے نهایت عقیدت مند اور قدردان تھے ـ بزرگان دین کے ساتھ بے حد ادب و تواضع سے پیش آتے تھے ـ فرماتے هین ـ

| | |
|---|---|
| د بزرګانو بې رضا چه کوي کار | جو اُن بزرگون کی رضا کے بغیر کام کرتا هے |
| تل به اوسي دې په دین په دنیا خوار | دین و دنیا دونون مین خوار و ذلیل هوگا |
| درته وایم مسعودګله ته احتیاط کړه | اے مسعود گل! تجھے کهتا هون که احتیاط سے |
| په ادب کېنه پاسه کم اختلاط کړه (۳) | کام لو ادب کے ساتھ نشست و برخاست کرو اور زیاده اختلاط سے پرهیزکرو ـ |

اپنی تمام عمر علماء و صلحاء کی صحبت مین گزاری یهی وجه هے که ان کے حالات و آداب کا پورا تجربه رکھتے تھے ـ فرماتے هین ـ

په دا کار کښې خه یم ډیر ازموده کار
چه څما دې تل له دوئ سره روزګار (۴)

---

(۲) مناقب میان صاحب از مولانا مسعودگل ص ۳۲ ـ
(۳) ایضا ص ۳۸ ، ۹۱ ، ۱۰۳ ـ

*****

(۱) مناقب میان صاحب از مولانا مسعودگل ص ۷۸ ـ (۲) ایضا ص ۹۲ـ

مولانا موصوف اہل سنت والجماعت کے پیروکار عالم تھے ۔ شریعت و طریقت میں اپنے مسلک کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔

ولایت متابعت د شریعت دي
اي سالکه شریعت ستا طریقت دي
په طریق د شریعت حقیقت موند شي
په کمال د حقیقت معرفت موند شي (۱)

ولایت ، شریعت کی متابعت ہے
اے سالک ! شریعت تیری طریقت ہے
شریعت کی راہ سے حقیقت ملتی ہے
اور حقیقت کے کمال کے بعد معرفت حاصل ہوتی ہے ۔

شریعت و سنت کی پابندی کا بہت اہتمام فرماتے اور ہر وقت اسی راہ پر قائم و دائم رہنے کی دعا فرمایا کرتے تھے ۔

دین اسلام م سلامت کړي له زوال
اي قادره برکمال علمه ذوالجلال
په امان م له ظالم له شیطان کړي
موافق م تهٔ په شرع په قران کړي
ما خادم د شریعت لـري مدام
هم په شرع مستقیم علی الدوام (۲)

میرے دین اسلام کو زوال سے سلامت رکھ
اے قادر ذوالجلال و باکمال
ظالم شیطان سے امان دو
اور شریعت و قرآن کا موافق بناوٴ
مجھے ہمیشہ شریعت کا خادم رکھو
اور ہمیشہ شریعتِ مستقیم پر قائم و دائم رکھو ۔

علماء و صلحاء اور مشائخ دین کے بارے میں اپنے اعتقاد کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔

---

(۳) مناقب میاں صاحب از مولانا مسعود گل ص ۱۵ ۔
(۴) ایضاً ص ۳۲ ۔

******

(۱) مناقب از مسعود گل ص ۲۰ ۔ (۲) ایضاً ص ۲۷ ۔

| | |
|---|---|
| چه مخي وي د سنت نبوي | جو سنت نبوی صلی الله علیه وسلم کا زنده |
| د هغو په مونږ لازمه پیروي | رکھنے والا هوتا هے ان کی پیروی هم پر |
| چه تجدید ئې د سنت وي تل عادت | لازم هے ۔ همیشه تجدید سنت جن کی عادت |
| د هغو دیدن دې زیات له عبادت | هو ان کا دیدار ( نفل ) عبادت سے زیاده |
| چه که په نفل عبادت کښې ثواب زیات دې | ثواب رکھتا هے ۔ اگر چه نفل عبادت مین اجر |
| د کامل دیدن تر زیات په درجات دې (۱) | و نفل ثواب زیاده هے مگر کامل ( پیر و مرشد ) |
| | کی صحبت کا درجه اس سے کهین زیاده هے |

باطل اور ڈھونگاباز پیرون اور نام نهاد مشائخ کا ذکر کرتے هوئے لکھتے هین که ۔

| | |
|---|---|
| اوس څمونږ په زمانه کښې چه ولیان دي | اب همارے زمانے مین جو ولی هین |
| هې توبه ده دوئ د لارې رهزنان دي | افسوس توبه توبه راهزن و ( ڈاکو ) هین |
| دوکاندار دي جوفروش گندم نمائی | جَو فروش، گندم نما دوکاندار هین |
| تپوسان دي پــه لباس کښې د همایٔ | اور هُما کے لباس مین چیل هین |
| د ه تزویر دام ې په لاس کښې دگران دي | دام تزویر ان کے هاتھ مین هے |
| خونخواران دي که لوستولي د قران دي | خونخوار هین، یا قرآن کے پڑھنے والے ؟ |
| کار شیطان مي کند نامش ولی | شیطان کاکام کرتا هے اور اس کا نام ولی هے |
| گر ولی این است لعنت بر ولی (۲) | اگر ولی یه هے تو ایسے ولی پر لعنت هو |

---

(۱) مناقب از مسعود گل ص ۸۲ ۔

(۲) ایضا ص ۲۰

نوٹ ) صدیق الله رشتین نے اپنی کتاب . د پختو ادب ) اور عبدالحئی حبیبی نے اپنی تالیف " پشتانهٔ شعراء " مین مولانا مسعودگل کا مختصر تذکره کیا هے ۔

مولانا موصوف پشتو زبان کے نہایت پختہ کار شاعر تھے حدود ۱۲۱۲ھ - ۱۷۹۷ء میں اپنے پیر و مرشد کے مناقب پر مثنوی کے طرز پر ایک کتاب لکھی جو " مناقب میان صاحب چمکنی " کے نام سے موسوم ھے - یہ کتاب ۱۲۹۹ھ - ۱۸۸۱ء میں مطبع فیض عام دھلی سے شائع ھو چکی ھے - مگر ناقص ھے - محمدامین نامی شخص نے کئی ابتدائی اوراق حذف کرکے اس کو اپنی طرف منسوب کرنے کی ناکام کوشش کی - اس کتاب کا جو قلمی نسخہ مولانا عبدالقدوس صاحب سابق چیرمین شعبۂ اسلامیات پشاور یونیورسٹی کے پاس محفوظ ھے وہ نسبتاً زیادہ کامل ھے - اس میں حضرت میان صاحب کے کشوف و کرامات کے تقریباً ساٹھ واقعات نقل کئے گئے ھیں اور پوری کتاب تقریباً تین ھزار ابیات پر مشتمل ھے - یہ کتاب مولانا موصوف کے علمی اور ادبی آثار میں سے ھے اور ان کی طبیعت ، زھد و تقویٰ ، علم و عرفان اور کمال فن کا مکمل آئینہ دار ھے -

مولانا نے اپنی کتاب میں حضرت صاحبزادہ محمدیؒ کے مناقب مرتب کرنے کے ارادے کا اظہار کیا ھے (۲) - لیکن نہ معلوم وہ اپنے اس ارادے کو عملی جامہ پہنا چکے ھیں یا نہیں کیونکہ تادم تحریر ھذا یہ کتاب دستیاب نہیں ھو سکی - واللہ اعلم -

**منیب ننگرھاری ، مفتی ملا**

ملا منیب افغانستان کے علاقہ ننگرھار میں سکونت رکھتے تھے - اپنے دور کے مشہور فقیہہ تھے اور درس و تدریس کے ساتھ ساتھ عہدہ افتاد پر بھی فائز تھے اور ۱۱۸۸ھ - ۱۷۷۴ء میں زندہ تھے - حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے مرید اور آپ کے کشوف و کرامات کے چشم دید گواہ ھیں - ملا موصوف کہتے ھیں کہ میرا چچا ھندوستان میں حافظ رحمت خان شہید ( ۱۱۸۸ھ - ۱۷۷۴ء ) کے ھاں منصب دار تھا - قضائے الٰہی سے وھیں پر اس

---

(۱) مناقب از مولانا مسعودگل ص ۲۵ -

کا انتقال ہو گیا - میری خواہش تھی کہ ہندوستان جاکر حافظ رحمت خان روہیلہ سے درخواست کروں کہ میرے چچا کا منصب مجھے عطا کردے - یہی عزم دل میں لئے ہوئے ننگرہار سے ہند کی جانب روانہ ہوا - پہلے چمکنی میں حضرت میاں صاحبؒ کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا اور آپ کو اپنے ارادے کی خبر دے کر دعا کی التجا کی آپ نے مجھے صبر کی تلقین کی اور ایک ماہ تک اپنا ارادہ ملتوی کرنے کی ہدایت فرمائی - مگر میں ہندوستان جانے کے لئے بہت بیقرار تھا ع لہٰذا آپ کی اجازت لئے بغیر ہندوستان روانہ ہوا - خدا کی شان دیکھئے کہ راستے ہی میں پیرپائی کے مقام پر شدید بیماری میں مبتلا ہوگیا - چند دن وہاں گزارنے کے بعد مجبور حضرت صاحبزادہ محمدیؒ کو اپنے حالات سے مطلع کیا - صاحبزادہؒ موصوف نے فوراً چند آدمی روانہ کرکے مجھے چمکنی واپس لانے کا اہتمام فرمایا - میں اپنے کئے پر نادم و شرمندہ تھا - حضرت صاحبزادہ محمدیؒ کی سفارش پر میاں صاحبؒ نے میرا قصور معاف کرکے صحت یابی کی دعا فرمائی - اس حالت میں تقریباً ایک مہینہ گزر چکا تھا کہ حافظ رحمت خان کے انتقال کی خبر موصول ہوئی - ملا مہیب کہتے ہیں کہ حضرت میاں صاحبؒ نے مجھے ایک ماہ تک انتظار کرنے کا جو حکم دیا تھا اس کی مصلحت مجھ پر یہ خبر سن کر آشکارا ہو گئی - (۱)

نامدارخان

نامدارخان موضع چمکنی کے باشندے تھے - حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کے حلقۂ خدام میں شامل تھے اور آپ کے کشف و تصرف کے کئی چشم دید واقعات ان سے منقول ہیں - (۲)

---

(۱) مناقب میاں صاحب چمکنی از مولانا مسعودگل مطبوعۃ مطبع فیض عام دھلی ۱۲۹۹ھ ص ۷۸- ۸۰ -

(۲) مناقب از مسعودگل ص ۵۵- ۵۶-
مناقب از مولانا دادین ورق ۸۶ - ۸۸ -

حاجی دریاخان چمکنی کے مزار کی موجودہ عمارت کی تعمیر کا شرف حاجی موصوف کے بھائی بسرف خان اور نامدارخان مذکور کو حاصل ہے ۔ (۱)

نورالدین خان بامیز ئی
حاکم کشمیر

نورالدین خان درانیوں کی بامی زئی شاخ سے تعلق رکھتے تھے اور احمدشاہ درانیؒ کے زمانے میں کشمیر کے صوبیدار تھے ۔ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ ایک بار بادشاہ نے ایک حکمنامہ کے ذریعے مجھے واپس بلایا ۔ حکمنامہ ملتے ہی فقیرخان کو اپنا نائب بنا کر میں بہت پریشانی کی حالت میں کابل روانہ ہوا ۔ کابل جاتے ہوئے میاں صاحب چمکنیؒ کی خدمت میں حاضری دی اور آپ کو اپنے حالات سے مطلع کرکے دعا کی درخواست کی ۔ میاں صاحبؒ نے میرا بیان سن کر تسلی دی اور دعا فرماکر مجھے رخصت کیا ۔ مولانا دادین ان کی زبانی یہ واقعہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔

| | |
|---|---|
| بار راغلم اول و چمکنو تـه | پہلے میں چمکنی آیا |
| و د خپل قطب الاقطاب د پښتنو ته | پٹھانوں کے اپنے اس قطب الاقطاب کے پاس |
| مشرف چه په خلعت د قدمبوس شوم | جب آپ کے قدمبوسی کی خلعت سے مشرف |
| نور گویا ورته د خپل زړه په افسوس شوم | ہوا تو اس کے بعد اپنے دل کا حال بیان |
| فرمایل ې ورځه واړه خیریت دې | کرنے لگا ( سن کر ) فرمایا جاؤ بالکل |
| ستا په باب کښ خیریت او جمعیت دې (۲) | خیریت ہے اور تمہارے بارے میں اطمینان ہے |

(۱) تاریخ پشاور از گوپال داس ص      مؤلف موصوف کے اس بیان کی بنیاد پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ نامدارخان بھی حاجی دریاخان کے خاندان ہی سے تعلق رکھتے تھے واللہ اعلم ۔

(۲) مناقب از مولانا دادین ورق ۳۶ ۔

نورالدین کہتے ھین کہ جب مین قندھار پہنچ کر شاہ درانی کی خدمت مین حاضر ھوا تو انھون نے دوبارہ میری تقرری کا پروانہ جاری کیا ۔ ان دنون یہ اطلاع موصول ھوئی کہ میری غیر موجودگی مین میرے نائب فقیرخان نے علم بغاوت بلند کیا ھے لہٰذا مین نے بادشاہ سے مدد کی درخواست کی مگر وہ اس وقت مشہد مقدس کی تسخیر کی مہم مین مصروف تھے لہٰذا میان صاحب چمکنیؒ کے نام خط دے کر مجھے آپ کی خدمت مین حاضر ھونے کی ھدایت کی اور فرمایا کہ ۔

توجه ته پکار د میان صاحب ده
توجه د پاك رسول د د نائب ده
نوري وشکله شقه له خپله لاس
وحضور ته د ولی قدسي لباس
دائي وسپارله زر و ما غریب ته
دا شقه یوسه حما و د نجیب ته

پس د څو ورځو داخل په څمکنو شوم
قدمبوس ته د ولی د پښتنو شوم (۱)

تیرے لئے میان صاحب کی توجہ و التفات کی ضرورت ھے ۔ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نائب کی توجہ ( کی ضرورت ) پھر اپنے ھاتھ سے ایک خط لکھا ۔

اس قدسی لباس ولی کی خدمت مین یہ خط فوراً میرے سپرد کردیا ( اور کہا ) کہ یہ خط میرے اس حبیب نجیب کے پاس پہنچا

دو چند دنون کے بعد مین چمکنی مین داخل ھوا اور پٹھانون کے اس ولی کی قدمبوسی کے لئے خدمت مین حاضر ھوا ۔

خان موصوف کہتے ھین کہ واپسی پر جب مین حضرت میان صاحب چمکنیؒ کی خدمت مین حاضر ھوا تو احمدشاہ درانیؒ کا وہ خط آپ کے سپرد کیا آپ نے خط پڑھ کر میرے حق مین کامیابی کی دعا فرمائی اور اپنا ایک کامل مرید مرزا عبداللّٰہ خان میرے ساتھ روانہ کردیا ۔ (۲)

---

(۱) مناقب از مولانا دادین ورق ۳۷ ۔ (۲) ایضاً ورق ۳۶ ۔ ۳۷ ۔

کشمیر پہنچ کر فقیرخان کے لشکر کے ساتھ ایک خونریز جنگ ہوئی جس کے نتیجے مین ان کی قوت کو کچل دیا گیا اور بغاوت کا سرغنہ فقیرخان گرفتار ہوا ۔ خان موصوف کہتے ہین کہ اس جنگ کے دوران حضرت میان صاحب چمکنیؒ اور ان کے مرید مولوی مرزا عبداللہ خان کے کشف و کرامات کے عجیب و غریب واقعات دیکھنے مین آئے ۔ جنگ کا آغاز ہوا تو مین نے خود اپنی آنکھون سے دیکھا کہ حضرت میان صاحب چمکنیؒ ایک خوبصورت گھوڑے پر سوار ہوکر ہماری فوج کے مقدمۃ الجیش مین دشمن کے خلاف لڑ رہے ہین ۔ نورالدین کی زبانی جنگ کا منظر بیان کرتے ہوئے مولانا دادین لکھتے ہین ۔

کہ کاتۂ م لہ لمنې نور لـــہ غرۂ
میان صاحب لکہ مزرې تیرۂ شیرۂ
راغې دې نوراني مخ پہ ابلق اس سور
خوځوي چرچنړې شنہ نیزہ پہ لاس نور
زړۂ م واخست هسې رنگ استقامت پہ یر
چہ بہ اوس پر گڼہ کړم شور د قیامت جدپہ یر
میان صاحب ځمونږ مقدمۃ الجیش شہ
شگفتہ م پژمردہ گلاب د عیش شۂ
پدا هونبرہ پہ یر لښکرې شکست وکړ
واقعی دوریر مرگ د ست پہ د ست وکړ (۱)

کیا دیکھتا ہون کہ حضرت میان صاحب چمکنیؒ پہاڑ کے دامن کی جانب سے غضبناک شیر کی مانند ظاہر ہوئے آپ کا چہرہ اس وقت بہت نورانی تھا اور سیاہ و سفید رنگ کے گھوڑے پر سوار ہوکر ہاتھ مین سبز رنگ کا نیزہ لئے ہوئے تھے ۔ میرا دل مطمئن ہوا اور دل مین کہا کہ اب مخالفین پر قیامت برپا کردون گا میان صاحب ہمارے مقدمۃ الجیش بن گئے ۔ اور ( یہ دیکھ کر ) میری زندگی کا پژمردہ گلاب تازہ ہو گیا اتنے لشکر کے باوجود وہ شکست کھاکر موت کی گرفت مین آ گئے ۔

---

(۱) مناقب از مولانا دادین ورق ۳۸ ۔

دشمن کی شکست و فرار کے بعد حضرت میان صاحبؒ غائب ہو گئے ۔ مولانا دادین کیا خوب فرماتے ہین کہ؛

| | |
|---|---|
| خرنګ به نه تښتيدل وايم ګيدړ لونبړي (١) | گیدڑ اور لومڑیان کیون نہ بھاگتے ہون گے |
| چه د لاهوت د ځنګل هسې مزري شين راغلې | کیونکہ جنگل لاهوت کا سبز شیر آیا ہے |

نصراللہ خان اورکزئی

رئیس پشاور

نصراللہ خان ، احمدشاہ درانی کے فوجی منصب دار درہ خیبر کے ایک قبائلی سردار قاسم خان اورکزئی کے فرزند ارجمند تھے ۔ حضرت میان صاحب چمکنی کے خادمان خاص مین ان کا شمار ہوتا تھا (٢) ۔ بڑے بہادر اور جری جوان تھے ۔ مولانا دادین کہتے ہین۔

| | |
|---|---|
| ولې دې هم له خادمانو دد دروو | چونکہ وہ بھی اس دربار کے خدام مین شامل |
| د خیبر د درې څکه شیر نر وو (٢) | تھے یہی وجہ ہے کہ درہ خیبر کے بہادرشیرتھے |

نصراللہ خان حضرت میان صاحبؒ کے ساتھ نہایت والہانہ عقیدت و محبت رکھتے تھے اور ہر وقت پروانہ وار آپ کی خدمت مین حاضری دیتے ۔ ایکبار حضرت میان صاحب اپنے پیر و مرشد حضرت جی اکؒ کے مزار پر انوار کی زیارت کے ارادے سے اٹک روانہ ہوئے اس موقعہ پر نصراللہ خان بھی موجود تھے ہمراہ جانے کی خواهش کی ۔ آپ نے ان کو مصلحتاً نہ جانے کی ہدایت فرمائی ۔ آپ پیچھے رہ جانے پر آمادہ نہ ہوئے اور ساتھ چل دئیے ۔ مولانا دادین فرماتے ہین ۔

---

(١) مناقب از مولانا دادین ورق ٣٩ ۔

نورالدین خان کے مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو

احمدشاہ تالیف گنڈا سنگھ طبع بمبئی ١٩٥٩ء ص ٢٢١۔ ٢٢٣-٢٤٣-٢٨٣-٢٨٨-

(٢) مناقب از مولانا مسعودگل ص ٩١-٩٢۔ (٣) مناقب از مولانا دادین ورق ٣٣۔

که د منعې شمع خوځه خوځوي سر خپل
پتنګ نه اوړي پر اچوي ځګر خپل [(١)]
چه په نور د میان صاحب لکه پتنګ وو
چه دا شمعه څني تله ملك په ده تنګ وو
شه روان په خادمانو کښ له جمعې
پروانه نه ټکاویږي بې له شمعې [(٢)]

شمع ( پروانے کو خبردار کرنے کے لئے ) جتنا بھی اپنا سر هلاتا هے پروانه نهین رکتا اور اپنا جگر جلاتا هے ۔ چونکه وه میان صاحبؒ کے نور کا پروانه تهے جب یه شمع جاتا تها تو ملک اس پر تنگ ( هو رها ) تها ۔ خدام کی جماعت مین روانه هوئے اور پروانه شمع کے بغیر کب ٹهہرتا هے ۔

نورمحمد خوگیانی
حاکم ( پشاور )

نورمحمد خوگیانی قندهار کے رهنے والے تهے اور درانی افغانون کی خوگیانی شاخ سے تعلق رکهتے تهے ۔ احمدشاه درانی کے دور حکومت مین پشاور کے صوبیدار اور حضرت میان صاحب چمکنی کے نهایت عقیدت مند اور فرمانبردار تهے ۔ اکثر و بیشتر آپ کی صحبت مین حاضر هوکر فیضیاب هو جاتے تهے ۔ ایک بار سردار جهان خان خوگیانی کے همراه حضرت میان صاحب کی خدمت مین حاضر هوئے تو دوران مجلس آپ کے تصرف و کرامت کے حیرت انگیز واقعات دیکھ بے حد متاثر هوئے [(٣)] ۔

نورمحمد قریشی ، شیخ

شیخ نورمحمد نسباً قریشی تهے اور موضع تهانه ( مالاکنڈ ایجنسی ) مین سکونت رکهتے تهے ۔ اپنے حسب و نسب اور جائے رهائش کے بارے مین لکهتے هین ۔

---

(١) ، (٢) مناقب از مولانا رادین ورق ٣٣ و ورق ١٥٦ ۔
(٣) ایضا ورق ٨٣- ٨٥ ۔
مناقب از مولانا مسعود گل ص ٣٨ - ٥٠ ۔

| | |
|---|---|
| هم په صوات ځما وطن دي | سوات میرا وطن هے |
| په تانړه کښې مسکن دي | اور تهانه میری جائے سکونت هے |
| که قریش یم پــه نسب | اگر چه نسباً مین قریش هون |
| ډیر کهتر یم پــه حسب (۱) | تاهم حسباً بہت کہتر هون |

آپ حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے قدیمی خادم اور منظور نظر مرید تھے ۔ تقریباً ۲۲ برس تک آپ کی صحبت مین رہ کر روحانی فیض حاصل کیا اور اس دوران مین آپ کے کشوف و کرامات کے بے شمار واقعات کا مشاهده کیا ۔ آپ کی کرامات کا ذکر کرتے هوئے لکھتے هین ۔

| | |
|---|---|
| کرامات وو بې نظیره | ( آپ کی ) کرامات بے نظیر تھین |
| چه خارج دي له تحریــره | دائره تحریر ( مین لانے ) سے باهر هین |
| نه سوونه نــه هزار وو | نه سیکڑون تهین نه هزارون ( کرامات ) |
| له لکونو نه بسیار وو (۲) | تھین بلکه لاکھون سے بھی زیاده تھین ۔ |

شیخ نورمحمد نهایت عابد و زاهد صوفی تھے ۔ بزرگان دین کے خادم وقدردان اور خلاف شرع لوگون کے سخت مخالف تھے ۔ اپنی تمام عمر گرامایه اولیاء و علماء کی مجالس مین گزاری ۔ اپنے دور کے ثقه علماء و صوفیاء مین ان کا شمار هوتا تھا ۔

آپ ابتداً سعدالدین نقشبندی کے هاتھ پر بیعت هوئے تھے ۔ طریقهٔ چشتیه مین شیخ لطیف بغدادی چشتی اور طریقهٔ قادریه مین میان شہامت خان هشتنگری سے استفاده کیا تھا ۔ بعد مین حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے هاتھ پر تجدید بیعت کرکے آپ کے دربار پروقار کے ساتھ منسلک هو گئے ۔ (۳)

---

(۱) نورالبیان ورق ۷۵- ۷۶-    (۲) ایضا ورق ۶۵ -
(۳) بیان احوال شیخ نورمحمد ( قلمی ) از هدا محمد بن شیخ نورمحمد ۔

آپ حضرت میان صاحب چمکنیؒ کی صحبت مین پہنچنے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہین کہ مین اولیاء و فقراء کی تلاش مین اپنے اپنے گھر سے نکل کر ہندوستان کی جانب روانہ ہوا راستے مین بہت سے علماء و مشائخ سے ملاقات ہوئی مگر کسی کی صحبت سے متاثر ہوکر معتقد نہ ہوا ۔ آخرکار سرہند مین ایک صاحب کمال ولی اللہ سے مل کر ان کی مریدی کا شرف حاصل کیا ۔ کافی مدت ان کی صحبت مین گزاری روحانی کمال حاصل کرنے کے بعد وہان سے واپس اپنے وطن روانہ ہوا ۔ راستے مین جگہ جگہ حضرت میان صاحب چمکنیؒ کی تعریف سنی اور لوگون کی زبانی یہ سننے مین آیا کہ :

| | |
|---|---|
| یو غوث د زمانې قطب الافاق دې | ایک قطب زمان اور قطب آفاق ہین |
| پیدا شوې په زمین شمس الاطباق دې | اور زمین پر شمس الاطباق کے مانند ( روشن ) |
| سمه صوات څه سنده او هند عجم عرب | ہین ۔ ہشتنگر سوات ، سندھ اور ہند کے |
| په دربار کښې پراته وي په ادب | باشندے اور اہل عجم و عرب ( آپ کی ) درگاہ |
| څوارلس واړه طريقې په کمال دي | مین ادب و احترام کے ساتھ موجود رہتے ہین |
| باطني کارونه ټول ې په اکمال دي | کل چودہ سلاسلِ سلوک مین آپ کو کمال حاصل ہے |
| په ظاهر علم کښې هم بحر مواج دې | اور باطن کے سب کام بھی مکمل ہین ۔ |
| في الواقع د علماء د سر تاج دې (۱) | ظاہری علوم کے بھی بحر موّاج ہین |
| | اور دراصل علماء کے سرتاج ہین ۔ |

شیخ موصوف کا بیان ہے کہ ہر جانب آپ کی شہرت کا چرچا تھا لہٰذا مین آزمائش کے طور پر آپ کے پاس آیا تو ایسا محسوس ہوا کہ عوام و خواص کا ایک سیلاب امڈ آیا ہے ۔ مولانا مسعود گل ان کا بیان نقل کرتے ہوئے لکھتے ہین ۔

---

(۱) مناقب از مسعود گل ص ۱۰ ۔

| چه د ملکوعالمان وار ه دلته دي | هر ملک کے علماء یہاں ہیں ( آپ کے دربار میں) |
| --- | --- |
| فقیران او بادشاهان وار ه دلته دي | اور سب فقراء اور بادشاہ یہاں ہیں |
| امیران او ملکان او وزیـــران | امراء و وزراء اور مُلِک |
| حاجتمند او مظلومان او رنځوران | ضرورت مند، مظلوم اور بیمار |
| لکه ملخ میږي لښکرې پر ډیره وي | چیونٹیوں اور ٹـڈیوں کے مانند کثیر تعداد میں |
| کلي کور وربانـد ډکې هم میره وي (١) | یہاں ڈیرہ ڈالے ہوئے تھے یہاں تک کہ گاوں کے |
| | علاوہ باہر صحرا میں بھی رہا کرتے تھے |

کہتے ہیں کہ اس ملاقات کے دوران آپ کے جاہ و جلال و عظمت شان سے میں بے حد متاثر ہوا اور ان کے حلقۂ مریدین میں شامل ہو کر آپ کا طوق ارادت زیب تن کیا ـ

شیخ موصوف پشتو زبان کے اچھے شاعر تھے ـ انہوں نے ١١٩٨ھ – ١٧٨٣ء میں صاحبزادہ بازگل کی فرمائش پر میاں صاحب چمکنی کے مناقب پر ایک کتاب لکھی جو "نورالبیان" کے نام سے موسوم ہے ـ یہ کتاب ان کے تبحر علمی اور تصوف و سلوک میں ان کے بلند مقام پر ایک ناقابل تردید دلیل کی حیثیت رکھتی ہے ـ

نورالبیان کی زبان پشتو اور نظم کی شکل مثنوی ہے ـ اس میں میاں صاحب کی کرامات کے تقریباً ساٹھ واقعات کا بیان کیا گیا ہے ـ اور کل تقریباً ڈھائی ہزار ابیات پر مشتمل ہے اور اس کا ایک فوٹو سٹیٹ کاپی راقم الحروف کے پاس محفوظ ہے ـ

شیخ موصوف کے دیگر آثار میں سے ایک قصیدہ بردہ کی منظوم شرح بھی دستیاب ہے جس کے آخر میں میاں صاحب چمکنیؒ کے ساتھ عقیدت و تعلق کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں ـ

---

(١) مناقب از مسعودگل ص ١١ ـ

چه مرشد م د ارشاد دې
هم م ځاۍ د اعتقاد دې
د څمکنو صاحب د مراد دې
شکر دا چه م استاد دې
وشه وسیله م پا !! رسول ته غوث زمان دې

جو میرے مرشد ہین
اور میری جائے اعتقاد ہین
میان صاحب جمکنی میرا مقصود و مراد ہین
شکر ہے اس بات پر کہ میرے استاد ہین
رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو یہ غوث زمان میرا
وسیلہ ہے -

شاکر اوسه نورمحمده
مرشد لوئ لرې بې حده
مکرم دې له صمده
محاسن ې بې عدده
چه په شمارې کنګ سحبان دې (1)

اے نورمحمد شکر گزار رہو
کہ تو بے حد بڑا مرشد رکھتا ہے
وہ اللّٰہ بے نیاز کی طرف سے مکرم و معزز ہین
اور آپ کے محاسن اتنے ان گنت ہین کہ
( مشہور و معروف فصیح اللّسان شخص ) سحبان
کی زبان بھی اس کو شمار کرنے سے قاصر ہے

شیخ نورمحمد کی اولاد مین سے صرف ایک فرزند ھدٰی محمد کا نام ملتا ہے - جو صاحبزادہ محمدی کے مرید تھے - بڑے زاہد و عابد اور پشتو زبان کے اچھے شاعر گزرے ہین - نورالبیان (قلمی) کے حاشیہ پر ھدٰی محمد کی کئی غزلین درج ہین -

## یوسف درانی، اخوند ملا

ملا یوسف درانی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اور حضرت میان صاحب جمکنی کے خاص

---

(١) تیر ہیر شاعران از عبدالحلیم اثر اشاعت اول طبع پشاور ١٩٦٣ء ص ١٠٩ -
ایضاً ملاحظہ ہو روحانی تڑون از عبدالحلیم اثر ص ٤٤٥ -

الخاص مرید تھے زندگی کا بیشتر حصہ چمکنی مین گزارا بلکہ ملا موصوف کے ایک بیان سے ایسا مترشح ہوتا ہے کہ موضع چمکنی ہی مین مستقل سکونت[1] اختیار کئے ہوئے تھے - ان کے پیر مرشد ان پر بیحد مہربانی اور نوازش فرماتے تھے یہان تک کہ ان کے چشمہ فیض سے سیراب ہوکر ولایت و عرفان کے بلند مقام حاصل کیا - حضرت میان صاحب کے کشوف و کرامات کے بہت سے چشم دید واقعات ان سے منقول ہین[2]

ایران پر لشکر کشی کے دوران راستے مین جب احمد شاہ نے قلعہ مستونگ کا محاصرہ کرلیا اور اس موقعہ پر ملا یوسف کے علاوہ حضرت میان صاحب کے دیگر تین ایسے مرید شامل تھے جو اوتاد کے مرتبہ مین تھے - مولانا دادین اس واقعے کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہین کہ -

| | |
|---|---|
| اوس تہ واورہ چہ لہ دہ سرہ اوتاد وو | اب (یہ بات) سن لو کہ اوتاد اس کے ہمراہ تھے |
| نام پہ نام ئې تاتہ بنکم چہ ھسې زیاد وو | نام بنام تحریر کرتا ہون کہ اتنے زیادہ تھے |
| یو لہ دوئ اخوند اکرم وو ورسرہ | ان مین سے ایک اخوند اکرم اس کے ساتھ تھا |
| تل اخوند جان محمد پہ دین کرہ | دوسرا اخوند جان محمد جو دین مین بہت کھرا |
| بل وتد ولی اخوند ملایوسف وو | تھا دوسرا وتد ولی اخوند ملا یوسف تھا |
| ریاضت تھ ئې شیطان پہ تاسف وو | جس کی ریاضت کو دیکھ کر شیطان متأسف رہتا |
| لہ چمن د وحدت خلورم گل دئ | چمن وحدت سے چوتھا "گل" ہین |
| زہ ئې نہ بنیم اکثر حکم د گل دئ[1] | مین اس کا اکثر نہین بتاتا (اکثر) گل کے حکم مین ہے - |

---

(۱) مناقب میان صاحب چمکنی از مولانا مسعود گل ص ۴۰

(۲) مناقب ازمولانا مسعود گل ص ۱۷ - ایضا ۴۱ - ۵۰ - ۵۲ - ۶۲ -

مناقب میان صاحب چمکنی از مولانا دادین ورق ۲۱

(۳) مناقب میان صاحب چمکنی از مولانا دادین ورق ۲۱

ملا یوسف کی تاریخ وفات معلوم نہین ہوسکی البتہ یہ بات یقینی ہے کہ ۱۱۸۶ھ / ۱۷۷۲ء مین بقید حیات تھے - (۱)

معاصر تذکرہ نگارون کی کتابون مین حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے بعض ایسے مویدین و خلفاء کے نام ملتے ہین جنہون نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ آپ کی صحبت مین گزارا - آپ کے کشوف و کرامات کو اپنی آنکھون سے دیکھا - آپ کے زیر تربیت رہ کر ذکر و فکر اور مجاہدات کے ذریعے تزکیہ نفس حاصل کیا اور ان مین سے اکثر سلسلہ نقشبندیہ کے انوار و فیوضات کو عام کرنے کی خاطر اذن و خلافت سے بھی سرفراز ہوئے مگر تاحال ان کے حالات پردہ خفا مین ہین - ایسے چند حضرات کے نام حسب ذیل ہین -

(۱) اخوندزادہ ساکن تنگی (تحصیل چارسدہ)

(۲) اشرف بنیوری، ملا

(۳) اصالت خان

(۴) اعظم بنیوری، ملا

(۵) افضل، ملا

(۶) پیر غلام

(۷) جہان قاضی ساکن پانڈو

(۸) خواجہ مدی خیل

(۹) دیندار پشاوری، شیخ

(۱۰) رحمت، ملا

(۱۱) رشید کمال زئی، ملا

---

(۱) مناقب میان صاحب چمکنی از مولانا مسعود گل ص ۵۰ -

۱۲) سیدعالم شاہ

۱۳) سیدعلی — ۱۱۹۴ھ/ ۱۷۸۰ء میں زندہ تھے -

۱۴) سیدعلی نور ہشتنگری

۱۵) سید نور، ملا

۱۶) سیف الدین ولد پیر شکور مدی خیل ساکن مردان

۱۷) شرف، ملا

۱۸) سلیمانی، حاجی

۱۹) صدیق پشاوری، باغبان

۲۰) صدیق مدی خیل

۲۱) عبدالحق، ملا

۲۲) پیرغلام ساکن خونه

۲۳) فیض، مرزا

۲۴) فضل، ملا

۲۵) قریش جلال آبادی، قاضی

۲۶) گل محمد ارمڑ

۲۷) محمداکبرخان ساکن کانگڑہ (تحصیل چارسدہ )

۲۸) محمد بیگ

۲۹) محمد گل

۳۰) محمد میر

۳۱) مسعود قاضی - ۱۱۹۰ھ/ ۱۷۷۶ء میں زندہ تھے -

۳۲) میر جعفر خان

۳۳) میرحسین

۳۴) نصیر پشاوری، شیخ (۱)

علاوہ ازین اس دور مین بعض شخصیتین ایسی بھی موجود تھین جو اپنے وقت کے نامور علماء و صوفیاء شمار کئے جاتے ھین مگر تادم تحریر ھذا یہ معلوم نہین ھوسکا ھے کہ حضرت میان صاحب چمکنیؒ کے ساتھ ان کی ملاقات ھوچکی ھے یا نہین - ایسے چند مشاھیر علماء کے اسماء گرامی درج ذیل ھین -

۱) جنید پشاوری، شیخ (المتوفی ۱۱۶۲ھ / ۱۷۴۸ء)

۲) حبیب پشاوری، شیخ (المتوفی ۱۰۹۲ھ / ۱۶۸۱ء)

۳) دریاخان قباپوش، حاجی (سن وفات نامعلوم)

۴) شاہ قبول پشاوری، حضرت (المتوفی ۱۱۸۱ھ / ۱۷۶۷ء)

۵) شیرمحمد گگیانی، اخوند - ساکن دوابہ (ضلع پشاور) سن وفات نامعلوم -

۶) عبدالرشید پشاوری، اخوند (سن وفات نامعلوم)

۷) حافظ البوری، - دیکھین معظم خان (المتوفی ۱۲۱۵ھ / ۱۸۰۰ء)

۸) محمد صدیق، حافظ - ساکن بشونڑئی (بنیر) المتوفی ۱۱۹۸ھ / ۱۷۸۳ء -

۹) محمدغوث پشاوری ثم لاھوری، اخوند (المتوفی ۱۱۵۲ھ / ۱۷۳۹ء)

۱۰) مسعود پشاوری، شیخ (المتوفی ۱۱۸۱ھ / ۱۷۶۷ء)

۱۱) معظم خان (المتوفی ۱۲۱۵ھ / ۱۸۰۰ء)

---

(۱) ملاحظہ ھون - مناقب از مسعودگل صفحات ۴۲ - ۴۴ - ۵۵ - ۶۱ - ۶۲ - ۵۲ - ۵۴ - ۵۷ - ۵۹ - ۷۰ - ۷۱ - ۹۲ - ۹۵ - ۱۰۶ - ۱۰۸ - ۹۷
مناقب از مولانادادین (قلمی) اوراق ۱۵۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰ - ۱۰۰ - ۱۰۱ - ۱۱۶ - ۱۱۷ - ۱۰۰
مناقب از مولانا نورمحمد (قلمی) اوراق ۲۹ - ۳۵ - ۵۳ - ۶۰

مقاله کے اختتام پر تبرکاً حضرت میاں محمد عمر چمکنیؒ کے حق میں آپ کے فرزند اکبر حضرت میاں محمدیؒ کے مندرجہ ذیل دعائیہ کلمات نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں -

تَغَمَّدَہُ اللّٰہ بغفرانہٖ واَسکنَہٗ فراد لیھن جنانہٖ وافاض علیہ وِلاءَ الفضلِ والامتنانِ واُطلقَ برشحاتِ برکاتہٖ نوائر النیرانِ رَوَّحَ اللّٰہ روحَہٗ وزاد فی جوار الصدیقینَ فتوحَہٗ اللّٰھم بَرِّد مضجعہٗ ونَوِّر مرقدہٗ اَعلِ علیٰ بناء النّاسِ بناءہٗ واملاً بالآء الوافرۃِ وِعاءَہٗ واحشُرہ فی زُمرۃ الصالحینَ الاخیار والشُرہ فی طائفۃ الصدیقینَ الابرار برحمتک یا عزیز الغفّار - آمین ثم آمین - (۱)

رَبَّنا لا تُؤاخِذْنا اِنْ نَسینآ او اخطأنا - (۲)

سبحانَ ربِّکَ ربِّ العزۃِ عمّا یصفون ہ وسلامٌ علی المرسلینَ ہ والحمد لِلّٰہ ربِّ العالمینَ ہ (۳)

***********

---

(۱) مقدمہ مقاصد الفقہ از صاحبزادہ محمدی ( قلمی ) ورق ۱ - ۲

(۲) سورہ البقرہ ۲ : ۲۸۶

(۳) سورہ ص ۳۸ : ۱۸۰ - ۱۸۲ -

## مراجع اور مصادر

مقالہ لکھنے میں جن کتب و رسائل سے مدد لی گئی ان کی فہرست حسب ذیل ہے ۔

### مخطوطات


۱- الفج العمیق از مولانا شیرمحمد خان کاگیانی ۱۱۸۱ھ ( فارسی و عربی )

۲- اللآلی علیٰ نہج قوافی الامالی از میان محمد عمر چمکنیؒ ( عربی منظوم )

۳- المعالی شرح امالی از میان محمد عمر چمکنیؒ ۱۱۵۸ھ ( فارسی )

۴- الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر از شیخ عبدالوہاب شعرانی ( عربی )

۵- برہان الاصول از صاحبزادہ محمدیؒ ، ۱۲۰۸ھ ( عربی )

۶- تحفۃ السالکین از محمد درویش لاہوری ( فارسی )

۷- تقدمۃ علیٰ مقدمۃ الفتوحات الغیبیہ از ڈاکٹر سید سعیداللہ ( مقالہ برائے پی ایچ ڈی ) ( عربی )

۸- توضیح المعانی از میان محمد عمر چمکنیؒ ( پشتو منظوم )

۹- چمنِ بے عدیل از میان اخزر گل ( فارسی و پشتو )

۱۰- خاتمہ خلاصۃ الانساب از حافظ رحمت خان ( پشتو )

۱۱- دیوان خوشحال خان ( پشتو )

۱۲- دیوان سکندرخان ( پشتو )

۱۳- دیوان کاظم خان ۱۱۸۱ھ ( پشتو )

۱۴- دیوان محمدی صاحبزادہؒ ( پشتو )

۱۵- دیوان نجیب ( پشتو )

۱۶- رسالہ شجرۂ طریقت از صاحبزادہ احمدیؒ ۱۲۲۳ھ ( پشتو منظوم )

۱۷- رسالہ شجرۂ نسب از صاحبزادہ احمدیؒ ( پشتو منظوم )

۱۸- رسالۂ غوثیہ از محمد غوث قادری ۱۱۲۶ھ ( فارسی )

۱۹- رسالہ مسائل ذبائح از حافظ گل محمد مرغزیؒ ( عربی )

۲۰- رشحات عین الحیاۃ از واعظ کاشفی ( فارسی )

۲۱- روھی ادب از محمد نواز طائر ج دوم ۱۹۷۴ء ( پشتو )

۲۲- شرح صلوٰۃ ملہمہ از مولانا عبدالاحد بن بایزید ( فارسی )

۲۳- شمائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم از عبیداللہ میان گلؒ ۱۲۲۶ھ ( پشتو منظوم )

۲۴- شمائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم از میان محمد عمر چمکنیؒ ( پشتو منظوم )

۲۵- شمس الھدیٰ از میان محمد عمر چمکنیؒ ۱۱۸۳ھ ( عربی )

۲۶- صلوٰۃ محمدیؒ از صاحبزادہ محمدیؒ ( فارسی )

۲۷- ظواھر السرائر از میان محمد عمر چمکنیؒ ۱۱۱۲ھ ( فارسی )

۲۸- عبرت نامہ از صاحبزادہ احمدیؒ ( پشتو منظوم )

۲۹- لائق السمعۃ فی تحقیق الجمعۃ از صاحبزادہ احمدیؒ ۱۲۰۳ھ ( عربی )

۳۰- مجموعۂ نظم ھائے افغانی از مولانا عبدالرحیم - ( پشتو )

۳۱- مفتاح الایمان از میان مبین اللہ مکتوبہ ۱۲۸۱ھ ( فارسی منظوم )

۳۲- مقاصد الفقہ از صاحبزادہ محمدیؒ ۱۱۹۷ھ ( عربی )

۳۳- مکتوبات شیخ عبدالکریم بن اخوند درویزہؒ ( فارسی )

۳۴- مناقب غوث اعظم از ابن منیر ( پشتو منظوم )

۳۵- مناقب فقیر از شمس الدّین ( پشتو منظوم )

۳۶- مناقب میان صاحب چمکنیؒ از مولانا دادین ۱۲۱۹ھ ( پشتو منظوم )

۳۷- مناقب میان صاحب چمکنیؒ از مولانا محمد شفیق خٹک ( پشتو منظوم )

۳۸- مناقب میان صاحب چمکنیؒ از مولانا مسعود گل ( پشتو منظوم )

۳۹- مناقب میان صاحب چمکنیؒ از مولانا نورمحمد ( پشتو منظوم )

۴۰- نتائج الحرمین از محمد امین بدخشیؒ ۱۱۳۱ھ ( فارسی )

۴۱- نعتُ النبیؐ از صاحبزادہ محمدیؒ ( عربی منظوم )

۴۲- نورالبیان از مولانا نورمحمّد قریشی ۱۱۹۸ھ ( پشتو منظوم )

۴۳- هفت کشور از صاحبزادہ احمدیؒ ( پشتو منظوم )

## مطبوعہ کتب و رسائل

************

### قرآن مجید (۱)

--------

۴۴- آب کوثر از شیخ محمد اکرم طبع لاهور ۱۹۷۱ء ( اردو )

۴۵- آزاد پٹھان از اللّٰہ بخش یوسفی طبع کراچی ( اردو )

۴۶- احمدشاہ بابائے افغان از میر غلام محمد غبار طبع کابل ۱۳۲۲ھ شمسی ( فارسی )

۴۷- احمدشاهی تاریخ از محمود الحسینی طبع کابل ۱۹۷۳ء ( فارسی )

۴۸- اخبار هیواد کابل ۱۳-۱-۷۶ ، ۲۲-۱-۷۶ ، ۱-۲-۷۶ ( پشتو )

۴۹- اخوند پنجو باباؒ از نصراللّٰہ خان نصر طبع پشاور ۱۹۵۱ء ( پشتو )

---

(۱) فهرست مین اگر چہ حروف تهجی کی ترتیب کا لحاظ رکھا گیا هے مگر قرآن مجید کو اس سے مستثنی رکھ کر تبرکاً ابتداء مین درج کیا گیا هے ـ

۵۰- آداب المریدین از شیخ ضیاء الدین سہروردیؒ ( اردو ترجمہ از محمد عبدالباسط) طبع لاہور ۱۳۹۳ھ -

۵۱- ارشاد الطالبین از اخوند درویزہؒ طبع لاہور ۱۹۰۷ء ( فارسی )

۵۲- ارشاد المریدین از اخوند درویزہؒ طبع پشاور ۱۳۰۳ھ ( فارسی )

۵۳- اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ازابن اثیر الجزری طبع مصر ( عربی )

۵۴- الاصابہ فی تمیزالصحابہ از ابن الحجر العسقلانی طبع مصر ( عربی )

۵۵- التعرف لمذہب اہل التصوف از امام ابوبکر بن ابی اسحاق محمد بن ابراہیم یعقوب البخاری الکلاباذی ( اردو ترجمہ از ڈاکٹر پیر محمد حسن طبع لاہور ۱۳۹۱ھ )

۵۶- اصطلاحات الصوفیہ از کمال الدین ابی الغنائم عبدالرزاق بن جمال الدین الکاشی السمرقندی طبع لاہور - (عربی)

۵۷- اصول فقہ اور شاہ ولی اللہؒ ازڈاکٹر مظفر بقا طبع لاہور ۱۹۷۳ء ( اردو )

۵۸- المعجم الفہرس لالفاظ القرآن از فواد عبدالباقی

المعجم الفہرس لالفاظ الحدیث از فواد عبدالباقی

۵۹- انفاس العارفین ازشاہ ولی اللہ دہلویؒ طبع لاہور ۱۳۹۳ھ ( فارسی )

۶۰- اولس ( ماہنامہ ) نومبر ۱۹۶۷ء ( صاحبزادہ محمدیؒ از عبدالحلیم اثر ) (پشتو)

۶۱- اولس ( سالنامہ ) اکتوبر نومبر کوئٹہ ۱۹۶۹ء ( محمدی صاحبزادہ از عبدالحلیم اثر ) ( پشتو )

۶۲- اولس کوئٹہ ستمبر ۱۹۷۳ء

۶۳- انوار اصفیاء مرتبہ ادارہ تصنیف و تالیف شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور سلسلہ مطبوعات ۲۸۳- ( اردو )

۶۴- اولیائے کرام سلسلۂ مطبوعات اباسین نمبر ۳ طبع پشاور ۱۹۶۳ء ( پشتو )

۶۵- اولیائے لاہور از محمد لطیف ملک طبع لاہور ۱۹۶۲ء ( اردو )

۶۶- بحرالانوار از عبدالروف نوشہروی طبع پشاور ۱۳۸۳ھ ( پشتو )

۶۷- بندوبست مردان ۱۸۷۰ء

۶۸- بوارق الاسماع فی الحاد من یحل السماع از قاضی میرعالم طبع لاہور ۱۳۰۸ھ -

۶۹- بیان واقع از خواجہ عبدالکریم ( تصحیح و تعلیق از ڈاکٹر کے بی نسیم ) طبع لاہور ۱۹۷۰ء ( فارسی )

۷۰- پٹھان از اولف کیرو ( اردو ترجمہ از سید محبوب علی ) طبع پشاور ۱۹۶۷ء

۷۱- پشتانۂ د تاریخ پہ رنڑا کښ از بہادرشاہ ظفر کاکاخیل طبع پشاور ۱۹۶۵ء ( پشتو )

۷۲- پشتانہ شعراء از عبدالحئی حبیبی طبع پشاور 1951ء ( پشتو )

۷۳- تاریخ ادب عربی از بروکلمان

۷۴- تاریخ افاغنہ از مولوی عبدالمجید افغانی باجوڑی طبع آگرہ سلسلۂ مشاہیر افاغنہ ۳ ( اردو )

۷۵- تاریخ افغانستان از سید جمال الدین افغانی ( اردو ترجمہ از مولوی محمودعلی‌خان طبع لاہور ۱۳۳۲ھ -

۷۶- تاریخ ایران ج ۱ ، ج ۲ از پروفیسر مقبول بیگ بدخشانی طبع لاہور ۱۹۶۷ء ( اردو )

۷۷- تاریخ پشاور مرتبہ گوپال داس ( بندوبست ۱۸۶۹ء تا ۱۸۷۴ء ) طبع لاہور (اردو)

۷۸- تاریخ دعوت و عزیمت از ابوالحسن علی سید طبع اعظم گڑھ مطبع معارف ۱۹۵۷ء ( اردو )

۷۹- تاریخ ریاست سوات از محمد آصف خان حصہ اول طبع پشاور ۱۹۵۸ء (پشتو)

۸۰- تاریخ سلطانی از سلطان محمد خان طبع بمبئی ۱۲۹۸ ھ ( فارسی )

۸۱- تاریخ فرشتہ از محمد قاسم فرشتہ ( اردو ترجمہ از مولوی فدا علی طالب ) طبع حیدرآباد دکن -

۸۲- تاریخ مرصع ازافضل خان ( تصحیح و تعلیق از دوست محمد خان کامل ) طبع پشاور ۱۹۷۳ء ( پشتو )

۸۳- تاریخ سلطان پاکستان و بھارت ازسید هاشمی فرید آبادی طبع کراچی ۱۹۵۳ء ( اردو )

۸۴- تاریخ معتزلہ ازڈاکٹر زهدی حسن جاراللہ ( اردو ترجمہ از رئیس احمد جعفری) طبع کراچی ۱۹۶۹ء -

۸۵- تاریخ مشائخ چشت از خلیق احمد نظامی طبع دهلی ۱۹۵۳ء ( اردو )

۸۶- تبیان فی احکام شرب الدخان از ابوالخیر محمد معین الدین طبع نول کشور کانپور ۱۲۹۵ھ ( اردو )

۸۷- تحفۃ الابرار از مرزا آفتاب بیگ ج ۵ طبع دهلی ۱۳۲۳ھ -

۸۸- تحفۃ الاولیاء از میراحمد پشاوری طبع لاهور ۱۳۲۱ھ ( فارسی )

۸۹- تحقیقات چشتی از مولوی نوراحمد چشتی طبع لاهور ۱۹۶۳ء ( اردو )

۹۰- تذکرۃ الابرار والاشرار از اخوند درویزہ طبع پشاور ( فارسی )

۹۱- تذکرۂ خواجہ گیسو دراز از اقبال الدین احمد طبع کراچی ۱۹۶۶ء ( اردو )

۹۲- تذکرۂ شیخ رحمکار از سید سیاح الدین کاکاخیل طبع لائل پور ۱۹۶۳ء ( اردو )

۹۳- تذکرۂ صوفیائے پنجاب از اعجاز الحق قدوسی طبع کراچی ۱۹۶۲ء ( اردو )

۹۴- تذکرۂ صوفیائے سرحد از اعجاز الحق قدوسی طبع لاہور ۱۹۶۴ء ( اردو )

۹۵- تذکرۂ علماء و مشائخ سرحد از امیر شاہ قادری طبع لاہور ۱۹۷۲ء ( اردو )

۹۶- تذکرہ مردم دیدہ از عبدالحکیم حاکم طبع لاہور ۱۹۶۱ء ( اردو )

۹۷- تصوف اسلام از عبدالماجد دریاآبادی طبع لاہور ۱۳۹۳ھ ( اردو )

۹۸- تصویر کے شرعی احکام از مولانا مفتی شفیع طبع کراچی ۱۹۷۳ء ( اردو )

۹۹- تفسیر بیان القرآن از مولانا اشرف علی تھانوی ( اردو )

۱۰۰- تفسیر روح المعانی از علامہ محمود آلوسی بغدادیؒ ( عربی )

۱۰۱- تفسیر کبیر از امام ابوبکر الرازیؒ ( عربی )

۱۰۲- تفسیر ماجدی از مولانا عبدالماجد دریاآبادی ( اردو )

۱۰۳- تقویم تاریخی از عبدالقدوس ہاشمی طبع کراچی ۱۹۶۵ء ( اردو )

۱۰۴- تلبیس ابلیس از علامہ ابن الجوزی ( اردو ترجمہ از ابو محمد عبدالحق ) طبع کراچی -

۱۰۵- تواریخ حافظ رحمت خانی از پیر معظم شاہ ( اردو ترجمہ از روشن خان ) طبع کراچی ۱۹۷۴ء

۱۰۶- تورڈ ہیری بابا از نصراللہ خان نصر طبع پشاور ۱۹۵۲ء ( پو پشتو )

۱۰۷- تہذیب الاسلام از قاضی عرفان الدین طبع لاہور ۱۳۲۲ھ ( عربی )

۱۰۸- تیرہیر شاعران از عبدالحلیم اثرؔ طبع پشاور ۱۹۶۳ء ( پشتو )

۱۰۹- تیمورشاہ درانی از عزیز الدین وکیلی طبع کابل ۱۳۴۶ھ ( فارسی )

۱۱۰- جاوید نامہ از علامہ محمد اقبال

۱۱۱- جمال الاولیاء از مولانا اشرف علی تھانویؒ طبع لاہور (اردو)

۱۱۲- جمہوراسلام دسمبر ۱۹۶۲ء

۱۱۳- جمہور اسلام اکتوبر ۱۹۶۲ء

۱۱۴- جمہور اسلام جون ۱۹۷۳ء

۱۱۵- جہانکشائی درانی از عزیز الدین وکیلی طبع کابل ( فارسی )

۱۱۶- چارٹ شائع کردہ اطلاعات و نشریات ڈویژن بارڈر پبلسٹی آرگنائیزیشن ۱۹۷۳ء

۱۱۷- حالات مشائخ نقشبندیہ از محمد حسن طبع مراد آباد ۱۳۲۲ھ ( اردو )

۱۱۸- حضرت شیخ محمد شعیبؒ از نصراللہ خان نصر طبع پشاور ۱۹۵۳ء (پشتو)

۱۱۹- حیات افغانی از نواب محمد حیات خان ( اردو )

۱۲۰- خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ، ج ۲ از مفتی غلام سرور لاہوری طبع نول کشور کانپور ۱۲۸۱ھ ( فارسی )

۱۲۱- خورشید جہان از شیرمحمد خان گنڈہ پور طبع لاہور ۱۸۹۴ء ( فارسی )

۱۲۲- خیرالبیان از بایزید انصاری ( تحقیق و تعلیق از مولانا عبدالقدوس ) طبع پشاور ۱۹۶۷ء ( پشتو )

۱۲۳- دائرۃ المعارف آریانا ج دوم احمدشاہ بابا مقالہ ازعبیداللہ ہروی ۱۳۳۲ھ ( پشتو )

۱۲۴- دُرۃ الزمان از عزیز الدین وکیلی طبع کابل ۱۳۵۳ھ ( فارسی )

۱۲۵- درہ نادرہ از مرزا مہدی خان استرآبادی طبع تہران ۱۳۳۱ھ ( فارسی )

۱۲۶- د کندھار مشاہیر از محمدولی زلمئی طبع کابل ۱۳۲۹ھ -

۱۲۶ب دلیل العارفین از خواجہ قطب الدین بختیار کاکی طبع دہلی

۱۲۷- دولت درانیہ از مولوی رحیم بخش طبع دھلی ۱۳۲۱ھ ( اردو )

۱۲۸- دیوان احمدشاہ باباؒ ( پشتو )

۱۲۹- دیوان بیاتر ( پشتو )

۱۳۰- دیوان بیدل ( پشتو )

۱۳۱- دیوان حافظ الپوری ( پشتو )

۱۳۲- دیوان خواجه شمس الدّین محمد ( حافظ شیرازی ) ( فارسی )

۱۳۳- دیوان عبدالرحمٰن بابا ( پشتو )

۱۳۴- دیوان عبدالعظیم بابا ( پشتو )

۱۳۵- دیوان علی خان ( پشتو )

۱۳۶- دیوان مصری خان گگیانی ( پشتو )

۱۳۷- دیوان معزاللّٰه خان مہمند ( پشتو )

۱۳۸- د پشتو ژبې ادب او تاریخ ازصدیق اللّٰه رشتین طبع کابل ۱۹۵۳ء ( پشتو )

۱۳۹- د پشتنو تاریخ جلد اول و دوم از قاضی عطاء اللّٰه خان طبع پشاور ۱۹۶۲ء ( پشتو )

۱۴۰- د چکنو میان عمر صاحبؒ از عصراللّٰه خان عصر طبع پشاور ۱۹۵۱ء ( پشتو )

۱۴۱- روح اسلام مطبوعه فیروز سنز لاهور ناشر ڈاکٹر عبدالوحید ۱۹۶۳ء ( اردو )

۱۴۲- روحانی رابطه اور روحانی تڑون از عبدالحلیم اثر طبع پشاور ۱۹۶۵ء - ( پشتو )

۱۴۳- رودِ کوثر از شیخ محمد اکرام طبع لاهور ۱۹۷۵ء ( اردو )

۱۴۴- روز نامه مشرق ۳ اکتوبر ۱۹۷۶ء -

۱۴۵- روز نامه مشرق اگست ۱۹۷۲ء -

۱۴۶- رساله قشیریه ازامام ابوالقاسم قشیریؒ ( اردو ترجمه از ڈاکٹر پیر محمد حسن ) طبع کراچی ۱۹۷۰ء -

۱۴۷- رہنمائی کابل از محمد ناصر غرغشت طبع کابل ۱۳۴۵ھ (پشتو)

۱۴۸) ریکارڈاوقاف کمیٹی میاں‌صاحب چمکنیؒ دفتر اوقاف صوبہ سرحد پشاور (اردو)

۱۴۹- سراج التواریخ از محمود طوزی طبع کابل ۱۳۳۱ھ (فارسی)

۱۵۰- سر دلبران از شاہ محمد ذوقی طبع کراچی ۱۳۸۸ھ (اردو)

۱۵۱- سفینۃ الاولیاء از شہزادہ داراشکوہ، طبع لاہور (اردو ترجمہ)

۱۵۲- سلوک سلیمانی از مولانا اشرف خان طبع لاہور ۱۹۶۹ء (اردو)

۱۵۳- سنن ابی داودؒ از ابوداودؒ سلیمان بن الاشعث الازدی السجستانی (عربی)

۱۵۴- شاہنامہ احمد شاہ ابدالی از حافظ مرغزی طبع پشاور ۱۹۶۵ء (پشتو منظوم)

۱۵۵- شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات مرتبہ خلیق احمد نظامی ۱۹۵۰ء (فارسی)

۱۵۶- شرح عقائد از علامہ سعیدالدین مسعود بن عمر التفتازانی (عربی)

۱۵۷- شرح فقہ اکبر از علامہ ابو المنتہی احمد بن محمد الحنفیؒ (عربی)

۱۵۸- شریعت و طریقت از مولانا اشرف‌علی تھانویؒ طبع کراچی ۱۳۷۱ھ (اردو)

۱۵۹- شفاء العلیل اردو ترجمہ للقول الجمیل از شاہ ولی اللہ دہلویؒ طبع کراچیؒ ۱۹۷۴ء

۱۶۰- شمائل ترمذی از ابوعیسیٰ ترمذیؒ (عربی)

۱۶۱- صحیح البخاری از امام ابو عبداللہ بخاری (عربی)

۱۶۲- صولت افغانی از زرداد خان طبع حیدرآباد دکن ۱۸۷۶ء (اردو)

۱۶۳- علماء و مشائخ سرحد از محمد امیرشاہ قادری طبع لاہور ۱۹۶۴ء - (اردو)

۱۶۴- علوم القرآن از مولانا شمس‌الحق افغانی، طبع بہاول پور ۱۹۶۹ء (اردو)

۱۶۵- عوارف المعارف از محمد عمر بن شہاب الدین سہروردیؒ (اردو ترجمہ از حافظ سید رشید احمد) طبع لاہور ۱۹۶۲ء

۱۶۶۔ فتاویٰ دربارہ نماز جنازہ گناہگار ۱۳۰۲ھ (فارسی)

۱۶۷۔ فتاوی متعلق اشارت بالجابہ عند التشہد ۱۳۱۵ھ (فارسی)

۱۶۸۔ فتاوی متعلق تسوار کشیدن و تنباکو نوشی ۱۳۰۲ھ (فارسی)

۱۶۹۔ فتاوی متعلق نماز خلف الفاسق ۱۳۰۲ھ (فارسی)

۱۷۰۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری از علامہ ابن حجر عسقلانیؒ

۱۷۱۔ فقہ اکبر از امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۲۔ فکر و نظر اگست ۱۹۷۱ء

۱۷۳۔ فیوض یزدانی از شیخ عبدالقادر جیلانیؒ (اردو ترجمہ از مولانا عاشق الہی میرٹھی)
طبع کراچی ۱۹۶۵ء ۔

۱۷۴۔ قصہ شہزادہ جہاندارشاہ از صاحبزادہ احمدیؒ ۔(مرتبہ نصراللہ خان نصرؔ)
طبع پشاور ۱۹۶۱ء (پشتو)

۱۷۵۔ قطب الارشاد از فقیراللہ شاہ شکارپوریؒ طبع بمبئی ۱۳۳۵ھ (عربی)

۱۷۶۔ قلمی یاداشتین از ششتی گل چمن ملوکہ فضل سبحان ساکن جمکنی (منظوم پشتو)

۱۷۷۔ قند ماهنامہ نومبر دسمبر ۱۹۷۴ء (پشتو)

۱۷۸۔ قند ماهنامہ فروری ۱۹۷۲ء (پشتو)

۱۷۹۔ فوائد السالکین از بابا فرید گنج شکرؒ طبع لاهور ۱۳۳۰ھ ۔ (فارسی)

۱۸۰۔ کاکاصاحب از محمد سرفراز خٹک طبع بنون ۱۹۶۴ء (اردو)

۱۸۱۔ کاکا صاحب از نصراللہ خان نصر طبع پشاور ۱۹۵۱ء (پشتو)

۱۸۲۔ کتاب الاسلام از مولاناسید نذیرالحق قادری طبع دهلی ۱۹۴۰ء (اردو)

۱۸۳۔ کرامات امدادیہ از عبدالغنی صاحب طبع کراچی ۱۳۱۹ھ (اردو)

۱۸۴۔ کرامات صحابہ از مولانا اشرف علی تھانویؒ طبع کراچی ۱۹۷۳ء (اردو)

۱۸۵۔ کشف الظنون حاجی خلیفہ المعروف کاتب چلپی (عربی)

۱۸۶۔ کشف المحجوب از علی بن عثمان ھجویری طبع لاھور ۱۹۶۸ء (فارسی)

۱۸۷) کلید افغانی از پادری ھیوز، طبع لاھور ۱۸۷۲ء (پشتو)

۱۸۸۔ لاھور کے اولیائے سہروردیہ از محمد دین کلیم طبع لاھور ۱۹۶۹ء (اردو)

۱۸۹۔ لاھور مین اولیائے نقشبند کی سرگرمیان از محمد دین کلیم طبع لاھور (اردو)

۱۹۰۔ لباب المعارف العلمیہ ج ۱ و ۲ از مولانا عبدالرحیم طبع آگرہ ۱۹۱۸ء

۱۹۱۔ لوئی احمد شاہ باباؒ از عبدالحئی حبیبی طبع کابل (پشتو)

۱۹۲۔ مآثر عالمگیری (اردو ترجمہ از محمد فدا علی) طبع کراچی ۱۹۶۲ء

۱۹۳۔ ماھنامہ الرشید (دیوبند نمبر) ۱۹۷۶ء (اردو)

۱۹۴۔ مثنوی پس چہ باید کرد از علامہ محمد اقبالؒ

۱۹۵۔ مثنوی از مولانا جلال الدین رومیؒ طبع نول کشور لکھنو ۱۹۱۳ء (فارسی)

۱۹۶۔ مخزن الاسلام از اخوند درویزہؒ، طبع پشاور ۱۹۶۹ء (پشتو)

۱۹۷۔ مشکٰوۃ المصابیح از ولی الدین ابو عبداللّٰہ الخطیب التبریزی (عربی)

۱۹۸۔ معجزات انبیاء از مولانا شبیر احمد عثمانیؒ (اردو)

۱۹۹۔ معدن السرور فتوی بہاولپور از علامہ شمس الحق افغانی طبع پشاور (اردو)

۲۰۰۔ معرفت از محمد عباس، طبع پشاور ۱۹۷۰ء (پشتو)

۲۰۱۔ معزاللّٰہ خان کا اردو کلام از سیف الرحمن سید پشتو اکیڈیمی مطبوعات کا سلسلہ نمبر ۱۹ (اردو)

۲۰۲۔ معیت الٰہیہ از شاہ عبدالغنی پھولپوری ناشر خانقاہ اشرفیہ ناظم آباد ۴ کراچی (اردو)

۲۰۳- مقالات شبلی ج ۷ طبع اعظم گڑھ ۱۹۳۸ء (اردو)

۲۰۴- مقامات قطبیہ از شیخ عبدالحلیم بن شیخ رحمکار طبع دھلی ۱۳۱۸ھ (فارسی)

۲۰۵- مقدمہ تاریخ العلامہ ابن خلدون از علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون المغربی (عربی)

۲۰۶- مکتوبات شیخ عبدالکریم بابا بن اخوند درویزہؒ مرتبہ شیراحمد وردگ طبع پشاور (فارسی)

۲۰۷- مکتوبات شیخ فقیراللہ شاہ شکارپوری طبع لاھور (فارسی)

۲۰۸- مکتوبات مجدد الف ثانیؒ (فارسی)

۲۰۹- مکتوبات معصومی (فارسی)

۲۱۰- مناقب میان صاحب جمکنیؒ از مولانا مسعودگل طبع دھلی ۱۲۹۹ھ (پشتو منظوم)

۲۱۱- موج کوثر از شیخ محمد اکرم طبع لاھور ۱۹۵۸ء (اردو)

۲۱۲- نصیحۃ عباد اللہ وامۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منسوب بہ حضرت میان صاحب جمکنیؒ طبع کانپور ۱۳۰۰ھ (فارسی)

۲۱۳- نفحات الانس از عبدالرحمٰن جامیؒ (اردو ترجمہ از سید احمدعلی چشتی) طبع لاھور ۱۹۵۵ء-

۲۱۴- تنکیالی پشتانہ از الحاج محمدخان میر ھلالی طبع پشاور ۱۳۷۷ھ (پشتو)

۲۱۵- وجود و شہود از حمزہ خان شنواری طبع پشاور ۱۹۷۴ء (اردو)

۲۱۶- ورکہ خزانہ از همیش خلیل حصہ دوم طبع پشاور ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۰ء (پشتو)

۲۱۷- ھدایۃ الطالبین از شیخ ابوسعید مجددی دھلویؒ طبع لاھور ۱۹۱۲ء

۲۱۸- ھمعات از شاہ ولی اللہؒ دھلوی طبع حیدرآباد دکن ۱۹۶۴ء (فارسی)

۲۱۹- ھندوستان کی حالت (برطانوی تسلط کے قریب) از اوون سڈنی (اردو ترجمہ از سید ھاشمی فریدآبادی) طبع حیدرآباد دکن -

۲۲۰- یوسفزے افغان از اللہ بخش یوسفی طبع کراچی ۱۹۶۰ء (اردو)

221. Ahmad Shah Durrani by Ganda Singh, Bombay, 1958.

222. Afghanistan by Hamilton, London, 1906.

223. An account of the Kingdom of Caubul by Elphinstone, London, 1842.

224. History of Afghanistan by Malleson.

225. History of the Afghans by Ferrier J.P. 1858.

226. Journal of the Asiatic Soceity of Bengal, 1917.

227. Kingdom of Afghanistan by G.P.Tate, Karachi.

228. Life and works of Nawab Siddiq Hasan Khan of Bhopal by Dr. Saeedullah Qazi, Lahore, 1973.

229. Note on Afghanistan by Maj. H.G. Roverty, 1888.

230. On a Foreign approach to Khushal by Dost Mohd Khan Kamil, Peshawar, 1968.

231. Persian Literature by C.A.Story.

232. Peshawar by Dr. Ahmad Hasan Dani, Peshawar, 1967.

233. Political Leadership among Swat Pathans (Ph.D. thesis submitted) by Fredrik Barth, 1970-72.

234. SETTLEMENT OF THE PESHAWAR DISTRICT, 1962.

235. The District Sensus of Gujranwala.

236. The Pathans by Olaf Caroe, London, 1961-62.

237. The Races of Afghanistan by S.M.H.W. Bellow C.S.I, Lahore.